

ایمانی

از

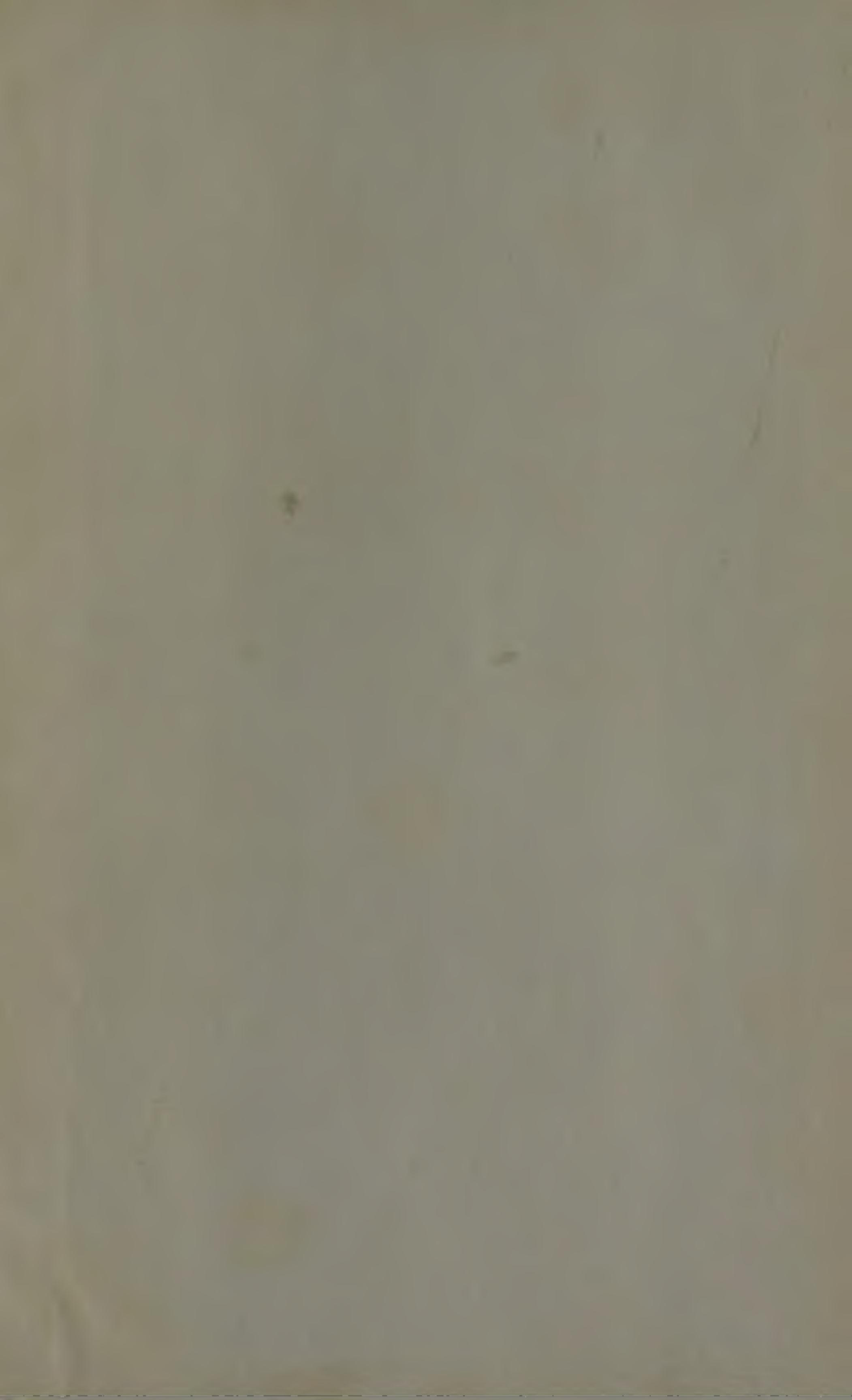
مولانا مفتی محمد رفیع الدین مینا

○

مکتبہ اسلامیہ کراچی

۱۰۰، لکھنؤ روڈ، کراچی



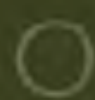


# اسلامی فقہ

تقریباً دو ہزار مسائل کے شرعی جوابات  
ہر مسلمان گھرانے کے لیے لازمی کتاب

اسر

مولانا منہاج الدین مینائی



ناشر

مکہ پبلشنگ کمپنی

۴۰۔ اردو بازار ۰ لاہور





# عبادات

طهارت

نماز

روزہ

زکوٰۃ

حج

قربانی





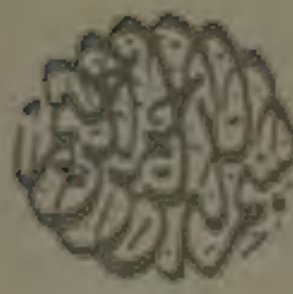
TECHNICAL SUPPORT BY



CHUGHTAI  
PUBLIC LIBRARY

Masood Faical Jhandir Library





## فقہ کے معنی

فقہ عربی زبان کا لفظ ہے اور علم کا مرادف ہے، دونوں میں فرق یہ ہے کہ علم محض جاننے کو کہتے ہیں اور فقہ سمجھ بوجھ کر اور حقیقت سے پوری طرح واقف ہو کر جاننے کو کہتے ہیں لغت میں الفقه کے معنی الحدق والغنۃ اور فقیہ کے معنی شہید الفہم اور عالم ذکی کے ہیں، فقہ الکلام ایسے شخص کے لئے کہا جاتا ہے جس نے بات کو اچھی طرح سمجھ لیا ہو۔

## علم فقہ

اسلامی شریعت کی اصطلاح میں علم الفقہ کی تعبیر اس طرح کی گئی ہے "العلم بالاحکام الشرعیۃ العلمیۃ من أدلتہا التفصیلیۃ" یعنی احکام دین کا تفصیلی علم حاصل کرنا اور اُن کی دلیلوں اور حکمتوں سے واقف ہونا۔ اس علم کے ذریعے وہ قوانین اور ضابطے جو اللہ اور اُس کے رسول نے اللہ کے حقوق ادا کرنے اور صحیح طریقے سے اُس کی اطاعت کرنے کے مقرر فرمائے ہیں اور جو ہدایات اپنے نفس کا حق ادا کرنے، اپنے گھر والوں اور گھر سے باہر کے لوگوں کے حقوق ادا کرنے، اُن کے ساتھ معاملات کرنے اور آپس میں تعلقات قائم رکھنے کے لئے دی ہیں اور ان سب باتوں کے لئے جو آداب و شرائط مقرر کیے ہیں اُن کا تفصیلی علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ الفاظ دیگر سارے انفرادی و اجتماعی معاملات سے متعلق قرآن و سنت نے جو احکام دیے ہیں اور اسلامی زندگی بسر کرنے کا جو ضابطہ ہمارے لئے منظور فرمایا ہے، اُسی کے جانتے کا نام علم فقہ ہے۔







پیش لفظ

اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ عقائد و نظریات اور عبادات سے لے کر زندگی کے اخلاقی، معاشرتی، اور معاشی و سیاسی اور تمدنی مسائل تک ہیں وہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن مجید نے زندگی کے نئے جن اصولوں اور قوانین کی تعلیم دی ہے ان کی تفصیل و توضیح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد و عمل سے فرمائی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی احکام کی توضیح بھی فرماتے تھے اور ان کی روشنی میں لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی دیتے تھے۔ نزول احکام میں جو اصول کارفرما نظر آتا ہے وہ ہے قلت تکلیف اور عدم حرج کا لحاظ۔ یعنی لوگوں پر کم سے کم بار ڈالا جائے اور زندگی میں تسلی کے بجائے کشادگی اور فراخی پیدا کی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تعلیم تبیین میں اس کا لحاظ فرماتے تھے۔ قرآن مجید میں اس کی طرف واضح اشارے بھی کئے گئے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوا ہے :-

جو اُس رسولِ امتی نبیؐ کی پیروی کرتے ہیں جسے وہ اپنے یہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں، اور جو انہیں بھلائی کا حکم دیتا، اور بُرائی سے روکتا ہے، ان کے لئے اچھی پاکیزہ چیزوں کو حلال اور بُری ناپاک چیزوں کو حرام ٹھہراتا ہے، اور اُن پر سے اُن کے وہ بوجھ اُتارتا ہے جو اُب تک اُن پر لُڈے ہوئے تھے اور وہ بندہ نہیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ  
الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا  
عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ  
يَأْمُرُهُمْ بِالْبِرِّ وَزَكَاةٍ وَيَنْهَاهُمْ  
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْجَبِّ  
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحْظِرُ  
عَنْهُمْ إصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ  
عَلَيْهِمْ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو کچھ سنتے یا جس طرح آپ کو عمل کرتے دیکھتے اس کی پیروی کرتے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مسائل کم ہی دریافت کرتے جن باتوں کی رہنمائی



کی انہیں ضرورت ہوتی خدا اور اس کا رسول خود ان میں ان کی رہنمائی فرمادیتے تھے ضرورت پڑنے پر صحابہ اجتہاد کے بھی مجاز تھے۔ اس کی اجازت خود رسول خدا نے انہیں مرحمت فرمائی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عہد صحابہ میں تو اجتہاد کی ضرورت خاص طور سے پیش آئے لگی۔ صحابہ کے سامنے جب بھی کوئی مسئلہ آتا تو سب سے پہلے وہ کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتے۔ اگر کتاب اللہ میں ان کو اس سلسلہ میں کوئی حکم نہ ملتا تو وہ سنت رسول میں اس کو تلاش کرتے اور اگر سنت رسول میں بھی انہیں اس سلسلہ میں کوئی رہنمائی نہ ملتی تو وہ خود کتاب و سنت کی روشنی میں اس مسئلہ پر غور کرتے، پھر اگر کسی امر میں ان کے درمیان اتفاق ہو جاتا تو وہ اجماع شرعی حجت کی حیثیت اختیار کر لیتا۔ اجماع نہ ہونے پر اہل افتار صحابہ اپنے اپنے اجتہاد سے مسئلہ کا استنباط کرتے۔ اس صورت میں کسی ایک کے فتویٰ پر عمل کر لینا کافی تصور کیا جاتا تھا۔ بالعموم لوگ اپنے اپنے شہر کے صاحب افتار صحابہ اور ان کے اکابر شاگردوں کی پیروی کرتے تھے۔

عہد نبوی کے بعد خلفاء راشدین اور جن دوسرے اہل افتار صحابہ نے فتوے دے دیے ہیں ان میں سے جن مجتہدین صحابہ کے فتاویٰ محفوظ ہیں ان کی تعداد ۴۹ ہے، ان میں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی شامل ہیں۔ صحابہ میں سے سات ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ پر مشتمل ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ وہ صحابہ جن میں سے ہر ایک کے فتاویٰ سے ایک چھوٹی سی جلد مرتب کی جا سکتی ہے ان کی تعداد بیس ہے۔ ایسے صحابہ جن کے فتاویٰ تعداد میں بہت کم ہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض کے صرف ایک یا دو فتوے منقول ہیں، ان سب کے فتاویٰ کو ایک چھوٹی کتاب میں جمع کیا جا سکتا ہے۔ ایسے صحابہ کی تعداد ۱۲۲ تک پہنچتی ہے۔

صحابہ کرام کے عہد میں فتوحات اسلامی کی وجہ سے اسلام کا دائرہ نہایت وسیع ہو گیا اور اکثر ایسے واقعات سے سابقہ پیش آنے لگا جن میں اجتہاد کی ضرورت تھی۔ چنانچہ صحابہ نے اجتہاد و استنباط سے کام لیا اور اس سلسلہ میں ان کے درمیان اختلافات بھی ہو گئے۔ اس اختلاف کی وجہ درحقیقت وہ اختلاف ہے جو ان کے درمیان منصوص علم کی واقفیت، قرآن و حدیث کے الفاظ کے معنی کے تعین اور طریق استنباط میں واقع ہوا ہے۔

شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت تک امت میں افتراق نہیں پیدا ہوا لیکن آگے چل کر حالات میں غیر معمولی انقلاب آیا۔ یہاں تک کہ بنی امیہ کے وسطی دور میں علماء و مکر وہوں میں بٹ گئے۔ ایک جماعت وہ تھی جو صرف ظاہر حدیث پر عمل کو لازم قرار دیتی تھی





















ابتدا طہارت سے پھر نماز پھر دوسری عبادات پھر معاملات کے مسائل مرتب کر دیے ہیں تاکہ  
والفصل (وراثت کے مسائل) کے ساتھ کتاب ختم کی۔

فقہ حنفی کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ محتاج بیان نہیں۔ یوں تو اس فقہ کو امام ابوحنیفہ  
کے زمانہ ہی میں مقبولیت حاصل ہو گئی تھی اس کے بعد جس قدر تیار ہوتے تھے ملک میں  
اس کی شاعت سی وقت ہو جاتی تھی لیکن تیسری ہجری سے دنیا کے اسلام میں سے  
عام مقبولیت حاصل ہوئی تو وہ ہو گئی۔ اس کے بعد تو بالعموم ہر زمانے میں حکومت و مملکتوں  
کی اکثریت کا یہی مسلک رہا ہے۔ مثلاً غلی قری دسویں صدی کے آخر اور گیارہویں صدی کے  
ابتداء میں لکھتے ہیں:

ان حنفیہ شیعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حنفیہ ترمذیہ کے واثق ہیں

اور قاضی شافعی

فقہ حنفی کی مقبولیت کی جس وجہ سے بنیادی خصوصیات ہیں جو اس میں پائی جاتی ہیں۔

مشاہدہ کے طور پر ہم یہ ہیں چند خصوصیات کے ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ فقہ حنفی کی تدوین کا زمانہ نہایت کثرت کے زمانہ میں تھا۔

۲۔ فقہ حنفی میں منہجیات کے باب میں دعوت و رہنمائی دوسری فقہوں کے منہجیات ہیں

۳۔ فقہ حنفی میں پائی جاتی ہے مہمانوں کے لئے جو چیز تہہ و تہی ہے۔

۴۔ فقہ حنفی میں دنیا کی قوت پر وقت نہایت زیادہ ہے۔

۵۔ فقہ حنفی میں شریعت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ترقی و ترقی کے ساتھ ساتھ

۶۔ فقہ حنفی میں شریعت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ترقی و ترقی کے ساتھ ساتھ

۷۔ فقہ حنفی میں شریعت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ترقی و ترقی کے ساتھ ساتھ

۸۔ فقہ حنفی میں شریعت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ترقی و ترقی کے ساتھ ساتھ

۹۔ فقہ حنفی میں شریعت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ترقی و ترقی کے ساتھ ساتھ

۱۰۔ فقہ حنفی میں شریعت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ترقی و ترقی کے ساتھ ساتھ

۱۱۔ فقہ حنفی میں شریعت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ترقی و ترقی کے ساتھ ساتھ

۱۲۔ فقہ حنفی میں شریعت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ترقی و ترقی کے ساتھ ساتھ

۱۳۔ فقہ حنفی میں شریعت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ترقی و ترقی کے ساتھ ساتھ



کرتے ہوئے سات روز بان میں فقہ کی کوئی ایسی کتاب ترتیب دی جائے جس سے عام  
مسنون باسانی استفادہ کر سکیں۔

شکر ہے کہ مکتبہ الحسنات دہلی نے اس ضرورت کے پیش نظر اردو  
زبان میں "اسلامی فقہ" مرتب کر کے شائع کی۔ اس اسلامی فقہ کے لایق و ذلیل موقف  
حصولات امنہ الحاج الدین عینی صاحب نے کوشش کی ہے کہ تمام ہی ضروری  
اور عملی مسائل اس میں آجائیں۔ چنانچہ کم و بیش دو ہزار مسائل پر یہ کتاب مشتمل ہے۔ کتاب  
کی ترتیب کے وقت موقف کے سامنے فقہ کی بیشتر مستند کتابیں رہی ہیں۔ لیکن اس کتاب سے  
خاص طور سے انہوں نے استفادہ کیا ہے وہ عمدہ جزیری کی کتاب "کتاب لفظہ علی  
المذاہب اربعہ" ہے۔ چونکہ یہاں کی کثرت فقہ حنفی کی پیروی ہے اس لئے انہوں نے  
اپنی کتاب میں متعلق علیہ مسائل میں صرف حنفی فقہاء کے مسلک کو اختیار کیا ہے اور جہاں ائمہ  
کی رائے میں اختلاف پایا جاتا ہے وہاں دوسری رائے بھی نقل کر دی ہے۔ اس صورت میں کتاب  
کی فائدیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اور اس میں نشر اللہ تعالیٰ اس طرح تشفی محسوس  
ہوگی جو اس طرح کی تالیفات میں بالعموم ہوگی محسوس ہوتی ہے۔  
خدا اس دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ  
لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

خاکسار

محمد فاروق خان

مولانا محمد فاروق خان صاحب قرآن و حدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں آپ کا رب سے بڑا  
کلمہ قرآن مجید کا ہندی زبان میں ترجمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا مقبولیت دی اس  
کی شاعت کا شرف مکتبہ الحسنات کو حاصل ہے اس کے سارے موصوفے تقدیرت ہیں تصنیف و  
تایین کر چکے ہیں مثلاً کلمہ منجوت حدیث کا قدرت شریف علیہ السلام کی قرآن فہمی نظام  
معیشت وغیرہ وغیرہ۔ آپ کی تمام کتابیں بہت مقبول ہوئی ہیں آپ نے غیر مسلموں میں اسلام  
کا تعارف کراتے ہیں بڑی فداہت انجام دی ہیں و اس مقصد میں بھی بڑی قدر کی کوشش دیکھتے ہیں  
(اداس)



## فہرست عنوانات

۵۴	۲۱	آب طہر
۵۵		نیز طہر
۵۶		دو بار پانی چہینے کے حکم ہوگا
۵۷	۲۹	جس پر زور کا تھوڑی سی نیپا کر دیا جائے
۵۸	۳۰	دو بار پانی کو تھوڑا کر دیا جائے
	۳۰	کنوئیں کے پانی کے مسائل
	۳۱	انسانی جسم و لباس کو کیسے دیکھنا
۵۹		استنجہ کی تعریف
۵۹	۳۲	استنجہ کی احکامات کا بیان
۵۹	۳۳	استنجہ کے مکان
۵۹	۳۴	استنجہ کا حکم
۶۰	۳۵	رکعت میں استنجہ کے قرب
۶۱	۳۵	وضو کے معنی اور تعریف
۶۲	۳۵	وضو کا حکم اور اس کے متعلق امور
۶۲	۳۵	ترک شریعت کو غیر وضو کے تھوڑا
۶۲	۳۶	ترک وضو
۶۳	۳۷	وضو واجب ہونے کے شرائط
۶۳	۳۷	وضو صحیح ہونے کے شرائط
۶۴	۳۷	وضو واجب و صحیح ہونے کی شرائط
۶۴	۳۸	وضو کے فرق
۶۴	۳۹	وضو کی شرطیں
۶۴	۴۰	وضو کے مندوب و مستحبات
۶۴		وضو کی مکروبات
۶۴		وضو کی فضیلت
۶۴	۴۱	فصل کے معنی اور تعریف

## فہرست کے معنی

۵۴	۲۱	آب طہر
۵۵		نیز طہر
۵۶		دو بار پانی چہینے کے حکم ہوگا
۵۷	۲۹	جس پر زور کا تھوڑی سی نیپا کر دیا جائے
۵۸	۳۰	دو بار پانی کو تھوڑا کر دیا جائے
	۳۰	کنوئیں کے پانی کے مسائل
	۳۱	انسانی جسم و لباس کو کیسے دیکھنا
۵۹		استنجہ کی تعریف
۵۹	۳۲	استنجہ کی احکامات کا بیان
۵۹	۳۳	استنجہ کے مکان
۵۹	۳۴	استنجہ کا حکم
۶۰	۳۵	رکعت میں استنجہ کے قرب
۶۱	۳۵	وضو کے معنی اور تعریف
۶۲	۳۵	وضو کا حکم اور اس کے متعلق امور
۶۲	۳۵	ترک شریعت کو غیر وضو کے تھوڑا
۶۲	۳۶	ترک وضو
۶۳	۳۷	وضو واجب ہونے کے شرائط
۶۳	۳۷	وضو صحیح ہونے کے شرائط
۶۴	۳۷	وضو واجب و صحیح ہونے کی شرائط
۶۴	۳۸	وضو کے فرق
۶۴	۳۹	وضو کی شرطیں
۶۴	۴۰	وضو کے مندوب و مستحبات
۶۴		وضو کی مکروبات
۶۴		وضو کی فضیلت
۶۴	۴۱	فصل کے معنی اور تعریف

## عبادت

۵۴	۲۱	آب طہر
۵۵		نیز طہر
۵۶		دو بار پانی چہینے کے حکم ہوگا
۵۷	۲۹	جس پر زور کا تھوڑی سی نیپا کر دیا جائے
۵۸	۳۰	دو بار پانی کو تھوڑا کر دیا جائے
	۳۰	کنوئیں کے پانی کے مسائل
	۳۱	انسانی جسم و لباس کو کیسے دیکھنا
۵۹		استنجہ کی تعریف
۵۹	۳۲	استنجہ کی احکامات کا بیان
۵۹	۳۳	استنجہ کے مکان
۵۹	۳۴	استنجہ کا حکم
۶۰	۳۵	رکعت میں استنجہ کے قرب
۶۱	۳۵	وضو کے معنی اور تعریف
۶۲	۳۵	وضو کا حکم اور اس کے متعلق امور
۶۲	۳۵	ترک شریعت کو غیر وضو کے تھوڑا
۶۲	۳۶	ترک وضو
۶۳	۳۷	وضو واجب ہونے کے شرائط
۶۳	۳۷	وضو صحیح ہونے کے شرائط
۶۴	۳۷	وضو واجب و صحیح ہونے کی شرائط
۶۴	۳۸	وضو کے فرق
۶۴	۳۹	وضو کی شرطیں
۶۴	۴۰	وضو کے مندوب و مستحبات
۶۴		وضو کی مکروبات
۶۴		وضو کی فضیلت
۶۴	۴۱	فصل کے معنی اور تعریف

## پانی کی قسمیں

۵۴	۲۱	آب طہر
۵۵		نیز طہر
۵۶		دو بار پانی چہینے کے حکم ہوگا
۵۷	۲۹	جس پر زور کا تھوڑی سی نیپا کر دیا جائے
۵۸	۳۰	دو بار پانی کو تھوڑا کر دیا جائے
	۳۰	کنوئیں کے پانی کے مسائل
	۳۱	انسانی جسم و لباس کو کیسے دیکھنا
۵۹		استنجہ کی تعریف
۵۹	۳۲	استنجہ کی احکامات کا بیان
۵۹	۳۳	استنجہ کے مکان
۵۹	۳۴	استنجہ کا حکم
۶۰	۳۵	رکعت میں استنجہ کے قرب
۶۱	۳۵	وضو کے معنی اور تعریف
۶۲	۳۵	وضو کا حکم اور اس کے متعلق امور
۶۲	۳۵	ترک شریعت کو غیر وضو کے تھوڑا
۶۲	۳۶	ترک وضو
۶۳	۳۷	وضو واجب ہونے کے شرائط
۶۳	۳۷	وضو صحیح ہونے کے شرائط
۶۴	۳۷	وضو واجب و صحیح ہونے کی شرائط
۶۴	۳۸	وضو کے فرق
۶۴	۳۹	وضو کی شرطیں
۶۴	۴۰	وضو کے مندوب و مستحبات
۶۴		وضو کی مکروبات
۶۴		وضو کی فضیلت
۶۴	۴۱	فصل کے معنی اور تعریف





۵	صلوۃ غصیٰ از زیارت	۵	نماز کے وجوہات
۶	نماز شاق	۶	نماز کی سنتیں
۶	صلوۃ بیچ	۸	نماز کے مستحبات
۶	نماز تہیۃ مسجد	۹	ستر و عین ستر
	نماز تہیۃ القصر و مسافت و عین ستر	۹	ستر و کتھرا
۶	روٹی کے وقت نماز پڑھنا	۹	نماز میں آگے سے گزرنے
۷	نماز تہجد	۱۰	مکروہات نماز
۷	نماز شافہ	۱۲	جمہ میں کیا کیا باتیں مکروہ ہیں
۸	سنتی کے دعا	۱۴	سنت و نسیۃ
۸	نماز حاجت و دُعا کی دعا	۵	دوسو مرتبہ کے سب نماز و دین برائے
۹	نماز وتر		
	نماز ترویج	۶	اذان کا بیان
۱۲	ترویج کے مستحبات	۱۶	ذان کی قریب
۱۳	ترویج میں پور قوت نہ کرنا	۶	ذان کا حکم و اس کی مشروعت
۱۳	جمہ کا حکم و اس کا ثبوت	۱۷	اذان کے کلام و اس کے معانی
	نماز تہجد کے بارے میں نوے و	۷	موت کی دعا کا ثبوت و اس کی
۱۳	خرید و فروخت کے بارے میں	۷	ذان کی شرط
۱۴	جمہ کی شرطیں	۱۸	اذان و اس کی شرط
۱۴	شرط وجوب	۱۸	ذان کی سنتیں و مستحبات
۱۴	شرط صحت و از	۱۸	ذان میں کیا کیا باتیں مکرہ ہیں
۱۵	جزائست جس کے بعد ہر وقت	۱۹	ذان کی تعریف
۱۵	جمہ کا خبیثہ و اس کے رکان	۱۹	ذان کی قرعہ
۱۵	جنت کے دو فرخیوں کے شرط	۱۹	ذان کی سنتیں و مستحبات
۱۶	حقبہ جمہ کی سنت	۱۱۹	ذان و قیامت کے درمیان وقفہ
۱۶	غیبی کی مکروہات	۱۹	ذان کی بڑت
۱۶	جمہ کے مستحبات	۲۰	نماز کے بعد وہ دن و رات
۱۷	جمہ کے دن سفر و روزہ و نماز	۲۰	نماز کے بعد درود بچھنے و حکم
۱۷	جمہ کے بچ کے نماز	۲۰	نماز کے بعد درود بچھنے و حکم
	جمہ کے بچ کے نماز و رخصت	۱۲	نماز پڑھنے کی مکمل صورت
۱۸	کے ساتھ نماز	۱۲۱	نماز عظیم و عظمیٰ کے بعد ذکر





صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۱۸	جہاں موت واقع ہوئی وہاں سے کسی	۱۹۲	وہ شخص کی نماز کا بیان
۱۹	درمدا قے میں میت کو نہ ہونا	۱۹۳	بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ
۲۰	یک قبہ میں کئی میتوں کا دفن کرنا	۱۹۴	موت کی تیاری
۲۱	متفق مسافر	۱۹۵	میت کے منہ کو درست کرنا
۲۲	تعزیت اچھڑا	۱۹۶	غسل میت
۲۳	قبوں کی زیارت کرنا	۱۹۷	شرعہ غسل میت
۲۴	ذکر اور دعائیں	۱۹۸	میت کا سر دیکھنا وہ تھوڑا لگانا
۲۵	استغفار	۱۹۹	مستحبات غسل میت
۲۶	نئی پرورد	۲۰۰	غسل دیکھنے کے بعد میت کے نجاست خارج ہونا
۲۷	صوم اور روزہ	۲۰۱	میت کے غسل دینے کا طریقہ
۲۸	صوم کی تعریف	۲۰۲	کھانے کا بیان
۲۹	فرض روزہ سے	۲۰۳	مرد کا کفن
۳۰	رمضان کا روزہ اور اس کا ثبوت	۲۰۴	عورت کا کفن
۳۱	روزہ کے رکعات	۲۰۵	کفن دینے کا طریقہ
۳۲	روزہ کی شرائط	۲۰۶	نماز جہاد
۳۳	روزہ کی نیت کرنے کا وقت	۲۰۷	نماز جہاد کا طریقہ
۳۴	باد رمضان کا تحقق	۲۰۸	نماز میں زکوٰۃ کے رکعات
۳۵	کئی ایک حدیثیں میں رویت میں ثبوت ہونا	۲۰۹	نماز میں زکوٰۃ کی شرائط
۳۶	رویت ہونا کے لئے اس میں کچھ کافور سے نہیں	۲۱۰	نماز میں زکوٰۃ کی شرائط
۳۷	مرد دیکھنے کو مشغول کرنا	۲۱۱	نماز میں زکوٰۃ کی شرائط
۳۸	حدیدہ ذریعہ خبر رسائی سے باندھ کرنا	۲۱۲	مکرر نماز زکوٰۃ کی شرائط
۳۹	سجود	۲۱۳	مسجد میں نماز جہاد
۴۰	ذیاد	۲۱۴	شہدہ کا بیان
۴۱	حالت روزہ	۲۱۵	جہاد میں کئی کے طریقہ
۴۲	۱۰ قنوں کا تحقق	۲۱۶	مناجسہ کے بیان میں کئی کے طریقہ
۴۳	پوسہ کئی کئی شکوکوں کا روزہ	۲۱۷	میت کے تدفین
۴۴	مکسوج روزوں کا بیان	۲۱۸	قرآن کے کاتبین
۴۵	افضل روزہ سے	۲۱۹	قرآن کی روایت میں کئی کے طریقہ

۲۱۰	صاحب کا زکوٰۃ در قرض سے بری موند	۲۰۵	بصورت کار و روزہ
۲۱۰	وہ مومن ان پر زکوٰۃ نہیں دیتی	۲۰۵	حق روزہ رکھ کر گزرتا
۲۰	شارک نہیں جس پر زکوٰۃ واجب ہے	۲۰۵	بعض روزہ تک جو سزاوارتہ نہیں
۲۱	چندوں کی زکوٰۃ	۲۰۶	مفسدات صوم
۲۱۳	سومہ بندی کی زکوٰۃ کا بیان	۲۰۶	تقدیر جب مومن کی صورتیں
۲۳	سومہ بندی کی مکمل شبہ کی زکوٰۃ کا بیان	۲۰۷	قنف و رکعت و اذان، جب بونے کی صورتیں
۲۴	سکون کی قیمتیں و رکعت کی زکوٰۃ	۲۰۹	روزہ جو قنوت بوقت و رکعت کا وقت
۲۴	کا حدیث سکون و رکعت کی حدیثوں سے بنے سکون کا بیان	۲۱۰	روزہ جو رکعت کا وقت
۲۱۴	نہایت سے زیادہ مومن کا مطلب	۲۱۱	روزہ جو رکعت کے ساتھ نہ
۲۵	سب زکوٰۃ کا مطلب	۲۱۱	روزہ ترک کرنے کی ہر صورتیں
۲۱۵	قرض میں دس سو روپے کی زکوٰۃ	۲۱۱	رہائے میں ذات بھوک پیپس کا حجب
۲۶	بقا کی حد کی زکوٰۃ	۲۱۱	ضعیف بھوک کی حد تک ترک صوم
۲۶	کھیتی و زمینوں کی زکوٰۃ	۲۰	ذبیح کی شدت
۲۷	زمین کی حد و زمین کی حد کی حد	۲۰	سب کے لئے نہ ہر روزہ
۲۸	عشر و زکوٰۃ میں فرق	۲	مکملت کا بیان
۲۹	بانی کا نمبر	۲۰	مکملت کی قسمیں اور یہ
۲۹	عشر و زکوٰۃ کا بیان	۲۲	مکملت کی قسمیں
۲۲۰	مکملت	۲۰۳	مکملت کی مکملت
۲۲۰	مکملت	۲۲۲	مکملت کے وقت
۲۲	مکملت زکوٰۃ	۲۰۳	مکملت کے مکملت
۲۲۳	مکملت زکوٰۃ نہیں دینا پڑے	۲۰۳	مکملت
۲۲۳	زکوٰۃ لینے کے لئے	۲۰۴	مکملت
۲۲۴	مکملت زکوٰۃ ایک شہر سے ۱۰۰ شہر کو متعلق کرنا	۲۰۵	مکملت میں مکملت کی یہ
۲۲۴	عشر و زکوٰۃ کی حدوں کا مکملت و روزہ		
۲۲۴	زکوٰۃ کے سب کی حیثیت		
۲۲۶	کات و رکعتوں کا بیان	۲۰۷	زکوٰۃ کے مومن کی طرف
۲۲۶	حج	۲۰۷	زکوٰۃ کا کوئی دور میں مکملت
۲۲۶	حج	۲۰۷	سومہ میں زکوٰۃ کی حد
۲۲۷	حج کے معنی و رکعت	۲۰۸	مکملت زکوٰۃ کی حد
۲۲۸	حج کی حیثیت و رکعت	۲۰۹	مکملت زکوٰۃ کے سب کی حد



۲۱۷	حج کے مسائل اور اس کا ثبوت	۲۱۷	حج کا جو بھی رکعت میں دقروں
۲۱۸	حج سے مقصود	۲۱۸	حج کے ماحولیات
۲۱۹	حج کب فرض ہو جاتا ہے	۲۱۹	حج کی سنوں کا پورا
۲۲۰	حج واجب ہونے کی شرطیں	۲۲۰	حج کا ساق
۲۲۱	مستند علت کے مسائل	۲۲۱	مستند علت حج کا بیان
۲۲۲	حج کے معنی ہونے کی شرطیں	۲۲۲	مفسدات حج کا بیان
۲۲۳	ارکان حج	۲۲۳	وہ بانیات حج پرندہ واجب ہوتا ہے
۲۲۴	ارم کی تعریف	۲۲۴	حج کے حرم میں نہ رکھنا
۲۲۵	ارم کے موقوفات	۲۲۵	ارم
۲۲۶	ارم بہرہ سے پہلے جو ہو کر طہار ہو	۲۲۶	ارم کی بیعت
۲۲۷	حج حرم میں کیا کرنا منع ہے	۲۲۷	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۲۸	سورت کے تحت حرم میں سے ارم کرنا منع ہے	۲۲۸	ارم کی بیعت
۲۲۹	رہن یا نوٹھوا رکھنے سے	۲۲۹	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۳۰	ماہوں کا ٹوٹنا یا نہیں کسی درتہ بیت سے دور کرنا	۲۳۰	حج کی بیعت
۲۳۱	حرم کی گھاس در درخت دیر دھات کے مسائل	۲۳۱	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۳۲	فصد بھرنے کی شرطیں	۲۳۲	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۳۳	اپنے دوسرے کو کرنا	۲۳۳	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۳۴	نہر مہر کے لئے ہیں دفن ہونے	۲۳۴	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۳۵	کے لئے یہ کرنا چاہیے	۲۳۵	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۳۶	حج کی شرطیں	۲۳۶	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۳۷	ارکان حج کے دو سرے	۲۳۷	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۳۸	حج کی شرطیں	۲۳۸	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۳۹	حج کی شرطیں	۲۳۹	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۰	حج کی شرطیں	۲۴۰	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۱	حج کی شرطیں	۲۴۱	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۲	حج کی شرطیں	۲۴۲	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۳	حج کی شرطیں	۲۴۳	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۴	حج کی شرطیں	۲۴۴	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۵	حج کی شرطیں	۲۴۵	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۶	حج کی شرطیں	۲۴۶	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۷	حج کی شرطیں	۲۴۷	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۸	حج کی شرطیں	۲۴۸	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۴۹	حج کی شرطیں	۲۴۹	ارم کے لئے دروغ گوئی
۲۵۰	حج کی شرطیں	۲۵۰	ارم کے لئے دروغ گوئی

## مواشرث

### اسلام کے معنی شرقی حکوم

اسلام کو مذکورہ کر کے

اسلام میں ہیں کہ وہ

اسلام میں ہیں کہ وہ

اسلام میں ہیں کہ وہ

### نیکوئی کا بیان

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

نیکوئی کا معنی

### صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

صدق میں کابیان

















۵۲۳	مضاربہ کی قسمیں	۵۲۶	نیز زینتوں میں حجاب کی بات
۵۲۴	معدہ پڑھنے کا قیام	۵۲۷	توالت سے پہلے منی حجاب کی بات
۵۲۵	مضاربہ کی شرائط	۵۲۸	برائے بڑوں کی بات
۵۲۶	مضاربہ کا سود تو جو ہے کی صورتیں	۵۲۹	جس میں بڑوں کی خدمت
۵۲۷	رب الاموال و زینتوں کے حقوق و قیام	۵۳۰	مضاربہ کی بات
۵۲۸	مضاربہ کی شرائط و مکرر	۵۳۱	بیعت مدہ
۵۲۹	شرکت	۵۳۲	بیعت مدہ و بیعت مدہ
۵۳۰	شرکاء کی حیثیت	۵۳۳	مضاربہ کی بات
۵۳۱	شرکت کی قسمیں	۵۳۴	مضاربہ کی بات
۵۳۲	شرکت مدہ کا حکم	۵۳۵	مضاربہ کی بات
۵۳۳	شرکت خود کی بیعت	۵۳۶	مضاربہ کی بات
۵۳۴	شرکت مستحقہ کی قسمیں	۵۳۷	مضاربہ کی بات
۵۳۵	مضاربہ کی قسمیں	۵۳۸	مضاربہ کی بات
۵۳۶	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۳۹	مضاربہ کی بات
۵۳۷	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۰	مضاربہ کی بات
۵۳۸	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۱	مضاربہ کی بات
۵۳۹	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۲	مضاربہ کی بات
۵۴۰	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۳	مضاربہ کی بات
۵۴۱	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۴	مضاربہ کی بات
۵۴۲	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۵	مضاربہ کی بات
۵۴۳	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۶	مضاربہ کی بات
۵۴۴	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۷	مضاربہ کی بات
۵۴۵	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۸	مضاربہ کی بات
۵۴۶	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۴۹	مضاربہ کی بات
۵۴۷	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۰	مضاربہ کی بات
۵۴۸	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۱	مضاربہ کی بات
۵۴۹	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۲	مضاربہ کی بات
۵۵۰	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۳	مضاربہ کی بات
۵۵۱	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۴	مضاربہ کی بات
۵۵۲	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۵	مضاربہ کی بات
۵۵۳	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۶	مضاربہ کی بات
۵۵۴	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۷	مضاربہ کی بات
۵۵۵	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۸	مضاربہ کی بات
۵۵۶	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۵۹	مضاربہ کی بات
۵۵۷	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۰	مضاربہ کی بات
۵۵۸	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۱	مضاربہ کی بات
۵۵۹	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۲	مضاربہ کی بات
۵۶۰	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۳	مضاربہ کی بات
۵۶۱	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۴	مضاربہ کی بات
۵۶۲	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۵	مضاربہ کی بات
۵۶۳	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۶	مضاربہ کی بات
۵۶۴	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۷	مضاربہ کی بات
۵۶۵	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۸	مضاربہ کی بات
۵۶۶	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۶۹	مضاربہ کی بات
۵۶۷	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۰	مضاربہ کی بات
۵۶۸	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۱	مضاربہ کی بات
۵۶۹	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۲	مضاربہ کی بات
۵۷۰	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۳	مضاربہ کی بات
۵۷۱	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۴	مضاربہ کی بات
۵۷۲	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۵	مضاربہ کی بات
۵۷۳	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۶	مضاربہ کی بات
۵۷۴	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۷	مضاربہ کی بات
۵۷۵	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۸	مضاربہ کی بات
۵۷۶	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۷۹	مضاربہ کی بات
۵۷۷	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۰	مضاربہ کی بات
۵۷۸	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۱	مضاربہ کی بات
۵۷۹	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۲	مضاربہ کی بات
۵۸۰	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۳	مضاربہ کی بات
۵۸۱	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۴	مضاربہ کی بات
۵۸۲	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۵	مضاربہ کی بات
۵۸۳	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۶	مضاربہ کی بات
۵۸۴	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۷	مضاربہ کی بات
۵۸۵	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۸	مضاربہ کی بات
۵۸۶	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۸۹	مضاربہ کی بات
۵۸۷	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۰	مضاربہ کی بات
۵۸۸	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۱	مضاربہ کی بات
۵۸۹	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۲	مضاربہ کی بات
۵۹۰	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۳	مضاربہ کی بات
۵۹۱	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۴	مضاربہ کی بات
۵۹۲	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۵	مضاربہ کی بات
۵۹۳	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۶	مضاربہ کی بات
۵۹۴	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۷	مضاربہ کی بات
۵۹۵	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۸	مضاربہ کی بات
۵۹۶	شرکت کی قسمیں و بیعت	۵۹۹	مضاربہ کی بات
۵۹۷	شرکت کی قسمیں و بیعت	۶۰۰	مضاربہ کی بات
۵۹۸	شرکت کی قسمیں و بیعت	۶۰۱	مضاربہ کی بات
۵۹۹	شرکت کی قسمیں و بیعت	۶۰۲	مضاربہ کی بات
۶۰۰	شرکت کی قسمیں و بیعت	۶۰۳	مضاربہ کی بات









بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## دیباچہ

اللہ تعالیٰ نے آخری اور مکمل دین جو اپنی انسانی مخلوق کے لئے پسند فرمایا ہے وہ اسلام ہے (مائدہ، آیت ۴۸) اس دین کی تعلیمات بڑی وسیع اور جامع ہیں، ہر زمانے کے مقتضیات اور حوادث کے لئے ات میں رشد و ہدایت ہے۔ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک زندگی گزارنے کا دستورِ عمل ہے۔ معاشرتی، معاشرتی و دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہدایات ہیں، حلال و حرام اور معروف و منکر اور خلقِ حسنہ و سیئہ کی تفصیل ہے، جسم اور روح کی طہارت اور پاکیزگی کی تعلیم ہے، بندہ سے رشتہ جوڑا رکھنے اور اس کا قرب تلاش کرنے اور اس کے دم کو بھارنے اور نواہی سے اجتناب کرنے کے وضعِ حکام ہیں۔

دین کا علم ہر مسلمان مرد و عورت کو ہونا، تمام علوم سے نفیس و شریف ہے، کیونکہ اس کے بغیر اللہ کے پسندیدہ طریقہ زندگی گزارنا ناممکن نہیں ہے، باقی تمام علوم اس سے فزونی ہیں۔ بدقسمتی سے آج کل مسلمانوں نے اپنی توجہ اس علم سے ہٹا لی ہے اور محض دنیوی علوم کی طرف ہٹا کر زیادہ ہے، دین کے علم کی اہمیت ان کی نشو و نما سے و بھل ہوئی جا رہی ہے، حالانکہ علماء کے مصاحفین نے اپنی عمریں سچی علم کو سیکھنے اور سکھانے میں صرف کر دیں اور ہمارے لئے کتاب و سنت کی روشنی میں تفصیلی قوانین مرتب کر گئے، جو صدیوں تک نافذ رہے، عربی میں ان کا درس دیا جاتا رہا۔ پھر عربی سے اردو زبان میں ان کی کتابوں کے ترجمے گئے، آج بھی مختلف و مطلوب کتابیں موجود ہیں۔ یہ عربی، ستار کے نتیجے میں دنیا کے اسلام میں مغربی قانون رائج ہو گیا، نہ صرف تعلیم بھی بدل گیا۔ فقہ کی تعلیم صرف ان مدارس میں باقی رہ گئی جو حکومت کے اثر سے باہر تھے، حکومت کے زیرِ اثر رہتے



میں فقہ اسلمی کی تعلیم یا تو کبھی ختم کر دی گئی یا اس کا ٹکڑا ماحقہ باقی رکھا گیا اور اسے بھی اختیار کی  
 مضمون بنادیا گیا کہ جو چاہے اس مضمون کو اختیار کرے۔ رفتہ رفتہ اس کی ضرورت کا احساس بھی  
 کم ہوتا چلا گیا، سب حالت یہ ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے جو مسلمان تعلیم پا کر نکلتے رہے ہیں  
 ان میں تمام طبیعی علوم ریاضی و مساحت و رسم النفس حتیٰ کہ مصوری و موسیقی تک کے سب سے  
 والے تو ملیں گے لیکن فقہ یعنی دینی مسائل کے جاننے والے مشکل سے ملیں گے۔ درس گاہوں میں  
 مسلمان معلمات اور معتمدین مختلف صوفیہ میں بہت کی ڈگریاں حاصل کر کے درس و تدریس میں  
 مصروف نظر نہیں گئے لیکن دینی مسائل کو سمجھانے کی صلاحیت سے عاری ہوں گے، مسلمان  
 یا دھرم اپنی اہمیت اور جدالت کے بے اعتنائی کی دہریہ درمیں روپوش ہوتا جا رہا ہے، چونکہ وہ  
 جہاں تک تھا کہ ہمارے مسلمان معلم سب سے پہلے سہمیہ میں باغ نظر ہوتے اور اس کے بعد  
 دوسرے صوفیہ پر ان کی نظر ہوتی۔ اس صورت حال کا فوسسناک نتیجہ یہ ہے کہ درس گاہوں سے  
 فارغ ہونے والے صوفیہ سے اتنے ہی دور ہیں جتنے بڑے وگ، لڑکے ہوں، لڑکیاں جب  
 وہ اپنے استادوں و استادوں کو غیر اسلمی روش پر پاتے ہیں تو وہ بھی وہی حد پہنچتے  
 اپنا تے ہیں، اسلمی کی خدائی قدروں سے ناواقف حد، حرم اور جائز و ناجائز کی تفہیم سے  
 نااہل مغرب کی مادہ پرستانہ زندگی جو اسلمی عمر زندگی سے قطعاً مختلف ہے اسے اختیار کرنے  
 میں کوئی تہمت نہیں نظر نہیں آتی۔ حارثیہ مغربی معاشرت خود ہی مغرب کے لئے عذابِ عالم  
 بن چکی ہے اور اسلمی زندگی میں ہی نہایت نظر آ رہی ہے یورپ و امریکہ کا بشعوریت اسلمی  
 کے دامن میں بننا وہ ڈھونڈتا رہا ہے وہاں کے نو مسلم بھائی سکوت میں رہتے و سہمائیوں  
 سے زیادہ چھ مسلمان بن رہے ہیں ان کی عورتیں بہن سکوت کی خواتین سے زیادہ باسب اور  
 سائز لباس میں رہتی ہیں۔ مدرسے مسلمانوں کو دنیا کی پیشوائی کا منصب نہ دیتے کیونکہ وہ دین  
 رسد کے حامل تھے۔ مقاصد عبادت ہے کہ اسلمی کی تعلیمات سے عرض کر کے وہ خود اس  
 منصب سے معزول ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ صورت حال انتہائی فوسسناک ہے جس کو بدنہایت  
 بدوہ شخص جو خود کو مسلمان کہتا ہے اسے عام دین کو سیکھنے اور اس پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اس معاشرے میں  
 بدعت و رنجش جاری وقت کے لئے تباہ کن ہے، رشتہ خد زندگی ہے۔

وَمَنْ يَفْعَلْ يَفْعَلْ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ يَفْعَلْ يَفْعَلْ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ يَفْعَلْ يَفْعَلْ عَلَى نَفْسِهِ

مَنْ يَفْعَلْ يَفْعَلْ عَلَى نَفْسِهِ

سورۃ تبت - ۴۱

بوشنس بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے اور سہ تو کسی کو محتاج نہیں ہیں  
تم سب مٹاؤ ہو وہ اگر تم سو گز دنی کر دو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے  
گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

مسند خوں کو یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ دین کی تفسیر دوسروں تک پہنچانے کا فرض نہیں ہے  
نہیں اس لئے کہ اس منصب سے مغفرت نہ پہنچنا چاہیے اور خود کو سنہری تعلیم کا نمونہ بن کر غیر مسلموں  
اور پغلوں کے سامنے پیش کرتا چاہیے ان تفسیر کے زیادہ عمل سے متاثر ہوتا ہے یہ دینی ہوئی انسانیت  
مستحبات ہے کہ علمی نمونے صحت و تربیت کے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

ردوین میں مسند کی فقہ پر کتابیں موجود ہیں اور بل سہ دین سے حسب توفیق میں علم کو  
بہرہ لے کر کوشش کرتے رہتے ہیں۔ موجودہ صدی میں علم کے نامور تفسیر محمد عبد الرحمن بزرگوری  
کی کتاب سہ دین مذہب و ربیعہ کا بیاب ترین کوشش ہے اس میں فقہ کے چاروں مذاہب  
حنہ تہ و مدیونہ احنت و مدہ ہک احنت و مدہ شفعی و دینہ تہ و مدہ شفعی و دینہ تہ و مدہ شفعی  
کی کوشش و تحقیق کو جو شخص نے کتاب و سنت کی روشنی میں کی ہے انہیں کے تحریکات اس  
کتاب کا ترجمہ جناب مشور حسن نے جب عباسی نے ردوین کیا ہے پانچ غلطیہ صبر و صبر ہیں یہ  
کتاب ایک کتاب میں شائع ہوئی ہے جس نے اس کتاب سے مستفاد کیا ہے۔ سین چاروں کے  
اس ایک تفسیر و تفسیر بیان کرنے کے بجائے حنفی مسک و بنیاد بنایا ہے کیونکہ برومفی کے مسکات  
زیادہ تر حنفی مسک کے پر وہیں ساتھ ہی ساتھ ہمہ ور معون مسک میں دوسرے تفسیر کے  
کی رائے کہیں تحریر کر دی ہے اس لئے کہ یہ کتاب کے ساتھ ہی کا رشاد و ما جس علیہ  
فی ان میں من صبر جہاد کے دین میں تفسیر کوئی کی نہیں رکھی سورہ حج آیت ۷۷ تو  
ہیں کہ مسکات کتاب و سنت کی وضع دہ است و مسک کی ناص و نبوت کے پیش نظر کسی کی رائے  
کو رائے یا مروج قرار دیتے ہیں کوئی تنگی محسوس نہ کریں جتنے علم و دین کو یہ حق نہیں ہے کہ مجاہد  
مسک میں مسک و تفسیر بزرگوری کی تفسیر کا کتب با نفع و مسک کی بعض مشکی مکتوبات میں بعض مسک

کتاب کو پڑھ کر کوئی فیصلہ کریں۔ ایسے مسائل ہمیشہ ہی غنی کی خدمت سے یا جہوں سندھی حکومت  
 نہ ہوگی مستند و اہل سنت سے رجوع کرنا چاہئیں اور تحریر کی نگاہ فتویٰ رحمتی کے بعد  
 شہرہ بردار کرنا چاہیے۔ ایسے مومن شریف غسی حق دہی رکنہ اللہ یہ نے یہ سلم وغیرہ ہیں۔ دشمنی  
 کے مسلک پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے۔

تقریباً فقہی مسائل کا خلاصہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی  
 ابتدا میں قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت فرما دیا گیا ہے۔  
 کتاب کی زبان سہل و سلیس ہے۔ مسلمانوں کی اس کتاب کو ہر مسلمان پڑھ کر اپنے دل میں  
 دقت محسوس نہ کریں۔

صنعتی ترقی کے دور میں جو مسائل پیش آ رہے ہیں ان کو دیکھ کر یہ سچے سچے کاغذی  
 فریاد ہے اور پیش کے مسائل کا یہ پورا غور و فکر ہے۔ صنعتی ترقی میں نہایت بھی ترقی کی ہے۔  
 جو اب کی ترقی میں مددگار رہے۔ بہرہ برمی کو تقابلیہ یہ سب شکار کا بیوت نہایت دور دور  
 نعمت ہیں۔ ورقہ بانی کو ذکر ہے کہ جس میں یہ سب اور کائنات کو دیکھ کر کہانہ ہمارے کے پاس ہیں۔  
 سب ہمارے کے نہیں ہیں۔ یہ سب کے وہ تو انہی کی حکومت ہے۔ اگرچہ وہ قدرت پروردگار  
 پر مبنی ہے۔

اس کتاب کی تالیف کے محرک و سرمد حضرت علامہ مولانا جناب محمد عبید اللہ صاحب  
 دارن کے فرزند جناب محمد علی صاحب دارن تبارہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان صاحب  
 تبارہ کے فرائض کی ذمہ داری انہی کو ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو انہی کے قلوب  
 جس میں وہ فقہی مسائل و مفہوم رد و زبان میں بہت بوجہ ہیں۔ ان کو کوئی ایک مسئلہ  
 نہایت زندگی میں پیش آ سکتا ہے۔ چوتھے ٹیپ کے۔ نہایت سہل و سلیس ہے۔ یہ  
 بہرہ برمی کی سب سے بہتر کتاب ہے۔ اور ہر دور کے مسلمانوں کو سہل ہے۔

نورانیہ خیر سے اس کتاب کو ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیے۔ اور انہی کو دیکھ کر انہی  
 کو بہت خوشی ہوگی۔ انہی کے لئے یہ کتاب ہے۔ انہی کے لئے یہ کتاب ہے۔ انہی کے لئے یہ کتاب ہے۔  
 ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیے۔ اور انہی کو دیکھ کر انہی کو بہت خوشی ہوگی۔



اسے مٹا کر کتب کے ٹرھٹے دیوں کے دوس میں نہ دے مت ہی در نہ عتبہ رسول کا جندہ  
 پیدا فرما دے اور چوکوتا ہیں بوقت رتی ہیں کہ نہیں مروت فرم دے نہ شہ و مہا و نہیں کہتا ب اور  
 رقم سستور کی معنی کو شہرت قہرست سے فرم۔

ربنا تنبیس مینا کثنت مسبیح صبیحہ

مکہ کی رقت کا صبیحہ  
 ہندوستان کا صبیحہ











## فقہیہ

یہ نام مصنف صاحب ہیں اس شخص کا ہے جو علم فقہ کا جاننے والا ہو قرآن و سنت پر گہری نظر رکھتا ہو شریعت کی حکمتوں اور اس کے مزاج سے واقف ہو اور زندگی میں پیش آنے والے مسائل معصومیت میں قرآن و سنت کے احکام و ہدایات کے مطابق عمل کرنا جانتا ہو۔

## علم فقہ کی ضرورت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رُشِدَہُ مَنْ يَرْوِ اللّٰهُ خَيْرٌ يُفَقِّهُهُ فِي الدِّينِ وَالْاٰمْرِ  
اللہ جس بندے کی بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے، دین ہی دنیا میں کامیاب  
زندگی گزارنے کا طریقہ اور آخرت میں اللہ کی رضا کے حصول اور اس کی نافرمانی سے نجات کے  
وحدود پر عمل کرنے اور جو شخص دین کا علم حاصل نہ کرے دین کے مزاج اور اس کی روح کو نہ جانے تو  
وہ ہر خیر سے محروم ہے کیونکہ اس کے پاس بغیر نہ اسلام کے احکام پر صحیح عمل کرنا ممکن ہے  
اور نہ وہ اپنے مقصد پر اپنا حق ادا کر سکتا ہے۔ اللہ کے نزدیک انسان کی پیدائش کا مقصد

## عبادت

بے قرآن مجید میں ہے "وَمَا خَلَقْتُ اِنْسًا وَ اِنْسًا اَلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" میں نے جنوں کو اور  
انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں، یعنی زندگی گزارنے کے جو عمریت  
درجہ ہیں میں نے بتادی ہیں کہ انہیں راستوں پر چلیں، تو ہر انسان پر واجب ہو گیا ہے جانے  
کہ عبادت کسے کہتے ہیں اور اس کا طریقہ کیا ہے یہ جانے بغیر وہ اپنے دنیا میں رہنے کا مقصد  
ہی پر نہیں کر سکتے۔

عبادت کے معنی لغت میں عبادت کے معنی بندگی، قربانیاں، برداری اور اطاعت گزاری  
کے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے ہر وہ کام عبادت ہے جو دین کا رُکھ  
سمجھ کر قرآن و سنت کی ہدایت کے مطابق اللہ کی اطاعت گزاری کے جذبے سے انجام دیا جائے





## فقہ

یہ نام اصطلاح میں اُس شخص کے ہے جو علم فقہ کا جاننے والا ہو قرآن و سنت پر گہری تہ رکت ہو شریعت کی حکمتوں اور اُس کے مزاج سے وقت ہو اور زندگی میں پیش آنے والے مسائل معامدات میں قرآن و سنت کے احکام و ہدایات کے مطابق عمل کرنا جانتا ہو۔

## علم فقہ کی ضرورت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مَنْ يَتَدَبَّرِ الشَّيْءَ يَفْقَهُهُ فِي دِينِهِ" (اللہ جس بندے کو سمجھنے کی چاہت ہے اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے) دین ہی دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کا طریقہ اور آخرت میں اللہ کی رضا کے حصول اور اُس کی نافرمانی سے نجات کا واحد ذریعہ ہے تو جو شخص دین کا علم حاصل نہ کرے دین کے مزاج اور اُس کی روح کو نہ پہچانتا تو وہ ہر خیر سے محروم ہے کیونکہ اس کے جانے بغیر نہ اسلام کے احکام پر عمل کرنا ممکن ہے نہ وہ اپنے مقصد پر پیش قدمی کا حق اور ملکتا ہے۔ اللہ کے نزدیک انسان کی پیدائش کا مقصد:

## عبادت

سب سے بڑا قرآن مجید میں ہے "وَمَا خَلَقْتُ إِلَّا نَفْسًا لِّعِبَادِي" میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں" یعنی زندگی گزارنے کے جو طریقے اور جو رہنمائی میں نے بتادی ہیں صرف انہیں راستوں پر چلیں۔ تو ہر انسان پر واجب ہو گیا یہ جان کر عبادت سے کہتے ہیں اور اس کا غریبہ کیا ہے یہ جانے بغیر وہ اپنے دنیا میں جانے کا مقصد ہی پورا نہیں کر سکتا۔

عبادت کے معنی لغت میں عبادت کے معنی بندگی، فرماں برداری و اطاعت گزاری کے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے ہر وہ کام عبادت ہے جو دین کا حصہ سمجھ کر قرآن و سنت کی ہدایت کے مطابق اللہ کی اطاعت گزاری کے جذبے سے انجام دیا جائے،

یہ نیکوئی کی خوشنودی سی طرح حاصل ہوتی ہے۔ نماز، روپہ، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات کی تعلیمات  
 ہر ایک کو اپنی مصروفیات، محنت، مزدوری، ہونے لگتی یا بڑی۔ انجمنی کا روپہ، روپہ دستکاری حتیٰ کہ  
 کھانا، مین ورنہات مستند کی زندگی گزار سبھی کو عبادت سے اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے  
 مطابق نہیں انجام دیا جائے۔ آدمی اگر سب سے پہلے اپنے دل میں خدا کی رضا اور جہاد  
 کو مقصود بنائے تو وہ اپنے سونے جانے اور نفسانی خواہش کی تکمیل کو بھی عبادت بنا سکتا ہے اور  
 آخرت کا جہاد و جہاد حاصل کر سکتا ہے۔ حدیث میں یہ بات متعدد جگہ رشاد فرمائی گئی ہے، ایک  
 حدیث میں ہے جو 'مدد' میں ہے:

لَوْ وَصَّيْتُ بِنِيٍّ لَّيُحْسِنَ عَمَلَهُ	اگر وہ میرے بیٹے کو وصی کرے تو وہ
وَيُحْسِنَ عَمَلَهُ	خیرات کرے اور عبادت کرے
وَيُحْسِنَ عَمَلَهُ	وہ حدیث میں خود پیش پوری کرے تو
وَيُحْسِنَ عَمَلَهُ	اس کا جہاد و جہاد ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی پوری زندگی اگر وہ کتاب و سنت کے مطابق ہو تو وہ عبادت  
 ہے اور کتاب و سنت کے مطابق زندگی کے ہر معاملے میں اس طرح عمل کرنا جو سب سے بہتر ہے  
 معلوم ہوتا ہے، علمائے کرام کی تائید و پر بیان کی جا چکی ہے کہ 'حکام دین' کا تفصیلی علم قرآن و حدیث  
 کے ذیل کے مآخذ حاصل کرنے کو کہتے ہیں

حکام دین کی تقسیم جیسا کہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ دین کے حکام، بحال ناہی و نہی، عبادت  
 ہے، خدمت ہے، اس کا ایک ہمدردی پرورم دیا ہے جو انسانی  
 زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس پروردگار کا ایک صفہ وہ ہے جس میں انسان اپنی  
 ذات یعنی اپنی روح و قلب و دماغ میں ایک موعظ، اعتماد و سکون پیدا کر کے اپنی پوری زندگی  
 کو اللہ کی عبادت، و اطاعت میں گزار دینے کو جہاد پروردگار کہتا ہے، اس میں نماز، روزہ،  
 زکوٰۃ اور حج جیسے اعمال شامل ہیں اس جتنے کو فقہ کی اصطلاح میں عبادت کہا جاتا ہے۔

دوسرا حقہ وہ ہے جس میں انسان آپس کے رشتے اور تعلقات مشائخاں باپ کی خدمت،  
 اور دکنی تربیت، نکاح، طلاق، خاندان و معاشرے کے حقوق و فرائض ادا کرنے میں دین کے

حکام بجاتے اور تیسرے حصے کے باقیوں سے متعلق سب چیزیں انسان کو مدد دیتی ہیں اور پوری کسرت کے لئے کرنا پڑتی ہیں مثلاً خرید و فروخت کہ وہ دہائی میں دین کیلئے بڑی محنت مزدوری رہیں، قرض، ہبہ، و دوسرے تمام میں پس کر کے دے گا کہ احکام شریعت کے مطابق نہ ہو گا حکم دیا گیا ہے ان دونوں حصوں کو نقد کی صورت میں مدد ملے گی کہ جاتا ہے۔

اس کتاب میں پہلے عبادات پھر معاملات معاشرت اور بعد میں کاروباری معاملات سے متعلق حکم و احکام کے تشریح و کتاب ذکر و حدیث سے استنباط کر کے بیان کئے گئے ہیں۔ مسائل عام طور پر حنفی مسلک کے مطابق مذکور ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی دوسری مذاہب اور حنبلی مسلک میں اگر کسی خاص مسئلہ میں کوئی جہ گمانہ موقوف اختیار کیا گیا ہے تو اس کو بھی ذکر کر دیا ہے۔ ذرا بعد و رفت و موعودی سہولتوں کے پیش نظر بہت خرین فقہاء کے موقوف رویت ہونے کی شہادت و مفتوحہ غیر مشورہ کے نشاندہ کی مدت میں اختیار کیا ہے کہ کتاب میں کیے گئے پر ترجیح دی گئی ہے۔





شریعت کی اصطلاح میں طہارت کی تعریف حَدْثُ یا خُبْث سے پاک ہونا ہے یعنی سُندھ  
نظر رہی ہو اُسے پانی سے دھو کر پاک کر لیا جائے یا نظر نہ آ رہی ہو مشاء ریاح کو غارت ہونا جس  
سے خون نکل آتا تو یہ حَدْث اصغر کہلاتا ہے جو وضو کرنے سے یعنی ہاتھ پر اور منہ کو دھو لینے اور منہ  
پر مسح کر لینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اگر مادہ تو مید کا خراج سوتے یا جاتے ہیں ہو جائے  
تو اس سے پورا جسم مشکینف ہوتا ہے، اسے حَدْث اکبر کہتے ہیں جو پورا غسل کر لینے سے پاک  
ہو جاتا ہے تو دونوں قسم کی (ظاہری اور باطنی) پاکی حاصل کرنے کو شریعت میں جہادت کہتے ہیں  
اور جب تک دونوں طرح کی طہارت حاصل نہ ہو نماز نہیں پڑھی جاسکتی، پاک و حدت رہنے کو  
نبی سیدہ السلام نے نصف ایمان فرمایا ہے، قرآن کریم میں کئی جگہ ارشاد ہوا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

پاک و حدت رہنے والوں کو نہ پسند کرتا ہے۔

چونکہ طہارت نام ہے نجاست کو دور کرنے کا اس لئے نجاست کو سمجھنا ضروری ہے۔

لغت میں نجاست ہر گندگی کو کہتے ہیں جیسا کہ تہذیب کے  
نجاست کی تعریف

ضمن میں ابھی بیان ہو چکا ہے۔ اصطلاح شریعت میں یہ

دو طرح کی ہوتی ہے (۱) نجاست حکمی اور (۲) نجاست حقیقی یا نجاست عینی۔ نجاست حقیقی وہ گندگی  
وہ گندگی ہے جس میں رنگ و بو بھی ہو اور ذائقہ بھی ہو، اور نجاست حکمی وہ گندگی  
ہے جس میں رنگ و بو نہ ہو، جسامت و ذائقہ نہ ہو جیسے پیشاب جو خشک ہو گیا ہو اور  
کالنگ بھی محسوس نہ ہوتا ہو، یہ وہ تعریف ہے جو شافعی فقہائے کبار نے کی ہے۔ جنہلی و مرہی فقہائے  
نزدیک نجاست حکمی وہ ہے کہ پہلے سے کسی پاک چیز میں لگ کر اُسے گند کر دے۔ جنہلی فقہائے  
یہان نجاست حکمی حَدْث اصغر و حَدْث اکبر کو کہتے ہیں یہ ایک عارضی کیفیت ہے جو جنسِ عینائے  
جسم کو لاحق ہو تو حَدْث اصغر کہلاتی ہے اور تمام بدن کو لاحق ہو تو حَدْث اکبر کہلاتی ہے۔ یہی نجاست  
عینی یا حقیقی تو یہ نفس گندگی ہے جس کو نجس (جیم پر زبر کے ساتھ) کہتے ہیں اس غصہ کا صدق  
ما رضی نجاست پر نہیں ہوتا لیکن نجس (جیم کو زبر کے ساتھ) کا اطلاق عارضی و زوقی دونوں  
نجاستوں پر ہوتا ہے مثلاً اگر نجاست گئے سے ناپاک ہو گیا ہو اُسے صرت نجس (جیم کے زیر سے)  
کہنے میں سبب خون نجس بھی ہے اور نجس بھی۔

نجاست حقیقی کی دو قسمیں ہیں (۱) فلیظہ، اور (۲) خفیظہ۔ اسی طرح نجاست حکمی کی دو قسمیں

ہیں۔ ۱۔ حدیث کہ در ۲۰ حدیث صغیر۔ ب نہ کہ مگ مگ تفصیلی کیفیت میں کی جاتی ہے۔  
**نجاست حکمی** جیسا کہ وہ بیان کیا گیا یہ وہ نجاست ہے جو شہرت نہ دے بلکہ شہرت  
 کے حکمت سے کیفیت کو نجس قرار دیا گیا ہو مثلاً بے وضو ہو جائے غسل جب  
 ہونا بے وضو ہونے کی کیفیت کو:

۱۔ حدیث صغیر کہتے ہیں یہ کیفیت چہ صورتوں میں پیدا ہوتی ہے (۱) پانی یا پانی یا پانی کرنے  
 کے بعد (۲) ریح خارج ہونے کے بعد (۳) بدن کے کسی حصہ سے خون یا پھل پھلنے کے بعد  
 (۴) نماز میں گزرتے پہننے کے بعد (۵) چار مہینے یا زین پر میٹ کر یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر  
 سو جانے کے بعد (۶) منہ بچھ کر تھو جانا کے بعد۔ ان سب صورتوں میں حدیث صغیر کی  
 نجاست حائل ہوتی ہے۔

**حدیث اصغر کا حکم** اس صورت میں نہ نہ پڑھتی جاسکتی ہے نہ قرآن پاک کو ہاتھوں  
 سے چھو جاسکتا ہے نہ وقت بیکہ وضو نہ کرنا ہوتا ہے اور نہ کرنا ہوتا ہے  
 حدیث صغیر کی نجاست دور ہو جاتی ہے پھر وہ نماز بھی پڑھ سکتا ہے اور قرآن پاک کو ہاتھوں  
 سے چھو سکتا ہے۔ حدیث اصغر میں زبانی قرآن پڑھتے تو اس کی نجاست کے بچنے کی اجازت  
 بھی ان پنجوں کو ہے جو قرآن کا پڑھنا سیکھ رہے ہوں۔  
 ۲۔ حدیث کہہ: وہ کیفیت ہے جو عورت سے مباشرت کر کے پر یا سونے میں رکھنے کی وجہ سے  
 پھل پھلنے سے عورت کو حیض و نفاس کی خون جات پیدا ہوتی ہے۔

**حدیث اکبر کا حکم** جب تک غسول نہ کرے یا غسل سے قیام نہ پائے نہ عورت جس تیمم  
 نہ کرے تو نہ نماز پڑھتی جاسکتی ہے اور نہ قرآن کو چھو جاسکتا ہے نہ  
 نماز پڑھ سکتا ہے۔ مسجد کے اندر داخل ہونا بھی منع ہے سوائے اس صورت کے  
 کہ غسل نہ کرے جس جگہ اس مسجد کے صحن یا اس کے کسی حصے سے ہو تو اس صورت میں  
 قیام کر کے مسجد میں جانے کی اجازت ہے۔

**نجاست حقیقی** اوپر بتایا جا چکا ہے کہ عینی یا حسیاتی نجاست وہ ہے جو بذات خود خدا کی سو  
 در لفظ میں آئے ہو۔ یہ ایسی چیز ہے جس سے نفقہ نشان کو نفرت







۵۔ کوئی کپڑا دو تہہ کا ہے اور ایک تہہ میں نجاست لگ گئی، تو گرد و خوں تہیں مٹی ہوئی ہیں تو اس پر نماز پڑھنا درست نہیں اگر سید ہوا نہیں ہے تو جو تہہ پاک ہے اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۶۔ اگر زمین پر کوئی نجاست لگ گئی ہو و خشک ہو کر اس کا نشان مٹ گیا ہو تو اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے، مگر اس جگہ کی مٹی سے تیمم نہیں کیا جاسکتا۔

۷۔ اگر ایسی چیزوں پر نجاست لگ جائے جن کو چوڑا نہیں جاسکتا شدت تحت و چھاپائی جبوترہ زمین وغیرہ تو اس کو رگڑ کر پانی بہا دینا کافی ہے، احتیاطاً تین دفعہ بہا دینا چاہیے۔

۸۔ مکھی، مچھر و کٹھنل کا خون نجس نہیں ہے۔ مچھلی کا خون اگر گھسے تو وہ بھی نجس نہیں ہوتا۔  
۹۔ گوہر، سیدہ و مینائی گونا پاک چیزیں ہیں لیکن وہ تک ہیں جن کو رگڑ کر پاک نہیں ہو سکتا۔  
ناپاک نہیں ہوتی۔

۱۰۔ اگر تیل یا مٹی میں ناپاکی چڑ جائے تو اس میں پانی ڈال کر مٹی یا آب کے بلب چکنائی پر گھما کر اسے دھو کر پانی سے پاک کر لیں۔ اگر گھسے پانی سے پاک ہو جائے گا۔

۱۱۔ پیشاب کی باریک چھینٹیں بودک کی دینے والی نہ ہوں اگر کپڑے پر پڑ جائیں تو وہ ناپاک نہیں ہوگا، محض شک کی بنا پر دھونے کی ضرورت نہیں ہے، شہرہ ستہ۔

۱۲۔ روئی کا گندہ تو شک یا یحیٰف پر گرنے کے باعث ناپاک ہے یا کوئی درندہ لگ جائے تو اس کو پانی سے دھونا چاہیے اگر نچڑنے میں ذلت ہو تو اس پر تین دفعہ چھینٹ کر پانی بہا دینا چاہیے۔ روئی نکال کر دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۳۔ کتے کا عاب ناپاک ہے اگر کسی خشک چیز میں وہ منہ ڈال دے تو جہاں تک منہ ڈالا ہے وہ حصہ نکال کر پھینک دینا چاہیے اور باقی کا استعمال جائز ہے۔ کتے کا بدن اگر

گیندہ ہو وہ کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نہ جسم ناپاک ہوگا نہ کپڑا۔ اگر اس کا بدن گیندہ ہو تو جس جگہ وہ چھو گیا ہے اسے دھو ڈالنا چاہیے۔ اگر کتے کسی سبز چیز میں منہ

ڈال دے تو وہ ناپاک ہو جائے گی اور برتن جس میں منہ ڈالا تھا اسے سستہ بار

دھڑکتے ہوئے اور ایک بار منی سے ملتا پائے۔

پھر وہ کچھ کہہ کر یہ تھا کہ بڑا ست نہیں لگتا جاکے تو اسے اس طرح پاک کیا جاتا ہے اسے اس طرح بڑا ست لگایا کہ حدت صغرو وغیرہ سے اور حدت ہر غسل کرنے سے نرا اہل ہو جاتا ہے اور کدھی پاک ہو جاتا ہے کہ بہ چیزوں اور نجس چیزوں کے ذوق کو یوں بھی جان نیتا پائے۔ بعض چیزیں اللہ نے پاک پیدا کی ہیں وہ اس وقت تک پاک نہیں ہوتیں جب تک بڑا ست (حقیقی یا کبی) نہ لگ جائے ایسی چیزوں کو اعیان طابہ کہتے ہیں اور جن چیزیں اللہ تعالیٰ نے نجس ہی پیدا کی ہیں وہ ہمیشہ نجس رہتی ہیں و پاک چیزوں کو پاک کر دیتی ہیں ایسی چیزوں کو اعیان نجسہ کہتے ہیں۔

وہ چیزیں جو سہل ہیں پاک ہیں یعنی ان کا نجس ہونا کسی شرعی دلیل اعیان طابہ سے ثابت نہیں ہے۔

۱۔ انسان زندہ ہو یا مردہ پاک ہے نہ اسے فرمایا اَلْمَيِّتُ مَكْرُمٌ یَّحْتَآدُہُ رَہْمٌ مِّنْہٖ سَلَامٌ کو کرم بنایا تو انسان بحیثیت بنی آدم پاک ہے سب مردہ زندہ ہے کونہ سب کو یہ ناپاکی اس کے دل و دماغ میں یہ ابھرتی جسم خفہ کا بنایا ہو تو پاک ہے کیونکہ وہ بنی آدم کا جسم ہے مسرک نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا اِنَّمَا اَلْمُتَّصِلُ نَجِسٌ (مشرک نجس ہیں) تو یہاں نجاست معنوی مراد ہے، نجاست جسمانی نہیں

۲۔ حیوانات۔ ہر وہ جسم جس میں جان نہ ہو وہ وہ جاندار نہ بنے وہ ہو یا مائع یا ہڈی وہ اس میں تمام زمین پر ہزار خواہ وہ معدنی ہوں یا اگے وئے شمس ہیں جاندار کی مشابہت سے چاندی، تانبہ، سیدھا، لوہا، کوئلہ، پتھر وغیرہ اور مائع کی مشابہت سے تیل، ہر جاندار کا جسم پسینہ اور دودھ انسان کا یا کسی حلال یا ذرا کا۔ منہ پاک ہے اذات کے ٹھکانے بھی ہے جو سندہ نہ ہو ہو۔

۳۔ نباتات۔ اگے وئی چیزوں کو کہتے ہیں یہ سب پاک ہیں خواہ وہ خشک ہوں جیسے ہر قسم کا سدا یا تر جیسے پھل جن سے عرق نکال جاتا ہو مثلاً گڑے، گڑے، گڑے، پھولوں کا عرق وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام چیزیں پاک ہیں لیکن انہیں چیزوں میں جب کوئی چیز ایسی ہو جو نجس و





۱۔ سڑی نو دھڑ ہو یا بچہ کہ نغمہ لکھ پیٹا ب پختہ اس سر پر ہر دور کا نغمہ جو خون  
دے ہیں۔

۲۔ سن در دور سے نہ رکھ کر آؤ تو بہد مذمی وروہی۔  
۳۔ یعنی وہ غذا جو معدے میں جا کر بچہ منہ سے علی آئے یا پانی جسے معدہ متلی کے ساتھ  
دے جتن کرے وہ بہت کم کج گھائی بھی سو قبیل سے ہے کیونکہ وہ بھی معدے  
سے علی ہوئی چیز ہے۔

۴۔ زندہ جو ذرہ نہ درک کے بدن کو کوئی حصہ جو جسم سے ٹکڑیا جائے اس میں شک  
ورک سے وہ ہستہ کھرا نہ داس پاک ہیں  
۵۔ حریم جانوروں کا دودھ۔

۶۔ جس شیبہ کا دھوپ جب وہ بدانی جا رہی ہوں۔  
۷۔ نہ بھیس کو ست تھان سے رخصت فرمایا ہے۔ ورموں سے مسمیٰ نہ صلیہ و مسمیٰ فرمایا  
کُنْ سُبْحَانَكَ رَبِّكَ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

نہج مست کا زمانہ  
۸۔ نہج مست کی ورنہ ستی کے بارے میں شہادت کو حکم دیا  
بیان یہاں پہنچتا ہے نہج مست کو اس دور کرتا دینے چاہیے  
۹۔ جس سے مختلف عقول سے نہج مست دور کی جا سکتی ہے۔  
۱۰۔ پاک کرنے والے پانی پاک پانی اور پاک کرنے والے پانی میں فرق ہے جس کو مس قریب  
پاک کیا جائے گا۔

۱۱۔ پاک مٹی۔ دکھائی دینے والی نہج مستی سے دور کی جا سکتی ہے بڑی دودھ سی چیز میں  
جس کو جو نہج نہج کر سکتی ہو۔

۱۲۔ دھوپ یا بومیں مست کرنا۔ خوش زمین اور اس پر گئی ہوئی گھاس وغیرہ پر ٹری  
نہج مست کو دور کرنے کے کافی ہے۔

۱۳۔ تیار مٹی یا پتھر کا برتن دھوئے کہ بعد تیار کیا جائے تو نہج مست بجاپ بن کر دور  
موجب کے ہے۔

۵۔ چیلانا کھینا، گڑھی پر مٹی موٹی نجست چھینے سے دور ہو جائے گی۔

۶۔ رگڑنا، گھسنا، لٹپٹنا، تانے یا سنہنے پر مٹی نجست کو گڑنے سے دور کیا جاسکتا ہے۔

۷۔ جوش دینا، شہد میں نجست پڑ جانے کو تھوڑا سا دین چاہیے باقی شریانیوں کو جوش دینے سے دور ہو جائے گا۔

۸۔ پونچھنا، تلوار، آئینہ، خون و رگڑی اور کوئی چکنی چیز جس پر نجاست لگ گئی ہو پونچھنے سے پاک ہو جائے گی۔

۹۔ دھسنا، تپاک روئی دھسکے سے پاک ہو جاتی ہے۔

اس سلسلہ میں خاص خاص باتیں یہ ہیں۔

(۱) کپڑا یا کسی چیز جس کو پھوڑ جاسکتا ہے، گریانی سے کسی برتن میں دھویا جائے کہ تو پاک نہ ہوگا، بلکہ وہ پانی و برتن دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔ پانی سے تین بار دھویا اور بہہ رہے پھوڑنا ضروری ہے۔ یا تو تپے ہوئے پانی میں دھویا جائے یا بہہ رہا صاف ستھرا پانی میں بہہ رہا جائے، یہاں تک کہ نجست کا رنگ دور ہو باقی نہ رہے۔

۲۔ کپڑے کے علاوہ فرش یا زمین پاک کرنا جو تو اس پر تین بار پانی بہایا جائے اور بہہ رہے پاک پڑے گا۔ پونچھ لیا جائے یا اس پر اتنا پانی بہا دیا جائے کہ نجاست کا کچھ نہ رہے اثر باقی نہ رہے۔

۳۔ وہ برتن جس پر سے نجست دھو دی گئی ہو لیکن یہ احتیاط ہو کہ اس میں بندب بھی ہو سکتی ہے تو تپ کر اسے پاک کرنا ہوگا۔

۴۔ جوتے یا موزے پر لگی نجست کو زمین پر رگڑ کر دیا جاسکتا ہے، انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تمہیں سے جب کوئی مسجد میں آئے تو اسے

چھ جوتوں کو پٹ کر دیکھ لینا چاہیے۔

گرائن میں نجست مٹی موٹی ہو تو اسے زمین

پر رگڑ کر صاف کر لینا چاہیے کہ زمین

اذا اتی احدکم المسجد

فیسقب غلبه فان کان

بہم اذی یمسحہا

بالارض فان الارض

میں نہیں پاک کرنے کی پزیر

مستند نہ ہو

تو زمین کی پاک سے دور جو بقی ہے جو تشریف کے ارشاد سے ثابت ہے

نہایت کو در زمین ملک نہ کر پائے

زکوٰۃ ادا کرے یا نہیں فلاح

جو بقی سے اس پر نادرست ہے

استغفار سے اس کی توبہ

میں سے توبہ کرنا ہی نہیں

استغفار سے

بہت زمین جو جس ہو گئی ہو سو گئے سے خود پاک ہو جاتی ہے یہ پاک کرنے کی

نہیں جاتی جیسے ستمور پانی سے نہ تو تھپتھپا کر بہہ جاتا ہے نہ پاؤں سے

نہیں نکلتا اور نہ اس کی توبہ سے اس کا توبہ نہ ہو جاتا ہے نہ اس کی

نہیں توبہ سے اس کی توبہ

تو دھو کر توبہ کرے

نہیں توبہ سے اس کی توبہ

نہیں توبہ سے

نہیں توبہ سے

اس جائزہ کے تحت کہ اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے نہیں

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

نہایت سے نہ ہو جائزہ سے اس کے تعلق سے نہ ہو جائزہ سے

مد بونگھان کا ستوں پر نذر دیتے ہیں۔

## پانی کی قسمیں

کس پانی سے نجاست دور کرنا درست ہے اور کس سے نہیں؟ اس لحاظ سے پانی کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ ظہور۔ (پاک کرنے والا، پانی

۲۔ طاہر۔ (پاک، پانی

۳۔ غیر ظہور متنجس (پاک نہ کرنے والا گندہ پانی۔

پاک کرنے والا پانی وہ ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہو یا زمین کی سورت سے جاری ہو جو اور اس کی تین صامتوں میں سے کسی عدم میں فرق

نہ یا مولیٰ رنگ ذائقہ درہو میں۔

وہ پانی جو پاک کرنے والا تھا اگر اسے استعمال میں اس طرح دیا جائے کہ

رنگ یا خوشبو یا ذائقہ کسی پاک شے کے شامل ہو جانے سے بدل جائے

جیسے دودھ، گلاب کا مرق، آٹے کا دھواں تو پانی تو پاک رہے گا لیکن نصف ظہوریت ہوتا

رہے گا اس سے وضو یا غسل صحیح نہیں ہے پینے یا کھانا پکانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پنچا پنچہ دودھ ملے ہو یا مرق گلاب یا پانی میں ہو سکتا ہے اس سے کونہ حجاب ہو سکتا ہے

لیکن وضو و غسل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ پانی کے ظہور ہونے کی صفت تب ہی نہیں ہوتی

جب ذائقہ رنگ یا بو میں سے کوئی نصف بدل جائے۔ یہ تو ہے غیر ظہور پانی کی ایک قسم تھی۔

دوسری قسم وہ استعمال شدہ پاک پانی جو کہ مقدمہ میں ہوا یعنی دونوں

سے مقدمہ میں نہ ہوا اس جگہ پر قبہ جس میں دو مقدمہ پانی اتنا ہے مربع ہونے کی صورت میں

سو ہاتھ شعل کے برابر گول ہونے کی صورت میں چوڑائی ایک ہاتھ گہرائی ڈھائی ہاتھ

ورد ویرا ہاتھ مشٹ ہونے کی صورت میں ڈیڑھ تر چوڑائی اتنی ہی مہائی ورد ویرا ہوتی۔



تو ستموں شدہ پانی گرد آئیں سے کہ ہو تو وہ پاک کرنے والے نہیں تہیٰ منویٰ غسل میں  
 جس کے ستموں سے نہیں تہیٰ۔

طایر غم جو پانی کی تیسری قسم وہ پانی ہے جو سینہ میں سے نکلے خود وہ عقی کشید  
 کرنے کے طریقے سے نکال جائے یا اس کے بغیر جیسے تر بوز کا پانی تو یہ پانی حاکم ہے اسے پی  
 ج سکتا ہے سین پاک کرنے والا نہیں ہے وضو و غسل نہیں کیا جاسکتا۔

استعمال شدہ پاک پانی وہ ہے جس سے کسی قسم کی نجاست نہ دھوئی گئی ہو نہ اس پانی میں  
 نجاست ملے ہو بلکہ اس پانی سے ہاتھ پڑھنے، حج کی نیت کرنے، قرآن شریف کو چھونے یا کسی عبادت  
 کرنے سے پہلے اعتنائے وضو دھوئے گئے ہوں یا جسم پر پانی بہایا گیا ہو اور وہ ایک جگہ جمع  
 ہو گیا ہو تو نہ ہے کہ پانی پینے جگہ پاک ہے لیکن اس سے دوبارہ پاک کرنے کا کام نہیں  
 لیا جاسکتا اس سے اسے طایر غم جو کہتے ہیں۔

نجاست کو د پانی پاک نہیں ہے۔ لیکن نجاست گرثہ پانی میں مل جائے اور  
 غم جو کہ دور سے اس سے ذائقے رنگ یا بو میں ذوق نہ آئے تو وہ ناپاک نہیں ہوگا۔  
 کم مقدار میں پانی نجاست کی کمی بیش سے ناپاک ہو جائے گا تو وہ رنگ و بو و ذائقے میں  
 ذوق نہ آئے یا نہ آئے دریا یا چشمے کا پانی جو ہمیشہ بہتا رہتا ہے درسمندر کا پانی جو بہت زیادہ  
 بہتا ہے نجاست گر جائے سے نہ اندیشہ ہے۔

و پیر پانی کی تینوں قسموں کی تعریف و رکن کا حکم بیان کیا گیا اب اس سے متعلق عام  
 باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

گر پانی کے مزہ جو یہ رنگ و بو سے نہ رہے نہ چھانکے نہ جاسکے یا پتیاں گر جانے کی  
 وجہ سے مزہ یا رنگ و بو نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ اسی طرح گر ذوق نہ آئے مٹی میں  
 جاتے سے پانی کے رنگ و بو نہ ہو جائے تو بھی تہارت و غسل کی جا سکتی ہے لیکن اگر  
 نہ چیزوں کی وجہ سے پانی کا مزہ ہو جائے تو اس سے پاکی حاصل نہیں کی جاسکتی۔

فیصلوں کی سبب سے جو پانی کنوؤں یا ٹوبوں میں سے نہیوں کے ذریعہ یا جاتا  
 ہے اس کا حکم بھی جاری پانی کا ہے اگر اس میں نجاست گر جائے تو ہٹ کر دوسری

جگہ وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے جبکہ اگر اتنی نجاست ہو کہ رنگ دیر ہلکا جائے تو اس سے طہارت ناجائز ہوگی۔

۳۔ اگر کوئی پاک چیز مثلاً صابن، زعفران، کپڑے، رنگ پانی میں مل جائے اور ہلکا سا رنگ آجائے مگر پانی کو پتہ نہ ہو کہ کتنی نجاست ہے تو پاکی نہ ہونے کے لیے شہ نہیں ہے البتہ اگر رنگ شوخ ہو گیا یا سرکہ اور دودھ ملانے سے اس کا رنگ نہ نکلے تو وضو اور غسل درست نہیں ہے۔

۴۔ پانی میں بیکری کی تہی ڈال کر پکایا گیا ہو تو اگر ہلکا سا رنگ آگیا وہ پانی نجاست نہیں ہے تو اس سے غسل اور وضو کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ گلاب اور دودھ کا عرق، سوڈا، ٹریش، دھواں یا کسی قسم کا شربت اور کھنکھڑا پانی وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو پانی جاسکتی ہیں لیکن وضو اور غسل کرنا درست نہیں۔

۶۔ غیر مرد کا جھوٹا پانی عورت کے لئے یا غیر عورت کا جھوٹا پانی مرد کے لئے مکروہ ہے۔

وہ پانی جو پینے سے جھوٹا ہو گیا

انسان مسلمان ہونے یا غیر مسلم ان کو پیا ہوا پانی پاک ہے سوائے اس صورت کے کہ کوئی ناپاک چیز مثلاً سور یا مردار کھا کر یا شراب پی کر پانی جھوٹا کر دیا ہو۔ چہ نہ یا بد نہ حلال بناؤ نہ کسی برتن سے پانی پی لیا تو اس کا جھوٹا پانی بھی پاک ہے بشرطیکہ کوئی نجاست چیز نہ ہوگی ہوئی نہ چھوڑے گا جھوٹا بھی پاک ہے، دریائی جانوروں کا جھوٹا پانی بھی پاک ہے خواہ وہ حلال یا حرام ہو یا حرام۔ اگر یہ یقین ہو کہ منہ یا پیچہ جو پانی کو لے آئے اس میں نجاست نہ تھی تب بھی پانی ناپاک مانا جائے گا۔

کچے سوراخ درندے جیسے شے

جن جانوروں کا جھوٹا پانی ناپاک ہو جاتا ہے

بہتر یا وغیرہ کا پیا ہوا پانی مکروہ تحریمی یا ناپاک ہے لیکن بہت ہوا پانی گر پی لیں تو اس جگہ سے ہٹ کر پانی سے پاکی حاصل کر جاسکتی ہے۔

حرام جانور جو عام طور پر مکہ میں ملتے ہیں

وہ جانور جن کا جھوٹا مکروہ تحریمی ہے جیسے بلی، چوہا، چھپکلی یا حرام پرندے جیسے ڈا

چیں کھڑے بازو نہ دیا آیت صبر نہ ہو جو ترزانہ نہ کر چیر کھانے کے مددی ہوں جسے بتیاں  
گرائے تیں جسے دینے تو یہ اگر پانی میں مٹے ڈال دیں تو گر بہت تنزیہی کچھ سہلے گی اور گر مٹے  
میں ترستے گی برز وہ پانی نجس ہو جائے گا۔

## کمزور کی پانی کے مسائل

بہت خفینہ مریض اگر کمزور میں گر جائے تو سنوں کا سارا پانی پاک ہو جائے گا،  
مثلاً اگر کمزور بچہ کے جسم پر گرا دے کسی نیک آدمی کا پانی خانہ، پیشاب خانہ، پیپ، مٹی،  
بستہ کی بیٹہ، درخت، باد۔

اسی صورت اگر کوئی چاند نہ پانی میں گر پڑے جس کے جسم میں خون ہو تو کچھ سنوں کا  
پانی پاک ہو جائے گا، چاند نہ کے گرنے کے بعد تین حالتیں ہو سکتی ہیں:  
پہلی حالت یہ کہ مرنے کے جسم بچوں اور بچہ گایا، اعضا رکھ کر، اور پروبال جھڑکے۔  
دوسری حالت یہ کہ مرنے کے لیکن بچہ بچا یا بچہ رہا نہیں۔

تیسری حالت یہ کہ جو جانہ مگر اوہ مرنے سے زندہ نکال لیا گیا۔  
اب برحالت کی تفصیل اور اس کا حکم بیان کیا جاتا ہے:

پہلی حالت میں کنواں نجس ہو جائے گا اور جو ڈول اس میں ڈال گیا وہ اس کی رگی  
جس تک پاک ہو گئی، اگر سنوں کا تمام پانی نکالنا ممکن ہو تو اس کے بغیر وہ پاک نہ ہو گا لیکن جب  
مکمل اس مرنے ہوئے جسم کو پہلے نہ نکال جائے پانی نکالنے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا، اگر تمام پانی  
نکالت ممکن نہ ہو تو دوسو ڈول پانی نکالنے کے بعد کنواں پاک ہو جائے گا، ڈول وہ ہو جائے  
جو باقی مرنے سے نکال لیا جاتا ہے، اس طرح پانی نکال دینے سے تمام کنواں، اس کی دیواریں  
ڈول میں اور نکالنے والے کے ہاتھ سب چیزیں پاک ہو جائیں گی۔

دوسری حالت میں اگر مرنے والا انسان یا بکری ہے تو اس کی لاش نکالنے کے بعد  
پانی نکالنے کا حکم وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے جب تک سارا پانی گرہ ممکن نہ ہو تو دوسو

ڈول نہ نکالے جائیں وہ کتوں پاک نہ ہوگا نہ ڈول درستی پاک ہوگی۔ اگر اگر مرے وہ تیرے  
جائز ہو جیسے بنی مرغی یا سوتر میں نہ کہ نہیں اور پروان ہی ایک نہیں ہوئے تو کنویں کے  
پانی نجی ست آود مستور ہوگا اور جب تک اس جائز کو نکالنے کے بعد چاہیں ڈول پانی نہ  
نکار جائے وہ پاک نہ ہوگا۔ اگر گرنے اور جائز پڑیا یا چوبیسا ہو تب بھی کنویں کا پانی نجی ست ڈ  
ہوئے کے درمیری ہوئی چیز کو نکالنے کے بعد میں ڈول پانی نکالے بغیر پاک نہ ہوگا۔

تیسری حالت گھرے ہوئے جاندار کا زندہ نکلنا ہے اگر تو گروہ جائز نجس عین ہے تو  
سرا پانی نکالنا اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو سو ڈول نکالنا ضروری ہے جیسے پہلی حالت میں بیت  
کیا گیا۔ اگر وہ جائز نجس عین نہیں ہے تو اگر اس کے بدن پر نجی ست نجسہ فسطیہ وغیرہ  
مہتا تو نجس عین کی طرح سے کنویں کو پاک کرنا ہوگا لیکن اس کے بدن پر اگر نجی ست نہیں ہے  
تو میں ڈول پانی نکال دینا مستحب ہے۔

ایسے جائز عین میں خون نہیں ہوتا یا میڈاک یا مچھلی وغیرہ کنویں میں مر جائے تو پانی  
نہیں ہوتا۔ ماکھی فتنہا کے نزدیک خشکی کا ہر جائز خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اگر اس کے مرنے سے  
پانی میں تبدیلی آگئی تو کنویں کا پانی نجس ہو جائے گا تبدیلی سے مراد وضو نہ کرنا کہ نہ کھینچنا  
ہے یعنی مرنے سے گندہ اور بڑے۔

انسان برص و دوسرے  
انسانی جسم اور لباس کو نجاست سے پاک رکھنا  
جائز روئے کے ساتھ  
مکلف ہے کہ اپنے جسم کو اور کپڑوں کو ہر قسم کی گندگی اور نجی ست سے پاک رکھے اور اس  
خاص ہتھ مکرے کیونکہ یہ عبادت کی بجائے کوری کی ذمین شرط ہے پیشاب و قندق سے  
ہونا یک فتنہ می غس ہے اور اس کی حاجت ہر چاند کو پیش آتی ہے۔ انسان پر یہ خاص ذمہ  
ہے کہ رفتہ حاجت کے بعد گندگی خارج ہوئے کے مقامات کو آودھتہ رہتے دے کر  
ایسا نہیں کرے گا تو جسم کے ساتھ لباس بھی نجاست آود ہو جائے گا ہند یہ مذہم ہے کہ  
جہاں جہاں سے گندگی خارج ہوئی ہے اس کو خشک اور پاک کیا جائے اس میں  
میں استناب مستغایت اور استجور کہتے ہیں



استنجائی اور لپٹ لفظ استنجائی عربی زبان کا ایک فقرے سے ماخوذ ہے جو کہ شجر (میں نے درخت کو جڑ سے کاٹ دیا)۔ استنجائی کا مفہوم بھی یہ ہے کہ پسیدہ می کو جڑ سے کاٹ دیا جائے۔ استنجا بیت کے معنی ہیں راحت و خوشی حاصل کرتا۔ منہ کی دور ہو جانے کے بھی راحت و خوشی محسوس ہوتی ہے۔ استنجہ ہمارے ماخوذ ہے یعنی چھوٹی شریاں، یہ اصطلاح ڈھیلے یا پتھر کے ٹکڑے استعمال کرنے کے لئے بولی جاتی ہے۔

استنجائی اور طہارت کا طریقہ اس میں مرتبہ استنجائی کا پانی سے کسی جگہ کو پاک کر دینا ہے پہلی امتوں کی شریعت میں پانی سے طہارت کرنے کا حکم تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ سب سے پہلے جس نے پانی سے طہارت حاصل کی وہ سعیدنا حضرت برائیم علیہ السلام تھے اسلام نے سہوت کے پیش نظر ڈھیلے وغیرہ جیسی چیزوں سے جن میں کوئی شہرت نہ ہو طہارت کی جواز دی ہے۔

استنجائی کے ارکان (۱) مستنجی۔ یعنی گندگی کو دور کرنے والا شخص یا مستنجی منہ وہ گندگی جس سے جسم کو وہ ہو۔ (۲) مستنجی بہ۔ وہ چیز جس سے گندگی کو دور کیا جائے۔ (۳) مستنجی فیہ۔ وہ جگہ جس کو پاک و صاف کرنا ہے۔

استنجائی اور حکم ہر شخص شے یا ہر نجاست حوت کے جسم سے نجات ہو جسے پیشاب یا یاغیہ جو معمول کے معنی میں نجات ہوتا ہے۔ یاغیہ معمولی جیسے خون و دمی، یہ منہ کی تھوس سے پاک ہو کر جب تک کہ استنجائی کی وقت نہ دہری ہے جب نجاست کا نجات ہوتا ہے تو وہ نہ استنجائی کا ہو گا۔ جو نجاست منہ کے دبانے پر ہو اور آگے بڑھی ہو نہ وہ پیشاب یاغیہ ہو یا منہ کی دمی اور خون وغیرہ تو منہ کی نجات سنت مؤکدہ ہے۔ منہ کی نجاست اور استنجائی کہتے ہیں، یہ ڈھیلے سے بھی دور ہو جاتی ہے اور پانی سے بھی لیکن اگر نجاست منہ کے تکیہ کر جائے تو منہ کی نجاست ہوتی ہے اس کو استنجائی نہیں بلکہ منہ کی نجاست کہتے ہیں، منہ کی نجاست کو پانی سے دھو کر جب تک کہ منہ کی نجاست نہ رہے کہ برہنہ ہو لیکن اگر وہ منہ کی نجاست نہ علیہ فہم مارتے ہیں کہ اگر نجاست کی مقدار ایک درہم سے زیادہ ہو تو پانی سے دھو کر بہت بہت دھو کر بھی نہیں بہا سکتا۔ اور عورت دو فوط کے ساتھ کہ



نہ تیری:

کے جس حد تک  
حیرۃ فخر قیامہ فخر  
ان بندہ خیر لہ من  
ان جس حد تک  
کے جس حد تک

تو جب کسی نے یہ جانتا ہے کہ وہ اپنے رب سے  
کے کہیں زیادہ ہے۔

تو جب کسی نے یہ جانتا ہے کہ وہ اپنے رب سے  
کے کہیں زیادہ ہے۔

تو جب کسی نے یہ جانتا ہے کہ وہ اپنے رب سے  
کے کہیں زیادہ ہے۔

تو جب کسی نے یہ جانتا ہے کہ وہ اپنے رب سے  
کے کہیں زیادہ ہے۔

تو جب کسی نے یہ جانتا ہے کہ وہ اپنے رب سے  
کے کہیں زیادہ ہے۔

تو جب کسی نے یہ جانتا ہے کہ وہ اپنے رب سے  
کے کہیں زیادہ ہے۔

دھیلے کے لئے یا کسی بھی پناہ کو ضرر سے محفوظ رکھنے کے لئے یا مان کو محفوظ ہونے سے بچانے کے لئے تو ایسے ہی کسی کام کے لئے ہونا مکروہ نہیں ہے۔

۸۔ سورج یا چاند کے سامنے بیٹھ کر رُفہ حاجت کرنا مکروہ ہے، دونوں شد کی قدرت کی نشانی اور اس کی نعمت ہیں جن سے خلق خدا کو زندہ پہنچتا ہے، نعمت کا احترام اور اس کی قدر کرنا مخلوق پر لازم ہے۔ طبی اقدار سے بھی سورج کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا منکر ہے۔

۹۔ استنجی بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے کیونکہ دایاں ہاتھ باعموم مکہ، مدینہ و غیرہ کی نسبت دایب۔ تو میں نے کرپینے کے لئے بے پاک مٹی، کھنکھریا، پتھر یا بجی، اینٹ کے ٹکڑے سے جو بائیں دست میں سے استعمال کیا جاسکتا ہے، ہڈی، کوئلہ، کپڑا یا سی چنے سے جو کھائے کے کام میں آتی ہو استنجا کرنا مکروہ ہے، گو بر خشک ہونے پر بھی پاک کرنے میں نہیں ہے۔  
بجس اشیا کو ڈھیلے کے طور پر استعمال کرنا صحیح نہیں۔ چکن شنان، پتھر، سنگ، شیشہ اور ان جیسی چیزوں کا استعمال جائز نہیں۔

۱۰۔ کسی در کی موکہ یا رستہ ڈھیلے کر استنجی کرنا مکروہ تحریمی ہے ڈھیلے سے کسی نوبت کا زہر ہو سکتا ہے جو خشک نہ ہو گئی ہو۔ پیشاب پورے مشغفہ پر نہ پھیل گیا ہو ورنہ نہ صفائی تک نہ پھیلے ہو، صفائی کر کے وہ دفعتاً جو کھڑے ہونے میں مس جاتا ہے اور مشغفہ وہ قسمت جو ختنے کی جگہ سے اوپر ہو (یعنی سپارمی) غور سے اسے ڈھیلے سے استنجی جب صحیح ہوگا کہ کنواری کی بنی سب اس حصے سے آگے نہ لگے ہو جو ختنے کے کھس جاتا ہے ورنہ دی شدہ کی نوبت اندرونی حصے سے آگے نہ بڑھتی ہو، بصورت دیگر خصوصیت سے پانی کا استعمال کرنا ہوگا جس طرح غلغلتہ منہ دھو کا استنجی پانی سے زہر ہوتا ہے، ڈھیلے سے استنجی رکے سے یہ بھی ضروری ہے کہ تین بار سے کم نہ ہو ورنہ زہر پوری جگہ کو نفاذ کیا جائے

۱۱۔ جو کچھ بیان ہوا وہ جسم یا لباس پر لگ جانے والی ناپاستوں سے پاک کرنے کے متعلق تھا۔ لیکن نجاست کی خواہ حدث لغوی کی وجہ سے۔ حق ہو یا حدث کبر کی وجہ سے، انہیں دھو کر برائے عمل کرنے سے رُفہ ہو سکتی ہے جو نہایت نے دیکھے ہیں۔



نہجِ امتِ نبوی کے انھیں ہیں محدث معجز کا حکم دیا کرتے ہوئے تیار ہو کر کاسبہ کے اس حوض میں  
 نہ کھڑے ہوئے ہاں سکتی تھے ذوقِ پاک کو بافتوں سے پہرہ بیاہکتے تھے، وقتیکہ انھوں نے گریب بے کے  
 ذہن میں انھوں نے اس بیان سے باتیں کی تھیں۔ فتنی مفسرین نے ذوقِ امت کو جب مستحکم و  
 مقررہ و یزدان شدہ کیا تو اس میں ان کے ذکر میں آئے۔

وہ لوگ معنی اور تصریح  
 لغت میں اس لفظ کے معنی نوینی اور پائیدگی کے ہیں چیت پختہ  
 و اشد و اصفیٰ کے معنی ہیں وہ چٹا ہو گیا اور پاک

موجود یہ ان کی قومیت کے حامل ہیں۔ مثلاً میں فاضل عربیہ پائیدگی کو کہتے ہیں جس کے معنی پوری  
 حسی و روحانی معنی میں وہوں نے جو کچھ پائیدگی یعنی ہندو کے اس میں ہوتی ہے۔ عسجدِ فتنہ میں وضو  
 سے و دھوپ سے ہاتھوں سے اور پیروں کو یک نواں ڈھکے سے دھوا اور مسح کرتا ہے جس  
 کی تمہیں فاضل و اشد و اصفیٰ کی سنتوں و مستحیات کے بیان میں آئے ہیں۔

وہ لوگ حکم و راس سے متعلق امور  
 وہ لوگ انہیں انجی و دینیت جو نتیجہ و متبہ ہوتا  
 ہے وہ یہ ہے کہ وہ دینیت پر دور ہو جاتی

ہے جس کی تشبیہ کے ساتھ معجز ہیں کی تھی ہے شریعہ و عہدہ سے محدث و مکرر کرنے  
 کو کہیں نہ رہے نہ ہے جس کے حد تک فرائض و رخصتیں مازیں سبب و تہات سبب و تشکر و شوق  
 کہ وہ دین و رخصت، کیا کہتا ہے انھوں نے معنی میں یہ کہ وہ دین کا رشتہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ	کہتے ہیں کہ یہ لوگ ان کے نزدیک ہند
وَعَلَىٰ آلِهِ وَارْحَمْهُمْ	ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہیں کہ وہ ہیں
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ	بھی کرتے ہوئے جب کوئی بات کرے تو
اِنَّ رَحْمَتَكَ رَاحِمَةٌ	بھلائی کے سوچے نہ رہے۔

اس سے معلوم ہو کہ نزدیک حرج ان غلام کے لئے بھی و نہ وہ جب ہے یہی حکم  
 قرآن شریف میں ہے کہ کاکے کو جو چہ قرآن ہو یا اس کا کوئی حصہ اللہ تعالیٰ کا رشتہ ہے  
 لَا يَمَسُّهُ الْغَمُّ وَالْهُزْنُ  
 قرآن و حدیث پاک و کتب ہی چہ دین

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، کثرتِ شمس قرآن پر ہے۔  
 قرآن شریف کو بچہ وضو کے چھوڑنا اس کے کسی وقت کو بے وضو ہونا نہ کہ بے وضو ہونا  
 تک کہ اگر وہ جزو ن یا ر ہل پر ہو تو اس جزو ن اور ر ہل کو بھی بغیر وضو ہاتھ نہیں لگنا چاہیے۔  
 قرآن کی جلد اگر اصل کتاب سے الگ ہو جائے تب بھی وہ محترم ہے جب تک وہ قرآن کی  
 جلد کہی جاتی رہے۔ اگر گھر یا مکان سے کسی شے یا چیز سے بے قرآن رکھا ہو اور اس کو مرنے  
 کے اگٹنا نہ ہو تب بھی با وضو ہاتھ لگنا چاہیے۔

حسب ذیل صورتوں میں بے وضو ہاتھ لگایا جاسکتا ہے :

- ۱) ملاخ بیچہ جو قرآن سیکھتے ہوں تو قرآن ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔
- ۲) غصت کعبہ جس پر قرآنی آیات لکھی ہوں یہ وضو ہاتھ میں لیا جاسکتا ہے۔
- ۳) وہ کتابیں جن میں بطور حوالہ قرآنی آیات تحریر کی گئی ہوں یہ وضو پہنی ہو سکتی ہیں۔
- ۴) وہ آیات قرآنی جن کو پڑے میں پیسٹ کر تعویذ بنایا گیا ہو۔
- ۵) مکہ جس پر قرآنی آیت منقوش ہو
- ۶) قرآن شریف کو پانی میں ڈوبے یا آگ میں جلنے سے پانے کے لئے بے وضو نہ ہونا چاہئے۔

جائز ہے۔

۷۔ اگر قرآن عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں لکھا ہو اور تو اسے بے وضو ہاتھ لگے نہ  
 جائز ہے۔

۸۔ کتاب اللہ کو ہاتھ لگائے بغیر تلاوت بے وضو جائز ہے۔ حاشا ثورت اور اس  
 شخص کو جس پر غسل واجب ہے یہ کرنا حرام ہے۔

وضو کی شرطیں تیس طرح کی ہیں :

**شرائط وضو**

(۱) واجب کرنے والی شرطیں تین ہیں جن کی موجودگی میں رکعت مانگنے پر  
 وضو کرنا واجب ہوتا ہے اگر وہ شرطیں ان میں سے کچھ نہ پائی جائیں تو وضو واجب  
 نہ ہوگا۔

(۲) وضو صحیح اور درست ہونے کی شرطیں تین ہیں وہ شرائط جن کے بغیر وضو بھی نہیں سکتا



وضو واجب اور صحیح ہونے کی مشق کہ شرطیں  
اپنی کا تہہ پاک کرنے اور ہونا وغیرہ

تہ نہ تو دوسو بیس ہوگا ورنہ واجب

کی تکبیر ہو پائے گی۔

در غفلت نہایت وضو و وجوب وضو کے لئے وضو وہی ہے لہذا مہنوں میں نہ وضو واجب  
پر وضو واجب نہیں ہے اور اگر وضو کرے تو صحیح نہ ہوگا۔ اگر کسی نے غفلت سے وضو  
کر لیا اور کھڑکی دیکر بعد اس میں وضو سے نجات ہو گئی تو اس وضو سے نجات  
نہ ہوگی۔

سہ غور کا حیض و نفاس سے پاک ہونا کیونکہ اس حالت میں غور سے وضو واجب  
ہے نہ درست ہے۔ اگر حالت حیض میں کسی غور سے وضو کیا پھر وہ پاک ہو گئی تو اس  
وضو کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ وہ درست ہی نہ تھا۔ بہتہ جائید غور کے لئے مستحب  
یہ ہے کہ بہ نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اپنی بات نہ کرے بلکہ یہ کہ اس سے غفلت  
نہ رہے کہ نماز چھوٹ جانے کی حالت میں اس سے غفلت پیدا نہ ہو جائے۔  
ہم نیت و غفلت کی حالت میں نہ ہونا۔ بعض سوئے ہوئے شخص نیت میں کھڑے ہوتے  
در چلتے پھرتے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہوتے ہیں تو یہی حالت میں ہونا کہ  
نہ وضو صحیح ہو جائے گا نہ واجب۔

۵۔ مسنن ہونا۔ جو ہے کہ غیر مسنن وضو کا مرد بہ نہیں۔ ب اگر کوئی کافر یا کافر مسنن  
تو اسے مسنن کہہ دے۔ ہونے کے سبب اس پر وضو واجب ہی نہ تھا۔ در گرمہ  
میں وہ مسنن ہو گیا تو اس کا وہ وضو صحیح متصور نہ ہوگا۔

وضو کے فرائض فرض کے معنی غفلت سے کاٹنے یا شکات کرنے کے ہیں فرضیت مذکورہ  
ایں نے کڑی میں شکات مذکور۔ در فرضیت احسن میں نے  
مذکورہ کات دی شریعت میں ایسے عمل کو کہتے ہیں جس کے کرنے میں وہاں در نہ کر سکتے ہیں  
حد ب کا تین جو اسے شک و شبہ فتنہ میں کہہ رہے ہیں اس میں در نہ ہے فتنہ یہ ہے  
کہ فتنہ کسی چیز کی مہیت میں داخل ہوتا ہے جبکہ شہد مہیت میں داخل نہیں ہوتی مثلاً





کہتے ہیں۔ منہی حد کا نواں ہو سکتا ہے اور ان کو دھوئے کا حکم دیتے ہیں جبکہ باقی تین  
 ائمہ فقہ کا نواں کو پہرے میں شامل نہیں ہے۔ درحقیقہ کے بارے میں کہ جس کی سطح سنتی ہو تو اس  
 کا نواں کرنا واجب ہے تاہم کسی تک پانی پہنچ جائے کہ میں گریبان گئے ہوں تو نہ تو پیر کی شمع کا  
 دھون واجب ہے نہ نواں کرتا۔ جب نہیں ہے بعد سنت ہے اس کی نفل کے نزدیک گنتی دھون  
 باقی ہے ہذا واجب ہے۔

**وضو کی سنتیں** سنت کے لغوی معنی ہو یقیناً یا عمل کے ہیں جو مقرر پر یا واجب یا مو  
 استعدہ میں وہ فعل جو رموز سے منہی ہے سیدہ دسم کے خواہیہ ہوئے  
 کہ حکم دیا ہو سنت کہلاتا ہے حنفی فقہ کے اس کی وہ ہیں کی ہیں سنت مؤکدہ و سنت غیر مؤکدہ  
 سنت مؤکدہ وہ ہے جس سے جہنم کا خوف ہے یا جہنم کا خوف ہے اور جہنم کا خوف ہے اور جہنم کا خوف ہے  
 کے نزدیک یہ واجب ہے کہ نہ ہے و غرض کہ بیان میں وضو کے بارے میں وضو کا ذکر کیا ہے  
 ہے یا باقی ہیں جو ورتے مطلق کے ہیں و جب تو ردی کی ہیں وہ تفسیروں کے نزدیک  
 سنت مؤکدہ ہیں۔ و جب کا ترک کرنا حنفی مسکب میں بسا بہتار نہیں ہوتا جیسا غرض ہے  
 تارک اہل مذہب کا نواں مذہب کا مزاج کا سرور و رتوانہ ہو کہ بہن رسول کی مثل سنت مؤکدہ  
 ہے گا تو حنفی حد جس کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اس سے دوسری واجب ہے اس کا ذکر کیا ہے  
 سنت کی دوسری قسم وہ مؤکدہ سنت سے کو منہ و ب کہتے ہیں اس کا کرنے کا ثواب پاتا  
 سنا نہ کرنے کا عذاب نہیں ہوتا

وضو میں چند امور سنت مؤکدہ ہیں ان میں سے ایک سیدہ اسما بنت ابی اسحاق  
 رضی اللہ عنہا سے شہید ہے جو غزوہ بدر میں رہیں ہیں "بسم اللہ تعالیٰ و علیہ  
 السلام" دیں را سندہ

وضو کی سنتیں پہلے دووں ہاتھوں کو تین بار دھو لینا سنت ہے۔ اسی طرح تین  
 تین بار کھٹی کرنا و تین بار ناک میں پانی پہنچانا بھی سنت مؤکدہ ہے۔  
 ہاتھ پیر کی انگلیوں کی گھایوں میں خصال کرنا بھی سنت مؤکدہ ہے سنائے وضو  
 میں سے ہر عضو پر ایک بار پوری طرح پہنچانا تو فرض ہے دوسری و تیسری بار دھون

سنت مؤکدہ ہے۔

سر کے چوتھوں فی حق کا مسح تو فرض ہے اور پورے سر کا مسح سنت مؤکدہ ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے انگلیوں کے سرے سے سر کے کچلے تھمتے مسح کرتے ہوئے پیچھے گردن تک اے جایا جائے تاکہ پورے سر کا مسح ہو جائے۔

دونوں کانوں کا مسح کرنا بایں ہو کہ کان کے یہ دونی حصے کا مسح ٹوٹنے کے بعد دونی حصے سے اور داخلی حصے کا مسح کھلے کی نگلی سے کیا جائے۔

نیت وضو کرنے کی ہوں حنفیوں کے نزدیک سنت شافعی و مالکی فقہاء کے نزدیک فرض و حنبلی فقہاء کے نزدیک نہ واجب۔ نیت کا تحقق دل سے ہے و نیت کا وقت وہ ہے جب منہ دھویا جائے اگر نیت کے بعد منہ سے دیکھا جائے تو یہ مستحب ہے جیسے منویۃ "اَوْصًا بِصَلَاةٍ تَقْرَأُ فِيهَا تَعَاذُ" میں وضو کرنے کی نیت کرتا ہوں نماز کے لئے تاکہ قرب اللہ سے حاصل ہو یا منویۃ رفع الحدث (ناپاکی دور ہونے کی نیت کرتا ہوں) یہ نیت استبراء (پاک ہونے کی غرض سے وضو کی نیت کرتا ہوں) یہ نیت استبراء (وضو) (تہارت و ہونے کے لئے وضو کی نیت کرتا ہوں)۔

اسی ترتیب سے وضو کرنا ایسا کہ تہجد کی نیت ہو یعنی تہجد دھونے کے بعد ہاتھوں کو پیشوں تک پھر سر کا مسح کرنا و آخر میں دونوں پیروں کا ٹھنوں تک حوزہ سنت مؤکدہ ہے۔ تہجد اعمان و غنموں سے ملنے کا وہ مینا جسے موانع کہتے ہیں یعنی پاک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونے میں تہجد یا تہجد نہ ہو کہ پہلے دھویا ہو غرض کہ خشک ہو جائے پھر کبھی حنفیوں کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

سنت مؤکدہ وہی ہے مسواک کرنا ہے کسی بھی گروہ درند کی مسواک سنت مؤکدہ ہے و نہ کرنے کے سے مفید ہے اس سے مسواک کرنے سے نیت صاف ہوتے ہیں مصلحت قوی ہوتی ہے۔ نیت کی تہریروں کا میں کبھی نہیں جانتا۔ مستحب طریقہ مسواک کرنے کا یہ ہے کہ اس کو دھیں ہاتھوں میں تہجد پکڑیں کہ ٹوٹی سر سے پھر مسواک کرنے کے بعد پھر تہجد پکڑیں کہ نیت کی تہجد رہے باقی تین احوال مسواک کے زبردستی ہیں۔ کئی گروہ وقت مسواک کرنا چاہیے

لیٹے لیٹے مسوک کرنا مکروہ ہے۔

وضو کے مندوب و مستحب بات غیر مؤکد و مستحب ہیں بہت سی دو باتیں ہیں جن کو ہنس  
کہ فقہ مندوب و مستحب بات تصویح و رفتیہ میں  
شمار کرتے ہیں، مثلاً مرد گرہ تھیں ٹوکھی پہنچے ہو تو وضو کرتے وقت اسے سر کا بندھنے کا پانی  
پہنچ جائے۔ یہ باتیں بھی وضو کے مندوب و مستحب ہیں۔

وضو کرتے وقت قبضہ کی طرف منہ کرنا، رپاک جگر پر وضو کرنا، اور اونچی جگہ پر وضو کرنا مکروہ وضو  
کرنا دیکھیں

کو بائیں پر مقدم رکھنا۔ کان کے سوراخ میں ترچھٹیلی پھرنا۔ دھوپ میں گردے ہوئے پانی  
سے وضو نہ کرنا۔ پانی کے بہان میں اس کے گرد ہونے کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ دور نہ کرنا  
میں بے ضرورت کوئی بات نہ کرنا۔ وضو کے شروع میں بسم اللہ و الحمد للہ نہ پڑھنا۔ ہاتھ دھو کر  
دھو کر کھانا پینا اور حسب ذیل دہائی پڑھنا:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى نَدْوَةِ الْمَدْرَةِ وَدُخَانِ الْمَسْرِ وَمَسْنِيَةِ الْمَدْرَةِ

ناک میں پانی پینے کے وقت۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَنِيْ رُحْمَةَ الْعَبْتَةِ وَنَدْوَةَ الْمَدْرَةِ وَدُخَانِ الْمَسْرِ

چہرہ دھوتے وقت۔ اَللّٰهُمَّ بَقِّنِيْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَخْفِضُ وُجُوْهُ وَاَسْوَدُ وُجُوْهُ

دایاں ہاتھ دھوتے وقت۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ كَيْفِيْ بِيَمِيْنِيْ وَخَاسِيْنِيْ حَيْثُ بَايَسِيْرِيْ

بایاں ہاتھ دھوتے وقت۔ اَللّٰهُمَّ اَلْهِنِّيْ كَيْفِيْ بِيَسَارِيْ وَلَا مِيْنِيْ وَرَءَايِيْ

سہا مسج کرتے وقت۔ اَللّٰهُمَّ اَلْهِنِّيْ تَحْتَ صَلَ عَوْشِيْ يَوْمَ لَا نَحِيْ اِلَّا عَرْشِيْ

کوفہ مسج کرتے وقت۔ اَللّٰهُمَّ خَفِّنِيْ مِنَ اَذْيَاتِ بَيْتِيْ هُوْنَ الْقَوْلِ فَيَتَقَلَّبُ كُنْزِيْ

گردن کا مسج کرتے وقت۔ اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقِيْتِيْ مِنَ الْمَدْرَةِ

دایاں پاؤں دھوتے وقت۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى اَصْوَاطِ يَوْمَ تَزَالُ اَلْقَدَامُ

بایاں پاؤں دھوتے وقت۔ اَللّٰهُمَّ اَبْعِدْ ذُنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَسَعِيْ مَشْغُوْرًا وَتَجَدُّقِيْ كَتَاْبِيْ

وضو سے فارغ ہونے کے بعد سورہ قدر کو تین بار پڑھنا اور وضو کر کے قبہ و گھر کے ہر گھر پر گناہ

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ



لَتَجْعَلَنِي مِنْ شَوْءِ ابْنِ وَجَعْنِي مِنْ مُتَصَهِّرِينَ

میں سے یعنی فناء و نفع کا دائیں ہاتھ سے ورد ہیں بربادی سے ڈروں کرنا وہ تو پر  
فتنہ کی تدبیر میں مستحب کھانا ہے میں مدد ملنی قدری سے اس کو سنت قرار دیا ہے وہ فرما ہے  
میں نے اناج ان کے لئے نہوا عبثہ عیبہ الصمۃ و السمرۃ و النخولہ و النخلات  
و بندوا ابھیامکم زراۃ بود و دو بن ماجہ و من خزیبہ وہ بن حبان یعنی بڑے  
نیک یہ سب کہ بہ سنت ہے۔ آفتہ تہ ہمیشہ دین سے ہٹ کر تھے و ریت کا رشہ  
سب کہ جب تم ہوگے دشو کرو تو پانی و پھل صرف سے نہ رو کرو

و تمہاری مکر و بات کر بہت کن دیکھیں ہیں کہ بہت تنہا ہیں و رست تر ہیں مکر وہ ترکی بہ  
ہے کہ سنت ہو کہ دین کے کسی سنت کو وہ جپ و بولتیں سے نہ  
ترک کرنا و نہ کہ نہ ہونے پر سب کہ مندوب مستحب ہے رہیں کے دینی و ترک کر دین سے نہیں  
کے نہ کرنے سے مندوب نہیں ہوئے لیکن کرنے سے خوب ہے۔ مگر چہ وہ سمجھتے وقت پانی  
کو پھینکے زور سے مارنا کہ اس کی چیمیں ٹریں، ہاں پانی ہٹے کے ناک میں پانی بہنا کر دین سے نہ  
سے عادت کرنا، سر نہ ہونے کا کسی تین تین بار پانی کے کر کرنا، و نفع کوئی برتن نہیں کرنا کہ  
اس کے سوا کسی و برتن سے دشمن نہ کیا جائے، گندمی بیکہ پر و نفع کا پانی کرنا، تن سے و نہ  
میں مٹی اور بات چیت کرنا، جتنا پانی و نفع کے کافی ہے اس سے زیادہ خرچ کرنا، یہ سب  
کہ و نفع کرنے والا و نفع کے پانی کو مایک ہو۔ لیکن اگر وہ پانی و نفع کے سے وقت کیا گیا ہو  
تو اس کو اسے انتہا نہ کر وہ ہی نہیں بلکہ حرم سے بشرطیکہ وہ پانی کسی حوض میں نہ ہو۔ و زور  
کا مٹی میں مبالغہ کرنا یا ناک میں زور سے پانی کھینچنا بھی مکروہ ہے۔

و نفع و نفع جس چیزوں سے و نفع ہوٹ جاتا ہے انہیں نوافل و نفع کہتے ہیں نفع  
کسی چیز کو فاسد یا شراب کرنے کو کہتے ہیں۔ نوافل و نفع چاندی و سرم  
کے ہیں :

۱۔ ان کے آگے یا پیچھے یعنی پیشاب یا پاخانے کے مقامات سے کوئی چیز نہارت  
ہو تا مدت ان کے منہ میں جیسے پختہ یا پیشاب یا غیر مطابق جیسے کچھ

## کیڑا یا اور کوئی چیز۔

۲۔ وہ امور جو ان مقدمات سے کسی چیز کو نکالنے کا موجب ہوں۔ مثلاً غسل کا جب توجہ نہ ہو۔  
شہوت کے ساتھ کسی عورت یا کسی عورت جیسے مرد کو چھوئے۔ عضو مخموس اور دوسرے اعضا کو مس کرنا جبکہ کوئی کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو۔

۳۔ جسم کی کسی اور جگہ سے کوئی چیز خارج ہونا جیسے خون اور پیپ (بلغم) یا تھوک جو باجموم ہر انسان کے منہ سے خارج ہوتا رہتا ہے یا نر کے کا پانی اور آنکھ سے نکلنے والی چیزیں۔  
**ناقض وضو نہیں ہیں**

آگے سے خارج ہونے والی چیزیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن غسل واجب نہیں ہوتا پیشاب، مزی اور ودی ہیں۔ مزی ایک رقیق مادہ ہے جس کا رنگ زردی سرس ہوتا ہے اور شہوتی احساس کے ساتھ خارج ہوتا ہے لیکن وہ مادہ توبہ نہیں ہوتا جو لذت کے ساتھ خارج ہوتا ہے اور غسل کو واجب کر دیتا ہے، اور ودی سفید رنگ کا گڑھا مادہ ہے جو پیشاب کرنے کے بعد اکثر نکل آتا ہے، عورتوں کو بھی دردت سے پہلے یہ صورت پیش آتی ہے۔ یہ چیزیں آگے کے راستے سے ہی خارج ہوتی ہیں نہ کہ خارج ہوتے ہی وضو باقی نہیں رہتا۔

پچھلے سے خارج ہونے والی چیزوں میں پاخانہ اور ریاح ہیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ سب ایسی چیزیں ہیں جن کے ناقض وضو ہونے کی بابت جہاں جہاں دو قول ہیں اس میں سے غلبہ عامی طور پر خارج ہونے والی چیزوں میں کچھ ہو پیپ یا کچھ کسکری ہے تو ان چیزوں کے نکلنے سے بھی وضو ٹوٹ کر نہیں رہے گا۔

ان دونوں رستوں سے خارج ہونے کے بعد وہ بن یا توں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جب رہیپ:

وضو کرنے والے کی غسل جاتی رہے خواہ جنون سے مرگ سے یہ ہوشی سے انکار کرے۔  
بیزہ شے یا کھانے سے درنہند ہے۔ نیند بندت خود ناقض وضو نہیں ہے مگر اگر اس سے کہ جس حالت میں وضو کرنے والی بات حق ہو سکتی ہے اور یہ تینوں میں سے ہونا ہے۔

پیٹھ کے سہارے بیت لیٹ کر یا پیٹھ کسی چیز پر لیٹ کر سو جانے سے یا کوبوں میں سے کسی کو لپٹ کر سہارے کر کے سونے سے لیکن اگر بیٹھا رہا وہ کو لپٹے جگہ سے نہیں ہٹے تو وضو نہیں پڑتا۔ اسی طرح کھڑے کھڑے یا کوع کی حالت میں یا سجدے میں سر رکھنے کی حالت میں اگر نیند آگئی تو بھی وضو نہیں پڑتا کیونکہ ن حالت میں انسان اپنے کو سنبھالے ہوئے ہوتا ہے، انحضرتؐ کا رشتہ دے:

ان الوضوء واجب ان من  
نم مصنوعاً فانك اذا اضطجعت

سوئے سے وضو اسی حالت میں واجب ہوتا ہے جب کوئی لیٹ کر سو جائے

استرخت مقاسداً، ابو دؤاد ترمذی، کیونکہ بیٹنے سے بدن کے جوڑ ڈھبے پڑ جاتے ہیں۔  
اضطجعت دو طرح کا ہوتا ہے پیٹھ کے بل چت لیٹ کر یا کوبوں کے بل کروٹ سے لیٹ کر بیٹھ ہوئے یا سجدے میں اگر گہری نیند آگئی تو بھی وضو پڑ گیا۔

۲۔ شہوتِ ایضہ وجود کو چھونا۔ فقہاء کی اصطلاح میں لفظ مس بھی آیا ہے ور مس بھی مس ہے۔ ہاتھ سے چھونے کو ور مس دو جسموں کے مضافاً ہم مل جانے کو کہتے ہیں۔ عام بات یہ ہے کہ انسان خود اپنے اعضائے بدن کو چھوئے تو اس میں استنذان کا خیال نہیں ہوتا لیکن بعض ایسی حدیث ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے عضو منقصور کو یا ہاتھ لگا کر نہایت حاصل کرنے کے لئے تو وضو پڑ جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ  
فَوَضَّأَهُ

جو شخص اپنے جنسی عضو کو مس کرے  
پھر نہایت وضو کرے۔

غیر مرد پر بیٹھنے کے باقی تینوں مرد مس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وضو نہ پڑے گا۔ ہاتھ لگانے سے وضو پڑے گا۔ جبکہ مرد غنیمت کو مس سے اختلاف ہے۔ ابو دؤاد حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں جو ابن ماجہ کے دو دوسرے محدثین سے روایت کی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شخص کے ہاتھ کے ہاتھ کو مس کرنا صحیح ہے۔  
کیا یا نہ کرے؟ دہر ن چھو جنسی عضو کو ہاتھ لگانے کے لئے نہ چھوئے۔ جب کہ وضو پڑ گیا۔  
مس نہ کرے۔ بیعت منہ جو بھی ہاتھ لگا کر ایک ہاتھ کو مس نہ کرے۔





حنسی فتنہ انگیز دیکھ کر نہیں آکر نہ کہ سرتے ہنسنے سے دھنوں کو جاتا ہے بخلاف اس  
 صورت کے جبکہ منہ ہی ایسی ہو کہ صحت خود کو سنانی دے کہ میں پاس کی آدمی نہ سن سکے تو دھنوں  
 نہیں جاتا مگر نہ پاگل ہو جاتی ہے کسی بڑے جہل و اشد و نٹ و نید و گوشت کھانے  
 و ریت کو نہانے سے دھنوں نہیں جاتا۔ حنسی فتنہ کو اس سے فتنہ ہے۔ حدیث صحیح  
 ہوتی ہے کہ مشابہ ہو جائے تو محض شک سے دھنوں نہیں ٹوٹتے ہنسی سے یہ یاد ہو کہ وہ  
 پہلے بہ دھنوں تھی

اور جو مسکمل صحت ہوئے وہ اس غیر صحت حنسی کو دور کرنے کے تحقق کے بعد حدیث صحیح  
 سے راجح ہوتی ہے کہ حدیث کہ ہے۔ حق ہونے و نہ ہونے کی سبب دور کرنے کا نہ یہ سند صحیح شریعت  
 میں نہیں کہتا کہ یہ وہ کیفیت ہے جس سے سارے جسم شہوت مند ہوتا ہے۔

حدیث میں غنیمت میں غنیمت کو کہتے ہیں جو بدن پر پانی بہانے  
 غنیمت کے تحقق کے بعد شریعت اور اس میں کردہ صحت کی صورت میں یہ پانی کے بغیر  
 وہ چیز جس سے کسی چیز کو دھنوں کے لیے تصدیع و تخریب و دھنوں کو دھنوں کے لیے متعلق  
 کیے جانے کے لیے صحت میں سے اس سے واد کہ ہو کہ تمام بدن پر ایک نالی تریت سے  
 متعلق کرنا ہے تمام بدن کے اندر سے دھنوں کو ملنے کی وجہ ہو کہ اس میں پانی بہتوں  
 بدن کے چند غنیمت پر ہوتا ہے۔

غافل و ذہب ہو جاتا ہے اگر وہ دھنوں حنسی کا سر آجستہ سبب می بھی کہتے  
 ہیں صورت کی شرمگاہیں و انصاف ہو انہم کو کہ پہنچ کی جگہ اور  
 پانی کی جگہ دونوں کو کہتے ہیں تو سبب کی دھنوں ہوتے ہی غنیمت و جب ہوتا ہے خود  
 مایہ و تہ و نیر و نیر ہو یا نہ ہو جو ہو کہ یہ سبب کہ دھنوں کے نکلنے کی جگہ دھنوں کے  
 کی شرمگاہ کے اندر سے غنیمت واجب ہوتا ہے ایسی منہ بے اس رشتہ کا  
 ذہن متعلق اختلاجات و جب غنیمت۔ فقہائے اس سے یہ مستنبط کیا کہ دھنوں  
 کرنے کے سبب دھنوں کے قریب ہوں یعنی بالغ ہوں اور درمیان میں ایسی کوئی دین  
 شرمگاہ نہ ہو جس سے دھنوں ہونے والی چیز کی گرمی محسوس نہ ہو تو دھنوں پر غنیمت واجب

ہو جائے گا، ہند اگر دونوں میں سے ایک بالٹ ہو اور دوسرے نابالغ مشرک عورت بالغ ہو  
اور دس سال کا بڑکا یہ عمل کرے تو عورت پر غسل واجب ہوگا بڑکے پر نہیں ہوگا۔ پس  
اسے بھی غسل کرنے کا حکم دیا جائے گا جیسے نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ منہ پر  
فرض نہیں ہوتی۔ نابالغ بڑکی کا بھی یہی حکم ہے جو نابالغ بڑکے کا ہے۔

۴۔ غسل واجب ہو جاتا ہے اگر مرد یا عورت کی منی (وہ مادہ جسے مادہ تولید کہتے ہیں منی رت  
ہو۔ انزال منی نام ہے مادہ تولید کے حرکت کرنے کا جس کی دو حالتیں ہیں: ۱۔ نزال بہ بیدری  
میں ہو خواہ مجامعت کرنے سے یا چھوڑ چھوڑ کر پانی چھٹنے اور بوسہ لینے وغیرہ کسی عمل سے۔  
لذت کے ساتھ انزال ہو جائے تو غسل واجب ہوگا، دوسری حالت خوب ہیں مرد  
ہونے کی سبب اس کو مستلزم کہتے ہیں۔ اگر بیدار ہونے کے بعد نزال کی لذت نہ دے  
آئی لیکن اس نے پڑے یا عضو منقوص پر ترمی پانی تو بھی غسل واجب ہے اگرچہ یہ شبہ  
ہو کہ منی ہے یا مندی ہے لیکن اگر یہ یقین ہو جائے کہ وہ ترمی منی کی نہیں ہے تو غسل  
واجب نہ ہوگا۔ مرد نے بیوی سے جماع کیا پھر پیشاب کے بغیر یا مزید متنازع ہوئے  
غسل جنابت کر لیا اور غسل کے بعد باقی منی خارج ہو گئی تو دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں  
لیکن اگر پیشاب کر یا استنا ورجہ پھر استنا اور منی نکل جانے کے بعد متنازع ہوئے تو  
دوبارہ غسل واجب نہیں ہے۔

اس ناب میں عورت کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر جماع کے بعد غسل کرے یا ورجہ منی خارج  
ہوئی تو دیکھنا چاہیے کہ نہانے سے پہلے انزال ہوا تھا یا نہیں اگر نہیں ہوا تھا تو دوبارہ  
غسل واجب نہیں کیونکہ غسل کے بعد جو چیز نکلی وہ نہت مدد کی گئی۔ لیکن اگر استنا  
نزال ہوا تھا تو نہ ورجہ اس کا پانی مرد کے پانی سے مل گیا تھا اور اب جو پانی اس سے ملے  
اس کی منی بھی شامل ہے اس سے دوبارہ غسل واجب ہے۔

۵۔ عورت پر غسل واجب ہو جاتا ہے حیض یا نفاس کا خون آنے کے بعد حیض و نفاس  
کی تفصیل بعد میں بیان ہوگی یہاں موجب غسل کا ذکر مقصود ہے۔ حیض عورت کو  
حیض یا نفاس کا خون آنے کے بعد ہوتا ہے، یہی غسل کرنے واجب ہے اگرچہ نہ



ہیں، انہیں سی طرح دھونا چاہیے جیسے وضو میں واجب ہے، اسی صحت ہوں گے درمیان  
پانی پہنچنا ضروری ہے۔

۱۲۔ شافعی غسل کے فرض دو فرما گئے ہیں (۱) غسل کی نیت اور (۲) تمام بدن پر  
پانی پہنچنا۔ غسل میں سب سے پہلے جس عضو کو دھویا جائے اس کے ساتھ ہی غسل کی نیت  
ہونا چاہیے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ غسل کے تین فرض فرماتے ہیں (۱) کھڑے کرنا، (۲) ناک میں  
پانی ڈالنا (۳) تمام بدن کو پانی سے دھونا۔

امام مالک کے نزدیک غسل کے پانچ فرض ہیں (۱) نیت کرنا، (۲) تمام جسم پر پانی ڈالنا،  
(۳) جسم کے ہر عضو کو پانی ڈالنے کے ساتھ ملتے جلتا دھونا، (۴) اعضا کو پانی سے دیر سے بہانے  
دھونا، (۵) بالوں میں پانی کے ساتھ خدوں کرنا۔

تمام ائمہ میں متفق ہیں کہ پانی تمام بدن پر پہنچنا فرض ہے اور اس پر بھی سب  
متفق ہیں کہ نہ صرف کہ گڑھا اور کان میں جو گڑھے ہوتے ہیں سب میں جہاں تک پانی پہنچنا  
ممکن ہو پہنچانا ضروری ہے اس پر بھی سب متفق ہیں کہ جسم کے کسی حصے میں سورج ہو تو  
ضروری نہیں کہ ملکی یا سدلی سے پانی پہنچایا جائے۔ اس امر میں بھی سب کا اتفاق ہے کہ ہر  
پہرے ہوں تو خدوں کر کے پانی جہد تک پہنچانا چاہیے نیز وہ چیزیں جو پانی کو جہد تک پہنچانے  
میں مانع ہوں انہیں ہٹا دینا چاہیے مثلاً کپڑے، موم، گوسٹھی یا چھند گرائنگھی میں سے نہ کہ  
کہ اس کے نیچے سے پانی نہ نرے تو اسے پانی ڈالتے وقت جہاں تک ممکن ہو کے ہوں  
کے لئے علم، فقہ کے اختلافات یہ ہیں۔

حنفی فقہاء جوئی کھولنے کو جب نہیں کہتے بیتہ بال کی بڑھ چکی پانی پہنچانا ضروری ہے  
جو بالوں کو نہ ہٹا کر ان کے اندر داخل کیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ سورتیں ہیں جس سے کہ جتنی ہیں  
کو جڑوں تک پہنچانے میں مانع ہوتا ہے، نہاتے وقت اسے دور کرنا واجب ہے سو کے اندر  
نہاتے کے تمام دوسرے فقہاء میں متفق ہیں۔ مالکی فقہاء دھنوں کو نہاتے دیتے ہیں کہ  
دوسرے دوسرے کی سنہا، نہاتے وقت بھی ملکی رہنے دیں۔ شافعی فقہاء کا قول یہ ہے کہ اگر



جیہے پانی نہ ہو تو اس کے چہرے کو دینا واجب ہے ورنہ نہیں غسلی فقہاء  
 کے نزدیک مردوں کے ہاتھ اگر گت سے ہوئے ہوں تو کھول دینا واجب ہے ورنہ نہیں  
 سورہ قمر کے غسل بنا بت میں پانی کھونڈنا واجب نہیں ہے۔ حیض و نفاس کے غسل میں  
 واجب ہے۔

**غسل کی سنتیں** فقہائے احناف حسب ذیل سورہ غسل کی سنتوں میں شمار کرتے ہیں۔  
 ۱۔ دس مرتبہ کر کے غسل نہ کرنا کہ غسل جنابت یا کوئی غسل  
 جس کا رد ہو اس کی نیت کرتا ہوں۔

۲۔ غسل کا "تسمیہ" (بسم اللہ کہنے) سے کرنا  
 ۳۔ دو بار ہاتھوں کا پہنچنا تک تین بار دھونا۔

۴۔ چہرہ کہیں کوئی بناست ہی ہو پہلے سے دھو ڈالنا اور پاخانے پیشاب کے مقامات کو  
 دھونا تو وہ بھی سنت نہ تھی ہوئی ہو۔

۵۔ غسل سے پہلے وضو کرنا جس طرح نماز کا وضو ہوتا ہے لیکن اگر کتھڑوں وغیرہ نہ ہو تو پیر  
 تو بند ہیں دھویا بد سکتا ہے۔

۶۔ غسل کا تین بار سر دھونے سے کرنا پہلی بار دھونا فرض ہے باقی دو بار سنت  
 ۷۔ چہرے تک ہر جگہ پہنچ سکتا ہے بدن کو منہ و ہر جانب میں تین بار دھونا۔

۸۔ چہرے یعنی دھونے ہیں دائیں جانب و بائیں جانب پر مقدمہ رکھنا۔

۹۔ نہ رت یعنی اعضا کے غسل کو غسل کے ساتھ دھونا کہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے۔  
 ۱۰۔ غسل میں اس ترتیب کا خیال رکھنا جو دہرہ کر رہیں۔

**غسل کے مستحبات** وہ تمام باتیں جو وضو میں مستحب ہیں غسل میں بھی مستحب ہیں  
 بجز دھونے کے اور ہر جگہ پہنچانے کے مستحب باتوں کے سوا کہ وہ ہر جگہ

دھونا اور سینے میں خد ل کرنا اور اس جگہ نہانا ہو پاک ہو ورنہ پانی کے چھینٹنے  
 سے پاک نہیں ہوتا۔

غسل کی سنتوں میں سے کسی سنت کو ترک کر دینا مکروہ ہے۔  
**غسل کے مکروہات** وہ پرچہ کچھ بیان ہو وہ غسل کرنے کے سلسلہ میں اتنی دفعہ غسل کے  
 موجبات پہلے بیان کے جا چکے ہیں جن سے غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔  
**غسل مننون** وہ غسل جو فرض نہیں مگر سنت ہے چاہے رہے۔  
 ۱۔ نماز جمعہ کے لئے غسل کرنا۔

۲۔ عیدین کی نماز کے لئے غسل کرنا۔  
 ۳۔ حج یا عمرے کا حرام باندھنے کے لئے غسل کرنا۔  
 ۴۔ عرفات میں قیام کے لئے غسل کرنا۔

حالت جنابت سے متعلق احکام  
 کوئی ایسا شے غی کہ ہم جو بغیر وضو کے نہیں کر سکتے  
 حالت جنابت میں غسل کرنے سے پہلے اس کا کرنا  
 حرم ہے۔ ایسی حالت میں نماز پڑھنا۔ قرآن شریف پڑھنا حرم ہے اس کو ہونا بدوہ دون  
 حرم ہے کیونکہ پاک شخص کو بھی بغیر وضو قرآن کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے  
 متعلق بھی یہی حکم ہے اگرچہ بغیر وضو کے داخل ہونا منع نہیں ہے۔ حیض و نفاس میں عورت  
 جب تک غسل نہ کرے جنابت کی حالت میں ہوتی ہے اور اس پر بھی یہی حکم وارد ہوتا ہے  
 ہیں۔ مس مسات میں سے مباح شے کرنا و مد کے لئے حلال نہیں ہے۔ جو شخص مس مسات میں  
 میں ہوا مرد یا عورت، اسے زبان سے بھی تہذیب نہ کرنا چاہیے اگرچہ بغیر وضو کے زبان پر نہ  
 کی جائز ہے۔ شارع نے مسات جنابت میں کسی قدر قرآن پڑھنے اور مسجد میں بے وضو  
 اب زلف جنس مخصوص صورتوں میں دمی ہے اور وہ یہ ہیں

۱۔ اگر کھانا کھاتے وقت بسم اللہ کہہ لے یا سنان تدا بعد تہ کی چھٹی ہاتھ پر گت و  
 اس کی جائز ہے یا حکم شرعیہ میں سے کسی حکم کی دلیل کے طور پر ایک یا کئی آیت کا  
 جو نہ دینا پڑے تو بھی جائز ہے ان کے علاوہ کسی و صورت میں تو نہ بینت کا کچھ بھی نہ  
 مسات جنابت میں حلال نہیں ہے۔ اسی حد پر نہ عورت مسجد میں داخل ہونا بھی جائز ہے  
 میں مسجد نہیں ہے۔









کو ہڈ کرنا کہ جائے کہ یعنی جتنے دنوں خون یا سہیں چھ کر کے پاکی کے دنوں کو گناہوں سے  
یہاں تک کہ ہر مہینے میں جو تک کے نزدیک زیادہ سے زیادہ سات گناہوں پر ہر روز ہونا چاہیے  
صورت میں خوں بند رہنے کے یہ مہینہ شہر مہینوں کے جن میں وہ تمام عورتوں کو پاکی کی حالت میں  
واجب ہوتے (نہ روزہ وغیرہ) انجام دینا اور جب سمجھ جائیں گے۔

حیض و نفاس والی عورتوں کا حکم حیض و نفاس کے خون بند ہونے کے بعد فوراً  
نہ روزہ شروع کر دینا چاہیے حیض و نفاس

کی حالت میں تمام عورتوں کی انہی مہینہ حرم ہے چھ ماہ بنت بنت میں تمام مہینے میں  
قرآن شریف و دیگر کتابیں قرآن کا پڑھنا، مسکریں و خصل ہونا، بکتنے کا خون کرنا، دھو  
نفس روزہ کی نیت کرنا۔ اگر روزہ رکھا جائے تو صحیح نہ ہوگا نہ اس حالت میں منہ کی  
ہے، یہ حیض و نفاس میں جو مہینہ فوت ہو جائے ان کی قضاء جب نہیں ہو سکتی  
نہ بیت کے روزوں کی قضاء و رب سب روزوں میں سے کہ دینی امور کی بجا آوری میں  
دنیوی نہ ہو سکتی کا رہنا مستحب ہے جس عینک فی الدین میں حرج

مردوں کو شریعت نے عورت سے حیض میں مدتی دینے کی ممانعت کی ہے جس کے بعد  
طہر کے بعد میں نہیں گئے، مردوں کو عورتوں سے حیض و نفاس کی حالت میں متاثر نہ  
کرنے کا حکم ہے، عورتوں کو عورتوں سے حیض و نفاس نہ کرنے کی کسی عورت کو  
غسل کرنے سے مجبوری ہو تو جب سب سے پہلے تیمم کرے، عورت کے بعد میں کہ  
پہلے حیض و نفاس میں نہ ہونے سے کہ گناہوں کے بعد تیمم سے شہر کو مسند دہا کہ موقع کے  
ورنہ مدد کے لئے سب سے کہ وہ بیوی کو اس پر مجبور کرے خود درمیان میں کوئی حالت نہ  
کیوں نہ موجود ہو، مثلاً اگر خیمہ وغیرہ، اس نفس کے وقت پہلے رہوں گے۔ بسناں  
بدن کے بعد وہ باقی تمام مہینوں سے استفادہ جائز ہے۔

پانی سے طہارت حاصل کرتے وقت مسح کرنے کی اجازت دھو کے ہیں  
میں ہر کسب

کرنے کی تفصیل یہی ہے جو ہر وضو میں فرض ہے اور جس کی فرضیت مسلمان کے لئے







ی کے لئے مختلف رتبہ حاجت کے لئے ہے اور میں ایک بیرونی نعمت میں پانی کے کرپ کے لئے  
 کہ جب انوارِ حاجت کے پانی رٹا ہو گئے تو اس سے پانی پڑا اور ایک کے ہموکھ اور مزاروں پر  
 آگیا یہ دوسری حدیث ہیں انہی تین دفعہ کے یہ انوارِ پیا تو ہیں کہ میں نے رائیہ کر آپ سے  
 مزار تاروں سے مختلف تھی تہذیب و تمدن فرمایا نہیں رتبہ وہ میں نے پاؤں سے  
 کر کے اس سے تھے پہلے آپ کے اس کے پھر اس کرپ

مختلف پر مسیح درست ہونے کی شرطیں  
 میں گمراہی پر اب یہ گئے ہوں جن سے اس کو بندہ جا کے تہذیبی مسیح درست ہے۔  
 موزوں پہنچا ہوا نہ ہو جس سے یہ گائیو تہذیب سے تہذیب موزوں ہونا چاہئے کہ نزدیک کرپٹی ہوئی  
 بد نہیں پائی گئی تھی سے زیادہ نہ ہو مسیح کہ ہر گاہ سب سے نہیں  
 اس کو میں کرپٹی سے تہذیب و تہذیب میں وقت کرنا اس موزوں تہذیب نہ ہو کہ جس سے یہ  
 سے تہذیب کے

یہ موزوں تہذیب و تہذیب میں تہذیب کو پہنچنے کا حق رکھنا موزوں تہذیبی کرپٹی کرپٹی کرپٹی کرپٹی  
 تہذیب و تہذیب میں تہذیب و تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے  
 تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے  
 تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے  
 تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے

یہ موزوں تہذیب و تہذیب میں تہذیب کو پہنچنے کا حق رکھنا موزوں تہذیبی کرپٹی کرپٹی کرپٹی کرپٹی  
 تہذیب و تہذیب میں تہذیب و تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے  
 تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے  
 تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے



تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ  
 جب پانی دستیاب نہ ہوتا تو پانی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

وہ جس کا کہانی اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

مردانہ انداز میں اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

کرنے والی تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

پرتھوی اور پرتھوی کے لئے پانی نہ تھا اس لئے کہ

پانی نہ تھا اس لئے کہ پرتھوی اور پرتھوی کے لئے

اس کے لئے کہ پرتھوی اور پرتھوی کے لئے

جس میں پانی نہ تھا اس لئے کہ پرتھوی اور پرتھوی کے لئے

سے ہونے والی تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

کی نیت سے پانی نہ تھا اس لئے کہ پرتھوی اور پرتھوی کے لئے

سب جب تک پانی نہ تھا اس لئے کہ پرتھوی اور پرتھوی کے لئے

دی گئی تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

تھیں کہ کچھ اور اس کی منشا تو نیستی کی تھی نہ

پر صف کر رہا تھا جس سے اتر نہ سکتا ہو اور اس پر پانی موجود نہ ہو یا دھنوک کے ٹکڑے نہ ہوں۔  
 نہ لیشہ ڈک و غور کرنے کے سے صبر کی سے قرب کے تو چھوٹے ہو سکتے یہ وہ وقت ہیں جس  
 سے تیمم کو جو زہید اہل جہاد ہے وہ نماز کے وقت یا تو پڑھتے وقت بہار کی بات کہنا تو نماز کے سبب  
 واجب ہوتا ہے جو اس پر واجب ہو اس مٹی کے ساتھ پڑھتا رہے جو وہ اس کے دل کو صبر  
 و وضو توڑنے والا واقعہ (الحق مؤثبات) تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں یہ ہیں کہ غصہ کے  
 تیمم یعنی منہ و ریشہ پر موم یا تیل وغیرہ لگے نہ ہو پڑھتے سے اس کے ساتھ بار بار  
 انگلیوں سے کوہ لیا جائے پورے چہرے اور پورے ہاتھوں کا مسح کیا جائے اور اس  
 کوئی مدد فی تیمم جیسے نہایت وغیرہ اس میں نہ ہو نہ وقت کے کٹنا یا غصہ یا سہاگہی  
 حدت تیمم کے نہ دوری ہے مٹی پاک مٹی کا دستیاب ہونا ہی شرط ہے اگر وہ دستیاب نہیں  
 ہے تو نہ تیمم واجب ہوگا نہ نہیں۔

تیمم کرنے کے شرعی اسباب  
 جس باتوں سے تیمم کو پڑھنا واجب ہو وہ یہ ہیں کہ  
 جسے ہیں ان باتوں کے ساتھ چاہے اس نے وضو کیا ہو  
 جو چہرہ کے لئے کافی نہ ہو یہ بھی موجب ہے۔ اس شرط پر سب کی تیمم کا حکم  
 کر دیتا ہے اگر پانی موجود ہو سیکھیں بیٹے کے لئے اسے اختیار کیا نہ دوری سے اس کے لئے  
 پیاس ہو تو اس کے لئے پانی کو پیوڑا نہ کر تیمم کرے یا اگر پانی کی غصہ سے دور ہو  
 کہ جب تیمم کرنا درست نہیں ہے پڑھتا رکھتا ہو یا اس کے لئے واجب ہو  
 نہ اس کے لئے منہ کا نہ ہاتھ کی جو اس سے تیمم کرنا درست ہے نہ اس کے لئے کہ وہ  
 کر پینا مکان نہ ہو۔

تیمم کے ارکان یا شرائط  
 اس پر پڑھنے پر یا تیمم کرنے پر پڑھنے پر  
 یہ منہ و ریشہ پر یا ہاتھوں پر یا پیوں کے لئے اس کے لئے  
 حد نیت۔ نیت اس فرض نماز کے لئے کہ وہ اس کے لئے جو نیت کرے اس کے لئے  
 اس کے لئے نیت اس فرض نماز کے لئے کہ وہ اس کے لئے جو نیت کرے اس کے لئے  
 نیت کر کے تیمم کرنا ہوگا اس کے لئے اس وقت کی بات ہے تیمم کے لئے اس کے لئے



رشتہ ہوں گے۔ ہر گز موقوف نہ کرتے وقت نہ روئیں پہنچتے صحت و شہو ہیں بدن کافی ہوتا

ہے تیمار کے فوٹو میں سبیل فطرت کے قریب و درمیان ہوتا ہے نہ اضافہ کیا ہے

تیمار کے مستحب ہیں۔

دو دن کے قریب کی تھیں ان سے مٹی پر نہ باندھنا

مٹی پر نہ باندھنا وقت کی تھیں کوئی نہ کرنا

مٹی پر نہ باندھنا وقت کی تھیں کوئی نہ کرنا

مٹی پر نہ باندھنا وقت کی تھیں کوئی نہ کرنا

مٹی پر نہ باندھنا وقت کی تھیں کوئی نہ کرنا

مٹی پر نہ باندھنا وقت کی تھیں کوئی نہ کرنا

مٹی پر نہ باندھنا وقت کی تھیں کوئی نہ کرنا

دش ہیں

مٹی پر نہ باندھنا وقت کی تھیں کوئی نہ کرنا

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تیمار کے مستحب ہیں۔

تہ ہوئے کی وجہ سے تیمم کیا تھا اور پانی دستیاب ہو گیا یا پانی کے استعمال کرنے سے منہ زور  
مکمل ہو گیا تو ان تمام صورتوں میں اب تیمم پانی نہ ہے۔

جو شخص وضو اور تیمم دونوں سے منہ زور ہوا ہے اس وقت اگر پانی نہ ملے  
تو اس شخص کو کسی شے پر منہ زور کرنے کے باوجود وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔

اسی جسد قیہ ہو جہاں نہ تو وضو کے لائق پانی ہو اور نہ پاک مٹی تو اس وقت اگر پانی نہ ملے  
تو اس شخص کو وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔ یعنی قیہ رہ کر وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔  
اس میں کسی شک و شبہ کے بغیر اس شخص کو وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔  
مہلک غلطی ہے جب وضو کے لئے پانی یا تیمم کے لئے پاک مٹی دستیاب ہو جائے تو وضو کر کے نماز پڑھنی  
چاہیے۔ اگر وضو نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔

## نماز یا صلوٰۃ

عبادت کے معنی میں شروع و عین نماز کی اہمیت و وساری عبادتوں میں سب سے  
 سب سے مقدمہ عبادت میں کیا جایا ہے۔ بھارت چوتھے اداس کے نماز کا دستور ہے اس نے  
 اس کے مسائل پر پندرہویں کیلئے ہیں بھارت کی بنیادی غرض جسم کو اور عبادت کی جگہ کو  
 بعد سے رکن ہے رکن کی سے ماضی پیدا ہوتے اور عبادت پھیلتی ہے اس کے معانی  
 میں شروع کے لئے بھی بھارت ہے عبادت و رکن کے ساتھ ساتھ جسم کی برتری باتوں  
 سے روکتی ہوتی ہوتی ہے اس کے لئے بھی اور باقی دونوں طرح کی  
 ہیں انہیں نماز سے متعلق ہوتی ہیں ان کے ساتھ ساتھ عبادت و رکن کے ساتھ ساتھ

پانچ نمازوں کی مثال یہی ہے جسے کسی  
 شخص کے دروازے پر شہادت دینی کی  
 پر تیرہ بار کی ہو اور وہ شخص میں  
 پر روزیہ یا بغیر غولہ سنا ہو یا تو کہتے ہو  
 اس پر میل کیسے کچھ باقی رہے گا سب  
 نے غرض کیا ہو بھی نہیں سب ہاں نے  
 فرمایا یہ پانچ نمازیں بھی گناہوں کو کسی  
 طرح دور کرتی ہیں جس طرح پانی میل  
 کچھیں کو دور کرتا ہے۔

وہ نماز صلوٰۃ الخمس ہمیشہ  
 ہمیشہ عذاب غم و یاد احد کہ  
 رہے تھے کہ کل کو صلوٰۃ الخمس  
 فہم تو ان ذات مدنی میں  
 در صدق سو یا شہیدی قال  
 مرسوۃ اللہ صلی اللہ علیہ  
 مسعودۃ الخمس  
 تذبذب مذنوب کما لذہ  
 لبداء لدرک۔

نصوۃ کے لغوی معنی دے گئے ہیں۔ تو ان میں سے کچھ نصوۃ کی تعریف  
یعنی اُسے پیغمبران کے لئے دیا کرو۔ دوسرے مانتے ہیں کہ نصوۃ  
کرنے کے جیسے انہیں صلہ علی محمد یعنی اُسے اللہ تعالیٰ نے برگزینہ امت میں  
اصلاح یافتہ ہیں نصوۃ اس پورے گھر کو کہتے ہیں جو تکبیر تحریر سے شروع ہو کر سحر و برکت  
بہدائیہ شروع و رفتہ رفتہ نصوۃ میں داخل ہیں نہایت بعد از نماز و رات ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :  
صَلُّوا رَمَزًا لِّخَاتَمِ النَّبِيِّينَ  
اِنَّ الصَّلٰوةَ تَذْكُرُ لِي سُبْحَانَ الْمَغْدُوۡۤۃِ الْاَسْوٰى

ابن شہر آشوب نے یہ حدیث کی باتوں اور پیغمبروں کے بارے میں ہے  
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِمُذَكِّرٍ

نماز کی یاد میں جو میری رحمت مبارک یاد دلائے

انسان اپنے پیروکار کے سامنے اس کی یہ باتیں تو بہت ہی سہل و سادہ ہوتی ہیں  
کے سامنے رہ گئے اور خوشی و غصہ سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ خود کو مانتے ہیں کہ  
میں تائب و راجع ہوں۔ لیکن ہر وقت کلمہ اور برکتی باتوں سے بے رغبتی ہو کر  
سے نہ تو وہ حقیقی معنوں میں توبہ نہیں ہوتا۔ نماز تو ہے جس میں بندہ اپنے رب کی  
عظمت کا اہتمام کرتے ہوئے اس کے عذاب سے ڈرتا اور اس کی رحمت کو مہر و پیر۔

منہج فقہانہ نماز کی پانچ قسمیں ہیں :  
نماز کی قسمیں  
۱۔ فرض عین : جیسے پانچ وقتہ نمازیں جو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں  
بند فرض ہیں ان کا منکر و فرار بدعت ترک کرنے والا ناسق و راجع ہوتا ہے۔

۲۔ فرض کفایہ : جیسے نماز جنازہ جسے اگر مسلمانوں کی ایک جماعت دیکھ کر نہ کرے  
مسلمانوں کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے لیکن اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت دیکھ کر نہ کرے تو  
سارے مسلمان توبہ کرنے والے کے ساتھ ہیں جسے راجع نہیں کہہ سکتے۔

۳۔ وجوب : جیسے نماز وتر و اربعہ کی نماز اور وہ نماز جو شروع کرنے کے بعد  
ٹوٹ گئے ہوں۔





## نماز کے اوقات

احادیث صحیحہ میں جو ترمذی و نسائی میں حضرت جابر بن عبد اللہ

سے مروی ہیں اندر ترقی علامات کے ذریعے جن کو تفصیل میں

تفویہ اور ہمیشہ پیش آنے والے منصفیہ اوقات سے ہے نمازوں کے وقت کی تفصیل بتائی گئی ہے جس کا خلاصہ ذیل میں دیا جاتا ہے:

۱۔ ظہر کا وقت سورج کا زوال شروع ہونے یعنی چپ آسمان سے مغرب کی طرف حرکت کرنے

آہٹا تا ہے اور اُس وقت تک رہتا ہے جب تک ہر چیز اور ہر آدمی

کا سایہ اُس چیز کی بندھی کے برابر نہ ہو جائے۔

نوٹ: زوال کے وقت وجہ سے یہ ہے کہ دوپہر سے پہلے ایک سبب ہی ٹھہرتا ہے

سرخ زمین میں گڑھی جائے گا مگر اُس کا سایہ ہوگا اور آہستہ آہستہ ہوتا جائے گا۔

یہاں تک کہ ٹھیک دوپہر کو ذرا سا سایہ چڑھنے کے پاس رہ جائے گا اور ٹھنڈا ہونے کے لیے

استوا کا وقت ہے یعنی سورج چپ آسمان پر جاتا ہے جب پھر سایہ پڑھنے سے زوال

شروع ہو گیا یعنی سورج چپ آسمان سے چپ سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور اُس

وقت تک رہتا ہے جب اُس چیز کا سایہ اُس سایہ کے عمل وہ جو استوا کے وقت تھا

اُس چیز کی لمبائی کے برابر ہو جائے۔

۲۔ عصر کا وقت جب کسی شے کا سایہ (وقت استوا کے سایہ کو چھوڑ کر) اپنی لمبائی سے

زیادہ ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور سورج کے زرد پڑھنے

تک رہتا ہے یعنی سورج ڈوبنے سے چند لمحوں پہلے تک، خبر کو آخر وقت اور

عصر کا ابتدا اسی وقت تھی دیر مشہور کہ رہتا ہے کہ مقیم پر رکعت نماز اور

مسافر دو رکعت نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۳۔ مغرب کا وقت جب سورج غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ہو جاتا ہے اور شفق کی سرخی

غائب ہونے تک رہتا ہے۔

۴۔ عشاء کا وقت شفق کی سرخی غائب ہو جانے کے بعد صبح صادق کے نمودار

ہونے تک رہتا ہے۔

۵۔ فجر کا وقت : صبح صادق سے شروع ہوتا ہے یعنی پچھلے وقت کی روشنی جو پہلے مشرق کی جانب نمودار ہوتی ہے اور پھر کھینچتی جاتی ہے فجر کا وقت سورج کے نمودار ہونے تک باقی رہتا ہے عین صبح کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے اسی طرح عین غروب کے وقت بھی نماز پڑھنا منع ہے۔

صبح کا وقت نماز کے عین میں کوئی سبب نہیں ہے یہ وہ روشنی ہے جو کھینچتی نہیں ہے یہ ایک مستقیم منبہ و جاری ہوتی ہے جس کے دونوں جانب تاریکی نظر آتی ہے۔  
**اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
**اول الوقت رضوان اللہ علیہ ائلا وقت**

میں نماز دکرنا سنا ہے ہی کہ موجب ہوتا ہے۔ نماز شروع ہونے کے نزدیک فضیلت کا وقت یہ ہے کہ نماز کا وقت شروع ہوئے ہیں نماز کی تیاری اور اس تیاری کے لئے جن باتوں کی خدمت سے ان کو ہٹا کر دیا جائے اور انہیں پورا کرے اور پھر نماز پڑھنے میں جتنا وقت ملے گا۔  
 اس وقت سے آخر وقت کے نزدیک نماز کا وقت فضیلت ختم ہو جاتا ہے۔ فجر اور مغرب کی نمازیں اول وقت ہیں دکرنا چاہیے۔

نہ کی نماز سخت گرمی کے موسم میں، جسے وقت سے پڑھنا مستحب ہے کہ صبح کی نمازات میں پڑھنا کے اور لوگ دیواروں کے پاس میں مسجدوں تک آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ہرگز نہ فرمایا ہے۔

سرد و آب شہد فان  
 شدۃ الحر من فیج  
 در گرمی شدت جہنم کی تمسبات کو  
 جہنم

مہ دہی کے موسم میں اول وقت بہتر ہے مہ کی نمازیں اول وقت کے، خیر مستحب ہے۔  
 منبر اتنی نہیں کہ سورج کا رنگ بدل جائے کیونکہ یہ تاخیر مکر وہ ہے غشتار کی نماز میں اتنی تاخیر مستحب ہے کہ ایک تہائی رات گزرنے سے پہلے پڑھ لی جائے۔ اگر جماعت ترک ہوتی ہو تو بہر حال جہنم کے ساتھ میں پڑھنا چاہیے، منبر کی نماز میں نماز تک تاخیر کرنا مستحب ہے۔





نزدیک ستر میں داخل ہو کر

اشنانے نماز میں ستر کھل جانے کا حکم اگر دوران نماز بغیر ذاتی عمل کے ستر کا ایک پوختہ  
 کھل گیا ستر ہو کے چھوٹے سے پوختہ گیا  
 وراحتی دیر کھل رہا کہ نماز کا ایک رکعت کیا جائے تو نماز کو سد ہو جائے گی لیکن اگر کسی قدر  
 حصہ یا اس سے کہ خود نماز پڑھنے والے کے عمل سے کھل گیا تو نماز کسی وقت نہ سد ہو جائے گی  
 اگر نماز شروع کر کے سے پہلے ہی ستر کا حصہ کھل گیا ہو تو نیت ہی نہیں بند ہے کی ستر  
 پڑھ کر یہی باریک تہ جس میں سے جسم کی زینت نہ آسکتی ہے نہ وہ پہن ستر میں یا بخور  
 دیکھنے کے بعد تو اس کا حکم بھی ستر کھل جانے کی طرح ہے۔ مگر فقہان کے ہیں کہ بخور  
 دیکھنے کے بعد ستر چھوٹے سے ہو تو نماز سد نہ ہوگی نہ من مکرہ ہوگی بندہ اوقات میں پڑھتا ہو تو اسے  
 اگر نماز مستحب ہے اگر ستر پڑھ کر نماز سے بجائے کر یا تہ پڑھنے کے بعد سے چھوٹ کر نماز  
 کی سد نہ ہوگی اگر دوسرا نماز کا ذکر نہ ہو رہی نہیں ہے۔ کسی طرح نماز پڑھنے والے کو  
 کوئی پناہ ستر پڑھنے کے بعد نہ رہے نہ آجائے تو جہی نماز نہ ہو رہی نہیں۔

ستر کا پڑھنا دو دو کو ساتوں نماز میں کرنا اوجہات کے ساتھ سورۃ ریشمی  
 پاک کے در کوئی چیز نہ ہو تو بخور نماز پڑھنے کی جگہ تک میں نہ پڑھتا اور سورۃ  
 پاک کے سورۃ کوئی چیز نہ ہو تو اس سے تہ کوڑھک کر نماز پڑھتا رہتا ہے۔ یہی صورت  
 اگر تہ پڑھتا ہے جب سے تہ کو پڑھتا ہے جب سے تو کبھی پڑھتا ہے تہ کوڑھک  
 کر نماز پڑھتا ہے جب سے تہ کو پڑھتا ہے تہ کوڑھک کر نماز پڑھتا ہے تہ کوڑھک  
 پڑھتا ہے جب سے تہ کو پڑھتا ہے تہ کوڑھک کر نماز پڑھتا ہے تہ کوڑھک

نہ ستر کے پڑھنے کے بعد نہ رہے نہ آجائے تو جہی نماز نہ ہو رہی نہیں۔

نہ ستر کے پڑھنے کے بعد نہ رہے نہ آجائے تو جہی نماز نہ ہو رہی نہیں۔

چہرے سے سر، گردن، دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کے علاوہ تمام جسم عورت کا ستر ہے۔ جس  
 حصہ سے کوئی کچھ نہ رہے اس کو بلا واسطہ ہاتھ لگانا بھی حرام ہے۔ کم عمر بچے (یعنی چار سال یا اس  
 سے کم عمر کے بچے کے طریقے) ستر کی قید سے مستثنیٰ ہیں اس علت آگے گراں کے ترکہ کو دیکھتے  
 کوئی بر خیزال پیدا ہو تو حکم وہی ہے جو بالغ عورت کا ہے۔

نماز کے لئے جس طرح وقت کی موجودگی و رتہ و ثبات کی  
 شرط ہے اسی طرح قبلہ کی طرف رخ کرنا

بکھرنا

قبلہ کعبہ کو یا کعبہ کی سمت کہتے ہیں۔ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا  
 منصب یہ ہے کہ نمازی کا سینہ کعبہ کے محاذ میں ہو۔ مگر وہ ہیں۔ جسے  
 وہ یقینی طور پر عین کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے کے وقت ہیں۔ ان پر لازم  
 ہے کہ شیبہ کعبہ کی طرف نہ ہو۔ نماز میں رکیں، اگر ستر میں کوئی شخص کسی دیکھی عورت یا  
 کسی پہناری پر مرد و تھیک کعبہ کے مقابل ہوں، ممکن نہ ہو تو کعبہ کی بائیں طرف یا کر  
 کسی نشیبی و دی میں ہو تو کعبہ کی زیریں طرف یا جانب رخ کرین کافی ہے۔ مرد و عورت دونوں  
 یہ ہے کہ نمازی کے چہرے جسم کو کعبہ کے رخ کو نہ چھوئے۔ وہ بینہ جگہ پر ہو یا شیبہ ہیں  
 درمیانہ منورہ میں مسجد نبوی کی محراب کی جانب رخ کرنا شیبہ کعبہ کی طرف رخ کرنا ہے یہ ستر ہے  
 وہی ہے عین کعبہ کی رخ تعمیر ہوئی تھی۔ مگر اس دور نماز پڑھنے والوں کے لئے  
 نہایت ہے کہ وہ اس سمت رخ کریں جس سمت میں کعبہ واقع ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ  
 کے نزدیک یہ کافی نہیں بلکہ جانب میں یہ تین رکھنا ضروری ہے کہ وہ عین کعبہ کے سمت ہے  
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ "لَا تَوَلَّوْا وُجُوْہَکُمْ شَمُوْا  
 اِلَیْہِ جِبْرِ اِلَیْہِ اَمَّا اِسْ بَاتِیْہِ اِلَیْہِ" اس بات کی دلیل ہے کہ

یہ صحت نماز کے لئے شرط ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے ہند اجزاء سے ثابت  
 ہونے کے ساتھ ساتھ بخاری اور مسلم میں صحت، سنن اور مسند احمد بن حنبلہ اس  
 باب میں۔ شیبہ بھی موجود ہیں۔

قبیلہ کا رخ متعین کرنے کا طریقہ  
 یہ ضروری نہیں رہا کہ سورج یا ستارے سے ہی

قبیلہ کی سمت معلوم کی جائے کہ پہلے زمانے میں جو لوگ بحر می سف کیا کرتے یا ریگستانوں اور  
 صحراؤں کو عبور کرتے وہ ان کے پاس قبیلے کی سمت معلوم کرنے کا ذریعہ نہیں ہوتا وہ دن میں سورج  
 اور رات میں ستاروں سے سمت متعین کرتے تھے۔ قبیلے کا رخ مختلف مقامات پر تبدیل ہوتا رہتا  
 ہے چنانچہ مدینہ میں رہنے والوں کے لئے قبیلے کا رخ مشرق کی طرف کسی قدر دائیں جانب مڑ کر رہے  
 اور ہندوستان میں مغرب کی طرف کسی قدر بائیں جانب مڑ رہے۔ سورج کے طلوع و غروب سے  
 مشرق و مغرب کی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور ان سے شمال و جنوب کا رخ متعین ہو جاتا ہے۔  
 قطب تارے سے بھی بہرہ رستہ ہے قبیلے کا رخ کا پتہ لگایا جاتا ہے مشرق میں ماری اس کو اپنے  
 بائیں کان کے پیچھے رکھ کر، مدینہ منورہ و قدس میں اس سمت سے گویا پس منظر کی جہت  
 رکھ کر قبیلہ کی طرف منہ کر لیتا ہے۔ قطب نامی گریچین میں ہوتا اس سے ہر وقت تعین قبیلہ ممکن ہے۔

فقہائے تعین قبیلہ کے لئے جو اصول بتائے ہیں وہ یہ ہیں :

۱۔ حنفی فقہائے نزدیک جن شہروں و قصبوں میں یہی مسجدیں موجود ہیں جن کو ان میں یہ  
 تہذیبوں نے تعمیر کرایا تو جیسے قدس میں مسجد عمر، دمشق میں مسجد میمونی و مصر میں مسجد  
 عمرو بن لادن تو جس کا رخ ان کی مزار ہیں وہی قبیلے کا رخ ہے اس لئے بہت کر  
 نماز پڑھتی تھی تو درست نہ ہوگی۔ یہی حکم ان مقامات کا ہے جہاں مسلمان بادشاہوں  
 نے مسجدیں بنوائی ہیں۔

۲۔ جہاں ایسی مسجدیں نہ ہوں لیکن مسلمان موجود ہوں تو کسی نمازی شخص سے قبیلہ کا رخ  
 دریافت کر لینا کافی ہے کافر، بدکار اور بچے سے دریافت کرنا صحیح نہیں ہے اگر وہ بتائیں  
 بھی تو نہیں ماننا چاہئے گا۔ اگر ایسا شخص مل جائے جس سے دریافت کیا جاسکتا ہے  
 پھر اپنی رائے سے قبیلہ کا رخ بتائے کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ جہاں نہ تو مسجد نہ لکڑا کے نہ ایسا شخص ملے تو اپنی سوچ سمجھ سے قبیلے کا تعین کرے اور  
 بعد اترکمان غالب ہو اس رخ کا رخ یہ حال درست ہوگی، اصطلاح میں اس کو تحریری





کے تین ہیں تک قید بھی نہ پڑھیں پھر غم ہو کہ وہ گزشتہ رخ سے پڑھی گئی تب بھی  
 گزشتہ رخ ہوئے بہت گزر دور تک دور ہو تو گزشتہ رخ رہی پھر سے گزشتہ واجب ہے  
 یہ شخص جو خود سے قبل ہو کہ اپنی رائے سے صرف قید متعین کر سکے اسے دوسرے کی  
 یہ بھی نہیں گزشتہ پھر گزشتہ اس کی ہیں نہیں ہے تو جس نے اپنے اجتہاد سے قید کا رخ  
 متعین کر لیا ہو اس کی قید کر کے گریہ دونوں باتیں میرے نہ ہوں تو پھر جس جانب وہ  
 گزشتہ اسے اس کو قید کر کے گزشتہ اسے ایسی گزشتہ پھر گزشتہ اسے اسے قید نہیں ہے  
 حقیقی و حسی قید کی ہے اس ہے ماضی کسی کی قید کسی وقت ہاں گزشتہ ہے بہت  
 اس کی رائے سے گزشتہ کے تین ہو ورنہ فعلی قید یہی گزشتہ گزشتہ اس کی رائے سے ہے  
 اسے قید قید و جب ہوئے کی شرطیں اسے رت۔ گزشتہ شخص کسی قید کی  
 وجہ سے قید کی تو نہیں گزشتہ در

تو شخص جو اس کا قید کی جانب ہو گزشتہ نہیں ہے تو یہ وجہ سے قید ہو جائے تب تب  
 قید میں پڑے گزشتہ

گزشتہ جب قید رخ ہو تو کسی قید سے باقی گزشتہ سے قید گزشتہ  
 گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ  
 گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ

گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ  
 گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ

گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ  
 گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ

گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ  
 گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ

گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ  
 گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ گزشتہ

حالت نفسی غیہ ہو گدہ نماز اندر پڑھنے کی اجازت ہے شافعی فقہاء کہے کی حجت پر نماز میں اس  
حالت میں صحیح کہتے ہیں جب سامنے دمی کے دو تہائی ہاتھ کے برابر اونچی کوئی شے ہو

کشتی، دفائی گاڑیوں، ہوائی جہازوں پر نماز میں  
سوار می پڑ نماز پڑھنے کے احکام

۱ یاغش حتی استقروا قبلہ رخ ہو کر پڑھنا ہے  
کسی اور جانب پڑھنا درست نہیں ہے یہاں تک کہ دوران نماز اگر کشتی یا سیڑھیوں پر ہو  
تو نماز میں کو بھی فیصلے کی طرف مڑ جانا چاہیے، بے اگر رخ صحیح جانب کرنے سے بعد دمی ہو تو جب  
بن پڑ سے نماز پڑھی جائے۔ یہ اجازت اس حالت میں ہے کہ سوار می کو ایسی جگہ چڑھنا ہے جس  
نکل جانے کا اندیشہ ہو جہاں چوری طرح نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

گر سوار می کا ہالور ہے یا ایسی سوار می ہے جسے ٹھہرانے کا اختیار ہے تو چلتی ہوئی، کسی  
پر نماز صحیح نہ ہوگی۔ فرض نماز کا سوار می پر بیٹھ چوری کے اندر کرنا ہائز نہیں ہے تو وہ درست  
ہو یا کھڑی ہو یہی حنفی فقہاء کا مسلک ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ سوار می کی پشت پر روش نماز کی  
دستی تب ہی صحیح ہوگی جب گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو دشمنوں کا هجوم ہو یا کسی کینیڈا میں  
سے گزر رہا ہو جہاں گرن بس ہیں نہ ہو یا کسی درندہ پور کا خوف ہو یا کوئی ایسا منہ رخص ہو  
کہ سوار می سے اتنا ہی نہ جاسکے۔

ادائے نماز کے شرائط  
فرض یا ارکان نماز سے وہ چیز کے نماز میں جن کے  
بغیر نماز نہیں ہوتی یعنی اگر ان اجزاء میں سے کسی جزء کو ہٹ  
دیا جائے تو اس کو نماز نہیں کہا جائے گا، مثال کے طور پر تکیہ بخیرہ نماز کا ایک رکن یہ ایک فرض  
ہے، اگر یہ ترک کر دی جائے تو وہ نماز ہی نہیں ہوتی یہی حال تمام چیزائے فرض یا ارکان  
کا ہے۔

نماز کے ارکان  
۱ تکیہ بخیرہ یعنی نیت باندھتے وقت اللہ کی کہت دانیت کو سننے کا  
شرط قرار دیتے ہیں باقی تین مسکوں کے فقہاء اس کی رکنیت کے خلاف  
ہیں، اس کو تکیہ بخیرہ اس لئے کہتے ہیں کہ تمام مباح اور اس کے بعد حرام ہو جاتا ہے  
مثلاً کسی کی بات کا جواب دینا، کوئی ایسا کام جس سے نماز میں خلل واقع ہو سکتا ہے۔

۱۔ قیام۔ سیدے کھڑے ہونا اگر کوئی عذر نہ ہو، فرض نماز میں فرض ہے۔ نفل نماز  
بیتہ نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

۲۔ قرات قرآن : کہتے کہ پڑھنی تین آیتوں کے برابر یا ایک بڑی آیت پڑھنا لیکن  
مشتدہ کی یہ قرات لازم نہیں ہے۔

۳۔ رکعت کرنا : بات کو اس قدر کم کرنا کہ اور کوئی ایک شیخ یا جو ہیں

۴۔ ۱۰۰ رکعت کرنا : یعنی ۱۰۰ رکعت یا تھوڑے سے ۱۰۰ رکعت کی بلند پائنی درجہ رکعت  
۵۔ قنہ : یہ ہیں تنہا دیر چڑھنا جس میں شہداء پر واجب ہے

۶۔ میں سے کوئی رکعت اگر ادا نہ ہو تو نماز نہیں ہوگی مشدہ کہ نہیں ہے۔ قیام رکعت

۷۔ میں سے کوئی نفل چھٹا گیا تو نماز ادا نہیں ہوئی۔

نماز کے وجہ سے جو چیزیں نماز میں واجب ہیں ان میں سے کوئی ایک چھوٹ جائے

یا بھول جائے تو نماز سہ تو نہیں ہوتی بس کی نہ ورہ جاتی

۸۔ جسے نہ کرنے کے لئے شریعت نے سجدہ نہ ہو وجہ کیا ہے یہ کہ اگر قصد ترک کرنے

کی صورت ہو تو نماز سہ ہو جائے گی۔ وہ وجہات یہ ہیں۔

۹۔ فرض نماز کی پہلی رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قرات قرآن ہیں دوسری سورت کا مدد

واجب ہے۔

۱۰۔ تو رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا خواہ وہ فرض نماز ہو یا نفل واجب ہے۔

۱۱۔ نفل اور وتر کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی سورت کا یہ اس کی تین آیتوں کا

پڑھنا واجب ہے۔ فرض نمازوں میں صرف پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے تیسری

اور چوتھی رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ سنت ہے۔

۱۲۔ سورہ فاتحہ کا دوسری سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔

۱۳۔ تمام ارکان کو پہلے درپے ادا کرنا، اگر ایک رکعت کے بعد دوسرے رکعت کی ادائیگی میں

تنہا دیر ہو گئی جتنی ایک سجدے یا رکوع کرنے میں ہوئی ہے تو سجدہ یا رکوع واجب ہوگا۔

۱۴۔ قیام، وسرأت، رکوع اور سجود میں ترتیب قائم رکھنا واجب ہے۔ اگر یہ ترتیب بدل





کی ضروری سنتیں یہ ہیں۔

۱۔ تنبیہ تحریرہ کے لئے ہاتھ اٹھانا، مردوں کو کاناٹوں تک اور عورتوں کو مونڈھوں تک۔ مرد  
کو مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائیں تو بھی سنت ادا ہو جائے گی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کبھی کان تک اور کبھی مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے ہیں۔  
۲۔ باتوں کو طے کرتے وقت انگلیاں گھلی اور قیل کی طرف رکھنا۔  
۳۔ ادا ہو کر رکنا اور کثرت وقت تک یہ کہنا۔

۴۔ پہلی رکعت میں تکبیر کے بعد ثنا، یعنی سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور  
۵۔ خود ارشاد فی اغویات پڑھنا، سورۃ الفاتحہ کی بعد تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھ کر  
۶۔ سورۃ الفاتحہ کے بعد کہنا یا ایشیہ سے یا کوثر الیٰہی، اگر سے دونوں باتیں  
سنت ہیں۔

۷۔ نیت پڑھنے وقت دیکھنا کہ ہاتھ پر رک کر کھڑے ہوں، مردوں کو نیت کے برابر  
مرد عورتوں کو سینے کے دیر ہاتھ رکھنا چاہیے، اگر رک کر کھڑے ہو جائے تو ہاتھ باندھ کر نماز  
پڑھنا دیکھنا سنت کے خلاف نہیں ہے۔

۸۔ رکعت میں ہر وقت اے کہ کہنا

۱۔ رکعت کی پہلی رکعت میں ہر رکعت کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور دونوں رکعتوں کو پڑھنا۔

۲۔ رکعت میں سب سے پہلے سورۃ الفاتحہ پڑھنا

۳۔ قوم طہیٰ رکعت سے اُٹھتے وقت سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ میں

دُعا پڑھنا اور بتانا کہ اے کہنا۔

۴۔ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا

۵۔ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا

۶۔ دو رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا

۷۔ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا

۸۔ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا اور سورۃ الفاتحہ پڑھنا

کہنیاں ران سے ہٹا کر زمین سے اونچی رکھنا اور دونوں پیروں کو کھڑا رکھنا چاہیے جبکہ عورتوں کو اپنے پیروں پر کچا دینا چاہیے۔

۱۷۔ جلسے اور قعدے میں مردوں کو بیاں پیر کچا کر اس کے اوپر بیٹھنا چاہیے اور عورتوں کو دونوں پر داہنی جانب نکال کر بیٹھنا چاہیے۔

۱۸۔ تشہد میں استہدات لا الہ الا اللہ پر شہادت کی نیکی اور پرکھنا۔

۱۹۔ قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا۔

درود کے بعد کوئی دعا پڑھنا۔

۲۱۔ پہلے دو تین طرف پچھ بائیں طرف سلام پڑھنا۔

۲۲۔ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا۔

نماز کے مستحبات  
مندوبات یا آداب نماز وہ باتیں ہیں جن کا نماز میں لحاظ رکھنا پسندیدہ ہے لیکن اگر چھوٹ جائیں تو اس کی وجہ سے کوئی فرق

نماز کے ادا ہونے میں واقع نہیں ہوتا۔ ہند آداب صلوٰۃ میں ہے: یہ سب کہ:

۱۔ حالت نماز میں کسی ایسی چیز پر نشہ نہ رکھے جو قوب کو نماز سے ہٹا دے مثلاً کوئی مٹی جوں

عبادت یا منتقل و نگار۔ پس کھڑے ہونے کی حالت میں مسجد کے کی جگہ پر رکاوٹ کی

حالات میں دونوں پیروں پر بیٹھنا۔ قعدے کی حالت میں اپنی گود پر ور سنا۔ چہیتے

وقت پہنچنے سے پہلے ہی ننگے پاؤں نہ بیٹھنا۔

۲۔ کھانسی کو وقت بھر روکے بغیر کسی سبب کے کھانسنے میں کسی حرکت کی کو زیادہ بڑبڑ

نماز قوب ص کر دیتا ہے یہی حکم ذکر کا ہے۔ جو یہی روکنے کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے ان احادیث میں روایت کیا گیا ہے:

انتداب فی الصلوٰۃ من

استیفاء فاذا تذاکب احدکم

فلیکتمہ ما استطاع۔

نماز میں جب کسی نے کھانسی یا کسی اور چیز سے کھانسی ہو جائے تو

سے پس ہم میں سے کسی کو چاہیے کہ اس کو

حتیٰ بعد در اسے روکنے کی کوشش

کرے۔

اُترنے کے وقت پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے۔

۲۔ ہنجر داب مسوقہ کے مد کو تیسرے کمرے کے وقت اپنے ہاتھ باہر رکھنا اور عورت کو وہ پٹے کے اندر رکھنا ہے۔

۳۔ سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ کے درمیان بسم اللہ کہنا بھی مستحب بات ہے۔

۴۔ قنوت کہنے کے وقت جب حق تعالیٰ العسوة کہے تو نماز کے لئے کھڑے ہو جانا اور قنوت مسوقہ کہنے پر ارم کا نماز شروع کر دینا مستحب ہے۔

۵۔ رکوع کے بعد سے تین دفعہ سے زیادہ تسبیح پڑھنا منقذ کے لئے مستحب ہے۔

سترہ س چیر کو کہتے ہیں جو نمازی اپنے آگے اس لئے رکھ لے کہ نماز پڑھنے میں کوئی شخص آگے سے نہ گزرے۔

کسی شے کو بھی سترہ نہ لایا جاسکتا ہے جس کی اونچائی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو، وہ شے سیرہ بھی ہو یا چھٹی بھی بیترہ بھی نہ ہو، سترہ نمازی کے

پیروں سے تین گز کے فاصلے تک ہونا چاہیے۔ کسی شخص چیر کا سترہ بنانا پڑے تو اس سے سترے چوڑائی

تین رکمن بہت سب اگر کوئی شے سترہ بنانے کے لئے تو زمین پر ایک سیرہ بڑی شکل کی بنانی

پڑے۔ چتر ہوئے آدمی کی پیٹھ کو سترہ بنانا درست ہے یعنی پیٹھ کے نیچے نماز پڑھنے جا سکتی ہے۔

تین گز کے فاصلے کی جانب نہیں ہونا چاہیے۔ درود کو شخص یا اجنبی عورت نہ ہو کسی شخص شے

کو بہت سترہ نہ سترے کہنا ٹھیک نہیں ہے یہی حکم مقصوب نیز کا ہے۔ مگر انکی فقہاء مقصوبہ شے

کا سترہ بنانا درست اور نجس شے کا سترہ بنانا "نا درست" کہتے ہیں جبکہ حنفی فقہاء مقصوبہ شے

کا سترہ بنانا صحیح نہیں کہتے اور نجس شے کا سترہ صحیح قرار دیتے ہیں۔

نمازی کے آگے سے گزرنا نمازی کے آگے سے گزرنا

سے گزرنے کی گنجائش ہو اور پھر بھی نمازی کے آگے سے

گزرنا جو زمین گری و طرف سے گزرنے کی گنجائش ہی نہ ہو تو گناہ کا رتھ نہ ہو کہ گزرنے والی

شے سب سے درجہ اول نماز پڑھنے والے کو بغیر سترہ رکھنے ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں اس کے

سامنے صرف بڑی ہو منہ ہے۔ اگر اس کے آگے سے گزرنے والے کو اس پر اس بات کا







وقت اور میانی عرصے کے اندر دا ہونا چاہیے۔

۲۔ نماز کے دوران آنکھیں بند کر لینا یا اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا مکروہ ہے۔ اس چیز سے توجہ ہٹانے کے لئے آنکھیں بند کی جائیں یا آیاتِ شعاوی سے توجہ ہٹانے سے منع کرنے کے لئے آنکھ اوپر اٹھائی جائے تو مباح ہے۔

۳۔ تنکس یعنی قرآنی ترتیب جو سورتوں کی ہے اُس کا سزاوارہ رکعت بھی مکروہ ہے۔ اس میں جو سورت پڑھی اُس کے بعد کی سورت دوسری رکعت میں پڑھنا چاہیے۔ اُس کے پہلے کی سورت دوسری رکعت میں پڑھی تو یہ تنکس ہے۔ دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کا پڑھنا یا بار بار کسی رکعت میں سورت کا دوبارہ پڑھنا مکروہ ہے۔ خواہ اس نماز ہو یا نفل۔ ایک قول یہ ہے کہ نفل نماز میں سورت کی تکرار مکروہ نہیں ہے۔ دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے بقدر تین رکعت زیادہ طول دینا بھی مکروہ ہے۔

۴۔ آتشدان یا نورجس میں انگارے روشن ہوں اُس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ۵۔ کسی جاندار کی تصویر نمازی کے سر کے برابر یا آگے ہونا مکروہ ہے۔ چھٹی تصویر بزرگ پڑتی ہوئی مکروہ نہیں ہے۔

۱۶۔ انکی صفت میں جگہ بدلتے ہوئے چھپے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۱۷۔ گزرگاہ کوڑ بھینکے کی جگہ بدلتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۱۸۔ گزرگاہ پڑھنے کے ساتھ توجہ سے قبرستان میں رہنا نماز پڑھنے کے لئے محتسب جس جگہ نہ ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مذکورہ باتوں کے علاوہ بھی مکروہ باتیں ہیں مثلاً پیشاب یا قانہ یا ریح کی رائیخ کے ساتھ نماز پڑھنا یا کسی کی موجودگی میں نماز پڑھنا اور کسی کی غیبت میں نماز پڑھنے کے لئے کسی ایسے شخص کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جو اُس کی طرف منہ کے ہٹا ہو یا منہ کی نماز کوئی معونی حرکت کرتا وغیرہ وغیرہ۔

مسجد میں کیا کیا باتیں مکروہ ہیں؟  
مسجد میں بیٹھنا اور راستہ بنانا یا کسی کے درمیان سے گزرنے۔

۲۔ غیر مسکن و مسجد کے اندر مٹونا اور مسجد میں کسی نامہ مسکن کے لئے کمر بستہ نہیں ہے۔  
 ۳۔ مسجد کے لئے بات کرنا اور اونچی آواز سے ذکر کرنا جس سے دوسرے نمازیں ساہوکار ہو جائیں۔  
 ۴۔ غیر ہر روز وقت کا سوا دے کرنا مکروہ ہے۔ جبہ کرنا مکروہ نہیں اور عقد نکاح کرنا مستحب ہے۔  
 ۵۔ نجس یا نجس کا چیز کا مسجد میں داخل کرنا جوتے گرائس سے نجس جڑنے کا  
 اندیشہ نہ ہو تو نہ دلائے جاسکتے ہیں۔

۶۔ بچوں اور نافرمان نسل شخص کو مسجد میں داخل کرنا اگر بہ گناہ سبب ہو تو وہ مسجد کو  
 نجس کر دیں گے۔

۷۔ ستر کا ریشٹ اور بنٹ سے مسجد کی دیوار پر فرش یا پٹائی کو تودہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔  
 ۸۔ مسجد میں گمشدہ چیز کے متعلق پوچھنا کچھ کرنا قہر و استیلا سے  
 ۹۔ اشتہار پڑھنا جن میں قیامت و خسار اور زلف و کراڑ ہو یا کسی کی مذمت ہو یا دروئی  
 بیہودگی ہو مکروہ ہے۔

۱۰۔ مسجد میں نہ سوا کرنا جائز ہے نہ سائل کو خیرات دینا اور نہ صرف عہد قہر کرنا جائز ہے۔  
 مسجد کے نوپور کی عمارت مسجد میں داخل نہیں ہے لیکن مسجد کے محکمہ کا فرش مسجد میں داخل  
 ہے ہند جو مسجد کے اندرونی حصے میں سرور و حریم ہیں و فرش مسجد میں بھی سرور  
 اور حریم ہیں۔ مسجد میں غلوہ کی تعبیر اور سب قرآن و سنت و نیت ہر شے کی احکام جاری  
 کرنا باطل و حاق جب کرے۔

مسجد کی دیواروں پر کسی قسم کی تحریر ہونا مکروہ ہے۔ اگر مہربان قیامت کے روز تحریر  
 ہونے کو مزدور قرار دیتے ہیں۔ اوقات نماز کے عہد وہ مسجد کو قفس کر دینا مباح ہے۔  
 اگر وہ ہمیشہ کے نزدیک مسجد کو کسی حالت میں بند رکھنا مباح ہے اگر مسکن چلے جانے  
 کا اندیشہ ہو ورنہ مکروہ ہے۔

یک جہ کی مسجد کو دوسری جہ کی مسجد سے بذات خود افضلیت نہیں ہے تاہم معنوی  
 خوبی کے باعث سب سے فضیل علیہ مکرمہ کی مسجد تمام پچھلے میں سورہ کی مسجد ہوگی  
 جو بہت قدیم کی مسجد تھی پھر مسجد قبا ہے۔ ان کے عہد وہ ہر وقت پر سب سے قدیم مسجد کو









جن زہد امیرین صورت کریم ، ستارہ در تریاق کے تے درشتوں کی نماز کے لئے ذرا  
دیتا مسنون نہیں ہے۔

افان دینے کا طریقہ اور اس کے اقسام  
میں ڈاکرینہ اور اس کے فوائد بتائے۔

بچہ کی زبان میں سچی علمی سندھج کے بعد اس سونے والا پس منوفا دربار کما سنت ست  
 زبان کے بعد بچہ کی زبان کو اور زبان سنیے والا کورسوں سندھج کے بعد سید و علم پروردہ و پڑھتے در  
 کسے بد گما پڑھتے ہیں سبھی:

لَهُمْ رِبَا هَذِهِ الْمَسْكُوتَةُ الْبَتَّةُ وَتَقْنُونَهُ غُثَيَاتُ الْمُحَقِّقِينَ  
وَسُيِّئَةٍ وَتَقْنِينِيَّةٍ وَابْعَثْهُ مَدِينَةً مَعْبُودِي أَتَذِي وَحَدَّثْتُكَ  
لَا تَقْنُتُ أَبَدِيَّةً -

مؤذن کی آواز کا جو پڑھنا وہی غناء ہے۔ تاہم جب مؤذن حق تعالیٰ صلوٰۃ ورحمیٰ علیٰ خلد کے ترستہ ورس کو جو پڑھیں غناء نہیں کہلاتا۔  
وہ ترستہ کہنا پڑے اور یہی کہنا ہے۔ صلوٰۃ خیر من نوم کہ ترستہ ورس کو عرب میں صدفقت و برکات کہنا پڑے۔ سننے والے اگر نہیں سنا یا پہلے سے نہ ہو تو یہی سے متاثر ہوتا ہے۔ غرض کہ یہی سننے والے جو کہتے ہیں کہ عربی قرآن کی تلاوت کر رہا ہو غلط ہے۔ پڑھ رہا ہو تو اس کو مؤذن کہ جو اب دینے والی ہے۔  
مؤذن درست ہونے کے ساتھ یہ بھی درستی ہے۔

[illegible]

۱۲۔ الفاظِ اذان یکے بعد دیگرے میں تان داکرنا کہ بیچ میں مبادیٰ تانہ نہ ہو ورنہ سہو کی بات ہے۔

۱۳۔ اذان عربی الفاظ میں ہو جس کا ترجمہ دوسری زبان میں نہ ہو۔

۱۴۔ نماز کا وقت آجائے پہلے ہی اذان دی جائے۔

۱۵۔ الف نذ کی ترتیب آگے پیچھے نہ کی جائے۔

۱۶۔ اذان دینے والے مسنون ہونا چاہیے۔

**اذان دینے والے کی شرائط**

۱۷۔ صحیح عقل ہونا چاہیے، دیوانگی یا نشہ یا بھڑک

کی حالت میں اذان دینا صحیح نہیں۔ ۱۸۔ مرد ہونا چاہیے۔ عورت اور غفلت کی اذان درست

نہیں، ۱۹۔ وہ نابالغ لڑکا جس میں تینہ کا مادہ ہو خود یا کسی بالغ مؤذن کے اذان سے کسی کے گئے

اذان دے سکتا ہے۔

۲۰۔ اذان دینے کا وقت ہونا۔ ۲۱۔ روزہ بند اور نہ پیند

**اذان کی مستحبات اور مستحبات**

ہونا۔ ۲۲۔ اونچی بلکہ گھٹے ہو کر اذان دینا بیٹھ کر نہیں۔

قبلہ رخ رہنا۔ حتیٰ علیٰ الصلوٰۃ کہتے وقت نہیں صرف درحیٰ علیٰ صراح کہتے وقت ہیں۔ ۲۳۔

چہرہ در گردن کو اس طرح موڑنا کہ سینہ اور قدم نہ مڑے۔ تکبیر کے وقت ہر دو تہیر کے بعد

کھڑے رہنا اور باقی ہر جگہ پر وقت کرنا مستحب ہے اس کو ترشیل کہتے ہیں۔

۲۴۔ حالت جنابت میں اذان دینا منع ہے عورتوں

**اذان میں کیا باتیں منع یا مکروہ ہیں**

کو اذان دینا بھی منع ہے۔ حدیث میں مذکور بات

میں اذان دینا۔ فاسق ایدہ کار کہ اذان دینا۔ حالت جنابت میں قبلہ کی طرف سے منہ نہ پھرنے

بمسلوۃ اور حتیٰ علیٰ صلوٰۃ کہتے وقت کے علاوہ۔ اذان کے دوران کوئی اور بات کہنا۔ جیسے

بیٹھ کر اذان دینا۔ غیر مسافر کا سواری پر اذان دینا۔ اذان میں رگ و رنگ پیدا کرنا۔ دھن دھن دھن

کے ساتھ گونگیاؤں بجنے کرنا۔ مکروہ ہے۔ وقت سے پہلے منہ صواعتیں صادق سے پہلے بھرنے کی۔

صواعت ڈھلنے سے پہلے بھرنے کی اور غروب آفتاب سے پہلے مغرب کی اذان دینا بھی مکروہ ہے۔ جمعہ کی

پہلی اذان کے بعد کوئی دنیاوی کام کرنا بھی مکروہ ہے۔



نماز کے لئے کھڑے ہو جانے کی حد شاذیہ کا نام "تامت" ہے۔  
**اقامت کی تعریف** اس کے علاوہ دن کے نماز کی حد میں حتیٰ علیٰ شرج کے بعد  
 نماز قدر فائز، سبوتا دو بار مزید کہتے ہیں۔ دونوں کا ذیل میں "نکشت تہادت" دینے  
 اور حتیٰ علیٰ الشرج کہتے وقت دائیں ہاتھ منہ کرنے کی قید نہیں ہے۔ چٹنی مسک یہی ہے۔  
 باقی کہہ کے سر تک میں تجریں دو دو بار اور باقی نماز یک بار دو وقت اقامت اسنواۃ دو بار  
 کہنے سے قامت کی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

**اقامت کی شرطیں** اقامت کے شرائط وہی ہیں جو اذان کے ہیں۔ قامت نماز سے  
 مقصود ہوتی ہے نہ اقامت کے بعد کوئی اور کام کرنے کی نسیح  
 نہیں۔ لیکن اگر قامت کہہ چکے کے بعد نماز پڑھ لی تو قامت کو دوبارہ پڑھنا ہے۔  
 اقامت سن کر مقتدی کو کب کھڑا ہونا چاہیے اس کا کوئی تعین نہیں ہے۔

**اقامت کی مستحبات اور مستحبات** جو باتیں اذان میں بیعت کی جاتی ہیں ان میں سے  
 وہی جگہ پر کھڑے ہو کر اذان سنتے ہیں اقامت  
 نہیں ہے۔ نماز اذان کا ٹہر ٹہر کر اذان سنتے ہیں۔ قامت میں جہد کی تہدی اور نماز  
 سے پہلے سے درگردان کا جن، نماز پر اذان پر، قامت پر قامت میں نہیں ہے۔ قامت کہنے والا  
 جب حتیٰ علیٰ الشرج کہتے وقت کو کھڑا ہو جانا چاہیے۔ چٹنی مسک یہی ہے۔

**افضل وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے اذان دینے کے**  
**افزات اور قامت کے درمیان وقفہ** بعد اذان دیر گھنٹہ نہ کرے گا ورنہ قامت  
 برہنہ میں مستحسن ہے لیکن مغرب کی نماز میں اذان و قامت کا درمیان وقفہ منقطع ہونا چاہیے۔  
 تاکہ اس میں تین غنیمتیں پڑ سکیں

**اذان کی جہت** اگر کوئی مستحب بفرش ثواب اذان دینے والا نہ موجود ہو تو بیت المال یا  
 وقفہ مال سے جہت مقرر کی جاسکتی ہے یہی حکم قامت کے لئے  
 اور ہانت کرنے والے کے لئے بھی ہے۔

نماز کے علاوہ اذان دینا بچے کی پیدائش بعد اُس کے دیکھنے میں نہ ہو  
 کان میں اقامت کے الفاظ کہنا مستحب ہے۔ یہی رکن  
 اکابر نے جنگ چھڑ جانے سے فرار کے بعد جانے پر اور کسی نماز دہریہ کے درمیان  
 بتدریج گھنٹے کے کان میں اذان دینا مستحب ہے۔

اذان کے بعد درود پڑھنے کا حکم اذان دینے کے بعد مؤذن کو اور اذان سننے والے کو  
 درود پڑھنے اور پھر دعا پڑھنے پر ذکر کیا جاتا ہے۔  
 مؤذن کے چوبیس جو غنائے سننے والے کو کہتے سنواں ہیں انھیں بھی پانچ چار غنائے  
 میں کی دہیں غنائے صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رشتہ ہے اذ اسہلہم بعد اذان لیسو  
 منہم من سقون منہ صلو علی رجب مؤذن کو سنتوں کی اتنی ہی عزت ہو جس رات وہ کمرہ  
 مجھ پر درود بھیجے حدیث میں آئے کہ اگر وہ درود بھیجتا تو کوئی ذکر نہیں ہے۔  
 اگر مؤذن دُعا کی اور سے بڑھے تو اس سے مستحق ہے کہ دوسروں کو یاد آئے۔

نہ رتھو (حصول ثواب) وہ نمازیں جو فرض نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں  
 ہیں دو قسم کی ہیں۔

راتبہ المقدرہ اور غیر راتبہ۔

راتبہ رکتیں رات و رات میں دس ہیں۔ نماز پھر میں دو رکتیں فرض کے پہلے اور دو رکتیں رات  
 کے بعد۔ مضاف میں فرض کے بعد دو رکتیں۔ رات میں فرض کے بعد دو رکتیں اور روز میں فرض  
 کے پہلے دو رکتیں۔ یہ تفصیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے۔ انھوں نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر  
 دس عشر رکعت دس رکتیں یاد رکھی ہیں۔

وہاں کی تفصیل مذکورہ بالا ابلاغ کی

یہ نمازیں سنت مؤکدہ ہیں۔ اگر یہ رات میں تو ان کی قضا کی جائے لیکن اگر یہ روز میں فرض  
 نمازوں کے ساتھ چھوٹ جائیں اور ان چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا دُریہ وہ ہو تو انھیں پھر قضا  
 نہ کرنا۔ روز میں سنت فجر کی سنت میں حدیث میں ہے کہ قضا نہ کرنا چاہیے اور قضا نہ کرنا



و سب باتھ کی مستحیسی رہے درویش باتھ کے ٹوٹے در چھوٹی ٹکلی سے بائیں باتھ کے  
 پیر گرفت ہو۔ باتھ باندھنے کے فوراً بعد اللہ کی تسبیح میں طرح کیوں بکے۔ سبحانک و سبحانک  
 و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جلالک و کبریاک غیر کثرت کے تہ تو ہر قسم  
 سے پاک و ہر تعریف کا مستحق ہے تیرا نام برکت و نہایت تیری بزرگی سب سے بڑا ہے۔ در  
 تیرے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے اس کے بعد دعویٰ یعنی العوذ باللہ و استسبیلہ  
 (یعنی بسم اللہ) کہہ کر سورہ فذکرہ پڑھے اور ختم کرنے پر بستہ سے زمین پر پھر قرآن کی کوئی سورہ  
 یا تین سورتیں کم از کم تلاوت کرے اس کے بعد اللہ کی تہمتا ہوا رکوع میں جائے در ہر تہمتا  
 بار سبحان ربی العظیم پڑھے رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کی کھلی انگلیوں سے اپنے  
 گھٹنے پکڑے دونوں بازوؤں کو پہلو سے ملنے کے رکھے سر کو زیادہ نہ جھکائے نہ پیٹ کو زیادہ نہ دبا  
 رکھے بلکہ سر سے گویوں تک سطح برابر رہے تسبیح کہتے ہیں: دروند پانچ یا سات بار بھی پڑھی جاسکتی ہے  
 ہے رکوع سے اٹھتے ہوئے تسبیح اللہ نہیں حمد و ثناء ہو کھڑے ہو جائے۔ اور کمرے ہو کر  
 تمجید (یعنی لا یبذلک الحمد ہے) دونوں فقرات کا ترجمہ یہ ہے اے خدا نے اس کو سزا نہیں دی  
 اس کی حمد کی (اسے پروردگار تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے) ہم کو دونوں فقرات  
 کہنا چاہیں پہلے بند کو رست و دروسہ آہستہ سے اور مستند کو صرف دوسرا فقرہ آہستہ سے کہنا چاہیے۔  
 سجدے میں سر جہان چاہیے کہ پہلے گھٹنے فرش پر ٹکیں پھر دونوں ہاتھ کے پٹے کاؤں کے  
 برابر رکھ کر پیشانی فرش پر رکھیں جائے اس طرح کذاک بھی زمین و چھوٹی رہے۔ ہاتھوں کی انگلیاں  
 ملی ہوئی در پیروں کی انگلیوں کو قبیلے کی عزت رہنا چاہیے زمین سے اٹھی ہوئی نہ ہوں گائی و  
 کہنی فرش سے اٹھی ہوئی اور پیٹ اور رانوں سے لگ رہنا چاہیے سجدے میں سر رکھ کر تین بار  
 سبحان ربی الاعلیٰ (میرے بندہ تو پروردگار بہرگی و متعس سے پاک ہے پڑھتے۔ اس کے  
 بعد اللہ کی تہمتا پڑھائے پھر چھی شرع بیٹھا جانے کے بعد دوسرے سجدہ کرے بیٹھنے کا ترجمہ  
 تن ہو جس میں یہ دُعا پڑھی جاسکتی: اَسْأَلُکَ اَنْ تَرْحَمْنِیْ وَ تَرْحَمَیْ وَ تَرْحَمَیْ وَ تَرْحَمَیْ  
 وَ تَرْحَمَیْ وَ تَرْحَمَیْ وَ تَرْحَمَیْ وَ تَرْحَمَیْ وَ تَرْحَمَیْ وَ تَرْحَمَیْ وَ تَرْحَمَیْ وَ تَرْحَمَیْ  
 موت کر مجھے سیدھی راہ پر چہرہ مجھے جمال رزق دے میری شکستہ ہاں دور کر و مجھے دُعا کر





اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ  
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ  
وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ  
مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ يَا رَکُّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ  
وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا يَا رَکُّتَ  
عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ  
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ رَکُّتَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

ابو بکر

اے اللہ حضرت محمد و آپ کی برکت  
نال فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم  
اور ان کی برکت نازل فرمائی بیشک  
تو ہی مددگار تعریف اور توفیق دہندہ  
ہے اے اللہ حضرت محمد و آپ کی  
کو برکت عطا فرما جیسی تو نے حضرت ابراہیم  
اور ان کی کو برکت عطا فرمائی بیشک  
تو ہی مددگار تعریف و توفیق دہندہ ہے۔

دروازے بہرہ ور ہوتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی تھی۔ دوسری دس ہیں جن کے  
پڑھ کر تے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِکَ  
لَتَبِّرَنَّ کَوْکَبُیْکَ لِیَقْدِرَ الذَّنُوْبُ  
اِنَّ اَنْتَ وَ غَفَرْتَ لِيْ مَعْصِرَةً  
مِّنْ عِنْدِکَ وَ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ  
اَنْتَ اَلْعَفُوْسُ اَسْأَلُکَ

مسلم، ترمذی،

اے اللہ مجھ سے بہت سی غلطیاں سرزد  
ہوتی ہیں اور تیرے عفو و کرم کی حاجت  
بخش نہیں سکتا پس تو مجھے اپنی رحمت  
خداوندی کی صفت سے بخش دے اور مجھ  
پر رحم فرما اور بیشک تو ہی بخشنے والا  
رحم کرنے والا ہے۔

دعا پڑھنے کے بعد وہیں طرف منہ پھیر کے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ و اٰلِ مُحَمَّدٍ  
کر کے بھی کہے کہ تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو، سلام بھیجتے وقت ہر مسلمان کی  
نیت کرے اور فرشتوں کی جو دائیں بائیں ہر وقت موجود ہیں۔

یا از ختم ہونے کے بعد اذکار  
ہر قرآن نماز سے فارغ ہونے کے بعد خاص وقت پڑھنے  
کا ذکر آیا ہے جس کے منجملہ تین ہیں ہر سبعت نیت

تین بار الحمد للہ تین بار الحمد للہ اور یک بار لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ  
اَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ لِيْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا۔ پڑھنا ہے روزانہ کے بعد

کو ترسہ یہ ہے۔

پاک ہے نہ ہر قسم کا کوتاہی سے اس بار ساری عزت قدر کی کہ ہے  
 اس بار سب سے بڑا ساری بڑی مٹی پر ختم ہے اس بار سب سے  
 کے سو کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے وہی حریف  
 اور شکر کا مستحق ہے اور ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے ایک بار اس کے بعد کہ  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَكَفِّرْ عَنْهُمْ كُلَّ ذَنْبٍ اَوْ اَعِزِّ مَنْتَ اَعِزِّ  
 کے ساتھ جو کچھ عزت کرنا چاہے اس کوئی روک نہیں سکتا اور جس چیز سے روک دینا چاہے  
 اس کوئی نہیں سکتا اور کوشش کرے والے کوئی کوشش یہ سے سب سے دوست ہے  
 یہ ذکر و خشوع کرنے کے بعد ہی شرعاً شروع کر دینا چاہیے یا سنت و فاضل کے بعد نام  
 نہیں رتہ نہ عید و خشوع کے بعد و سنتوں سے پہلے پڑھنے کے قابل ہیں سین مردم و حقیقتہً  
 کے نزدیک و فضل و سنت کے درمیان اتنی دیر سے زیادہ وقف کرنا کمزور ہے جتنی دیر میں یہ کہنا ہے  
 اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَسَدُكُمْ وَ مَنَّ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ  
 اس کے تیری ذات سے مدد ملتی کہ ہر چشمہ تیری ہی طرف سے ہر ایک اس مدد ملتی  
 ملتی ہے اور اے بڑی والے در احسان کرنے والے تیری ذات ہی بابرکت ہے۔  
 مستحب یہ ہے کہ سنتیں پڑھنے کے بعد تین بار استغفار کرے بیتہ الحری و معوذتین بار  
 پڑھے پس تسبیح و تحمید و تہلیل و تہلیل کا بیان کیا جا چکا کہ جسے آنحضرت اپنی دوسری فرشتے  
 کے لئے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ قَلْبٍ لَا یُخْشَعُ اِلَیْهِ سِوَاكَ مِنْ قَلْبٍ لَا یُخْشَعُ اِلَیْهِ سِوَاكَ  
 کہتا ہوں جس میں خشوع نہ ہو۔

یہ نماز تین ماہوں کے نزدیک سنت و مردم و ملک کے  
 مستحب و شریک نماز پاشت نزدیکی تاکید ہے اس کا وقت سورج کے  
 یکایک بند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے و افضل یہ ہے کہ یک چوتھائی دن گزرنے  
 پر پڑھنا شروع کرے اس نماز کی گنت کہ دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ رکھیں۔ اس م  
 ہر نماز کے نزدیک سورج گھٹیں تک پڑھی جاسکتی ہیں۔ دو دو یا چار چار ایک تسبیح

تہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز کو پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ غسل و رکعت نماز کو پڑھتے تھے۔  
حدیث میں آیا ہے: **مُتَشَدِّدٌ**

بوسورج نہ گھسنے کے بعد دیر بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہوئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔  
(۱) نماز اشراق

جو تسبیحات کے ساتھ دو رکعتی ہے یعنی سبوحان الحمد للہ و  
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کو ہر رکعت میں اس نفل پڑھا جاتا ہے اور

فاتحہ سے پہلے پندرہ بار اور سورہ ن تھ اور دوسری سورہ قس کے ساتھ پڑھنے کے بعد دس بار  
پھر رکوع میں سبوحان ربی اقصیٰ کے بعد دس بار پھر قن و میں دس بار پھر تہ کے ہیں  
صبحان ربی الاحدی کے بعد دس بار پھر تہ کے تہ کے بعد دس بار پھر دس  
سجدے ہیں دس بار پھر رکعتیں کی طرح پڑھی جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اس کی قیام حضرت عباسؓ کو دینی تھی اس سے سنت ہے۔

نماز تحیۃ المسبح کوئی نماز کی مسجد میں داخل ہو تو مسلت یہ ہے کہ دو رکعت نماز تحیۃ مسجد کی نیت  
تہ پڑھتے جتنی دے اس کی دو یا چار رکعتیں کہتے ہیں اور چار رکعتیں دو رکعت

نفل تسلیم کرتے ہیں۔ اگر اس نماز کے بعد وہ مسجد میں داخل ہوں گے تو اس وقت میں نماز  
مُتَشَدِّدٌ پورج نہ گھسنے کے وقت یہ نماز عرصہ کے بعد اس وقت حدیث میں مذکور ہے کہ وقت میں نماز  
نہ ہو ہو جب تک کہ وقت کی مدت نہیں ہو یا غیب جمعہ کے وقت کے بعد نماز نہ ہو

نماز تحیۃ الیوم اور مسافر سے واپسی یا سفر کو روانہ ہونے کے وقت پڑھنا  
نماز تحیۃ الیوم

بولے کے بعد دو رکعتوں کا پڑھنا مستحب ہے سفر پر جاتے وقت اور سفر سے واپسی پر بھی دو رکعتوں کا پڑھنا  
مستحب ہے گھنٹہ عید و کھانہ کے وقت یہ نماز مستحب ہے کہ مسافر و نفل میں رکعتیں پڑھیں۔

سندھ میں یوم سفر کے بعد نماز کی نیت میں جب کوئی شخص سفر کا قصد کرے تو سب سے پہلے  
خیر وجود پڑھنے میں پڑھتا ہے وہ رکوع و دو رکعتیں ہیں جو جو پڑھنے سے پہلے پڑھتی ہیں  
مسلم نے کہا کہ بن ہاشم سے حدیث روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز



دو پہ کے وقت سفر سے واپس آیا کرتے تھے اور پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز کرتے تھے  
جیسے تھے

رات میں سنتا کہ بعد سے پہلے طارق تک ہوسٹس نمازیں دو رکعتی تھیں اور  
گزارتے تھے اور کئی باتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو تین گھنٹے سو کر پھر کھڑے  
اور تہجد کی نماز پڑھتے تھے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رشتہ اس کی بنا ہے

یہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ ہمیں و نوحانب منہ لگا کر تہجد کی سنت کو دیا ہے اور  
پڑھنے میں اگر کسی کو آواز آئے کہ اس کی نماز میں آواز سے غفلت ہے یا دوسرے  
کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رشتہ اس کی بنا ہے، انھیں اللہ تعالیٰ جلد ان کو شفاء  
عطا فرمائے اور ان کو نماز کے بعد سب سے غفلت رات کی نماز میں آواز سے غفلت  
نہیں ہیں چہرہ پر کچھ ہو سکتی ہے چہرہ پر کچھ ہے یا دوسرے کے تہجد چہرہ پر کچھ ہو سکتی ہے  
حالات میں بہت کچھ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اگر نماز میں آواز سے غفلت ہے کہ اس میں بہت  
بڑی ہے اور وہ مومن ہیں رشتہ درجہ ہے

تہجد کی سنت میں جس کی سنتوں کو اللہ تعالیٰ بڑا کر دیتے ہیں

جس کی سنتوں میں جس کی سنتوں کو اللہ تعالیٰ بڑا کر دیتے ہیں

درت و مومن ہے

سنتوں کے لئے کہ اگر کسی پر یہ امر کہ سنتوں پر عمل کرنا سنتوں کی رویت  
ہے یا بہت ہے جس کو اللہ تعالیٰ بڑا کر دیتے ہیں

رویت تہجد کے ساتھ درجہ میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنت

کو ہم پر اس طرح سنایا ہے کہ جس نے اس کی

سنتوں کو سنتا ہے جس نے یہ سنتوں کو سنتا ہے

تہجد سے کوئی سی کو ہم کو یاد کرے تو

فرض نماز کے بعد دو دو رکعت نماز پڑھے

کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس سنت کو سنتا ہے کہ جس نے اس کی

سنتوں کو سنتا ہے کہ جس نے اس کی

سنتوں کو سنتا ہے کہ جس نے اس کی

سنتوں کو سنتا ہے کہ جس نے اس کی

ہوں غیریاضۃ کتمہ لیتوں۔  
پر دعا پڑھو۔

اسمیت مار کے کی دعا

اَسْتَعِیْزُ بِكَ اِنِّیْ اَسْتَعِیْزُ بِكَ بِعِیْثِکَ  
وَ اَسْتَعِیْزُ بِكَ بِقُدْرَتِکَ وَ  
اَسْتَعِیْزُ بِكَ بِقُدْرَتِکَ اَلْعَفِیْہِ  
وَ اَنْتَ تَقْدِرُ وَ اَنَا قَدْ دُرُ وَ  
تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَدَمُ  
اَلْغُیُوبِ اَنْتُمْ اَنْ کُنْتَ  
تَعْلَمُ اَنْ هَذَا اَمْرٌ خَیْرٌ لِّیْ  
فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَتِیْ  
اَمْرِیْ اِیَا عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اِجِیْہِ  
فَاقْضِ لِّیْ وَ یَسِّرْ لِّیْ تَمَّ بِرَحْمَتِکَ  
وَ نَبَدَ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ  
اَنْ هَذَا اَمْرٌ سَرِّیْ فِیْ دِیْنِیْ  
وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَتِیْ اَمْرِیْ  
اِیَا عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اِجِیْہِ  
فَاقْضِ لِّیْ عَنِّیْ وَ اصْرِفْ نِیْ  
عَنْہُ وَ اَقْضِ لِّیْ اَلْخَیْرَ  
حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِیْتُ بِہِ

اے اللہ میں تیرے نعمت سے بہت سب  
ہوں و تیری قدرت سے رقت رات  
ہوں و تیرے فضل غنیہ کی سون میں  
تجھے سب قدرت سے تیرے قدرت  
نہیں تجھے سب سے تیرے قدرت  
نہیں تو ہی غیب کی باتوں کو خوب جانتا  
ہے اے اللہ اگر یہ کام میرے دین میں  
زندگی میں ہے اپنی عسکت ایہ جلد یہ  
میرے حق میں سمجھتے تو مجھے اتارنے  
کی طاقت دے میرے لئے کس بوسن  
کرنے پھر اس سے مجھے برکت عطا کر و کر  
تو جاننا ہے کہ یہ کام میرے دین میں زندگی  
اور میرے انجی میں ہے ایہ جلد یہ  
میرے حق میں برکت تو اس سے مجھے باز  
رکھ و یہ سائل کرنے کی توفیق دے جو  
میرے لئے چھ ہو و پھر تو بھی اس سے  
رضی ہو۔

آپ نے فرمایا کہ "یہ کام" کہنے وقت کام کا نام لینا چاہیے۔

نماز حاجت اور اس کی دعا  
اگر کسی کی کوئی ضرورت ہو تو شرعیاً نماز ہوگی  
جو تو درگاہت نماز پڑھ کر دے کرے تو مذہبی میں طلبہ سنی

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ مَحَلَّةٍ  
أَوْ أَوْ حُدُودٍ بَنَى إِدَارَةً  
فَبَنَى تِلْكَ وَبَنَى تِلْكَ وَبَنَى تِلْكَ  
يَبْنِي رَقَّتَيْنِ تَحْتَهُ يَشِيءُ فِي  
وَبَنَى عَنِ الْمَعْرِفَةِ تَحْتَهُ لِبَقْلٍ  
رَبِّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُمْ  
أَلَا تَبْهَمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ  
الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لِحُجْرَةِ رَبِّهِ  
رَبِّكَ يَوْمَ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ  
وَتُكْشَفُ عَنْكَ الْغُشَّةُ  
وَأَنْتُمْ مَعَهُ مِنْكُمْ بَارِئٌ  
مَنْ كَرِهَ لِمِثْلٍ شَدِيدٍ فِي دِينٍ  
تَا مَقَرَّتْ تِلْكَ وَتَا لِهَيْمًا أَلَا  
فَتَحْتَهُ وَتَا حَاجَتَهُ هِيَ لِي  
بَرِّئًا إِنَّ تَحْتَهُ يَأْكُلُ رَحْمَةً  
يَوْمَ الْحِسْبَةِ

جسے اللہ سے کوئی حقیقت ہو یا کوئی  
سے کوئی کام میں ہو تو اسے بائیں ہاتھ سے  
اُسے اور بائیں ہاتھ سے کرے پھر دائیں  
ہاتھ سے پھر اللہ کی تائید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بعد اس سے بڑھ کر ہے۔

خدا کے پیغمبر اور کلمہ کے سو کوئی پیغمبر  
نہیں۔ اللہ کی ذات پرستش سے پاک ہے  
وہ عزت علیہ السلام پاک ہے خداوند تعالیٰ کی  
مستحق اور سات ہزار کا پروردگار ہے  
ہیں جو اللہ کی رحمت کی وجہ سے اس کی مخالفت  
کی سزا ہر وقت کی خیریت پر اللہ اور یہ کہ  
سے مخالفت، کتا مومن یہ کوئی مادیات  
سے جس وقت موت نہ ہو۔ جو  
کوئی غم پسند نہ رہے جسے تو نے دار نہ  
فرما دیا ہو اور یہی کوئی پسندیدہ نہیں  
نہ روپائے جو تو پوری نہ کر اس سے سب

سے بڑے رحم فرمانے والے اللہ۔

یہ حدیثیں نہ ترک کی جائیں اور ہم بخیر فرماتے ہیں کہ جب کہتے ہیں اس  
کو کہ اگر کسی نے ایک سیدھے سے پڑھی جاتی ہیں یہ رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے  
ساتھ کوئی سورۃ پڑھتے ہیں یہاں پر حدیث ہے کہ خطبہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
اور ہر وقت بھی رکعتیں سورۃ عمی اور مری ہیں سورۃ کافرون اور تیسری میں سورۃ نصر پڑھیں  
پھر پھر رکعت میں قرأت کے بعد باقی اٹھا کر کھڑے ہو جاتی ہیں پھر دوسرے قنوت پڑھ کر

رکوع میں جایا جاتا ہے قنوت ہر اس دعا کو کہتے ہیں جو اللہ کی ثنا و رد پر مشتمل ہو سنت یہ ہے کہ وہ دعا پڑھتے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اللَّهُمَّ اِنَّا اسْتَعَيْنُكَ وَاسْتَعْدَدْنَاكَ  
وَلَمَّا تَغْفِرْكَ وَكُؤْمِنُ بِكَ وَتَوَكَّلْ عَلَيْكَ  
وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنُشْكِرُكَ  
وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَحْمَدُكَ وَنُتْرِكُكَ  
مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ اَيَّانَ  
نَعْبُدُ وَلَكَ لِقَاصِي وَنَسْتَعِذُّ  
وَ اِنِّيكَ لَسَعَى وَنَحْمَدُكَ  
وَنُتْرِكُكَ اَسْأَلُكَ وَنَحْمَدُكَ  
عَذَابُكَ اِنْ عَذَابُكَ  
يَا لِكُفَّارٍ مُلْحَقٍ اَسْأَلُكَ  
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى  
اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ  
اے اللہ ہم تیری اعانت اور تیری ہدایت  
کے طلبہ رہیں تجھ سے مغفرت پاسبان ہیں  
تجھ پر ایمان رکھتے ہیں و تیرے دیر کی  
بھروسہ رکھتے ہیں و تیری بھی سے بھی  
شن کرتے ہیں تیرے شکر کرتے اور تیری  
نافرمانی نہیں کرتے یہ جو تجھ سے روگردان ہوتا  
ہے ہم اس کو تھپڑ دیتے ہیں اے شہید  
تیری ہی عبادت کرتے و تیرے سے  
نماز پڑھتے تیرے سامنے پیشانی بٹھاتے  
تیری طہرت ہی دوڑتے تیری رحمت کی  
امید رکھتے اور تیرے عذاب سے ڈرتے  
ہیں بیشک تیرا عذاب ناشکروں پر  
نازل ہونے والا ہے اے اللہ حضرت محمد  
اور ان کی آل پر رحمت و برکت نازل

و ترک نماز عشاء کے بعد پڑھنا واجب ہے۔ اس کا وقت طلوع فجر تک ہے و قرآن دعا کے  
قنوت پڑھنا واجب ہے اور سنت یہ ہے کہ ہستہ پڑھا جائے اور جس کو دعا کے قنوت یاد نہ ہو وہ  
”رَبَّنَا اِنِّدِي اِلَيْكَ خَيْرَ حَسَنَةٍ وَقَدْ عَذَابُكَ اَلْاَمْرَ پڑھتے رہے ہمارے  
بزرگوار ہمیں دنیا میں خوبی عطا فرما و آخرت میں بھی خوبی عطا فرما و ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا  
اور یہ بھی یاد نہ ہو تو میں بار اَسْأَلُكَ اَعْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا یعنی بار اہا ہماری مغفرت کر۔ اگر تو رک تیسری  
رکعت میں سورہ فاتحہ و رد دوسری کوئی سورت پڑھ کر رکوع میں چل گیا پھر یاد کیا کہ وہ دعا کے قنوت  
پڑھنے سے روکنے اور رکوع سے کھڑے ہو کر دعا کے قنوت پڑھنے اور رکوع کا بار نہ کیا تو



نہ پوری ہو جائے گی، اگر دوبارہ قنوت کے لئے کھڑ نہ ہوا ہو تو سلام کے بعد سجدہ ہو کر رکے  
 اگر غصہ سے سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چد گیا تو لازم ہے کہ صورت اور قنوت پڑھنے کے لئے  
 کھڑ ہو ورنہ قنوت چتر میں پڑھ کر دوبارہ رکوع کرے اور آخر میں سجدہ ہو بھی کرے۔ نماز وتر  
 کا جو عت کے ساتھ پڑھتا وہ رمضان کے سو مشرورہ نہیں ہے۔

مصلوب کے پیش آنے پر صرف نماز فجر میں قنوت پڑھنا سنت ہے یہ رکوع سے اٹھنے  
 کے بعد پڑھی جاتی ہے، قنوت نازلہ کا پڑھنا امام کے لئے سنت ہے، منفرد کے لئے نہیں ہے۔  
 فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھنے کے بعد جود عا کے قنوت پڑھی جاتی ہے، اس میں  
 یہ الفاظ حدیث میں منقول ہوئے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اٰمِدْنَا فِيْ مَنْ هَدَيْتَ  
 وَعَافِنَا فِيْ مَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّانَا  
 فِيْ مَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَّنَا فِيْ  
 مَا اَعْصَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ  
 اَنْتَ تَقْضِيْ وَرَاكَ يَقْضِيْ عَلَيْنَا  
 اِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَرْفَعُ  
 مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ  
 تَعَالَيْتَ لَسْتَ غَفِيْرٌ وَتَتُوْبُ رَيْبُكَ  
 اَللّٰهُمَّ اِنْ تَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ  
 مَخْصِيْبٍ وَّاَعُوْذُ مِنْ عِقُوْبِكَ  
 وَبِثْ مَنَّتْ

اے اللہ ہمیں رہدہدیت پر چد پانی  
 عافیت میں پناہ دے ہماری رضا کو پانی  
 رضا کے مطابق فرما دے جو پچھوت عطا فرمایا  
 ہے اس میں برکت دے اپنے غضب کی  
 سختی سے ہمیں محفوظ رکھ۔ ہم دیتے اور  
 تو ہی ہے درجہ پر کوئی ہم نہیں شک تو  
 صاحب پسند کریں وہ بھی ذہیں نہیں ہو سکتا و  
 جس پر تیرا رب ہو سکتا عزت نہیں ہو سکتی  
 اے پروردگار تو بابرکت و رحمت صاحب منت ہے  
 ہم بھی سے مغفرت مانگتے و تو بابرکت ہیں ہم  
 تیری نافرمانی سے بچنے کے لئے تیری رضا کی پناہ  
 پکارتے ہیں و تیرے غضب سے ڈرتے ہیں  
 کامایہ مانگتے ہیں و تجھ سے تیری ہی حمایت  
 کے طالب ہیں۔

نماز تراویح کے سنت مؤکدہ ہے اور جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے۔

کے ہر کسی گاؤں کے لوگوں کے لئے۔ یعنی اگر گاؤں یا مسجد میں ترویج کی ہوتی ہو  
 گاؤں کے بھی نہ تو کچھ کی ترویج کے سامنے دے بھی لوگ قابلِ ملت ہوں گے۔  
 نماز ترویج و رمضان کے مہینے میں پڑھتی باقی ہے اور اس کا وقت نماز نماز پڑھنے کے  
 بعد صبح صادق تک ہے۔ اس کی رکعتیں باہر تعلق ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 رمضان کی تین متعلق رکھتے ہیں۔ پانچویں درست مہینوں شب کو سب کے ساتھ نماز ترویج  
 اور ذی الحجہ ان پانچوں کے ساتھ رکعتیں پڑھیں باقی رکعتیں صبح کے پانچ بجے  
 میں اور کیں چنانچہ ان کی اور نیز شہد کی گئی کی کچھ جتنا بہت کی عربی سنائی دے رہی ہیں۔  
 دس دن آپ نے مسجد میں پہلے دن سے تویں و تیسرے دن اتنا ہوئی تھی وہاں کہ جس  
 جس کو سحری چھوٹ جانے کا خوف ہو حضور اس کے بعد ترویج کے لئے نہیں گئے کہ وہاں  
 یہ فرض نہ کر دی جائے۔ اس کی رکعتوں کی تعداد میں ہوں و سنت محمد بنی اللہ منہ کے لئے ہے  
 ہوتا ہے جس کی موافقت تمام صحابہ کے درجہ کے خلاف ماسدین ہیں سے کسی نے اس  
 کی سنت نہیں کی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے جو ۱۶ رکعتیں پڑھیں کر ۱۶ رکعتیں  
 کر دی تھیں اس کا مقصد یہ تھا کہ کعبہ میں ہر چار رکعت کے بعد عنوان کیا جاتا تھا آپ نے  
 دوسری مسجد میں ہر چار رکعت کے عوض چار رکعتیں پڑھا دینا مناسب بنا۔ ورنہ ترویج کی رکعتیں  
 ر م ہ ح ح ہ ر م ش ف ہ و ر م م محمد بن حنبل اور دودن ہر کی ر م ہ ح ح ہ کے نزدیک اس  
 کی ہیں اور سی کو ہر چار رکعت کے لئے اٹھتے ہیں ہر چار رکعت کے بعد ترویج یعنی تھوڑا کر  
 لین اور اس دورن ذکر اپنی کرنا مستحب ہے۔

جماعت سے ترویج پڑھنے والوں کو تو رکعت جماعت کے پڑھنا بہتر ہے۔

ترویج یعنی جو ستر رکعت ہر چار رکعت کے بعد کرنا ہے۔  
 عنوان اللہ علیہم کے عمل سے ثابت ہے اور اس سے مستحب

ترویج کے مستحبات

سب سے پہلی و تینونہ و کعبہ پر نماز و ن ہے۔ و اما مان حدیث میں نہیں آیا۔  
 ہر دور رکعت کے بعد ستر رکعتیں پڑھیں ہر چار رکعت کے بعد ستر رکعتیں پڑھیں  
 کہ انہیں ایک ستر کے پڑھنا ر م ش ف ہ و ر م م محمد بن حنبل کے نزدیک درست نہیں باقی رکعتوں

کے نزدیک اور بعد رکعت کے بعد قنود کیا گیا ہو تو نذر درست ہو جائے گی میں مکر وہ ہوگی۔

نذر ترویج میں ایک بار پورا قرآن پڑھنا سنت ہے۔  
ترویج میں پورا قرآن ختم کرنا

پڑھنے میں اس کا نذر ہونا چاہیے کہ مقتدیوں پر بار نہ ہو ورنہ خوش دلی سے سن سکیں۔ اتنی جلدی نہیں پڑھنا چاہیے جس سے نماز میں تسبیح و تہجد کے بعد قنود کرنا ورتکبیر تہجد کے بعد قنود کرنا سے پہلے دھک

اقتباسات اسباحت الہم و بحدت ..... پڑھنا چاہیے۔

ہر مکلف اور قدرت رکھنے والے پر جو نماز کی شرائط کو پورا کرتا ہو تہجد کی نذر فرض ہے۔ یہ نذر جہالت کے

ساتھ تہجد کے دن بھر کی جگہ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی گئی ہے۔

صلوۃ اربعۃ رکعتیں تمام

غیر قنود علی لسان نبی

صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن میں مذکور شدہ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رُوْطُوْا بَیْنَکُمْ وَرَبَّکُمْ وَتَذٰکِرًا لِّیَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (احمد، آیت ۲۰)

میں ایمان والے! آپ آپ کے رب کے ساتھ اور آپ آپ کے رب کے ساتھ یاد دہانی کے لیے تاکہ آپ ڈرنا شروع کریں۔

در خرید و فروخت بند کر دو۔

نذر تہجد کے فرض میں ہونے پر سب کا یہ ہے کہ وقت وہی ہے جو تہجد کی نذر کا ہے۔

تہجد کی دوسری

نذر تہجد کے لئے روزانہ پڑھنے اور خرید و فروخت بند کرنے کا وقت

کے وقت بھی جاتی ہے سنتے ہی روتا ہے اور نذر تہجد کی نذر کا ہے۔

یقیناً رسول کا مسک ہے۔ امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو زمانہ نماز کا زمانہ

دینے کی جگہ دینی جاتی ہے اسے سنتے ہی پڑھنا چاہیے اور خرید و فروخت اس کے بعد نماز

نذر تہجد کے لئے ہونا چاہیے۔

علاوہ اُن شرائط کے جو نماز کے لئے پہلے بیان کی جا چکی ہیں کچھ شرطیں  
**جمعہ کی شرطیں** جمعہ کی نماز سے متعلق اور ہیں۔ اور وہ دو قسم کی ہیں جمعہ واجب ہونے  
 کی شرطیں اور نماز جمعہ صحیح ہونے کی شرطیں۔

**شرائط وجوب** ۱۔ مرد ہونا۔ (عورت پر واجب نہیں ہے۔ تاہم اگر عورت میں نشاء  
 ہو جائے تو نماز درست ہوگی)

(۲) آزاد ہونا۔ (غلام اور مملوک کے لئے وہی حکم ہے جو عورت کے لئے بیان ہوا)

(۳) مست مند ہونا۔ (مریض یا زہین جس کا مسجد تک پہنچنا ممکن نہ ہو ان پر جمعہ واجب نہیں ہے)

(۴) ایسی آبادی میں سکونت ہونا جہاں نماز جمعہ ہوتی ہو (مسافر پر واجب نہیں ہے)

(۵) ہوش و حواس والا ہونا (مجنون پر واجب نہیں ہے)

(۶) بالغ ہونا (نا بالغ بچے پر واجب نہیں ہے)

**شرائط صحت نماز** (۱) جگہ ایسی ہو جس پر شہر کا حلقہ ہو سکتا ہو (شہر و دیہت جس کے  
 سب سے بڑی مسجد میں وہاں کے سارے مسلمان نماز کیسے پڑھیں)

آبادی وانی بستی میں بارہ آدمی عاقل و بالغ نماز پڑھنے والے ہوں اور وہاں روزہ

استعمال کی چیزیں مل جاتی ہوں تو جمعہ کی نماز بجائے ظہر کی نماز کے پڑھنا صحیح ہے۔

۲۔ وقت کا موجود ہونا۔ یعنی اگر ظہر کا وقت نکل جائے تو پھر جمعہ پڑھنا صحیح نہ ہوگا۔

۳۔ نماز سے پہلے خطبہ کا ہونا جس کی تفصیل آئے آ رہی ہے)

۴۔ جماعت کا ہونا (اس کی تفصیل بھی آئے آ رہی ہے) تنہا جمعہ کی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

۵۔ امام کا ہونا (امام کے شرائط آگے بیان کئے جا رہے ہیں)

۶۔ صحت جمعہ کے لئے مسجد کی شرط نہیں ہے بلکہ میدان میں بھی درست ہے بشرطیکہ شہر

سے اس کا فاصلہ ایک فرسخ سے زیادہ نہ ہو اور حکم شہر (میر یا امام) نے وہاں نماز جمعہ کی

اجازت دی ہو۔



جمعه کی نماز بغیر جماعت کے  
جماعت جس کے بغیر نماز جمعہ درست نہیں ہے۔ درست نہیں ہے اس پر سب  
کا اتفاق ہے۔ البتہ جماعت کی تعداد میں رائیں مختلف ہیں۔ حنفی علماء کے نزدیک جماعت کی  
کم سے کم تعداد، مرام کے سوا تین ہونا چاہیے۔ شیعہ یہ ہے کہ وہ سب مراموں، دوسری شرط  
یہ ہے کہ سب امام کے ساتھ سجدہ اولیٰ، دا کرنے تک جماعت میں شریک رہیں۔ اس کے بعد  
اگر کوئی بھی امام کو چھوڑ کر چلا گیا تو اس کی نماز باطل ہوگی۔ دوسروں کی باطل نہ ہوگی لیکن  
اگر مرام کے سجدہ کرنے سے پہلے سب ہی چھٹے تو سب کی نماز باطل ہو جائے گی۔

جماعت کا خطبہ اور اس کے ارکان  
جماعت کے خطبہ کا سنا زحمہ الہی سے ہوتا ہے پھر رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے۔ پھر قرآن  
کی کوئی ایسی آیت تلاوت کی جاتی ہے جس میں کوئی حکم یا نصیحت ہو، مذہب ہی سے خوف  
دلانہ ورتوب کی بشارت دینا خطبے کے مضمون میں شامل ہوتا ہے۔ امام احمد حنبل نے  
ان چیزوں باتوں کو خطبے کے ارکان بتایا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تحریر و تفسیر کو  
خطبہ کا رکن کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ذکر ابن کو خطبہ کا رکن فرماتے ہیں۔

جمعے کے دونوں خطبوں کے شرائط  
پہلے خطبے کے بعد خطیب کو تھوڑی دیر کے  
لئے بیٹھا، پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ پڑھنا  
اور دونوں خطبوں کا نماز سے پہلے ہونا۔

۲۔ خطبے کی نیت سے خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہونا۔ اگر نماز کے خطبے کی نیت نہیں کی تو  
وہ مقررہ شمار ہوگی۔

۳۔ خطبہ عربی زبان میں ہونا۔ اگر کسی آیت یا حدیث کا مفہوم یا کوئی دینی حکم مقامی زبان  
میں سمجھا دیا جائے تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے لیکن اس کا لحاظ ہے کہ وہ عربی  
میں بھی ہوئی باتوں کا ہی اعادہ ہو، الگ سے کوئی بات نہ ہو، نیز خطبے کو نماز سے  
میانہ کیا جائے۔

۴۔ دونوں خطبے وقت کے اندر ہوں۔ اگر خطبے وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھے گئے

اور نماز وقت آنے پر پڑھتی تو یہ درست نہیں ہے۔

۵۔ خطبہ بلند آواز سے ہونا تاکہ حاضرین سن سکیں اگر کوئی شخص بہرے چن کی وجہ سے یا بہت فاصلے پر ہونے کی وجہ سے نہ سن سکے تو اس کے لئے سننے کی شہ نہیں ہے۔  
۶۔ دونوں خطبوں کے درمیان یا خطبوں و نماز کے درمیان تسبیح قلم پڑھنا بھی شرط ہے، درمیان میں کوئی غیر متعلقہ عمل درست نہیں ہے اور نہ اس سے زیادہ قیود ہیں۔  
۷۔ جس میں دو سبکی رکعتیں پڑھی جائیں۔

**خطبہ جمعہ کی سنت**  
خطیب کی حالت حدیث سے پاک ہونا، خطیب کا مہر زب  
خطبہ کے وقت بیٹھا ہونا، خطبے کے وقت دائیں ہاتھ سے  
اپنی تھوڑی یا عصا پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا، خطبے کے وقت رخ حائضین کی جانب رکھنا۔  
دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر کے لئے بیٹھنا جس میں تین آیتیں پڑھی جائیں یہ  
خطبہ دس برس عود بابت پڑھ کر ادائیگی کو نہ شروع کرنا اور خطبہ کے رکعت متذکرہ  
کے متعلق خطبہ دینا، دوسرے خطبہ میں حمد و ثنا اور درود و سلام کے بعد آیتہ وسعہ  
حاکم وقت نیز ایہ ہند اور دونوں اور غورقوں کے حق میں دعا کے مغفرت کرنا تاخیر  
اور توفیق عمل کی دعا مانگنا سنت ہے۔

**خطبے کی مکروہات**  
خطبے کے دوران سنت و اہل کا کلام کرنا یا اور جمعہ کا کسی سے  
گفتگو کرنا مذکورہ سنتوں میں سے کسی سنت کا ترک کرنا مکروہ ہے  
**جمعہ کے مستحبات**  
جمعہ کے روز جو مستحب ہیں ان میں اپنی ہیئت کو زیبانا  
یہ مشران خن ترشونا موہیں کہ دن بھر غسل وغیرہ کے بارے  
میں غسل کرنا، صحت ستیم کے پیرے پہننا و خوشبو لگانا، جمعہ کے روز سورۃ بقرہ پڑھنا  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا اور دعا میں مانگا مسلمان شہادت  
میں آنحضرت کی حدیث مروی ہے کہ:

جمعہ کے دن ایک مسلمان جس نے  
پیر کوئی مسلمان بندہ سے جو

ان فی الجمعۃ ساعۃ کا  
یو فقہ اسید مسلمان

اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ ہے  
ایسا کہ اس شراب سے بیدار  
ہو کر وہ قیام ہو کر رہتی ہے حضورؐ  
باقی کے شراب سے بڑیا کہ وہ بہت  
تھوڑا وقت ہوتا ہے۔

یشملہ

جمعہ کے دن مسجد میں جانے کے بعد می کرنا چاہئے نماز میں اس میں ہونے کے لئے صحت  
کو پیر کر جان جس کو کھانسی لڑکھانے اور بے ہوشی پر سے چاند کر جان کہتے ہیں جو کچھ نہیں دیکھ  
شروع ہو جانے کے بعد ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے تاہم کہ بغیر مونڈنے پر سے پیمانہ  
بیتنے کی جگہ ہی نہ مل سکتی ہو تو یہ کرنا بیجا ہے اور اس صورت میں بھی مباح ہے جب  
ایسا کرنے سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے یعنی نہ بائیں نہ بایں نہ بدن پر گرے نہ خطے کے بعد  
اور نماز سے پہلے خانی گاہ کو پیر کرنے کے لئے چاند کر جان بڑیا ہے۔

جمعہ کے دن سفر پر روانہ ہونا  
معد کی نماز میں جو اس وقت بعد کے دن فجر کے بعد سفر  
کرنا جائز ہے بجز اس صورت کے جب یہ گمان ہو کہ وہ جس جمعہ کی نماز میں جائے گا یا پھر  
کہ وہ سفر وہ جب ہوشیاری کا سفر حنفی ہے اور جمعہ کی پہلی دن ہونے کے بعد نماز پڑھتے  
تے ہیں مندرجہ کے لئے مکروہ کہتے ہیں زور سے پڑھنے کے لئے جان مکروہ نہیں ہے  
جمعہ کے پہلے کی نماز جس شخص پر نماز بعد واجب ہے اور بعد نماز بعد  
تے ہیں نہ رہا تو اس کے لئے نماز پھر اس وقت  
تاک درست نہیں جب تک اس جمعہ کی نماز سے اس میں کچھ کمی نہ ہو جائے اگر نماز  
جب سے یہ پہلے کی نماز پڑھتی تو اس میں شافعی اور حنفی رجمہ شافعی کے نزدیک وہ  
نماز نہ ہوگی۔ مگر حنفیہ رجمہ شافعی کی رائے ہیں نماز تو ہو جائے گی لیکن جمعہ تو اس  
نہ کہ گناہ ہو کہ اس وقت یہ کیا ہو میں کہ نماز کے لئے نماز پڑھتی ہے یہ آیا کہ  
جمعہ کے روز جمعہ کے لئے چل پڑا اور اس نماز جمعہ کے لئے نماز پڑھتی تو اس پر واجب  
ہے کہ نماز جمعہ میں اس میں نماز کے لئے نماز پڑھتی ہوئی ہے کہ نماز پڑھتی ہوئی ہے  
نماز جمعہ کے لئے نماز پڑھتی ہوئی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے نماز پڑھتی ہوئی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے نماز پڑھتی ہوئی ہے

ہنیں ہوگی۔

صاحب عذر پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے اسے ظہر کی نماز پڑھ لیتا درست ہے۔  
 امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جمعہ کے ختم ہونے تک نماز ظہر میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔  
 جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا <sup>حنفی علماء کے بقول</sup> ~~شخص کی نماز جمعہ کے ساتھ~~  
 سے یا بلا عذر رہ گئی ہو اسے شہر کے اندر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔  
 جس جگہ جمعہ کی شرائط پوری نہیں ہوتیں وہاں جمعہ کے روز ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا  
 تو جائز ہے۔





## عیدین کی نماز کا حکم اور وقت

عید فطر اور عید زحیٰ سال میں ایک ایک بار آتی ہیں یعنی عید فطر شوال کی پہلی تاریخ کو اور عید زحیٰ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو دونوں عیدوں میں نماز ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نماز پڑھنے کی شرائط کے ساتھ وجوب ہے، فرق یہ ہے کہ نماز جمعہ میں "خطبہ" نماز سے پہلے اور عیدین میں نماز کے بعد ہوتا ہے۔ عید کی نماز میں جو مت وجوب ہے ترک کرنا گناہ ہے۔ نماز عید کا وقت صبح آفتاب کے بعد نفل نماز تک یا نمازوں کے وقت سے زوں آفتاب تک رہتا ہے لیکن اس کے ابتدائی وقت سے تاخیر کرنا سنت نہیں ہے۔ شافعی و مالکی فقہاء ان نمازوں کو سنت مؤکدہ و حنفی فقہاء فرض گنہگار کہتے ہیں۔

### نماز عید کی مشروطیت

یہ نماز پہلے سال ہی میں شروع ہوئی جنت نس سے ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ دو دن کمپیں کاشت میں گزارتے ہیں جن کو نے دریافت فرمایا کہ یہ کیسے دن ہیں لوگوں نے کہا کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں ان دنوں میں کھیل کاشت کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں سے بہتر دن بلوایا ہے یعنی اولیوم الغفر غفر فرمائے ہیں لہذا اسلام میں صرف یہی دو دن ہجوار و خوشی منانے کے دن ہیں ان کے بعد و مسنون کو عید منانا جائز نہیں۔

عید کی نماز دو رکعت سن نیت کے ساتھ کہ میں عید فطر یا عید زحیٰ کی نماز عیدین کا طریقہ

کی دو رکعت نماز واجب ہے گھبروں کے اسلیم کے چھ قبضہ رخ ہو کر پڑھتا ہوں اس کے بعد تمبیر تحہ پڑھ کہہ کر دونوں ہاتھ باندھ لئے جائیں اس کے بعد اسلام اور مستندی ثنا پڑھیں ثنا کے بعد امام بلند آواز سے الحمد اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کوٹوں تک لے جائے اور پھر چاروں طرف سے تین مرتبہ کرے اور تم مستندی مرام کی پیروی کریں تیسری بار ہاتھ چھوڑیں نہیں بلکہ ہاتھ زمین پر رکھیں تسمیہ آہستہ پڑھ کر مرام بلند آواز سے سورہ فاتحہ اور کوئی سورت

پڑھتے پھر رکوع اور بندوں کے ساتھ ایک رکعت پورے کرے اور دوسری رکعت سے نہ  
 ہو جائے آہستہ سے ہم اللہ بڑھ کر بند آواز سے سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھتے  
 پھر تکبیر کہہ کر دو دن ہاتھ کاٹوں تک لے جائے اور پورے ایہ تکبیرات رکوع کی تکبیر کے ساتھ  
 تین ہیں ہر تکبیر میں ہاتھ اٹھایا جائے پھر تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چار رکعتیں پڑھیں اور  
 دستور پوری کی جائے۔ یہ زمانہ تکبیریں تکبیر تحریر اور رکوع کی تکبیر کے ساتھ پڑھیں۔  
 میں ہر تکبیر کے بعد اتنا توقف کرنا چاہئے جتنے عرصے میں تین تکبیریں کہی جاسکیں۔  
 اگر کوئی شخص نماز عید میں اس وقت شریک ہو جب امام تکبیریں کہتے ہیں تو اسے نیت  
 کے بعد تین تکبیریں فوراً کہہ لینا چاہئیں اگر وہ رکوع میں مرتب ہو کر رکوع میں جاتے ہوئے ہیں تو  
 بغیر ہاتھ اٹھائے کہہ لینا چاہئے۔

نماز عید میں کی جماعت ورائے کی قنار  
 عید میں کی نماز درست ہونے کی  
 جو عت شرط ہے جس میں عید کے

شرط ہے اگر امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جاسکی تو شرط اس کی قنار کا منہ نہیں کہہ سکتے  
 اگر کوئی شخص اس کی قنار تمنا پڑھتا ہے تو پھر رکعتیں بغیر زمانہ تکبیر کے پڑھ سکتے۔

عید میں کی سنتیں اور مستحبات  
 عید میں کی شب میں عبادت دروازہ دروازہ  
 کرتے رہنا مستحب ہے، سنتیں

وسم کی حدیث ثبرانی نے اس طرح نقل کی ہے:  
 من احب لیلۃ الاطرومیۃ  
 او شقی برحسب لہ بیت تبد  
 یوم تہورۃ القلوب  
 جوش عید میں کی راتوں میں سنتیں  
 سے شب بیداری کرے اس کو  
 نہ ہو کہ جب سب کے دل رونا ہوں گے۔

عید میں کے دن غسل کرنا خنثیوں کے نزدیک سنت، ورنہ ہر ایک کو یہ سنت ہے۔  
 اس دن خوش بوڑھا، بہتہ بن باس زیب تن کرنا خواہ دنیا ہو یا عبادت اللہ ہو مستحب ہے۔  
 نزدیک سنت ہے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے عید میں خوشبو لگانا۔  
 ہونے کے لئے برائے کئے یہ امور مستحب نہیں کہیں کہ اس سے نکتہ پیدا ہوگا۔

سید عیسیٰ خلیفہ کے دن غبار کا گرجا نہایت بڑا تھا۔ یہاں مستحب سید شمس الدین صاحب نے ایک چوڑی  
 پانی کا مدد دیا تھا۔ اسی وقت کہ عید کے پہلے ہی دس دن پہلے سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے  
 پانی گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔

سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں

سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں

سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں

سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں  
 مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں مستحب سید عیسیٰ کا گرجا کی طرف سے ہوا۔ یہاں

میں داخل کرتے ہیں۔





سابقہ سفقہ کر کے دُرِ مائتھی چاہیجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کے یہ الفاظ نقل ہیں:

اَسْتَقِيْلُ اَسْقِيْنَا نَيْتًا مُسْتَقِيْلًا  
 ہند مَرَحِيًّا مَرِيًّا عِنْدًا قَبِيْلًا  
 مَنَ صَبَّ دَسِيْحًا عَاجِلًا لِّغَيْرِ اَجَلٍ  
 شَهْمًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْزِلْ  
 عِيْنَكَ مِنْ بَرَكَاتِكَ وَاجْعَلْ  
 بِنَا اَنْزِلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَعْدًا  
 زِيْنًا جِيْنًا۔  
 مؤمن ہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی کے لئے دعا فرماتے تو کہتے  
 خداوند اپنے بندوں اور مومنین کو  
 میرا پ فرما اپنی رحمت کو پھیل دے اپنے  
 مردہ شہر کو زندگی عطا فرما۔

نہا ز استسقا کر حکم قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اَسْتَقِرُّوْا اَرْضَكُمْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ  
 اَنْزَلْنَا اَيُّرْسِلُ اَسْمَاؤُكُمْ عَلَيْكُمْ  
 بِمَدْرَارٍ (سورہ نوح آیت ۱۰)  
 اپنے پروردگار سے مغفرت کے لئے کہو  
 وہ مغفرت فرمائے وہ اپنے تمہارے  
 موملہ دھار بارش نازل فرمائے گا۔

کتاب سنت سے ثابت ہے کہ یہ مغفرت الہی کی خواستہ کاری اللہ کی حمد و ثناء و درود  
 ہے یہی نماز وہ نام ابوحنیفہؒ کے نزدیک امر مستحب ہے باقی ائمہ اس کو سنت مؤکدہ کہتے  
 ہیں۔ یہ نماز پڑھنے والے کے لئے بھی بغیر حوائج کے مشروع ہے۔

نہا ز استسقا کا وقت وہ اوقات جن میں نفل نماز پڑھنا مبارک ہے انہیں اوقات میں  
 نماز استسقا کا وقت نماز استسقا بھی پڑھی جاتی ہے اگر ایک بار پڑھنے میں بارش نہ ہو  
 تواسے تین دن پڑھتا مستحب ہے۔

اور مکر پر چبکے کہ ہمارے

نماز استسقا کو جانے سے پہلے مستحب امور سے پندرہ دن سے

پڑھتے، صدقہ دیتے اور نیک کی بات سے پرہیز کرنے کی متین کوشش

۲۔ آپس کی دشمنی دور کرنے کا حکم ہے۔

۳۔ لوگوں سے کہے کہ تیس دن روزہ رکھیں اور جو تیس دن مہینہ صبر کرنے کے

۴۔ ہر پرانے معمولی بات پہن کر نہیں۔

۵۔ بوڑھے مردوں اور عورتوں اور میٹھوں کو بھی ساتھ کرنا کہ ان سے نہیں ہٹنا۔

نماز کسوف کسوف سورج گرہن کو کہتے ہیں۔ ان کے وقت نماز پڑھنے کی خصوصیت یہ ہے کہ

یعنی سورج اور چاند کے کھٹکے

سے دوستانہ ہیں کسی موت یا

نہیں بناتا ہے بلکہ اگر تم ان سے

تو نماز پڑھو اور دعا مانگو یہ

بہتیت دور رہا ہے۔

ان الشمس واقتران

من یات الله یتسفات

لموت احدیہ کا حیا بہ فی ذ

ر اکبشہ ذریت فمسنو او ادعو

حتی ینکشف ما لکم بخیر وسم

مذکورہ حدیث اس عقیدے کے

ہونے کی دلیل ہے کہ کسی کسوف کی

نماز کسوف مشروع ہونے کی نکتہ

موت یا زندگی سے کہیں کوئی تعلق ہو اور اصل سورج و چاند دونوں اللہ تعالیٰ کے

ہست ہیں جن پر مخلوق کی زندگی کا تحفظ ہے۔ اگرچہ اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کسوف کی

عقبت کرنا اور سلب کر لینا اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے، ہذا اپنی عجز کی اور بس میں

نہیں تو حیدر کا قرائد مانو اللہ کی مہودیت کا عکس نماز ہی کے ذریعے ہوتا ہے۔

نہاڑکسوت کا حکم  
حشری قہر کے نزدیک ہاڑکسوت کی دو رکعتیں مسنون مسجد میں  
جمع ہو کر باجوہ وقت پڑھیں اس میں ورثہ نمازیں کوئی فرق  
نہیں ہے۔ یہ بھی جو نزدیک کر چار رکعتیں ایک تہجد یا دو تہجدوں سے پڑھی جائیں۔ باقی تہجد  
مذہب رکعتوں پر متفق ہیں اگرچہ نماز میں چھوٹ جاتا ہے پہلے ختم ہو جانے کو اس وقت  
تک نماز موقوف رہتا ہے جب سورج نہیں اُٹھتا۔ اس کے بعد نماز کے نزدیک ہاڑکسوت دو رکعت  
اور دو وقت پر مشتمل ہوا۔ مختلف مسکن میں ایک ہی نماز دو ایک ہی رکعت پر رکعت ہیں  
دونوں ہوتے ہیں۔

نہاڑکسوت کی سنتیں  
سنت یہ ہے کہ ہاڑکسوت میں چار رکعتیں مہربانی کے لئے  
دونوں رکعتوں میں رکوع و سجود کا توبل کرنا بھی سنت ہے۔  
اس نماز میں نماز و نواہت نہیں ہے، انشعوبہ ہے نماز تیار ہے، اگرچہ نزدیک  
ہو کے اگرچہ قرأت کرنا مستحب ہے۔ اور منہ پر رکعت سے عید و بقی اور اس  
کرنے کی سنت ہے۔ بہت میں مسکن کے لئے یہ ہے کہ تہجد کا نماز ہو یا کوئی  
نہیں کو مسکن کر کے نماز دیا ہو نماز جمع مسجد میں پڑھی جائے تہا نماز کو ختم کیا ہے  
کہ چاروں چوبیس نماز و رکعت۔

نہاڑکسوت کا وقت  
مسعود کسوت کا وقت نہیں گئے اس وقت کے بعد ہونے تک  
تہا نماز کا وقت ہے۔ اگر یہ وقت ہو جس میں غسل نماز پر نماز کسوت ہے تو  
اس نماز پر غصہ کرنا چاہیے۔

نہاڑکسوت  
پانچ گھنٹہ کی ہاڑکسوت اور تہا و بقی ہیں ہاڑکسوت کے لئے ہیں۔  
یہ نماز مستحب ہے اس میں جو وقت مشہور ہے نہیں ہے اور نہ ہاڑکسوت  
میں اگرچہ سنت ہے، بلکہ وہ گھر والوں میں مشہور ہے کہ اس کے بعد نماز و بقی و تہا  
کے نزدیک قرأت اور نماز کرنا چاہیے۔ اگرچہ نماز میں مسکن ہیں چھپ جائے جب بھی  
نماز کے بعد نماز کا پڑھتا رہتا ہے۔

نہاڑکسوت و حضور کی غصہ کرنا  
نہاڑکسوت کی غصہ کرنا ہاڑکسوت کوئی نہ پڑھ سکے تو ان کی قضا نہیں ہے۔

جب حالت خوف طاری ہو مشر زلزلہ آجائے۔ کبھی زور سے رگڑتے رہتے  
**نہ خوف** آندھنی اٹھنے کے اندھیرا چھا جائے۔ رتیز اور لٹوئی ہوئیں چپے چپے رہیں۔  
 کوئی ورڈرونی صورت حال پیش آئے جو مذہب ہی جیسی ہو تو دور وقت نہ پڑے۔  
 ہے کیونکہ یہ قدرت کی وہ نشانیاں ہیں جن کا تصور قدم کرنا تعین بندوں کو تہیہ فرماتا ہے۔  
 گناہوں سے توبہ کریں۔ وہی عنت ہی کی مدت مائل ہوں تو ان وقت میں عذاب کی تہہ  
 جوع ہو کر عبادت میں مصروف ہو جائیں۔ یہ ہے تاکہ دنیا اور آخرت میں خوش خلقی میں  
 ہو۔ اس مذہبی حیثیت و فاضل جیسی ہے۔ اس کی ہر حالت ہے نہ نسبت اور نہ تہذیب۔  
 کرن صحت ہے بلکہ گھور ہیں اور اگر انفضل ہے۔ مرم و سفیدہ ہر ایک وقت میں  
 ہر شہد ق ہے۔

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔  
 نماز کے بیان کے اندر یہ حالت  
 ہے۔ اگر وقت نماز نہ ہو اور نہ وقت میں نماز پڑھنا یہ مسکروہ وقت میں نماز پڑھنا  
 یا مسکروہ کا رتکب زمرہ کے کارہوں میں سے ہیں صاحب اس وقت میں نماز پڑھنا  
 وقت جاننا یہ جب بھی نماز پڑھنا یہ کفر و عین ہوگی لیکن تین وقت یہ ہیں جن کے  
 میں حنفی علماء و فاضل نماز میں نہ ہو سکتے کا حکم دینیہ ہیں اور تین وقت یہ ہیں  
 سورج طلوع ہونے وقت۔

وہ وقت جب سورج نصف نماز پڑھنا  
 سورج وقت جب سورج غروب ہونے سے بہت پہلے ہو جائے۔  
 پہلی صورت میں جب تک آفتاب بلند نہ ہو جائے۔ نماز پڑھنا منع ہے۔ اگر کسی نے نماز  
 آفتاب سے پہلے نماز پڑھنا شروع کر دی اور کبھی تمنا نہیں کی تھی کہ سورج طلوع ہو جائے تو نماز  
 باطل ہو جائے گی۔

دوسری صورت میں نماز آفتاب بلند نہ ہو جائے کہ بعد نماز پڑھنا بھی باطل ہے۔ نماز  
 کے وقت پڑھنا ممنوع ہے۔



تیسری صورت میں سورج مریخ کے پڑھنے میں روز کی غصہ گھر پڑتی نہیں گئی  
 ہے تو پڑھتی ہو سکتی ہے مگر بہت کم سرکہ اور کوئی نماز خوب آفتاب تک پڑھتا ہوں ہے  
 بعد از نماز کے بعد بھی میں وہی ہے جو نماز میں نمازوں کے ساتھ اور نماز حینا  
 کا یہی ہے۔

۱۰۔ اوقات جن میں فاضل پڑھتا ہے یہ ہیں۔  
 ۱۔ نماز فجر سے پہلے صبح کے بعد نماز پڑھتا ہے اور وہ نماز فجر کی سنتیں پڑھتی ہو سکتی ہیں۔  
 ۲۔ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک نماز پڑھتا ہے۔  
 ۳۔ غصہ کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھتا ہے۔  
 ۴۔ آفتاب غیب خیمہ کے آگے نماز پڑھتا ہے۔  
 ۵۔ آفتاب نماز فجر کی آفتاب کی برکتوں میں نماز پڑھتا ہے۔  
 ۶۔ آفتاب نماز فجر کی آفتاب کی برکتوں میں نماز پڑھتا ہے۔

۷۔ عید کی نماز سے پہلے اور اس کے بعد بھی نماز پڑھتا ہے۔  
 ۸۔ آفتاب کی نماز میں نماز پڑھتا ہے۔  
 ۹۔ آفتاب کی نماز میں نماز پڑھتا ہے۔  
 ۱۰۔ آفتاب کی نماز میں نماز پڑھتا ہے۔

نماز پڑھنے کے اوقات میں نماز پڑھتا ہے۔  
 ۱۱۔ آفتاب کی نماز میں نماز پڑھتا ہے۔

۱۲۔ آفتاب کی نماز میں نماز پڑھتا ہے۔  
 ۱۳۔ آفتاب کی نماز میں نماز پڑھتا ہے۔  
 ۱۴۔ آفتاب کی نماز میں نماز پڑھتا ہے۔  
 ۱۵۔ آفتاب کی نماز میں نماز پڑھتا ہے۔

## نماز کی امامت

امامت نماز کی آئمہ لیت  
جب کوئی شخص یا چند شخصیں اپنی نماز کو پوری کر کے  
سجود اور جلوس وغیرہ کو ایک ہر ایک کے لئے رہا رہی ہے  
مردوں کو دین تو مقتدیوں کا امر ہے یہ ربط امامت کہتا ہے۔ اگر مقتدی کے ساتھ کوئی  
یہی بات پیش آجائے جس سے اس کی نماز باطل ہو جائے تو امام کی نماز باطل نہ ہوگی۔ لیکن  
اگر مرد کی نماز باطل ہوئی تو مقتدیوں کی نماز بھی باطل ہو جائے گی کیونکہ ان کی نماز مرد  
سے وابستہ ہے۔

صحوت امامت کے مقتدیوں کی تعداد  
کسی ایک ذریعہ زیادہ فرد کے  
شریک مرد ہو سکتے ہیں۔ امامت  
میں ہو جاتی ہے خواہ وہ ایک فرد یا عورت اس میں سب کو اتفاق ہے۔ لیکن اگر مرد و عورت  
ہو جو سن شہر کو پہنچ چکے ہو تو بھی امامت درست ہوگی۔ یہ کہ جنہی درشت فنی فتنہ سے  
راستی و حنبلی فقہی ایک ٹکڑے کے امام کے ساتھ شریک ہو جائے تو امامت تو نہیں لیتے  
امامت کا کلمہ نماز چنگ نہ کے لئے اس میں سب کو اتفاق ہے کہ تمام فتنہ  
نہروں میں امامت مشہور ہے۔ جب کہ  
میں حدیث ابو ہریرہ کی یہ حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: "مُسْذَرَاتُ الْاِئِمَّةِ بَسْ"۔  
فقہ میں یہی بیان ہے میرے جی میں ہے کہ میں کٹھمی جمع کرنے کا حکم دوں اور وہ  
کٹھمی کی جائے پھرنے کا حکم دوں جس کی زبان دی جائے پھر کسی کو نہ پڑھنے کا حکم دوں۔  
میں وہاں کہتی ہیں کروں جو وہ گھروں میں ہیں ان کے گھروں میں گگ گگ۔

اس حدیث سے جماعت کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث جبر سے  
مردم کے زمانے کی ہے اور اس کے تحت فی جہا میں نماز ہے جس کا مذکور ہے۔  
نہ وہ ہیں یا ارشاد نبوی کہ تَسْمَعُوْا لِحُجَّتِہٖ تَخْضَعُوْا لِمَسْوَۃِہٖ فَتَذٰلِکُمْ عِندَ رَبِّکُمْ

در جہت اجتماعت سے نواز پڑھنا پڑھنے کی بہ نسبت ممکن نہیں ہے بہ نسبت کی  
 وضاحت کو منسوب کرتا ہے اور انسانیت کی تائید کرتا ہے جنہی نسبتاً کے نزدیک ہائے وقت  
 کی وضاحت نازل ہے جو امت سنت میں کوئی دیکھی و جب ہے عاقل آزد و قدرت  
 مردوں کے لئے ہیں ن مند و روں کے لئے جو کسی تیرہ کی میں ہند ہوں یا ان کے پاس  
 نہ ہوں تو یہ دونوں کے لئے سنت نہیں ہے۔

بہت ہی دور و میدان کا رہا ہے جو سنت ثابت ہے۔  
 ام امت نواز جوہر و غیب دین میں نواز تر ویت و نواز رہا ہے سنت کذب ہے  
 ورتش نازل ہے نواز رہا ہے۔

ام اہم نواز کی نواز ہے۔  
 امت کے لئے ہیں نواز مسوہان ہونا ہے۔

م عورت و ختنہ نواز کی مرمت نہیں ہے۔

م بے نواز کی بیٹوں نواز کی مرمت نہیں ہے۔

و نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔  
 و نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔

م نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔  
 م نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔

نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔

م نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔  
 م نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔

م نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔

م نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔  
 م نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔

م نواز نواز کی مرمت نہیں ہے نواز نواز کی مرمت نہیں ہے۔

۲. فاسق یعنی وہ شخص جو کتاب و سنت کے خلاف عمل کرتا ہو اور گناہ کے ہمارے  
اجتناب نہ کرتا ہو۔

۳. جاہل جو قرآن و سنت کا علم نہ رکھتا ہو۔

۴. اندھا آدمی (جو نہ عام نہ خاص نہ فرق نہ فرق)

۵. حرام کھانے و پینے کے امور اور رشوت خور وغیرہ۔

امام بننے کی ترجیحات  
پہلے امت کا مستحق وہ ہے جو قرآن و سنت کے ساتھ  
ہو اور اس میں کسی کے بندہ ہو اور کسی کے بندہ نہ ہو۔

مگر مشق سنت ہو۔

علم دین رکھنے والے اگرچہ بد مذہب ہوں تو وہ جو سب سے زیادہ صحیح اور پُر قرآن ہوں  
اس کے بعد وہ جو صحیح فنی مذہب و بات حرام سے بچتا ہو اور پُر قرآن ہو۔

پھر جس کی غمزدہ ہو۔

پھر جس کا خلاق سب سے زیادہ ہو۔

پھر وہ جو زیادہ باوقار اور بلند نام ہو۔

مقتدری کے معنی یہ ہیں کہ وہ جس کی قیادت میں  
مقتدری کے معنی یہ ہیں کہ وہ جس کی قیادت میں

یہ ہے کہ وہ جس کی قیادت میں

یہ ہے کہ وہ جس کی قیادت میں

یہ ہے کہ وہ جس کی قیادت میں

یہ ہے کہ وہ جس کی قیادت میں

یہ ہے کہ وہ جس کی قیادت میں

یہ ہے کہ وہ جس کی قیادت میں

یہ ہے کہ وہ جس کی قیادت میں

یہ ہے کہ وہ جس کی قیادت میں



یہ وہ ہے جس سے غلہ کی دھڑ دھڑوکتی ہے، دتیں شمس ہوئی۔

مستحق نجات کسی بود که  
مستحق کوچی و بستی و تنگدستی بود

بجائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ جو کچھ کہیں چوری کرے جس ترتیب سے وہ چوری نہیں کرے  
کہ وہ نہ اس کے لئے کہ ایک رکعت چور کی ہے تو اس کے لئے کہ ایک رکعت چور کی ہے

میں نے سوچا تھا کہ میں نے کون سا کام کر لیا ہے اور پھر وہ کام  
میں نے کیا ہے اس کے لئے میں نے کیا ہے اور کیا ہے

دوسری رکت سورج کی طرف سے آتی ہے اور دوسری رکت سورج کی طرف سے آتی ہے۔

نور پر رحمت و ناز ہے درود، رحمت ملک جوت کی بندگی کی تربیت سے  
پیش قدمی کی ہے یہیں نور پاک رحمت کی مہر سے سارے عالم کو

وہی کہ جس نے اسے پہچان لیا وہی کہ جس نے اسے پہچان لیا

مستحق کو چاہیے کہ وہ امام کے ساتھ سلام نہ بھیجے اگرچہ وہ ایک وقت بعد بھیجے۔  
 یہی یاد کیا کہ رکعت چوتھی کی ہے تو دوسرا سلام نہ بھیجے اور کھڑے ہو جائے۔ اگرچہ وہ  
 سلام بھیجے یا کسی نے یہ دلیلاً وغیرہ بات کہے ہوئے کھڑے ہو جائے اور رکعت پانچ  
 کرے اور تہجد پہنچ کر لے لیکن اگر بات چیت کر لے تو نماز دوبارہ پڑھنا ہوتی۔  
 اگر امام رکوع میں تھا جب مقتدی شریک نماز ہوا یا یہ میں نور کہ نیت کر کے تہجد پڑھ  
 گئے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں سٹھ میں ہو گیا تو دو رکعت نماز  
 میں گئی۔

الاحق نماز کیسے پوری کرے  
 امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے اگر مقتدی نماز  
 ٹوٹ جائے تو وہ جہالت سے نکل کر بارگاہِ حق سے  
 سے بات چیت نہ کرے اور وضو کر کے پھر امام کے ساتھ نماز پوری کرے اگرچہ وہ نماز  
 پچھتے سمجھ میں تھا اور وضو کی ضرورت ہو گئی تو وہ رکعت دوبارہ کر دے اس سے نماز پوری  
 کرے جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا اگر وضو کے لئے سے جائے میں اتنی دیر ہو گئی کہ چھوڑ کر گیا  
 تو پوری نماز سے ندرت پوری کرے جس طرح امام کے ساتھ چوری کرتا یعنی اس میں سے نماز  
 قرآن نہ پڑھتے جس حد میں مستحق پڑھتا ہے بہتہ رکوع اور سجدے کی تہجد پڑھتا ہے۔  
 تہجد پڑھنے پڑھنے والے کے ساتھ شامل ہونا  
 اگر وہ کسی شخص سے تہجد پڑھنے کے لئے شامل ہوتا  
 کر دے اور کوئی دوسرا اس سے  
 آکر میں جائے تو اس سے شخص کو چاہیے کہ اگر جہاں نماز ہے تو زور سے پڑھنا شروع کرے  
 کر دے رکوع اور تہجدوں کی تکمیل تہجد پڑھنے سے کہے تو وہ نماز پوری ہو جائے گی۔  
 جہالت میں گھٹنے کے جوڑے کی ترتیب  
 جہالت سے نماز پڑھنے کے لئے  
 جہالت سے نماز پڑھنے کے لئے امام کے سامنے چاہئے کہ اگرچہ وہ نماز پڑھنے کے لئے  
 کوئی تہجد پڑھنے کے لئے جہالت میں ہو تو اگر امام کے سامنے جہالت میں ہو تو اس کو چاہئے کہ  
 وہ مقتدی کے برابر کہے ہوئے امام کے سامنے جہالت میں ہو تو مقتدی کو چاہئے کہ



میں اس قدر کھینچا ہوا ہے جو ذہن کی موجب ہو کوئی یہ دیکھ کر حق پرستوں میں ہنسنا شروع ہو گا۔  
 تو ہم سے اندیشہ ہوتا ہے ہوا اور کوئی راستی نہ ہو ان جیسے صورتوں میں جو سنت و فطرت کے خلاف  
**استحلاف فی الصلوٰۃ** کوئی اہم بھانت کے ساتھ ایک یا دو کھینچیں اس سے بڑا  
 بڑے پھر کوئی یہ مہر پیش آئے جو مستندوں کے ساتھ نہ ہو  
 کرنے سے مانع ہو جیسے کھینچ کر ٹوٹ جائے بعد از حق ہو جائے یہ میں کوئی نہ ہو  
 ناگہان نہ پڑے تو امام کو اپنے پیچھے ہار پڑھتے وقت میں سے کسی کو اپنی ہار کے ساتھ  
 جیتا کہ وہ باقی نماز مستندوں کے ساتھ چوری کرے اگر امام یہ نہ کرتے وقت میں پھر  
 اپنے پیچھے سے کسی کو امام کی جگہ سر کر دیں تو وہ میں ہار نہ لپیٹے کی سنت سے روک دیتا ہے  
 اخصاص میں اس کو اس لئے نہ کہتے ہیں، امام یہ سنت کی دو چیزوں کو روکنا چاہتا ہے  
 نائب کوئی نیک آدمی پر وراہ میں کی بجائے ہار پڑھ سکتا ہو۔

شریعت اسلامی میں نماز کو تین قسم کا بتلواتے ہیں جس سے جہاں سے نماز پڑھنا  
 تو امام پر ہے اور ہند کے فتوح و فتوحات سے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے  
 ایک نماز ہے شرعیہ میں ہے جس میں ہار پڑھنا نہ ہے، اگر اس میں ہار پڑھنا ہے  
 ہند کے امام کے لئے یہ بات پیش ہے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے  
 ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے

**استحلاف فی الصلوٰۃ** ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے  
 ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے  
 ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے  
 ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے  
 ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے

ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے ہند کے امام کے لئے



ہم خود کسی منہ سے کیا یا ان نقصان کو ہمیشہ پیش آجائے تو اسے ہرگز دینا چاہیے کسی کو نہ ایک  
بن نہ بجا کر نہیں ہے۔ مقتدر کو زمرہ خوار تر چھن ہوگی۔

استقامت کی شرعی حیثیت  
امام شافعی رحمہ اللہ ایک درجہ میں محمد بن حنفیہ کے  
نزدیک نماز میں غیبت نہ رہنا ایک امر مستحب  
یہ ایک درجہ ہے۔ حنفی فقہ کہتے ہیں کہ امام کا کسی کو اپنا خلیفہ بنانا دین افضل ہے۔ وہ نماز  
کا وقت تک جو وہ جب ہے۔ اگر امام کسی کو اپنا خلیفہ بنایا اور مستحب ہو گیا کسی کو  
پناہ میں ملنا یا تو اس کے بنائے ہوئے خلیفہ کے ساتھ کسی امر کے لیے ہرگز نہیں ہوگی اگر  
مقتدر ان میں سے کسی شخص خلیفہ بنائے بغیر آگے گیا اور پوری نماز پڑھائی تو نہ درست  
ہو جائے گی۔

نور ثواب کی جہان غفلت  
عورتوں کے لئے بوجہ یہ ہے کہ وہ شریعت کے اندر تہا نماز پڑھیں۔  
عورتیں اگر گھر کے اندر جماعت کرنا چاہیں تو اس کی درخواستیں  
جیسا کہ دوسرے مذکور ہیں وہیں جو جماعت رہنے کے لئے نہیں ہے۔ عورتوں  
کے لئے یہ ہے کہ وہ نماز پڑھیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ مسجد میں جاکر نماز پڑھیں  
کیونکہ اگر وہ نماز پڑھیں تو عورتوں کی حالت میں وقت نماز کے ساتھ جب نماز پڑھیں  
تو عورتوں کے لئے یہ ہے کہ وہ نماز پڑھیں۔

نور ثواب کی جہان غفلت  
بہرہ رسانی کے لئے ہرگز کسی شخص کے لئے یہ ہے کہ وہ نماز پڑھیں۔  
پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔  
پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔  
پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔  
پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔  
پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔

نور ثواب کی جہان غفلت  
بہرہ رسانی کے لئے ہرگز کسی شخص کے لئے یہ ہے کہ وہ نماز پڑھیں۔  
پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔  
پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔  
پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔ پہلے نماز پڑھیں۔

وہ صورتیں جن میں تہجد سہو ہو جب بوقت نماز

## سجدہ سہو کے اسباب

(۱) نماز میں رکعتوں کا زیادہ پڑھنا یا کم پڑھنا اور نماز میں  
پڑھنا مشائخ کوئی شخص قہر کی چار رکعتیں پڑھ کر پانچویں کے لئے کھڑے ہو کر اور نماز میں  
یا کہ یہ پانچویں رکعت سب تو بہتر یہ ہے کہ بیٹھ جائے اور سجدہ پچھوئے اور پھر  
کمرے اسی طرح اگر صرف تین رکعت پڑھ کر قعدہ کیا تب یاد آئے کہ یہ تیسری رکعت ہے  
پہا پیچے کہ چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور اسے پورا کر کے تہجد درود پڑھ کر  
تہجد سہو کرے۔ شک کی صورت میں جس حرف گمان یا انداز ہو اس کے متعلق عمل کرنا چاہیے۔  
بچہ سجدہ سہو کر لینا چاہیے۔

اگر نماز ختم کرنے کے بعد شک ہو کہ تین پڑھ لیا ہے یا چار تو اس کا کوئی متنب رہیں اور  
یقین کے ساتھ یاد آجائے کہ کوئی رکعت چھوٹ گئی ہے اور اس نے بات چیت نہیں کی ہے  
اور وضو بھی ہے تو ایک رکعت پوری کر کے سب تہجد کر کے یقین کر بات چیت نہ کرے۔  
نوٹ یہ تو پھر سے نماز پڑھنا چاہیے۔ فرض نمازوں میں گھبراہٹ سے کی صورتیں یہ ہوں گی  
اگر دو رکعت فرض کی نیت تھی مگر تیسری رکعت بھی پڑھ لی تھی تو اسے  
سجدہ بھی کر لیا پھر یاد آیا کہ یہ رکعت زیادہ پڑھ لی تو کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھ کر  
چار رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور فرض نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ اگر تہجد سے پتہ چلے  
پھر تہجد کرنا پوری کر لینا چاہیے۔

اگر چار رکعت والی نماز میں قعدہ دی یعنی دوسری رکعت کے قعدے میں شریک  
ہو کہ تہجد درود بھی پڑھ لیا پھر یاد آیا کہ یہ تو دوسری رکعت تھی تو فوراً کھڑے ہو کر  
پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اگر گھبراہٹ سے پچھوئے تو بھی اس سے  
پتہ چلے کہ تہجد کرنا پوری کرے اور سجدہ سہو کرے۔

اگر چار رکعت والی فرض نماز میں دوسری رکعت میں بیٹھنا یا تہجد پڑھنا ہو جائے  
تو اسے پتہ چلے کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تہجد کی بیٹھ جائے کہ تہجد پڑھ کر  
تہجد کر تہجد پڑھنا چاہیے اور نماز پوری کر لینا چاہیے اس میں سجدہ سہو کی نہ صورت نہیں

سب سے زیادہ گھٹا ہو گیا ہو تو پھر نہ بیٹھے بلکہ گناہ پوری کرے اور آخری رکعت کے بعد تہجد پڑھے۔  
 ایک صورت جو بہت مشکل دونوں میں سے کسی سے یہ ہے کہ چار رکعت فرض پوری پڑھ لی  
 اور آخری رکعت میں تہجد پڑھ کر یہ سو ہو گیا کہ دوبارہ پڑھنی ہیں اور تہجد ہو گیا تو اس پر پانچویں  
 رکعت کا بعد کرنے سے پہلے کسی یا دو رکعتوں کے پڑھنا چاہیے اور تہجد پڑھ کر کے ہاتھ پر تہجد  
 پڑھنے میں اگر پانچویں رکعت کا تہجد کر لیا ہے تو بیٹھنا چاہیے بلکہ کھڑے ہو کر ایک رکعت  
 اور تہجد پڑھیں گے اور چار رکعتیں پوری پڑھ کر تہجد پڑھ کر پانچویں رکعت پڑھیں گے  
 دو رکعتیں غفلت سے پڑھیں گی اور چار رکعت فرض بعد جب کے گی دوبارہ تہجد پڑھنے  
 کی ضرورت نہیں ہے۔

در سنت و فرض کی ہر رکعت میں اور فرض کی ہر رکعت میں دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے  
 ساتھ کسی دوسری سورۃ کی کئی رکعتیں پڑھنا نہ دوسری ہیں اگر کہیں پڑھنا بھول جائے  
 تو تہجد پڑھ کر ناسیہ ہے۔

سورۃ الفاتحہ کسی رکعت کو نہ کرنے میں مشقت کے بعد رکعتوں میں پانچویں تہجد پڑھنے کے  
 بعد دوسری رکعت میں تہجد پڑھنے کے جس میں تہجد پڑھنی ہو سکتی ہوں  
 تو تہجد پڑھو جب ہے۔

در تہجد پڑھ کر ناسیہ دوسری میں اگر بھول گیا اور دونوں طرف سے پچھو دیا تو اگر کسی نے  
 بات چیت نہیں کی تو فوراً تہجد پڑھ کر کے اور پھر تہجد پڑھ کر دوبارہ سورۃ  
 الفاتحہ پڑھے۔

در ترک نماز میں کئی چیزیں ہیں جن میں سے ایک ہی بار تہجد پڑھ کر ناسیہ دوسری ہے۔  
 در نماز میں جو چیزیں سنت یا مستحب ہیں ان کو تہجد پڑھنے سے مجھڑا ہو جب نہیں ہوتا،  
 مثلاً تہجد پڑھنا یا روزہ رکوع یا سجدے میں تسبیح پڑھنا بھول گیا اور وہ دعا پڑھنا  
 یا نہیں یہ فرض نماز کی پچھلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی قرآن کی آیت  
 پڑھنا تو تہجد پڑھنے سے لیکن نفل یا وتر کی کسی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد وہ  
 کوئی دوسری صورت نہیں پڑھنی تو تہجد پڑھو واجب ہے۔

۷۔ دعا کے قنوت ترک ہو جانے کو سجدہ سہو کرنا چاہیے۔

۸۔ سجدہ سہو میں امام کی پیروی واجب ہے۔

**سجدہ تلاوت** بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت فرماتے اور جب سجدہ میں آتے پڑھتے تو سجدہ فرماتے اور ہم بھی ساتھ ہی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں سے کسی شخص نے

اذا قرع ابن آدم السجدة افتد  
اعتز الشیطان بیئنی لیقول  
یا ویلہ وایمل ابن آدم بالسجود  
فسجد فله الجنة واهلوت  
بالسجود فعصیت فلی النار  
ابن آدم جب آیت سجدہ پڑھتا کہ سجدہ کر  
ٹے تو شیطان کہتا ہے کہ اے آدم  
کہتا ہے یا ویلہ وایمل ابن آدم کہ سجدہ  
حکم ہو تو اس نے سجدہ کیا تو اس کے  
جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہو میں  
نے وہ حکم نہیں تو میرے لئے جہنم ہے

اُمت کا اس بات پر جھگڑا ہے کہ قرآن میں بعض آیتوں کی تلاوت بتوں کے  
کے پڑھنے پر سجدہ کرنے کا حکم ہے اس کو سجدہ قنوت کہتے ہیں۔

**سجدہ قنوت کی شرعی حیثیت** سجدہ کی آیت پڑھنے کے وقت سجدہ کرنا  
پر سجدہ قنوت واجب ہے یا نہیں۔ سجدہ قنوت کی شرعی حیثیت  
ہو کہ۔۔۔ سجدہ قنوت کا موجب نماز میں ہو یعنی نماز کے اندر آیت سجدہ پڑھنے کے بعد  
کرنا واجب ہے یعنی اس سے زیادہ دفعہ نہ ہو جس میں تین آیتیں پڑھی جائیں بہتہ یہ سجدہ کرنا واجب  
پڑھتے ہی سورت ختم کرنے سے پہلے سجدہ کر کے کھڑے ہو پھر سورت کو پورا کر کے درتیب سورت سے  
جائے۔ اگر سجدہ قنوت نماز سے باہر ہو تو اس کی دعا کی ہیں گنجی شکل ہے نماز کے باہر  
کرنا مکروہ تنزیہی ہے اگر نماز کے بعد نماز میں نماز سے باہر سجدہ قنوت کر کے سجدہ کرنا  
آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کے باہر سجدہ کرنا۔

**سجدہ تلاوت واجب ہونے کی شرائط** حدیث ونبی سے پاک ہونا  
ہی ہونا، سجدہ قنوت کے لئے





۲۵	۲	۸۔ سورۃ نمل کی آیت نمبر
۱۵	۲	۹۔ سورۃ سجدہ کی آیت نمبر
۲۰	۲	۱۰۔ سورۃ صافات کی آیت نمبر
۳۸	۵	۱۱۔ سورۃ صافات کی آیت نمبر
۷۲	۲	۱۲۔ سورۃ نجم کی آخری آیت نمبر
۲۱	۲	۱۳۔ سورۃ انشقاق کی آیت نمبر
۹	۲	۱۴۔ سورۃ انشقاق کی آخری آیت نمبر

آیات متذکرہ میں ہر ایک کے پڑھنے اور سننے سے سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔  
**سجدہ و شکر** سجدہ و تدوین کی عمر یہ بھی ایک ہی سجدہ ہے یہ سجدہ ان کی سے  
 حاصل ہونے یا کسی بڑی بات کے مل جلنے پر کیا جاتا ہے۔  
 سے باہر دیکھا جاتا ہے۔ یہ سجدہ ایک مستحب ہے۔

مسافر کے لئے نماز میں قصر کرنے کی اجازت  
 ایسا مسافر کو جس کی حالت سے  
 بیعت کی جائے اس سے  
 ۱۔ نماز میں قصر کرنا یعنی بائیں چار کے دو چار حصے بائیں چار کے دو چار حصے  
 کا قوس یہی ہے۔ امام پرمیہ نہ رتہ ستہ عیہ کے نزدیک واجب ہے۔ امام پرمیہ نہ رتہ ستہ عیہ کے  
 رتہ ستہ عیہ کے بائیں چار کوئی مسافر بھی قصر کے چار ہی نماز پڑھتا ہے۔ بائیں  
 ترک رزم متا ہے جو مکروہ ہے۔ ورنہ حق کے ثواب سے شرمناک ہے۔  
**نماز قصر کا ثبوت** قرآن حدیث و جماع سے نماز میں قصر کرنا ثابت ہے۔  
 کا رتہ دہ ہے۔

وَدَعَا صَوْنَهُ فِي رَافِعٍ فَلَمَّا كَانَ فِيهَا رَافِعٌ لَمْ يَكُنْ فِيهَا سَجْدَةٌ

نماز قصر ہے۔

جب نماز میں قصر کرے تو نماز قصر کرنے میں کوئی بھی شہر نماز  
 نہیں کا فروغ سے فتنے کا اندیشہ ہو۔

سے گیت سے نہ ہوتا ہے کہ نماز میں قصر کرنے کا حکم خون کے وقت میں ہے من  
کی حالت میں اس کی منہ و حیات صحیح حدیثوں و روایات سے ثابت ہوتی ہے جیسا کہ میرے  
روایت سے کہ غلوں نے حضرت عمرؓ سے روچھا ہمارا فقہی و قدر ائمہ کا من کی حالت میں  
جہاد کے قتلہ کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا:

سأنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد صدقته  
تصدق الله بها عليه  
وأنك صدقته (مسلم)  
حضرت عبد بن عمرؓ فرماتے ہیں:

اس بات میں میں نے رسول خدا سے سچے  
تھے حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ایک حدیث  
حدیث ہے جو حدیث تم پر فرمائی ہے  
وہ اس کی حد کا پورا کرنا

صحبت انبی صلی اللہ  
عہد وسلم وکان لا یزید  
فی السفر علی رکعتین و یؤکد  
عبر وستان کذا لک

میں آنحضرتؐ کا پھر سفر میں ہوں حضورؐ  
نے بھی دو رکعتوں کے زید و زبید  
پڑھتی حضرت بوکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ  
بھی یہ ہی کرتے تھے

یہ بھی ثابت ہے کہ نبیؐ نے ہجرت کے بعد ہر ایک کے ساتھ چار رکعت و ان کا زچہ بھی  
ورد رکعتوں کے بعد سجدہ پچیس دینا پھر لوگوں کی طرف منیٰ تک پہنچ کر فرمایا:  
کتنو نسوئکون قوم سفر تم لوگ اپنی نماز پوری کرو میں مسافر ہوں  
انہ کے لئے ہی تم ہوئے ہیں تمہارے لئے ہمارے لئے

وہ مسافر جو اپنے گھر سے کسی جگہ جانے کا ارادہ کرے  
قتلہ سے صحیح ہوئے کی قطعاً جو اس کے گھر سے پہلے دو رکعتوں تک نہیں تھی  
میں اس سے زبرد مسافت کے سفر کی نیت سے جس ہی جگہ پہنچتی ہے ہر ایک کے قصر نماز  
پڑھنے پر زبرد ہے کہ خود وہ یا کسی تیس سواری سے جہاد ہی میں نہ تھے ہو جانے کے لئے  
نہ ان کے لئے جب ان قتلہ کرنا صحیح ہوگا۔ روایت روایت کی حدیث  
قتلہ نہ فتنوں میں نہ فتنوں میں نہ فتنوں میں نہ فتنوں میں نہ فتنوں میں

جب تک سفر کی نیت نہ کی جائے قفسہ کرنا بھی نہ ہو گا۔ نیت کرنے سے پہلے کسی کے رد سفر کا تابع نہیں ہونا چاہیے مگر یہاں تو اس کی نیت سے قفسہ نہ ہوتا ہے۔ کسی حدت دور ن سفر کسی جگہ پندرہ یوم یا اس سے زیادہ قیام کی نیت ہو تو جب تک سفر سے قفسہ نہ ہوگا جب تک قیامت نہ آئے اگر دور ن سفر کی نیت نہ ہو تو قفسہ نہ ہوگا۔

مسافر کا مقیم کے پیچھے نہ پڑنا  
قفسہ کرنے سے مسافر کو کسی قفسہ کرنے سے  
پڑنا ہو تو پوری نماز پڑھنا جب تک سفر سے  
مستعدی نہ ہو کہ پیچھے ہو تو سے بہر حال اپنی نماز پوری پڑھنا ہے۔ مسافر کو  
سفر سے پہلے کے بعد کہہ دینا چاہیے کہ میں مسافر ہوں آپ لوگ اپنی نماز پوری کر لیں  
مسافر جب گھر واپس آئے تو یہ کہیں کہیں سفر سے پہلے  
قفسہ پانچ ہونے کی صورت ہے۔ اس سے زیادہ کثرت کا رواج نہ ہوگا۔  
ہوگا۔ قفسہ پانچ ہونے کا۔

اگر حالت سفر میں کوئی نماز قفسہ ہو جائے اور گھر پہنچ کر اسے پڑھ لے۔  
قفسہ نماز کی قفسہ تو قفسہ ہی پڑھنا چاہیے کسی حدت گھر پر گھر کی نماز قفسہ نہ پڑھ لے۔  
سفر میں اتنے دُکرت کا موقع مدت پوری نہ پڑھے۔  
گھر کوئی شخص مریض ہے دینا نماز کثرت پڑھ لے۔  
مریض کی نماز کا بیان تو یہ نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ اگر گھر میں مریض ہے تو  
سے کسی دوسری حدت جو جائے کہ مریض میں زیادتی ہوئے یا شکیانہ ہوئے یا  
ہو تو بھی بیٹھ کر نماز پڑھ جائے کہ کسی کو سسلاں کا مرض ہو کہ کھٹے ہونے سے  
تپا یا ہو مین بیٹھ کر پڑھے تو تھارت باقی رہتی ہو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا کہ  
یک تندرست آدمی جسے کھٹے ہونے سے پہنچی بائیں جگر کے کاغذ قفسہ لے کر پڑھ لے۔  
کہ بیٹھ کر کوئی شخص بغیر سہارا کھٹے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو سہارا سے کھٹے  
پڑھ سکتا ہے سہارا خود دیوار کا ہو یا کھڑکی وغیرہ کا جب سے تھک کر نہ پڑھ لے تو





گر کوئی مریض نماز پڑھتے ہیں شفا باب ہو جائے تو اس نماز کو چار رکعت اور حبس کرتے  
 اور اگر رکعت ہوئی ہے اسی طرح نماز کو پورے کرے جو شخص معذوری کے باعث بیٹھ کر  
 نماز پڑھ رہا ہو اور اسی شفا باب کے تحت رکعتوں کے قبل ہو گیا تو نماز کو چار رکعتوں کے بعد پورے کرے  
 نماز پورے کرے اگر کوئی شخص بیٹھ کر اذانوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا تو دو رکعتوں کے بعد پورے کرے  
 سجود کے قبل ہو گیا تو گریہ تسبیح میں ایک رکعت نماز اذانوں سے پڑھنے کے بعد ہوئی تو اسی  
 نماز کو چار رکعتیں اگر رکعت پوری نہیں پڑھی ہے تو نماز توڑ دے اور اگر نماز شروع  
 کرے اسی طرح اگر کوئی شخص پہلو کے بل بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اور دو رکعتوں کے بعد  
 بیٹھنے کے قبل ہو جائے تو اسے بھی نہ سر نہ نماز پڑھنا چاہیے۔

**مریض کی عبادات** مسلمان مسم میز غریب سب کی عبادت کے ساتھ ہونے چاہیے۔  
 نبی علیہ السلام یہودیوں اور منافقوں کی عبادت کرتے بھی جہاد کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ  
 ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جن میں سے دو یہ ہیں:

۱۔ جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عبادت کی جائے اور  
 ۲۔ جب اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریعت کی عبادت کی جائے۔  
 عبادت میں مریض کی خدمت کرنا اور اسے شفا دینا بھی شفا میں ہے۔ کائنات میں خدا  
 جیہ و سجدہ حب عبادت کرنے جاتے تو کبھی کبھی مریض سے فرماتے رہے یا اس عہدہ میں تشریف لے  
 گئے تو نہیں تشریف لے جاتے تو کبھی کبھی مریض سے فرماتے رہے یا اس عہدہ میں تشریف لے  
 فرماتے ہیں ہم میں سے جب کوئی بیمار ہو جائے تو آپ کے پیادہ ہونے یا مریض کے بدن پر گھسیٹنے اور  
 دوائی کے ساتھ دوا فرماتے ہیں:

أَذْهَبِ الْبَاسَ مِنْكَ يَا سَيِّدِي  
 وَاشْفِ الْبَاسَ الَّذِي فِيكَ  
 يَا سَيِّدِي  
 بِرُوحِكَ رُوحِ الْمَلَكِ  
 الَّذِي فِيكَ  
 يَا سَيِّدِي  
 بِرُوحِكَ رُوحِ الْمَلَكِ  
 الَّذِي فِيكَ  
 يَا سَيِّدِي  
 بِرُوحِكَ رُوحِ الْمَلَكِ  
 الَّذِي فِيكَ



باندھ دیا جائے اور ایک چٹے کراس کی دڑھی کے نیچے سے لٹکان کر سر کے اوپر سے جب کہ  
باندھ دیں تاکہ دونوں ٹانگیں برابر رہیں پچھینے پھری مونے نہ پائیں، ورنہ بند رہے گا کہ  
ایک پیادہ سے اس کا پورا بدن ڈھک دیا جائے، غصہ درست کرتے وقت یہ پڑھتا رہنا چاہیے  
”بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ“ اس کے قریب کوئی خوشبودار چیز جڑی بکے چائے  
لوہان یا اگر تھی وغیرہ، حیض و نفاس و ان عورتوں کو نہ پاک مردوں کو قریب نہیں جانا چاہیے  
جب تک غسل نہ دیدیا جائے میت کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔

میت کو غسل دینا زندہ ہاں پر فرض غنیہ ہے یعنی اگرچہ گھوٹے میں فرض  
**غسل میت** کو انہی مردے یا تو دوسرے شخص میں سے کسی سے بری مذمت ہو جائے۔  
غسل دینا مردن ایک بار فرض ہے یہ ہیں عورتوں کو مرد بدن پر پانی بہنا چاہئے ورنہ غسل دینا  
سنت ہے لیکن اسکی نکتہ کے نزدیک مستحب ہے۔

۱۔ مردن کو غسل دینا فرض ہے اگرچہ وہ غسل دینا فرض نہیں ہے۔  
**شرائط غسل میت** محض ستھرائی کے طور پر دیا جاسکتا ہے۔

۲۔ متاثر شدہ جگہ کو غسل دینا فرض نہیں ہے مقدار سے مدت غسل جاری ہوتے  
تھے جبکہ اگر مرد مردتہ خواتین جو بے آب و گیس میں ہیں چھ پرگی نگی یا مسرے کے  
تھے لیکن مرد و پید ہو تو دونوں عورتوں میں، مرد شافقی کے نزدیک غسل دینا ہے۔  
۳۔ میت کے جسم کا کچھ حصہ مس کرنا واجب بھی غسل دینا ہے اگرچہ میت کے نزدیک جسم کو  
بیشمار حصہ یا سنت متقدم ہے، یہ جاننا ضروری ہے کہ جو غسل دینا فرض نہیں ہے  
۴۔ میت شہید کی نہ ہو تو فی سبب جو اس کو تادم بند کرنا ہے غسل کر دینا واجب ہو، اگرچہ میت  
میں سے عید و ستم کے شہد کے حد کے متعلق فرما

”وَمَنْ شَاوَهُمْ فِي كُنْ حَبْرًا“ نہیں غسل نہ دینا کو بہرہ قیامت کے

مگر دم سوجھنے کے بعد غنیہ ہے

وہو غسل جہیز

یہ نہ ہوتا ستم نہ ہوتا کیست



گر پانی دستیاب نہ ہوئے یا نہ ہونے کے قابل نہ ہونے کے باعث میت کو غسل دینا دشوار ہو تو  
اس کی بجائے تمچک بھا جائے۔ اگر کوئی شخص جس کمرے اور نہ ہونے میں جسم بچھڑانے کا اندیشہ  
ہو تو جسم نہ دھونا چاہیے، گر پانی بہانے سے جسم کے بچھڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو تیمم نہ کیا جائے بلکہ  
صرف پانی بہا کر غسل دیا جائے۔

میت کا ستر دیکھنا اور ہاتھ لگانا کسی شخص کو نہ تو دیکھنا جس سے نہ ہاتھ لگانا۔

تیمم نہ دینا وہ ہے جو جب تک کہ ہاتھوں پر کچھ پیٹ کر متہ ستر کو دھوئے خود متہ خشیف ہو۔  
ستر خشیف ہو اور باقی جسم تو اسے ہاتھ پر یا سیٹے بغیر دھوا درست ہے۔ کسی مرد کا عورت کی میت  
کو غسل دینا یا اس کے برعکس مرد نہیں ہے۔ وہاں میاں بیوی کا ایک دوسرے کی میت کو  
غسل دینا صحابہ کی درست فہمی مسئلہ میں متفق ہیں کہ شہداء کے ساتھ کہ عورت  
نہایتی متہ نہ ہو یعنی فتنہا کہتے ہیں کہ اگر عورت کا ختنہ پت ہو جائے تو وہ غسل دینا کا حق نہیں  
ہے کیونکہ کان سے چرخ مرد کا عورت پر ہو جاتا ہے وہ موت کے بعد تقہ ہو جاتا ہے جس سے  
توہم من کے تو بیوی اس کو غسل دے سکتی ہے یونکہ اس وقت وہ مدت اس بیوی اور اس کی  
زوریت اس عورت کے متعلق ہیں باقی تصورات ہیں کہ چھڑانے سے پہلے عورت زہنی سے دیکھی ہو۔  
ہاں نہیں کہ صرف بدن میں کسی ہوائے بے اثر نہیں ہے۔ جسکی فتنہا رکے گی وہی ہے۔

مرد کوئی عورت میں بیدار نہ ہو جائے اور عورت نہیں ہے نہ مرد اور نہ عورت  
تک نہیں ہے اگر کسی غسل دینے والی عورت کا منہ بھی دشوار ہے۔ یہ عورت جس دور میں سفر  
میں پیش کرتی ہے، یہی عورت میں ختنہ فتنہا کہتے ہیں کہ اس کا مرد کوئی دیکھیں وہاں مو  
تو نہیں اس کا تیمم کرے اور کمر نہ ہو تو ختنہ مرد یا ختنہ چھڑ پیت کر کسی دن تیمم کرے  
جس کا منہ دیکھنے سے دشوار ہے۔

میت کو کوئی مرد یا عورت پانچ ہاتھوں کے سو کوئی مرد نہ ہو اور بیوی  
نہ ہو تو وہ سبب کہ جس سے ختنہ عورت کو غسل دے نہ سکتی کہ غسل دے وہاں مرد  
نہ ہو تو وہ عورت کو تو وہی عورتیں ہیں جن کو میت کا تیمم کرنا ہے۔





## مرد کا کفن

ایک چادر (مغفہ) ایک تہ بند (ازار) یک کرتا دستی مرد کا کفن ہے جو درود کے قدم سے ایک ہاتھ زیادہ ہونا چاہیے اور چوڑائی اتنی کہ چوتھم حصہ میں پیٹا جاسکے۔ ازار کی چوڑائی چادر کے برابر اور لمبائی چادر سے باشت بھر کر رکھی جائے۔ کرت کی چوڑائی چادر اور ازار کی چوڑائی کے برابر اور لمبائی گردن سے شرمکے نبھ تک اس کی پیچ سے اتنا بچھاڑ دیا جائے کہ اس میں سر چلا جائے۔

## عورت کا کفن

تین مذکورہ ہمارے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے اور ہونے چاہئے ایک سر بند دوسرے سینہ بند، سر بند یک گز سے کم چوڑا اور ایک گز سے کم زیادہ لمبا ہونا چاہیے۔ سینہ بند کی لمبائی بغل سے گھٹنے تک اور چوڑائی ازار کی چوڑائی کے برابر ہے۔ اس طرح مردوں کے کفن کے لئے زیادہ سے زیادہ ۲ گز اور عورتوں کے کفن کے لئے زیادہ سے زیادہ ۱۹ گز کپڑا کافی ہے۔ غسل دینے کے لئے دستاں اور تہ بند کے پائے اس کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح عورت کے پردے کے لئے چادر بھی اس کے ساتھ ہے۔

## کفن دینے کا طریقہ

پہلے کسی مصائب تحت دھار پائی یا پٹائی پر چاروں طرف کی جانب سے اس کے اوپر زاروں کپڑے بچھ دیے جائیں گے اور کرت کا لنگھن حصہ بچھ دیا جائے اور نصف پیر کر کے بائیں چوڑ دیا جائے۔ پتہ میت کا غسل کے تحت سے اٹھ کر اس پر سے نہیں کرتے کا نصف پٹا ہوا حصہ سر میں ڈال کر شرمکے تک پھیر دیا۔ پھر زار کی چادر کا بائیں حصہ پیر دینا مستحب نہیں دیا۔ یہ کرت وقت بدتہ بند ہو جائے۔ وقت بند ہی سنی مکان دیا جائے۔ ان کی طرح پیر کو بھی پیٹ دیں اور اس کے دونوں طرف ایک پیٹ سے بند ہو دیں تاکہ گتے نہ پائے، عورت کے کفن میں کرتا پہنانے کے بعد اس کے سر کے بالوں کو دو حصوں میں کر کے سینے کے دیر سے ہیں اور بند دوس کے دیر سے دیں۔ زار پٹنے کے بعد سر کو پیٹ دیں بعد میں چوڑ کو اس سے پٹا باندھ کر بائیں جانب کا زار دینے کا نبھ اور دینے کا نبھ بائیں جانب ہو۔ سب سے زیادہ پسندیدہ دکنی عورت جو سفید کپڑے کے ہوتی ہیں جو یہ پیر کر کے پیر کر کے جس کو پہننا مردوں کو زندگی میں بات سنا مرنے کے بعد اس کی جان بھی مہربان ہے۔ اور ہر سب اس جس کا پہننا زندگی میں کر دے سب اس کا کفن بھی کر دے سب بند مردوں کو



ریشہ زرد یا زعفرانی رنگ کے پٹروں میں کفن دینا مکروہ ہے جبکہ عورتوں کو بیس کفن دینا جائز ہے کفن کی تمام چیزوں میں جنو (خوشبو) لگانا بہتر ہے۔

نماز جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے اگر بستی کے بعض لوگوں نے پڑھ لی اور کچھ نے نہیں پڑھی تو سب کے ذمے نماز فرض دیا ہوگا بہتہ ثواب نماز پڑھنے والوں

پاک کر کے۔

نماز جنازہ کا طریقہ نماز پڑھانے والہ میت کے سینے کے بالمتقابل کھڑا ہو پھر نماز جنازہ دیکھنے کی نیت اللہ کی عبادت کے لئے ہر نماز پڑھتے وقت

پہرہ پہنے کر تکیہ کرے۔ اور ثنا سبحان اللہ پڑھے۔ دوسری تکیہ بغیر ہاتھ اٹھائے کھڑے ہو کر درود پڑھے پھر تیسری تکیہ بھی بغیر ہاتھ اٹھائے کھڑے ہو کر حق میں درود مسنون کے لئے دعا کرے اس کے بعد چوتھی تکیہ بغیر ہاتھ اٹھائے کھڑے ہو کر پہلا درود میں جانب ائیں جس جانب پیچھے سے سرد میں میت کو سلام کی نیت نہ کرے بلکہ دائیں بائیں کے لوگوں کی نیت کے لئے تکیہ کے بعد وہ تمام نماز بہتہ ادا کرے۔ نماز سے پہلے دعائیں درست کرنا اور کہنے کر تین حصوں میں پانا چاہیے زیادہ جتنی بھی ہو جائیں۔

پہرہ رنگین نیت ہے۔ اور نماز میں درود متبادل و تہنیت و شہادہ پڑھنا جائز ہے اس میں نہیں جس وقت دوسری نمازوں میں

نیت نہ لگائی ہے مگر جنازہ کی نماز میں بھی لازم ہے جس نیت نیت یہ تعین بھی نہ ہوگی کہ میت کو مستحب ہو یا ناخوش ہو یا شرمناک ہو یا کسی کو مصیبت نہ ہو یا کسی کو قربت ہو اس کے لئے جنازہ کی نماز پڑھنا ہر حال میں جائز ہے۔ اور پھر ہر بات میں جو چیزیں تکیہ کے بعد مانگی جاتی ہیں اس میں بھی میت کی نیت کی باتی ہے۔

دوسری نیت تہنیت میں کی مقدار تکیہ کو یہ کہہ کر دینا ہے کہ تکیہ پاک حضرت کے لئے ہے۔ اور میت کے لئے ہے۔ اور میت کے لئے ہے۔

تیسری نیت شہادہ میں کی مقدار تکیہ پڑھ کر دینا ہے۔ اور میت کے لئے ہے۔ اور میت کے لئے ہے۔ اور میت کے لئے ہے۔

پڑھتے رکن نیت کے حق میں دھکنا ہے جو باغ و زنا باغ کے ساتھ ساتھ ہے۔

پڑھتے جاتی ہے۔

پانچوں رکن سہمہ ہے۔ سہمہ پڑھتے تکیہ کے بعد بھیہ بہت دور پہنچنے سے  
نزدیک یہ وہ جب ہے رکن نہیں ہے لہذا اگر یہ رہا تھا تو نہ پاس نہیں ہوتا۔  
دوسری تکیہ کے بعد درود پڑھنا بھی حنفی فقہ کے نزدیک سنت ہے۔  
کی نماز جنازہ میں تدوین حنفی اور مالکی فقہ کے نزدیک مکروہ ہے جبکہ حنفی اور مالکی  
میں کا تکیہ رولی کے بعد پڑھنا منقول ہے۔

نماز جنازہ کی شرطیں  
ایک شرط یہ ہے کہ میت مسکن کی ہو۔  
رسول اور قرآن حنیفہ پر ایمان نہ رکھنے والے کے لئے۔

رکن نیت ہے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَكْثَرِ مَثْبُوءَاتٍ لِّبَدَأُ

نہ گذر ہیں سے جو مر جائے اس پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

ایک شرط میت کا نماز جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے مرہ دمہ ہوتی ہے۔  
کی نہ ہو نہ نماز پڑھنا آپ کا مخصوص عمل تھا۔ حنفی و مالکی فقہاء میت کی موبوں کو نہ  
قراردیتے ہیں جبکہ شافعی اور حنبلی فقہاء کہہ نہ نماز جنازہ کو جو کہتے ہیں کہ میت مسکن  
شہر کی نہ ہو۔

ایک شرط یہ ہے کہ میت کو غسل دے کر یا تیمم سے پاک کیا ہو چکا ہو اس سے پہلے نماز نہ  
جائز نہیں اس پر سب متفق ہیں۔

ایک شرط یہ ہے کہ میت نماز پڑھنے والوں کے آگے ہوتا ہے نہ ہوا اس پر بھی سب فقہاء  
کا اتفاق ہے۔

ایک شرط یہ ہے کہ میت کا ٹہنی پر یا کسی سواری پر رکھی ہوئی نہ ہو حنفی و حنبلی فقہاء  
یہی قول ہے جبکہ شافعی اور مالکی فقہاء نماز جنازہ اس صورت میں بھی جائز کہتے ہیں کہ میت

کسی پر پور یا ہاتھوں پر جو۔

ایک شرط یہ ہے کہ شہید کی میت نہ ہو کیونکہ شہید کو غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا دو قول معاف ہیں۔

نماز جنازہ میں سنا اور دعا تکبیر تحریمہ کے بعد سنا پڑھنے میں وہی غلطی ادا ہوں جو عام نمازوں میں کہے جاتے ہیں و تعالیٰ جذبات کے

بعد و جب سنا و دعا بھی پڑھنا چاہیے۔ دوسری تکبیر کے بعد درود جس طرح عام نمازوں میں پڑھا جاتا ہے پڑھا جائے۔ دوسری تکبیر کے بعد دعا کے الفاظ پانچ مرد اور عورت کے لئے ہیں۔

اللّٰهُمَّ احْزِرْ اَحْيَانَا وَفَتِنَانَا  
شَاغِلِنَا وَغَايِبِنَا وَصَفِينَا  
وَكَبِيرِنَا وَذَرِنَا وَ اُنْثَانَا  
مَنْ اَحْبَبْتَهُ مِنْ فَاحِشَةٍ عَلٰى  
رِسْوَةٍ وَمَنْ لَوْ قِيَّتَهُ مَتَا  
فَتَوَقَّفَتْهُ سَمِي الْاِيْمَانِ۔

اے اللہ ہمارے زندوں ہمارے مددوں ہمارے  
حاضر و ہمارے مائبوں ہمارے چھوڑوں ہمارے  
بڑوں ہمارے مددوں اور ہماری عورتوں کو  
بخش دے اے اللہ ہم میں سے جس کو تو  
زندہ رکھے اُس کو اس کا ہم پر زندہ رکھا اور  
جس کو موت دے اُس کو ایات کے ساتھ موت  
دے۔

س دیت ہیں یہ دعا بھی کرتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا  
وَعَنْتَ عَنَّا وَاَرْزُقْنَا  
وَوَسِّعْ مَخْرَجَنَا وَاعْبِسْ مَوْتَنَا  
وَشَجِّجْ وَاَبْرِجْ وَنَقِّهِ  
اَلْخَبْرَ كَبِ يَنْقُ الشُّوْبُ  
مَنْ مِّنَ الدَّنَسِ وَابْدِلْهُ  
دِيْنًا خَيْرًا مِّنْ دَاوْرِهِ وَاهْدِلْهُ  
خَيْرَ قَرْنٍ رَّحِيْبٍ وَنَزِّلْهُ خَيْرًا

اے اللہ تو اس بخش دے اُس پر رحم کر اُس کو  
معاف کر دے اور اس کو اپنی حفاظت میں لے  
لے اور اس کو چھ ٹھکانا دے اور اس کی  
قبر وسیع کر، اور اسے پانی بہت اور ولے  
سے دھو دے اُس کو دُعا ہوں کہ یہ پاک  
کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیں سے پاک  
صاف ہوتا ہے اُس کو دنیا کے گھر سے چھ  
گھر اور اس کے گھر والوں سے اپنے گھر

مِنْ تَزْوِجِهِ وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ  
وَأَعَدَّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ  
وَعَذَابِ النَّارِ۔

والے در پہاڑ کی شریک زندگی سے بچے  
شریک زندگی نصیب کرے کو بہشت میں  
دخول کر دے تہہ و بالا کے لئے۔

اس کو بچالے۔

یہ تو باغ و دہلیز اور غور توں کے لئے دعا کہتی، تاہم اگر کسی نے یہ دعا پڑھ لی  
اِنَّهُمُ اجْعَلْهُ لَكَ فَرْطاً وَّ  
اجْعَلْهُ لَنَا اَجْراً وَ ذُخْراً وَّ  
اجْعَلْهُ لَنَا شَانِئاً وَّ مُشْتِئاً۔

اے اللہ اس بڑے کو تو ہماری مشقت سے بچا  
بنا اور اس کو تو ہمارے لئے جزا و ثواب  
مہیاں بنا اور اس کو تو ہماری سفارش پذیر  
سفارش جس کی سفارش قبول کرے۔

اگر تاہم اگر کسی کو تو یہ دعا پڑھی جائے گی

اِنَّهُمُ اجْعَلْ لَنَا فَرْطاً وَّ اجْعَلْ  
لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْ  
لَنَا شَانِئاً وَّ مُشْتِئاً۔

اے اللہ اس بڑے کو تو ہماری مشقت سے بچا  
بنا اور اس کو تو ہمارے لئے جزا و ثواب  
مہیاں بنا اور اس کو تو ہمارے لئے شہادت  
اور ایسا شہادت کنندہ بن کی مخالفت

مقبول ہو۔

## نماز جنازہ کی تکبیریں

نماز جنازہ کی تکبیریں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے  
ہیں نہ زیادہ نہ کم۔ اگر مرد مرد چار تکبیریں پڑھیں  
تو مقتدیوں کو مزید تکبیریں ہیں اراک کی پرہیزگاری نہیں کرتا چار تکبیریں  
پڑھیں سب کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ اگر مرد نے چار تکبیریں پڑھیں  
کی و مقتدیوں کی نماز بھی باطل ہو جائے گی۔ اگر مہووا تکبیر چار تکبیریں پڑھیں  
میں کمی و توفی نہ ہو بلکہ اس میں سجدہ و سہو نہیں ہے۔

اگر کوئی مقتدی نماز جنازہ میں اس وقت میں ہو جب کہ مرد ایک نماز  
اس مسئلے کے متعلق حنفی مسدک یہ ہے کہ مقتدی کوئی تہہ نہ کہے۔





پوری نہ کرتا ہوا، مشدقہم سے قتل کیا گیا ہو، لیکن ناپاک کی حالت میں یہ سبب بدستور دینے کے معاً بعد موت نہ آئی ہو، نہ باغ یا مینوں ہو یا نادرستہ طور پر قتل ہو ہو، یہ وہاں و شہید کہہ جائے گا۔ قیامت میں ان کا وہی جبر ہے جس کا وعدہ شہداء کے ساتھ کیا گیا ہے، شہیدانہ عرف کے زمرے میں وہ بھی ہیں جو دُوب یا بیل کر یا غریب مولیٰ کی حالت میں یہ وہی و شہیدانہ عرف یا پیمیش یا ننویہ دمہ اسل یا دق ایسی تپ محرقہ کے مرض میں یا نہ ہر جہہ جو خور کے ہاتھ یا پتہ ہی کسی سبب سے وفات پاب ہیں۔ شہدائے غم کے دوران و رجعت کی رات کو مرنے والے بھی یہ ہی ہے، یہ شہداء کو غسل دیا جائے گا، نہ کہ نہ جہازہ بھی پڑھ جائے گا، نہ کہ نہ عرف میں ان کا جبر شہداء جہاں ہے۔

تیسری قسم "شہیدین" محض اُن کے ہاں ہے کہ وہ مناق مریدانہ جو سہ سال تک صفتیں  
 قتل کیا گیا ہو اس کو غص نہیں دیا جائے گا کہ کپڑاں میں دفن کیا جائے اور اس کو دہریہ  
 صفت کے پیش نظر فاجر جنازہ پڑھائی جائے۔  
 اوپر لکھے گئے مسائل منافی مسک کے متفق ہیں۔

جہاں زو اٹھانے کا طریقہ  
میت کو کر قبرستان تک جانا بھی غس دینا کہ جس  
ورنہ زہن زہ پڑھنے کی نہر فتنہ کا یہ سب سے کم سن  
صریحہ حنفی مسک میں یہ سب کہ جو رومی دس برس کر جہاں کو قبرستان تک جانا بھی  
شور کہ بعد وقت سے جہاں زو کا کہتے ہیں کہ دس قدم چلیں یہ کہ یہ سب کہ چہ دینا  
کہ سہ ہاتھ چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا  
دس دس قدم چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا  
بے کہ جہاں زہ ہاتھوں پر چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا  
نہیں کہ چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا  
عورت کو دفن کرتے وقت دھکا دینا کہ یہاں تک کہ چہ دینا چہ دینا چہ دینا  
چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا چہ دینا

جسٹس کے سامنے چلے اور اس کے سامنے  
 بنائے گئے سرگودھا میں  
 ہے اور انھیں یہ سب پتیل

جس نے کربلا سے پیدا ہوا ہے وہ سب سکتا ہے جو تو مومنی ہے چاہے میں خدا کے نہیں لیکن جتنا ہے اس  
 کتاب کا کربلا سے قطعاً یہ ہے کہ جتنا ہے اس کے لیے چاہے وہ جہاں ہو وہیں ہاں میں چاہے خدا  
 کے ساتھ ہو جس کو جتنا ہے اس کا سوا اور جہاں ہو تو یہ کہی ہے۔ جتنا ہے اس کے ساتھ ہو جس کو جتنا  
 ہے اس کے ساتھ ہو کر جتنا ہے اس کے ساتھ ہو کر جتنا ہے اس کے ساتھ ہو کر جتنا ہے اس کے ساتھ ہو کر  
 جتنا ہے اس کے ساتھ ہو کر جتنا ہے اس کے ساتھ ہو کر جتنا ہے اس کے ساتھ ہو کر جتنا ہے اس کے ساتھ ہو کر

انہی کے لئے جو ان کے لئے ہیں انہی کے لئے

میرزا یحییٰ بیک

۱۔ اگرچہ کہ یہ سب آیتیں مکرر ہیں مگر وہ سب ایک ہی چیز پر دلالت  
 کرتی ہیں کہ جو شخص ایمان لائے اور عمل صالح کرے وہ جہنم میں داخل ہوگا  
 اور جو شخص ایمان نہ لائے اور عمل صالح نہ کرے وہ جہنم میں داخل ہوگا  
 اور جو شخص ایمان لائے مگر عمل صالح نہ کرے وہ جہنم میں داخل ہوگا  
 اور جو شخص ایمان نہ لائے مگر عمل صالح کرے وہ جہنم میں داخل ہوگا

تاریخ و جغرافیہ کے لیے ایک نیا دور  
آج کے زمانے میں

سید بنی شکر بود      بقصر بنی قریب و بنی قریب

تاریخ تاجیک و دودمان شاهی  
تاریخ تاجیک و دودمان شاهی

— 100 —

کتابخانه عمومی  
کتابخانه عمومی

میں نے اپنے دل سے یہ بات کہہ کر اپنے دل سے ہٹا دی۔

اس سے زیادہ گہرائی ہونا افضل ہے، یہ حنفی فقہاء کا قول تھا نفی فقہاء کہتے ہیں کہ قبر کی گہرائی  
ہونا سنت ہے کہ اوسط درجے کے تدفین آدمی سمان کی طرف ہاتھ ٹکی کر اس میں کھدوایت  
قبر کی لمبائی چوڑائی کم سے کم اتنی ہو جس میں میت کی ور قبر میں اتارنے والے کی گنجائش  
ہو۔ اگر زمین سخت ہے تو اس میں عدا بغلی قبر بنانا سنت ہے۔ لحد یہ ہے کہ قبر کے نیچے تخت  
میں قبیلے کی جانب والے پہلو میں اتنا لمبا چوڑا اگر عدا کھودا جائے جس میں میت رکھ دیا جائے۔  
صندوق نما قبر میں میت کو رکھنے کے بعد اوپر سے چھت بنا دینا چاہیے۔ میت کو قبر  
میں رکھ کر رخ قبیلے کی طرف کر دینا واجب ہے، میت کو قبر میں دائیں پہلو کے بل رکھتے  
سنت ہے، قبر میں رکھنے والا اس وقت کہے "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِثْقَلِ ذَرَّةٍ"۔  
"صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یہ کہنا تمام مہ کے نزدیک مستنون ہے، مائیک مسنون ہے کہ قبر  
نزدک ہے یہ بھی کہا جائے "اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ بِأَحْسَنِ قَبُولٍ" اسے اللہ اس کی قبول فرما۔  
دوسرا ایک اضافہ ہے کہ میت کو قبر میں ڈالنے کے بعد اس کا داہنا ہاتھ اس کے دہرے دیکھنے  
قبر کو بند کرنے کے بعد حاضرین جنازہ کے مستحب یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں میں سپ  
بکھر کر مٹی تین بار قبر کے اوپر ڈالیں اور ہتھ سربانے کی طرف سے کریں پتہ سپ بکھرنے  
میں کہیں "مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ" اہم نے تم کو اس مٹی سے بنایا۔ دوسرے سپ بکھرنے کے بعد  
"وَفِيْهَا نُفِیْدُكُمْ" اسی میں تم کو ڈالیں گے، اور تیسرے سپ بکھرنے میں کہیں "وَمِنْهَا  
نُخْرِجُكُمْ تَارَةً" اُخریٰ روز دوسری بار پھر تم کو اسی سے نکھالیں گے۔  
قبر وراثت کی چیز ہے عورت بھری ہوئی اور ایک ہاشت اوپکی رکھنا مستحب ہے قبر پر  
جو کچھ پائے سے سفیدی پھیرنا مکروہ ہے نیز مٹی سے لسانی کرنے میں منع ہے نہیں قبر کے اوپر  
پتھر یا گری وغیرہ بہت روز نیست لگانا جائز ہے۔ شافعی صحابہ بھی ان کی طرف سے منع ہے ان کی  
طوائف بھر وغیرہ رکھ دین سنت کہتے ہیں۔ قبر پر کتبہ لگانے کو تمام ائمہ مکروہ کہتے ہیں ورنہ ان کی  
اہل تشنہ مٹی قبرا کے نزدیک حرام ہے اگر قبر کا نشان مت جائے کہ اندیشہ ہو اور پہاڑ کے  
سے کوئی چیز یا کتبہ جس پر کسی بزرگ کا نام یا بہت بڑی کتبہ لگانے کی تاریخ وغیرہ درج ہے  
تو یہ مٹی کا ٹھکانہ دیا جائے تو حنفی اور شافعی اہل کے نزدیک مکروہ نہیں ہے بلکہ مٹی اور پتھر



حد کے نزدیک سام درمی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

قبر پر عمارت تعمیر کرنا گنبد یا وراسی قسم کی عورت یا چار دیواری قبر پر بنانا مکروہ ہے اور اگر تخریب مستحود ہو تو اس نیت سے جو شخص مکان امدرمسہ، مسجد قبر کو زینت دینے کے لئے بنائے گا وہ نفل حرام کا مرتکب ہو گا وہ زمین جو دفن اموات کے لئے وقف کی گئی ہو یا اس کو مائے فی سبیل اللہ چھوڑ دی گئی ہو جسے مسجد کہتے ہیں اس میں

مکان بنانا حرام ہے۔

قبر پر بیٹھنا سونا مکروہ تنزیہی ہے اور پیشاب و غیرہ کرنا حرام ہے۔ قبروں پر چھنا مکروہ ہے۔ بیتہ ارمیت کو قبر تک پہنچنا بخیر اس پر چلے نہیں نہ ہو تو روا ہے۔

جب موت واقع ہوئی وہاں سے کسی اور غلط قسم میں میت کو لے جانا یہ مستحب

کر میت کو کسی مدفن میں دفن کیا جائے جہاں موت واقع ہوئی دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لاش میں بوجھ پیدا ہو جائے کہ ندریشہ نہ ہو۔ دفن کرنے کے بعد نکال کر لے جانا حرام ہے۔ بہتر اس صورت کے ہیکہ کسی کسی زمین میں دفن کیا ہو چونکہ زحور پر غصب کی ہو یا کسی نے بذریعہ حق شغفہ ہو و زمین کا مالک میت کے وہاں مدفون رہنے پر راضی نہ ہو یا میت کے ساتھ کچھ مال قصداً یا بے خبری میں دفن ہو گیا ہو تو قبر کوں مکروہ مال نکال لینا جائز ہے۔

بیک قبر میں کئی میتوں کا دفن کرنا بد ضرورت ہے۔ کرتا مکروہ ہے لیکن اگر ایسا

تو ایک قبر میں ایک سے زیادہ میتوں کو دفن کرنا جائز ہے اگر اسی صورت درپیش آئے تو موت میں جو شخص ہوا اسے قبلے کی جانب رکھیں اس کے بعد دوسرے درجے کی میت کو رکھ جائے اگر وہ کو چھوڑے اور مرد کو عورت پر تقدم نہ کرے مستحب یہ ہے کہ ہر آدمیت کے درمیان مٹی رکھ دی جائے بعض کفن کے فرق کافی نہیں ہے۔

**مفقور مسائل** جن زمرے کی نماز میت کا رشتہ میں قریب ترین مرد پڑھائے اور اگر کسی  
ایسا شخص نہ ہو تو پھر محلے یا بستی کا امام پڑھائے کسی دوسرے کو وہ  
کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھنا چاہیے۔

گر ایک وقت میں کئی جن زمرے ہوں تو ہر ایک کی ایک ایک نماز پڑھنا چاہیے میں اگر  
میتوں کے ولی ایک ساتھ نماز پڑھائی جائے پر متفق ہوں تو ایسا کرنا جائز ہے۔  
نہ زجنہ میں سے نہ دیر کرنا کہ کوئی زیادہ ہو جائے تک مکروہ ہے۔  
قبرستان میں گپ شب باتیں کرنا روا نہیں بلکہ موت کو یاد رکھنا اور اپنے بھی بچہ  
کو وحشیان میں رکھنا پڑھنا چاہیے۔

دفن کرنے کے بعد کچھ دیر کھڑے ہو کر میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا سنت ہے دفن  
کے بعد قبر کے سر پر سورہ بقرہ کی تہائی لکھنا اور پانچویں سورہ بقرہ کی آخری آیت پڑھنا  
جباتا چاہیے۔

زندگی میں چھپے کفن تیار رکھنا تو جائز ہے لیکن قبر میں رکھنا مکروہ ہے اس کا ہر  
کہ وہ کہیں سے لے گا۔

مرنے کے بعد مرنے والے کی ہر کیا یاد نہ دینی جائے مگر کسی نے اس کی یاد دینی کو  
تجہ کیوں دینی پڑتی خیر رکھتا ہوں کہ قہر و قراں و حدیث کے جو کچھ یاد دینا چاہیے  
جن گھروں کے بچے کسی آدمی کا گھبراہٹ ہو گیا ہو تو یہ بات برونہ  
غیر ذریعہ ہو کہ ہندو کے تعزیت کرنا مستحب ہے یعنی تسلی و تسکین  
دینا اور ہر دوست کی تعزیت کرنا۔ سنہنی عہد ریت کے گمراہوں سے ان کا مذہب تعزیت  
کرنا مستحب کہتے ہیں۔

مَا تَدْرِي مَنْ يَنْفَعُكَ مِنْكَ  
کے لئے کس سے درگزر کرنا ہے اس کو اپنی  
دعوت رحمت میں ڈھکنا کہ اس سے  
بہرہ مند ہو جائے اس سے اس کی موت کا رونا  
سنہنی پڑ آپ کو ہر دے۔

نَحْنُ نَعْلَمُ مَنْ يَنْفَعُكَ مِنْكَ وَ  
رَبُّكَ نَعْلَمُ مَنْ يَنْفَعُكَ مِنْكَ  
وَمَا نَرَاكَ إِلَّا مُتَبِعًا  
وَالْجَزَاءُ عَلَى مَوْلَاكَ



ہفتہ کے دن شروع آفتاب تک کے وقت کو ترجیح دی ہے۔ قبر کی زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ دعا و زری در حصول عبرت میں مصروف رہے اور میت کے لئے تدریجاً قرآن کر کے تمت مغفرت کی دعا کرے اس سے میت کو اجر ملتا ہے، حدیثوں میں آیا ہے کہ قبر کی زیارت کرتے وقت یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ اَرْوَاحِ الْبَرِيَّةِ  
وَالْجَسَامِ الْبَالِيَةِ وَالشَّعْوَرِ  
الْمُتَشَرِّقَةِ وَالْجُودِ الْمُتَقَبِّحَةِ  
وَالْعِظَمِ الذَّخِيَّةِ السَّيِّئِ  
خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ  
بِكَ مُؤْمِنَةٌ اَنْتَ عَيْهَا رُوْحًا  
مِنْكَ وَ سَلَامًا مِّنِّيْ۔

اے اللہ تو رب سب باقی ہستیوں و  
ورن ہونے والے جسموں کا بھروسہ  
پہنچائی کھانڈوں اور بوسیدہ پڑوں کا  
دنیا سے گئیں اور تیرے سپرد ہیں  
اُن پر اپنی روح نازل فرما اور میرا سلام  
من کو پہنچا۔

قبرستان میں اگر اس طرح کہنا بھی حدیث میں روایت ہوا ہے:

اَسْأَلُكُمْ سُبُحِكُمْ دَارَ قَوْمٍ  
مُؤْمِنِينَ وَاِنَّا اِنْتَعَزْنَا بِكُمْ  
لَا حِشْوَنَ۔

اے ایمان داروں کی جگہ تو قبر  
مسجد میں انتہائی تمہیں گوارا ہے  
ساتھ آئیں گے۔

قبرستان گرد و رہوں تو سفر ختم کر کے زیارت کرنا مستحب ہے اور غمی کو مٹانے کی  
قبر کی زیارت بہت زیادہ موجب قربت ہے، مددوں کی حاجت علم رسیدہ و غریبوں کے لئے بھی مستحب  
سب جن کے ہاں ٹھکانے میں کسی قفسے کا نہ رہنا جو بیکر گمراہ ہو تو قبروں کی زیارت کے لئے  
غریبوں کا گناہ حرام ہے۔

قبر کی زیارت حدیث میں چٹ کے من بق ہونے سے یعنی نہ تو قبر کا طہارت کو نہ چاہئے نہ تہذیب  
جو نہ دے نہ رہے نہ کوئی اور مرد زیارت کا دین۔ گناہ پیا چاہئے۔



## ذکر اور دعا

وقت نمازیں تو بندہ اپنے پروردگار سے رجوع ہو کر اس کے ارکان منہوں بیعت  
ور شرک کے ساتھ بکرتا ہے۔ ورنہ من و سنت ادا کرتا ہے۔ لیکن مذکورہ وقت یاد کرنا ایک  
بندہ مومن کا شکار ہے وہ گھر میں ہو یا گھر سے باہر سفر میں ہو یا حضر میں ہو یا بیت ہو یا کاروبار  
کی ٹنگ و دو میں ہو یا میدان جہاد کی سما بھی ہیں وہ ہر وقت بہانہ در ہر موقع دیکھ کر اس کو اس  
سے باز رہنے سے یاد کر سکتا ہے ان عباد قول و تسبیح و تہلیل تمجید و تکریم ذکر و دعا مستغذہ  
اور استغفر کے ناموں سے تعبیر پہنچاتا ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں آپ  
کے دیکھنے والوں کی شہادت ہے کہ یہ ذکر مکمل احسن ہے (آپ ہر وقت خدا کی بددلتی سے  
یکے بعد دیگرے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ایسی بات بتائیے جس پر میں دنیا و آخرت میں  
میں اپنے لیے نفع حاصل کروں۔

یٰٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ذِکِّرُوْا نَفْسَکُمْ لِحُجَّتِکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ لَعَلَّکُمْ تُخْشَوْنَ

ذکر کرتے رہو۔

سورۃ اعراف میں ہے کہ

اِنَّ اَشَدَّ عَذَابًا لِّلَّذِیْنَ یُکْفَرُوْنَ اَنْ یَّذَرُوْا اٰیٰتِکُمْ اَلَّا یَذِکُّوْا نَفْسَکُمْ لِحُجَّتِکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ لَعَلَّکُمْ تُخْشَوْنَ

ان ستمیوں کو وہ لوگ ہیں جو اللہ کو کفر سے چھوڑ دیتے اور اپنے رب کی بددلتی سے یاد کرتے ہیں۔

درست و سچ:

لَا تَقْرَءُ لَیْلًا اَوْ نَیْمًا اَوْ جُلُوْا فَاذِکِّرُوْا نَفْسَکُمْ لِحُجَّتِکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ لَعَلَّکُمْ تُخْشَوْنَ

(ترجمہ ہر روز)

میں دن رات صبح و شام اور نیند میں اس کی یاد کی بات کرو

پہلے کہ مغرب کی دعا ہے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَلْعَبَثِ" اور آخر میں "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَلْعَبَثِ"

یہ دعا ہے کہ جب کہ ایک بار پڑھے اس سے نفع ہو

یٰٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ذِکِّرُوْا نَفْسَکُمْ لِحُجَّتِکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ لَعَلَّکُمْ تُخْشَوْنَ

یہ فرمانے کے بعد آپ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَقُلْ إِنَّكُمْ أَذُنُوتِي تَسْمَعُونَ وَأَنْتُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

المومن: آیت ۶۰

تو یہ کہہ کر آپ نے مجھ سے کہا کہ تم لوگو! تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو کچھ کہہ دیا ہے

کہ تم اپنی آذانیں سن رہی ہو اور تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو کچھ کہہ دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مَنْ لَمْ يَسْمَعْ اللَّهَ يَنْتَهِبْ جَرِّثْنِي اِلَّا بِمَا يَنْتَهِبُ

سب سے پہلے اللہ کی سنت سنو، پھر اپنے آپ کی سنت سنو۔

دو سنت سننے کی یہ وجہ ہے کہ قرآن سے جس شخص کی آذانیں سن رہی ہیں وہ

اللہ کی سنت سن رہا ہے۔

جب تک کہ کوئی شخص اللہ کی سنت سن رہا ہے تو وہ اپنے آپ کی سنت بھی سن رہا ہے۔

نفسا جہا

وہی شخص جو اللہ کی سنت سن رہا ہے وہ اپنے آپ کی سنت بھی سن رہا ہے۔

تو یہ کہہ کر آپ نے فرمایا کہ تم لوگو! تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو کچھ کہہ دیا ہے

کہ تم اپنی آذانیں سن رہی ہو اور تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو کچھ کہہ دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مَنْ لَمْ يَسْمَعْ اللَّهَ يَنْتَهِبْ جَرِّثْنِي اِلَّا بِمَا يَنْتَهِبُ

سب سے پہلے اللہ کی سنت سنو، پھر اپنے آپ کی سنت سنو۔

دو سنت سننے کی یہ وجہ ہے کہ قرآن سے جس شخص کی آذانیں سن رہی ہیں وہ

اللہ کی سنت سن رہا ہے۔

جب تک کہ کوئی شخص اللہ کی سنت سن رہا ہے تو وہ اپنے آپ کی سنت بھی سن رہا ہے۔

نفسا جہا

وہی شخص جو اللہ کی سنت سن رہا ہے وہ اپنے آپ کی سنت بھی سن رہا ہے۔



تمام عبادات جن میں اللہ کا ذکر اور دعائیں شامل ہیں ان سب کا مقصد بندے کو اپنے رب سے قریب کرنا اور اس سے گہرا تعلق قائم کرنا ہے تاکہ حاجت مند لوگوں اور نیاز مند لوگوں کا تعلق مخلوق سے ٹوٹ کر خالق سے جڑ جائے اور اس کے دل میں خدا کی عبادت کا حساس تر سنا ہو جائے کہ وہ اپنے تمام مراسم عبادت اپنے جسم و جان اپنی زندگی اور موت و رہتی تک مخلصانہ خواہشیں محض اللہ کے لئے وقف کر دے اور اس کی عظمت کے آگے سرنگوں ہو جائے۔ اگر ذکر و دعا پورے شعور اور جذبہ محبت کے ساتھ دلوں و زبان سے نکلے تو اس سے عبادت میں بہت بڑا اثر ملے گا۔ اطاعت و عبادت میں استقامت اور نیت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ذکر و دعا کے جو الفاظ وارد ہوئے ہیں وہ حدیث کی کتابوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو دعائیں اور اذکار منقول ہیں ان کو پورے شعور و حضور قلب کے ساتھ پڑھنا اور اس سے اد کیا جائے تو ہر قسم کی پریشانی اور بے چینی میں اطمینان قلب اور سکون حاصل ہوگا۔ آپ ایسا محسوس کریں گے کہ آپ کے درمیان جتنے بے دے تھے وہ ہٹ گئے ہیں۔ آپ ہر در راست بارگاہ انہی میں کھڑے ہوئے عرش کریم ہیں۔ اللہ آپ سے ذرا بھی دور نہیں ہے۔

”نَحْنُ أَقْرَبُ الْبَيْدِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ“ (سورہ بقرہ میں ہے)

کی شاد رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوں اور جب وہ مجھ سے پکارتا ہے تو میں اس کی طرف جواب دیتا ہوں۔ اَحْيَبُ رُحُوَّةً اَسَدًا اِذَا دَعَانِ (سورہ بقرہ)

ذکر و دعا میں ترقی یہ ہے کہ ذکر میں اللہ کی ثنا اور اس کی عظمت کا عکس آئے اور اس کے مسانات پر شکر اور اس سے عشق و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس سے نیر ہوئی مسکن تاسیب حاصل ہوتا ہے۔ اس سے قربت کا احساس قوی ہوتا ہے۔ اول میں سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے میں اپنی نمرس و روح جنت کی سبب بھی شاد من ہوتی ہے۔ یہ سبب شاد ہونے کی وجہ ہے۔

ذکر و دعا سے نفس تنہا ذکر و دعا سے

کی تمام غفلتوں و غشوں پر مسکن کی

تحریر کا نام ہے اور یہ ہے کہ

اللہ کے فضل میں سزا

و اللہ کے شکر و حمد سے

بے غش و غفلت و غش



الدعاء سؤال العبد حاجته  
 فإن هذا من هذا ولهذا  
 جاء في الحديث من شغلته  
 ذكرى عن مسئلتى أعطيت  
 أفعلن ما أعطى المسلمين و  
 فهذا من المستحب في الدعاء  
 لا يبدأ الدعاء بحمد الله  
 تعالى واشتد عليه بين يدي  
 حاجته

اپنی حاجت مانگتے گئے سوال ہے تو  
 دو قول کا کیا مقابلہ ہے اسی لئے حدیث  
 (قدسی) میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل  
 ہوا ہے کہ جو شخص میرے ذکر میں مشغول  
 ہو کر اپنی حاجت مانگنے سے روہمائے  
 تو سے ہم مانگنے والوں سے بھی زیادہ  
 دین گئے اور اسی بنا پر دُعا مانگنے والے  
 کو پہلے شکر حمد اور شکر کرنا اور اس کے  
 بعد دُعا مانگنا چاہیے۔

### (الاول الصب)

بہت سی حدیثیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دُعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ اس کا  
 آغاز ذکرِ باری تعالیٰ و تہلیل و حمد و ثناء سے ہو۔

اس لئے نبی کو معلوم بنایا کہ اعصمت کے معنی انفس کو نبیوں کی سے نفی کرنا ہے اور  
 اُسے گناہ سے برکت کے ہیں عزت و تامل کے معنی ہیں اس سے استعین  
 ہوتا ہے کہ انفس کو برمی خواہشات سے اور عیب سے پاک و صاف رکھنا ہی عزت و عظمت ہوتی  
 کہ یہ ہے اور وہ انتہائی پاک و انفس ہونے کے ہیں کریمہ و سخی و سخی و سخی کہ جب  
 میرے دل پر درود و ثناء رہا ہے تو میں استغفار کرتا ہوں تو یہ اور استغفار میں فرق ہے کہ تو یہ  
 نہ دُعا ہے بلکہ اُس کی بابت ہے لیکن گناہ گاریاں و اس کو ذرا سامیں بھی آجنانا  
 جس کے لئے دعائے استغفار کے معنی ہیں اسی لئے استغفار کہ بہت ضروری ہے جس کے لئے  
 بہت سے حدیثیں ہیں کہ اگر کسی نے دُعا کی تو یہ دُعا قبول ہوگی جس سے دل کا میں  
 نہ ہوگا کہ اس نے دُعا کی ہے اور اس سے اپنی دُعا قبول ہوگی جس سے دل کا میں  
 نہ ہوگا کہ اس نے دُعا کی ہے اور اس سے اپنی دُعا قبول ہوگی جس سے دل کا میں  
 نہ ہوگا کہ اس نے دُعا کی ہے اور اس سے اپنی دُعا قبول ہوگی جس سے دل کا میں



## صوم (روزہ)

صوم کے لغوی معنی کسی مرتبہ باز رہنے کے ہیں۔ اگر کوئی شخص روزے سے  
باز رہے یا کھانے سے باز رہے تو اسے صائم کہتے ہیں اور ان کے لیے  
سَبَّحَ اللہُ رَبِّیْ اَنتَ رَبِّیْ یٰ ذِی الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ (مریم ۶۴) یعنی میں نے اللہ سے صوم کی سنت پائی  
سبب انعام بخش رہنے کی یا عزم نہ کرنے کی۔

مسلمان شہر میں دن بھر کے لئے روزہ توڑنے والے اعمال سے باز رہتا ہے۔ عید  
ان کے لیے روزہ توڑنے کے لئے بہترین وقت ہے۔ آفتاب غروب ہو جانے تک ہے اور روزہ توڑنے  
و سبب اللہ کی نافرمانی اور جنسی تعلقات سے بچ کر رہنا ہے۔

رمضان کو پورا چھ ماہ یعنی روزے کا سبب اس کی دو وقتوں میں  
روزہ رکھنا ہے۔ کسی طرح کھانے کے روزے اور نہ رمانے کے روزے بھی  
روزہ ہیں۔ لیکن ان میں سے روزے کو واجب کہتے ہیں۔

رمضان کا روزہ اور اس کا بھوکا  
ماہ رمضان کا روزہ ہے۔ مسلمان ہر ماہ میں مسلمان ہوتا ہے  
ہیں۔ روزہ رکھنے کی نیت ہو تو روزہ نہیں ہے  
رمضان میں روزے رکھنا ہجرت سے پہلے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔ تاریخ کو روزہ  
ہر سال کو روزہ رکھنا واجب سنت اور اجازت ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ ۚ اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ الْاَشْجَارِ ۚ هُمْ فِيهَا مُخْتَلِفُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ ۚ اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ الْاَشْجَارِ ۚ هُمْ فِيهَا مُخْتَلِفُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ ۚ اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ الْاَشْجَارِ ۚ هُمْ فِيهَا مُخْتَلِفُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ ۚ اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ الْاَشْجَارِ ۚ هُمْ فِيهَا مُخْتَلِفُونَ

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ ۚ اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ الْاَشْجَارِ ۚ هُمْ فِيهَا مُخْتَلِفُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ ۚ اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ الْاَشْجَارِ ۚ هُمْ فِيهَا مُخْتَلِفُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ ۚ اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ الْاَشْجَارِ ۚ هُمْ فِيهَا مُخْتَلِفُونَ  
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ ۚ اُولَٰئِكَ اَصْحَابُ الْاَشْجَارِ ۚ هُمْ فِيهَا مُخْتَلِفُونَ

کا مہینہ پائے اُسے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ (سورہ بقرہ ۱۸۳، ۱۸۵)

احادیث جن سے روزے کی فرضیت ثابت ہے ان میں سے ایک حدیث ہے کہ  
اور مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے یہ ہے۔

بني الاسلام على خمس۔  
شهادة ان لا اله الا الله و  
ان محمدا رسول الله و  
اصلوة و ايتاء الزكوة و الحج  
و صوم رمضان۔  
اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔  
بات کہ عمر ان کہ اللہ کے سوا کوئی معبود  
نہیں و یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں  
اور (۲) زکوٰۃ کم کرنا و (۳) زکوٰۃ دینا  
(۴) حج کرنا و (۵) رمضان کے  
روزے رکھنا۔

رہا اجماع تو تمام امت محمدیہ میں پر مشفق ہے کہ ماہ رمضان کے روزہ فرض ہے۔ روزہ  
میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا یہ دین کی مسلمہ بات ہے اس کا انکار کفر ہے  
امام بیہقیہ اور امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک روزہ  
کا رکن صرف ایک ہے وروہ ہے روزہ توڑنے کا عزم  
باز رہنا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نیت روزہ کو بھی رکن کہتے ہیں جنسی فتنہ نیت کو توڑنے کے  
بہرے رکن نہیں کہتے۔

روزے کی شرطیں تین قسم کی ہیں (۱) روزہ واجب ہونے کی شرط  
(۲) روزہ ادا کرنے کی شرطیں (۳) روزہ میں صیام کی شرطیں۔  
۱۔ روزہ واجب ہونے کی شرطیں عدم عقل و ربوہ ہیں بند جو خمس مسنونہ کا  
مسنونہ تو ہو لیکن فی تراخی عقل و مجنون یا بے ہوش ہو یا عقیقہ مسنونہ کے روزہ روزہ واجب  
نہیں ہوگا۔

۲۔ روزے کے روزہ کا وجوب صحیحہ و مقیم ہے تاہم بعض درمستقیر نہیں ہے لیکن شرع  
ہو جانے و سلفہ میں ہو جانے کے بعد قنڈا ضروری ہے۔  
۳۔ روزہ صحیح ہونے کی شرطیں دو ہیں حیض و نفاس سے پاک ہونا و روزہ کی نیت



روزے کی نیت کرنے کا وقت نیت کا وقت ہر روز قناب غروب ہونے کے بعد سے لگے روزے کی نیت انتہا سے پہلے تک ہے۔

ماہ رمضان میں ہر روز روزے کی نیت کرنا چاہیے۔ سحری کھانا تک نیت ہے لیکن اگر کھانے کا وقت روزہ رکھنے کا روزہ نہ ہو تو وہ سحری کھانا نیت میں شمار نہ ہوگا۔

نذر معین کے روزے اولیٰ روزے کے لئے زیادہ بہتر یہی ہے کہ رات کو نیت کی جائے۔ اور روزہ متعین کر دیا جائے اگر لگے روزہ رکھنے کی نیت کی تو وہ نذر روزے کی یا نفعی روزے کی۔ اور ہینہ رمضان کا ہے تو وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا۔ بہت گرجا رات سفر میں کسی وجہ سے روزے کی نیت کو رمضان کے اندر تو وہی وجہ روزہ نہ ہوگا کیونکہ حالت سفر میں رمضان کے روزے ترک کر دینے کی بابت ہے۔

ماہ رمضان کا تحقیق دو طرح سے یقین کیا جاسکتا ہے کہ رمضان شروع ہو گیا۔  
۱۔ چاند نظر آئے کے مصحف صاف ہو یا دل دھند یا غیر چاند دیکھنے

سے ثابت نہ ہو۔

۲۔ شعبان کے تیس دن پورے ہو جائیں یہ منسورت میں جب مسلمان نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ہے:

صوموا لیؤذیکم و افصوا لیبرئکم

فان علمہ علیکم فانکم بعد ذلک

سبعین شعبان بخیر برایت ہو روزہ دن پورے کرو۔

اگر اس حدیث موافق روایت ہو تو روزہ پورے ہو جائے گا کہ ایک جمعہ شیعہ نے اس کو دیکھ کر دیکھ کر اس کے سامنے یہ شہادتیں ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے ماہ رمضان کو پورا کر دیا۔

اگر اس حدیث نہ ہو تو روایت ہر روز سے روایت کوئی چیز موجود ہو۔ اب اگر کوئی شخص بہتات کرے یا نہ پورا کرے یا روزہ شخص مسنون رستہ یا زنا قتل و زانیہ تو اس کی شہادت کوئی حدیث نہ ملے گی اور روایت ہر روز کے ساتھ ایک جمعہ کو دیکھنا ضروری نہیں ہے۔

یسا شخص جو مقبول شہادۃ ہو وہ رمضان کو چاند دیکھ کر دوسرے روز جب سب کو بتائی کہ چاند  
آکر دوسرے کی شہادت دے اگر شہر میں ہے۔ اور اگر قریب میں ہے تو اس مقام کی مسجد پر جاکر سب  
لوگوں کو مطلع کر دے خواہ چاند دیکھنے والی کوئی بدوشین نعمت ہی عورت ہو۔  
یہ مسائل دہشت گت دیکھنے سے متعلق ہیں اگرچہ مذکورہ مسائل نہ دس برس پہلے تھے۔  
شعبان تیس دن کا ہے اس لیے تیس دن گزار کر روزہ رکھ لینا چاہیے۔

کسی ایک علاقہ میں رویت ہائے ثابت ہونا کہ رویت ہائے ثابت کی رویت  
ہے ثابت ہووے کہ تو وہاں سے ہر طرف کے قریب و دور کے علاقے میں سے ثبوت کی بنا پر ثابت  
رہنہ و جب ہوگا قریب کے علاقے وہاں سے نہیں کہ جو چاند کو کھائی دے گا وہاں سے  
ہو بیس فرسخ کے اندر واقع ہوں دو رکعتوں پر روزہ و جب نہیں ہوتا روزہ پر  
شیعہ کا ختم ہوتا ہے۔

[illegible]

کتاب کے وقت ہندو کی شش پڑھیں۔  
رویت ہندو کی شش پڑھیں۔  
کتاب کے وقت ہندو کی شش پڑھیں۔  
کتاب کے وقت ہندو کی شش پڑھیں۔

جہ پروردگار الخیر و صافی سے چاند ہونے کی خبر  
 فردیندہ و پروردگار ہونے کی خبر

در تہیہ نون سے چاند و کھنک خیر ہونے کی خبر  
 نہایت کی بہت ایک دوڑن جہوں میں تھی دھڑکی نہ ہو کہ پند نہ نہ کہیں یک دن با فرق  
 پروردگار ہونے کی خبر و دستاں ہیں ہے۔ کہان کی رویت کہ پند و دستاں ہیں چہاں رہیں  
 یہاں سے کہان کی عادت دوسرے سے کہان کی کھنک چہاں رہیں۔

یہ چہاں سے کہان کی عادت دوسرے سے کہان کی کھنک چہاں رہیں۔  
 بڑی تپ پانی بھجی صدق سے پختہ روزہ در کھنک نیت سے چہاں رہیں  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔

کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔

کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔

کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔

کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔  
 کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔ کہان کی عادت ہیں۔





کے نزدیک سنت ہیں۔ غشی روزوں کے بجمہرہ وہ کے تین دن ہیں در مستحب یہ ہے کہ یہ روزے  
ایم پیش میں ہوں یعنی وہی حبس کی ساری روز تاریخ۔

ہر شنبہ و شنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب ہے ان روزوں سے جو صحت جسمانی پر عمل  
ہوتی ہے وہ غشی نہیں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ غشی روزوں کی قسم میں سب سے افضل روزے  
یہ ہیں کہ ایک دن روزہ رکھ جائے اور دوسرے دن نہ رکھ جائے۔ رجب اور شعبان کے مہینوں  
میں روزے رکھنا مستحب ہیں لیکن اگر وہی حبس پورے رجب کا روزہ سے گزرنا مکروہ  
کہتے ہیں اور یہ دن ہیں نامہ کیا جائے تو مکروہ نہیں ہے بقی شہر حرم میں ہر مہینے تین روزے رکھنا  
اممات بعد و سنتہ کو مستحب و شاہد ہو کہ شہر حرم چاہیے۔ ذو القعدہ ذو الحجہ و محرم  
و ایک مہینہ رجب کا۔

وہ دنوں کے چار دن یعنی اسٹیشن سید کے روزوں کے متعلق غشی و رواج مسک یہ  
ہے کہ یہ روزے سنتی دنوں میں ہوں مثلاً ہر شنبہ میں دو دن۔

یہ روزہ کا روزہ  
مذہبی بھی کی ذیل تاریخ کو جب روزہ کا دن کہا جاتا ہے روزہ رکھنا  
مستحب ہے یہ روزہ دن کے مستحب ہے جو حج میں نہیں ہیں۔ حج  
نہ دن کے روزہ دن روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر اس سے کم ذریعہ حق ہوتی ہو تو اس طرح  
یہ نزدیک ذی شریب ذی الحجہ کا روزہ بھی مکروہ ہے۔

غشی روزہ رکھنے کے بعد اگر روزہ تو اس کی قنہ و سبب ہے  
غشی روزہ رکھنے کے روزہ میں غشی روزہ تو رکھنے کو مکروہ تحریمی و اس کی قنہ  
رکھنے کو بھی مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ اس کی قنہ کے نزدیک وہ روزہ ہو کسی نے بنو قریظہ رکھی  
مگر اس کے سبب ہیں کہ وہی یا شیخ بربنہ کے شفقت روزہ دن رکھنے کے حکم دیں  
تو وہ دن کی قنہ ہے و اس کی قنہ نہیں ہے۔

یہ روزہ رکھنے کے روزہ جس کے ساتھ غشی یا  
غشی روزہ رکھنے کے روزہ میں غشی روزہ رکھنے کو مکروہ تحریمی و اس کی قنہ  
رکھنے کو بھی مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ اس کی قنہ کے نزدیک وہ روزہ ہو کسی نے بنو قریظہ رکھی  
مگر اس کے سبب ہیں کہ وہی یا شیخ بربنہ کے شفقت روزہ دن رکھنے کے حکم دیں  
تو وہ دن کی قنہ ہے و اس کی قنہ نہیں ہے۔

نہ ہوتے ہوں جس دن وہ شش پہلے سے روزہ رکھتا رہا ہو۔ دس روزے رکھنے سے اس  
 روزہ کی رات بوجہ تہیہ اور صوم و نمان یعنی مسلسل رات دن کے پتہ دینی ہے اور  
 ہزار گنا بھی مکروہ ہے۔ مسافر کو روزہ رکھنا جبکہ روزہ اس بد شاق کو مکروہ ہے۔ اگرچہ اس  
 صوم پر عیب و عہد کی وضاحت کہ دن روزہ عید کے مشابہت سے اس کے دن روزہ رکھنا  
 ہے۔ مہینہ ورمس کی شرح اگرچہ مہینہ عورت اور عید پر ہے وہی اور عید ورمس پر ہے۔  
 ہر روزہ رکھنا باعث مشقت ہو یا نہ ہو کہ ہمیشہ تو گناہیں بھی روزہ رکھنا کر دیتے ہیں۔  
 روزہ کے کی قضا واجب ہوتے ہوئے شش روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ شش روزہ کی قضا  
 زیادہ ضروری ہے۔

فہم سراج جامع  
 ہیں باقوت روزہ کی سہ ہوجا، سب روزہ دہائی ہیں ایک دن سے  
 مہینہ قضا روزہ کی سہ روزہ کی وجہ سے قضا و روزہ کی

قضا واجب ہونے کی صورتیں  
 کوئی ایسی شے کہ میں روزہ کی قضا کرنا چاہتا ہوں  
 لیکن خدا کے حکم سے قضا کرنا نہیں چاہتا۔  
 گھٹیا، کھنکھری، بوب کرنا، کوئی دویہ میں بند ہو کر نہ کرنا، کوئی  
 نہیں دیکھتا کہ میں کوئی اور پھر روزہ نہیں کر سکتا۔ روزہ کوٹ جاتا ہے۔  
 ہائی روزہ کوٹتے نہیں کوئی روزہ نہیں کر سکتا۔ بھوکہ کوئی، سہ روزہ کی قضا کرنا  
 ورستے کہ باقوت کرنا کی مقدار چنے کے برابر ہو تو خدا واجب ہوں اور رستے سے  
 ذمہ نہ ہو۔ اس رستے کو عید بن گیا یعنی کے بعد میں قریبی ہوں۔ کوئی اور  
 رستہ وہ بھی قریبی روزہ نہ سہ نہ ہوں کہیں پانی کوٹنے کے بعد پہلے قحط کرنا  
 کوٹتے ہیں زیادہ مباح کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح کوٹتے ہیں ہر شے کو قضا کرنا  
 کہ ہر روزہ رستہ روزہ نہیں کرنا تو بھی روزہ نہیں ہوگا۔ جو کہ اس کے بعد پانی یا  
 ہر کوئی کرنا روزہ کوٹ گیا دو بار کوٹ پانی یا ہر شے کوٹ کر نہیں کرنا۔  
 کی وقت باقی ہے۔ عید ورمس کی سہ ہوجا میں قضا و روزہ کرنا چاہتا ہوں۔

جب ان ہر مصروفوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے بدلے میں ایک روزہ تنہا گزارنا پڑیے

تغیا اور کفر و بدعتوں واجب ہونے کی تردیدیں

پندرہ سو روپے

و اچھٹ کھانے پینے اور چہرے کے تھپ چڑھنے کی یا خوشنہانی کی وجہ پوری کی ان دروش نہایت  
میں رہنے کے طریقے گذر دو بہت ہو گئے:

بکین شادی که روزی در مکتب بود و در مس سید و نساجه روزی که در مس سید و نساجه بود

دوسری شے یہ کہ یہ سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے۔

تاریخ شریفہ کتب خانہ و دستخطات

100

— 10 —

مجلسه اول در تاریخ ۱۳۰۲/۱۲/۲۵

1990

کے بعد روزہ اس خیال سے قصد افطار کر لیا یا مجبوعت کرنی کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے تو دن رکھنا  
دونوں ادا کرنا پڑے گا۔ رمضان میں اگر غیر عمدی طور پر روزہ ٹوٹ جائے تو جب سہ ماہی کے  
باقی حصے میں نواقض صوم سے باز رہے۔

## روزہ جو قضا ہوا اسے ادا کرنے کا وقت

قضا روزوں کی دس گیسوں کے لیے روزہ  
مہینوں کے اندر کی ہا سکتی ہے رمضان  
میں کسی دوسرے روزے کی نیت کرنا صحیح نہیں ہے اگر گنہ مشقہ رمضان کے روزوں کی نیت  
وجہ ہو اور دوسرا رمضان آجائے تو پہلے اس رمضان کے روزے رکھے پھر قضا روزہ پڑھائے  
قضا روزہ رکھنے میں دیر نہ کرنی چاہئے اگر زیادہ ہوں تو مسلسل رکھنا نہ درمیانی نہیں کیا جائے  
کر کے پورے کئے جاسکتے ہیں۔

## روزہ توڑ دینے کا کفارہ

۱۔ بد مذہبی قصد توڑے ہوئے روزے کا کفارہ ایک  
روزے کے بدلے میں دو مہینے مسلسل روزے رکھنا  
پورا ہوتا ہے اگر درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو پھر سے دو مہینے مسلسل روزے رکھنا  
ہوں گے اگر یہ روزے قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کئے گئے تو اس پورے مہینے کے روزے  
کے بعد کے قمری مہینے کے روزے رکھنا چاہیے اگر قمری مہینے کے وسط سے شروع کیا جائے  
تو اس مہینے کو پورا کر کے اگلے پورے روزے رکھنا اور پھر تیسرے مہینے میں سے  
روزہ رکھنا چاہیے کہ پہلے مہینے کے دن میں کر پورے تیس دن ہو جائیں اس کو خیر رکھنا  
کہ بیچ میں کوئی ایسا دن نہ پڑتا ہو جس میں روزہ رکھنا حرام ہے مثلاً عید الفطر کے تین دن روزہ  
کا مسلسل مرد واجب ہے بدین و موہب کا اتفاق ہے صرف جنسی عداوت یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی  
شرعی مذہب سے روزہ ترک ہوا جیسے سفر پیش گیا تو اس سے تسلسل نہیں ٹوٹتا۔

۲۔ کفارے کے روزے رکھنے کے درمیان میں اگر عورت کو حیض آئے تو حیض کی مدت ترک  
کر کے فوراً روزے شروع کر دینا چاہیے چونکہ یہ قدرتی اور دائمی عذر ہے اس سے نیت سب  
غور توں کو بیزارت دیکھی جاتی ہے۔ بہتہ اگر غاس کی وجہ سے روزے تہذیب ہو جائیں تو کفارہ دینا نہ  
ہوگا کیونکہ یہ عذر بہ مہینہ پیش نہیں آتا۔

(شرح سنن ابی یوسف ج ۱ ص ۱۵۸)



۱۴۔ اگر کسی میں گناہ وارد ہوئے روز رکھنے کی حالت نہ ہو تو پھر ساتھی مسکینوں کو روزوں وقت  
بیت بچھ کر گناہ عفو دے یا پھر عمدہ قدر میں جتنا خدا دیا ہے اتنا خدا یا اس کی قیمت پر مسکین  
کو دیدے اگر گناہ ساتھی مسکین نہ مل سکیں تو جتنے بھی مل سکیں روز نہ کھیں بیت بچھ کر گناہ  
عفو دے رستہ یہاں تک کہ ساتھی کی تعداد چوری ہو جائے۔ ایک ہی آدمی کو ساتھ دن گناہ عفو  
یا روز نہ ایک دن گناہ عفو دین بھی جائز ہے مگر ایک آدمی کو ساتھ دنوں کا گناہ عفو اس کی قیمت  
ایک ہی دن دیدینے سے کفار و ادا نہیں ہوگا۔ اگر ایک آدمی کے تین چار روزے ایک رمضان  
میں بھڑک گئے تب بھی ایک ہی کفار و واجب ہے اگر یہ روزے دو رمضان کے ہوں تو دو گناہ  
دینے ہوتے رمضان کے عفو اگر کوئی شخص روزہ توڑ دے تو کفار و واجب نہیں ہے اس کی  
تسذاری کر دینی چاہیے۔

روزہ توڑنے کے بعد اگر تندر  
مرض یا شدت تکلیف کے سبب روزہ توڑنا واجب  
ہو گیا نہ شہ ہو کر روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جائے گا

یہ بعد اگر مرض ہو گیا یا سخت تکلیف کا موجب بن جائے گا تو یوں رمضان میں عفو نہیں رہتا عفو  
حیث کے عفو یا تندر میں کہ روزہ توڑ دینا جائز ہے رمضان کے نزدیک روزہ توڑ دینا شدت و  
رکبہ روزہ ہے اگر بکارت یا شدید مضرت کا قوی گمان ہو تو روزہ توڑ دینا واجب و رکبہ باقی  
سبب ہے۔

شدت و عفو میں روزہ ترک کرنا جائز ہے شہید شدت میں تو عفو واجب ہوتا ہے  
یہ رمضان میں عفو کی عفو یا تندر میں کہ روزہ توڑ دینا جائز ہے رمضان کے نزدیک روزہ توڑ دینا شدت و  
رکبہ روزہ ہے اگر بکارت یا شدید مضرت کا قوی گمان ہو تو روزہ توڑ دینا واجب و رکبہ باقی  
سبب ہے۔

جس شخص نے روزے کی نیت کی ہو اور عفو یا تندر میں کہ روزہ توڑ دینا جائز ہے رمضان کے نزدیک روزہ توڑ دینا شدت و  
رکبہ روزہ ہے اگر بکارت یا شدید مضرت کا قوی گمان ہو تو روزہ توڑ دینا واجب و رکبہ باقی  
سبب ہے۔

روزہ توڑنے کے بعد اگر تندر  
مرض یا شدت تکلیف کے سبب روزہ توڑنا واجب  
ہو گیا نہ شہ ہو کر روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جائے گا

کے لئے باد و فوں کے لئے منفرت رہاں ہوگا تو اس کو روز و ترک کرنا پڑے گا۔  
 بیشتر اوقات قتل کرنا واجب ہے نہ فریاد و جیہ سبب اور نہ مسلسل تشاک و تکرار۔  
 ہیں۔ دودھ پلانے والی بچہ کی اُن ہویا جرت پر دودھ پلانے والی بچہ کی جرت پر  
 ذوق نہیں کیونکہ اگر اس سے پہلے خوشہ اس پر دودھ چلاؤ چھبے وہ نہ بڑھتا۔  
 ک دوسرے دودھ پلانے والی جیہ سبب

حیثی و شہس کی جیہ سببیں روز و ترک کرنا چھبے اور نہ دودھ پلانے  
 کی پاک ہو کر کے روز و شہس کی جیہ سببیں اور نہ دودھ پلانے کی پاک ہو کر کے  
 پور کرنا چھبے

اگر بچہ کی جیہ سببیں روز و ترک کرنا چھبے اور نہ دودھ پلانے کی پاک ہو کر کے  
 پور کرنا چھبے

بہر حال جیہ سببیں روز و ترک کرنا چھبے اور نہ دودھ پلانے کی پاک ہو کر کے  
 پور کرنا چھبے

اگر بچہ کی جیہ سببیں روز و ترک کرنا چھبے اور نہ دودھ پلانے کی پاک ہو کر کے  
 پور کرنا چھبے

اگر بچہ کی جیہ سببیں روز و ترک کرنا چھبے اور نہ دودھ پلانے کی پاک ہو کر کے  
 پور کرنا چھبے

اگر بچہ کی جیہ سببیں روز و ترک کرنا چھبے اور نہ دودھ پلانے کی پاک ہو کر کے  
 پور کرنا چھبے

اگر بچہ کی جیہ سببیں روز و ترک کرنا چھبے اور نہ دودھ پلانے کی پاک ہو کر کے  
 پور کرنا چھبے

اگر بچہ کی جیہ سببیں روز و ترک کرنا چھبے اور نہ دودھ پلانے کی پاک ہو کر کے  
 پور کرنا چھبے

اگر بچہ کی جیہ سببیں روز و ترک کرنا چھبے اور نہ دودھ پلانے کی پاک ہو کر کے  
 پور کرنا چھبے



میں اور وقت مقرر نہیں ہے۔ ہر کی مسک میں یک دن و یک رات گنت کم میں آتے۔

## اعتکاف کی شرطیں

اعتکاف کی شرطیں ہیں: شہداء مسلمان ہونا ہے۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ جب شعور ہونا ہے ہند کا فرقہ کا، مجنون کا اور بے شعور بچوں کا اعتکاف درست نہیں۔ ایک شرط یہ ہے کہ اعتکاف مسجد میں ہو۔ مسجد بھی وہی ہے جو تہذیب و ثقافت کا راجحوت ہوتی ہے۔ مرد و مؤذن و قارئین یہ حکم مد کے لئے ہے عورت میں جو یہ نماز کے لئے بنائی گئی ہو وہاں اعتکاف کر سکتی ہے۔ جماعت و مسجد میں عورت کا اعتکاف کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ورنہ بھی درست نہیں کہ اس مقدمے میں وہ جو گھر میں نماز کے لئے بنائی ہے اس ورہ اعتکاف کرے۔ شرط یہ ہے اعتکاف میں نیت بھی یک شرط ہے جس کے بغیر اعتکاف درست نہیں ہے۔ جنابت و حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی اعتکاف کے لئے شرط ہے۔ اعتکاف میں ہائے یسے کہ جنابت سے پاک ہونا اعتکاف رو ہونے کی شرط ہے یعنی ایسی حالت جنابت میں اعتکاف کرنا حرام ہے۔ حیض و نفاس سے پاک ہونا احکامات و جبائے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ عہد واجب وہ ہے جس کی نذر مرنی ہو اس میں رزہ رکھنا بھی شرط ہے اور روزه بھی نفاس سے پاک ہونے کی شرط ہے۔ شرط یہ ہے کہ عورت کا اعتکاف کرنا بغیر شوہر کی اجازت کے درست نہیں ہے۔

وہ باتیں جن سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے یہ ہیں:

## مفسدات اعتکاف

۱۔ عبادت کرنا ۲۔ عبادت بلا شرط و رت باہر نہ کرنا ۳۔ جنون و بے ہوشی ۴۔ نشہ اور مشیہ یا سن کر دینے والی چیزوں کا استعمال ۵۔ گنہ گار کا ارتکاب ۶۔ تردد۔

مباشرت خود قصد ہو یا سہو، مسجد کے اندر ہو یا باہر قصد اعتکاف ہے۔ وہ تمام عمل جو اس جانب تحریک پیدا کریں مگر وہ تحریمی ہیں۔ مسجد سے باہر نکلنا بھی نہ درتوں یا شرعی ضرورتوں کے حدود میں اعتکاف ہے۔ کھانا پینا، پیشاب پانا نہ غسل جنابت بھی نہ درتیں ہیں۔ ان کے لئے اگر مسجد سے باہر نکل جائے تو نہ درتوں و چاروں طرف مسجد کے اندر نہ جانا چاہئے۔ تہذیب کی ناز کے ساتھ مسجد جانا و نماز نہ کرنا نہ درتوں کوئی دوسری کوئی چیز نہ درتوں کو شرعی نہ درتیں ہیں۔ اگر تہذیب کی ناز کے ساتھ مسجد جانا نہ درتوں کو شرعی نہ درتیں ہیں۔



چاہئے اور شعبہ درختوں سے فرغ ہو کر فوراً واپس آجانا چاہئے، فرض کے بعد پڑھی باتوں کی سنت  
نماز میں مسکاف میں پڑھنا چاہئے۔ جنہوں نے نماز ختم ہوتے ہی بوٹ کر پڑھ لیا۔ یا پھر ٹھہرنا یا  
کسی سے باتیں کرنا مسکاف کے لئے منع ہے۔

اعتکاف کرنے والے کو اپنی بات کے سوا اور کوئی کلام نہ کرنا۔  
اختکاف کے آداب

زیدہ ترددات ترددات کلام اللہ ادا کے فاضل اور ذکر الہی  
میں گزارنا۔ حدیث رسول و علوم دینی کا مستعمل کرنا۔ اللہ کی تسبیح و تحمید اور استغفار کثرت  
ت کرتے رہنا۔ اعتکاف کے آداب ہیں۔ یہ امر بھی آداب اعتکاف میں سبب کہ اعتکاف کے  
لئے اس مسجد کا انتخاب کیا جائے جو سب سے چھٹی ہو، دنیا میں سب سے چھٹی مسجد ترمیم ہے  
پھر مسجد نبوی پھر مسجد قصبی پھر مسجد کی وہ مسجد جس میں مسجد زیادہ نمازی جمع ہوتے ہوں اور  
رمضان میں مستحب ہے۔

اس خیال سے چھپ رہا کہ وہ زیادہ ملک کا مکروہ ہے۔  
اعتکاف کے مکروہات

پیشہ و رانہ شغل اخوان و دہریس جی کیوں نہ ہو، میں زیادہ  
مکروہات رہن بھی مکروہ ہے مسجد کے قریب گھر، دکان کے سبب اس میں جو ناپاک باتیں کی  
مذات پڑتی ہو، نہ خیر و فقر و سخت کرنا یا تجارتی معاہدہ کرنا، بیچنے کی غرض سے وہ مسجد میں  
رہنا یہ سب باتیں اعتکاف کی رست میں کرنا مکروہ ہیں۔

رمضان کے آخری دس دنوں میں ایک رست میں آتی ہے جس میں بڑی خیر و  
مکروہات ہیں۔

برکت سبائس کا ذکر قرآن کی ایک سورت میں ہے جسے سورۃ قدر کہتے ہیں۔

تحریر و ایستہ القدر فی اوتار  
لیستہ ستر کو رمضان کی آخری دس  
من القدر افا و اخر  
رستوں میں ترش کرور

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقدس رست رمضان کی انیس تیس گھنٹیں مستحب ہیں یا

نہیں؟ شب بھر کی رست ایک بار رات میں ستر گھنٹے یا ستر گھنٹے سے دو تین دن

تک نہ لیا۔ رمضان کا یہ سبب کہ باوجود اس میں ایک رست ہے جسکی ستر گھنٹے ہیں ستر گھنٹے





دو سیر گیہوں یا آٹا دینا چاہئے اور اگر جو دے تو ۸۰ تولے کے سیر سے اس کا دو گنا یعنی ستر  
تین سیر جو یا آٹا دینا چاہئے۔

گیہوں اور جو کے علاوہ اور جتنے اناج ہیں ان سب کا حکم یہ ہے کہ پختہ نہ ہو سیر بہت  
یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت لگائیں پھر اس قیمت سے وہ غلہ خریدیں جو صدقہ فطر میں دینا  
ہے جتنا ملے اتنا ہی دیدینا چاہئے۔ گویا اصل چیز نوپنے دو میرہ گیہوں یا ساڑھے تین یہ جو یہ  
اس کی قیمت ہے غلہ اگر نہ دیں اور یہی قیمت صدقہ فطر میں دیدیں تو بھی جائز ہے بہت  
کم نہ بہتر ہے اس سے مساکین کو زیادہ فائدہ ہے۔

چند لوگوں کا صدقہ فطر اجتماعی طور پر کسی ایک محتاج کو دینا جائز ہے جس سے جب  
جائز ہے کہ ایک شخص کا صدقہ فطر چند مسکینوں کو دیا جائے۔ صدقہ فطر کے مصرف میں  
ہیں جس کا ذکر آیت "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ" میں ہے اور جو باب زکوٰۃ میں آئے  
آ رہا ہے۔



五

زکوٰۃ کے معنی اور اس کی تعریف

ہیں ستمگر کی مشائیں ذیہ ہیں دی جاتی ہیں۔

قد افلح من نزلها      جس نے اپنے نفس کو گندے سے پاک کیا

وہ بیشک نہ تپا۔

نرمی و نازکی      نرمی و نازکی

نہ ہوتی جتنی حدت ہیں اس کے معنی محسوس ماں کو نہ اس شے کے ساتھ کسی  
مستحق شخص کو اس کا مالک بنا دینے کے ہیں۔ منصب یہ ہے کہ جو لوگ منصب زکوٰۃ کے  
مالک ہیں یعنی انہیں رکھتے ہیں جس پر زکوٰۃ واجب ہو ان پر فرض ہے کہ دوسرے مستحق  
کو ان کی تنصیب کے کرتی ہے اپنے مال میں سے ایک مقدار اس کا مالک بنا دیں۔ یہ  
نہ اس مقدار میں زکوٰۃ بھرتی ہے اس کو زکوٰۃ اس سے کہا جاتا ہے کہ اس سے آدمی کا  
بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے اس کی نیکی میں نمو و ترقی ہوتی ہے۔

اوست زکوٰۃ کا حکم اور اس کا ثبوت  
 زکوٰۃ اس قدر کہ پانچ رکان ہیں  
 یہ رکان ہے اور ہر ایک شخص پر فرض عین  
 ہے جو شے کے جوہر کرتا ہو جن کا ذکر آگے رہا ہے۔ زکوٰۃ ستمدھ میں فرض ہوئی اس کی  
 فرضیت کتاب سنت و اہل بیت علیہم السلام میں ہے و انوار زکوٰۃ  
 ذکر میں و رزق اللہ اس ستمدھ میں مذکور ہے و اہل بیت علیہم السلام کے سب میں  
 فرض ہے و ہر ایک رکان کا مقدار حق ہے۔

مستند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکور ہے کہ اگر کوئی روزہ نہ  
 کسی خیر عمل کی بنیاد پر پڑھے اور نہ کسی اور چیز کے واسطے پڑھے بلکہ  
 خیرہ جتنے روزے پڑھے، پھر نہ فریاد

تقوا اللہ وعلوا خمسہ شہد

وعلوہا شہدہ وادو

نرمکاتہ امواسک

جہاں بھی روزہ مت پڑھو، پھر نہ فریاد کہ میں نے روزہ پڑھا ہے، نہ کہ میں  
 شہدہ ہوں۔

نہ روزہ پڑھو، نہ کہ میں نے روزہ پڑھا ہے، نہ کہ میں  
 شہدہ ہوں۔

فرق یہ ہے کہ پہلے روزہ پڑھو، پھر نہ فریاد کہ میں نے روزہ پڑھا ہے، نہ کہ میں  
 شہدہ ہوں۔

نہ روزہ پڑھو، نہ کہ میں نے روزہ پڑھا ہے، نہ کہ میں  
 شہدہ ہوں۔

اصول فقہ حنفی

جو کہ روزہ پڑھو، پھر نہ فریاد کہ میں نے روزہ پڑھا ہے، نہ کہ میں  
 شہدہ ہوں۔

نہ روزہ پڑھو، نہ کہ میں نے روزہ پڑھا ہے، نہ کہ میں  
 شہدہ ہوں۔

میںوں پر زکوٰۃ دیکھنا و جب نہیں جتنی غلہ رکھتے ہیں کہ ان کے دیوں سے ان کی زکوٰۃ دیکھنے  
 کے لیے نہیں کیا جائے کہ اہل بیت کے مال سے ترش و رشتہ کا دیکھنا واجب ہے کیونکہ یہ بندوں  
 کے ترقی میں ناہم گوشہ (زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ) و رشتہ فطر واجب ہے۔  
 نہ ترش و رشتہ کے مال کا وہی حکم ہے جو بچے کے مال کا ہے ایک شرط یہ ہے کہ تھوکہ مال نصیب  
 کو پہنچا جائے اور اس پر ایک سال کی مدت گزر چکی ہو ورنہ ایک شرط یہ بھی ہے کہ صاحب مال  
 زندہ ہو۔

سونا یا چاندی یا مالدی یا مالدی کی وہ مقدار جس پر  
 زکوٰۃ واجب اور ایک سال کی مدت  
 زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اسے شرط ہے کہ قیمت میں منسوب  
 ہوتے ہیں و جس کے پاس وہ مقدار موجود ہو اس کو صاحب منسوب کہتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس  
 سارے سال تک وہ چاندی یا سارے سال تک وہ سونے ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی و اگر کسی کو  
 سونے یا زکوٰۃ میں ٹکڑے ہو گئے ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ رہے و جو صاحب شہ رائے و جو صاحب  
 مقدار دی ہو وہ مقدار زکوٰۃ کی صورت میں ہو یا کسی و شکل میں وہی منسوب کی مقدار  
 ہے۔ مختلف صورت زکوٰۃ کا منسوب بدست ہے جس کی تفصیل آگے رہی ہے۔

ایک سال کی مدت گزر جانے کے مصعب یہ ہے کہ زکوٰۃ اس وقت تک واجب رہے کہ  
 ہوتی ہے جب تک کسی شخص کو اس مال کو مالک بننے کی مدت تک اس نے نہ دیا ہے۔  
 اس سے زکوٰۃ کی حساب سے مال کے کسی حساب کا مال نہیں۔ اگر کسی حساب سے ایک سال میں  
 سو چوبیس دن کا ہوتا ہے و جو زکوٰۃ کے لئے شرط ہے کہ اس کے دو دن سے زکوٰۃ پر منسوب  
 ہو۔ اگر ہر موقع سے اس کے مال کے درمیان منسوب کا مال ہو یا نہ ہو یا ہوتا ہو یا نہ ہو  
 شخص اس کے مال میں چارے منسوب کا مال تک تو اس کی حالت میں چارے منسوب کا مال ہو یا نہ ہو  
 زکوٰۃ واجب ہوگی و اگر کسی کے دوران میں مال بھی ہوگی و اگر خیرہ میں وہ بھی  
 ہوگی ہوگی تب بھی بدستور زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر کسی کی کسی خیرہ میں تک جہری رہی  
 و اس کے مال میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اگر کوئی شخص اس کے مال میں منسوب کا مال تھا  
 کہ دوران میں اس میں وہ منسوب ہو تو اس کو محسوس نہیں اس میں یہ جانے کے درمیان

پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

پور سال گزر جانے کی شرط کھیتی ورکھپوں کے علاوہ دوسری اشیاء کے لئے ہے  
کھیتی ورکھپوں کے لئے سال گزر جانے کی شرط نہیں ہے۔

صاحب مال کا آزاد ہونا اور قرض سے بری ہونا  
آزاد سے مراد کسی کاغذ پر  
نہ ہونا ہے بلکہ قبض پر زکوٰۃ  
واجب نہیں ہے، مگر چہ وہ ملک تہ ہو یا ہمارے زمانے میں اس وقت کے ملک کے باشندے  
اسی طرح صاحب مال کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ قرض واجب الہی اس کے ذمہ نہ ہو جس کی نسبت  
پورا قرض ہے جو مال نصاب کے برابر ہو یا اتنا ہو کہ ادا کے قرض کے بعد ہتھ پڑ جائے  
باقی نہ رہے تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

وہ اموال جن پر زکوٰۃ غائد نہیں ہوتی  
سکونتی مکانات، سہ ماہی خانے، پھل کے  
کپڑوں، سواری کے ہتھوڑوں، ستروں  
ہتھیاروں اور ایسے ظروف جو ہواٹ کیے ہوں اور سونے چاندی کے نہ ہوں ان میں چیزوں پر  
زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اسی طرح جو بہت مدت ہوئی یا قوت زبرد وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ ایک  
دو تجارت کے لئے نہ ہوں۔ پیشہ ور نہ رہت اور علمی کتابوں پر زکوٰۃ نہیں ہے بشرطیکہ وہ  
تجارت کے لئے نہ ہوں۔

اشیاء کی قسمیں جن پر زکوٰۃ واجب ہے  
وہ چیزیں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی  
سب پانچ قسم کی ہیں:

۱۔ جو پائے یعنی پائے جانے والے جانور۔

۲۔ سونا، چاندی یا سونا چاندی کے بکے چھنے والے سکے۔

۳۔ سامان تجارت۔

۴۔ کان سے نکلی ہوئی اشیاء اور دھینے۔

۵۔ زرعی پیداوار اور فصل۔

ہر ایک قسم کا بیان اور زکوٰۃ د کرنے کا طریقہ الگ الگ ہوتا ہے۔



جہاں پاؤں کی نگوڑہ

میں یہ مدد نہ پزیر کر دوں گا۔ ہونے کی دو شرطیں ہیں پہلی یہ کہ وہ سائنہ ہوں یعنی سب کے  
زیر دستہ تھے ہیں میدان یا جنگ کی گھاس چر کر یا درختوں کی پتی کھا کر جیتے ہوں اور نہ کوپڑھ  
کتابی کجی دیا جاتا ہو ورنہ دوسری یہ کہ ان سے پار بردار میں مسوری کیسیتی پٹاری کا کام نہ لیا  
جائے ہو جسے ٹھوڑے بچے اور بیل وغیرہ۔

شرح

قدیسین

وش

1910

اے پریک

کے متعلق

بک بگری۔ بگری کی قیمت

دستکش

تیسری روئے

دو گریں پیادہ کے۔

۱۰۰۰

一、

5

د سے ہر

2

1

۱۲۸۰

وینٹ کا پیکر۔ دادو جی۔ پٹنم کی قیمت

۲۷-۳۸

۱۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

*Chrysomelidae*

...

...

1990

4. 10. 1941

1871

400

۱۔ اونٹوں کے بعد پہر کسی حدیث حساب ہے کہ چنی ہر پانچ پر ایک بڑی ورم دس پہر  
دو بڑی بڑا حق جائیداد یعنی دس اونٹوں پر دس سائے کے دو ونٹ کے بچے اور ایک  
بڑی زکوۃ ہیں دین ہوگی ورم دس اونٹوں پر تین تین سائے کے دو ونٹ کے بچے اور تین  
بڑی سائے ہیں اس حدیث سے ظاہر ہے کہ زکوۃ کسی حساب سے برہتی رہے گی۔

گائے بھینس وغیرہ کی زکوٰۃ کا نصاب      تعدد جس پر زکوٰۃ واجب      شرح زکوٰۃ

ابتدائی نصاب تیس	اسے ۲۹ تک	کچھ نہیں
ہے اس سے کم پر	۳۰ ہوں تو	ایک سال کا بچہ یا مس کی قیمت
زکوٰۃ نہیں ہے	۴۰ ہوں تو	پورے دو سال کا بچہ
	۶۰ ہوں تو	ایک سال کے دو بچے
	۷۰ ہوں تو	دو سال کا ایک اور ایک سال کا ایک بچہ
	۸۰ ہوں تو	۲ سال کے دو بچے
	۹۰ ہوں تو	ایک ایک سال کے تین بچے
	۱۰۰ ہوں تو	دو سال کا ایک اور ایک سال کا ایک

جتنی تعدد بڑھتی جائے گی اُن کی زکوٰۃ بھی زیادہ ہوتی رہے گی۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ  
 ۳۰ ورہم کو معیار بنالیا جائے اور ساتھ سے زیادہ جتنی تعدد ہوں ۳۰ ورہم کے متناظر  
 سے زکوٰۃ نکالی جائے، مثلاً ۷۰ میں ایک سال کا ایک بچہ جو ۳۰ کی زکوٰۃ ہے اور دو سال کا  
 ایک بچہ جو ۴۰ کی زکوٰۃ ہے دینا چاہیے، دہائی کے درمیان کی تعدد پر زکوٰۃ شمار نہ کی جائے  
 بلکہ صرف ۳۰، ۴۰، ۵۰ کی زکوٰۃ دی جائے گی مثلاً ۲۰ ہوں تو یا تو ۳۰ بچے ایک ایک سال کے  
 دے جائیں یا تین بچے دو دو سال کے دونوں صورتیں جائز ہیں۔

بھیڑ بکری کی زکوٰۃ پر نصاب	تعدد جس پر زکوٰۃ فرض ہے	شرح زکوٰۃ
نصاب کی تعدد چوبیس سے	اسے ۳۹ تک	کچھ نہیں
شروع ہوتی ہے اگر تمام بھیریں	۴۰ سے ۶۰ تک	ایک
ہوں تو زکوٰۃ میں خصوصیت	۶۰ سے ۷۹ تک	دو
تحتیہ دین ہوگی اور اگر تمام	۸۰ سے ۹۹ تک	تین
بھیریں ہیں تو زکوٰۃ میں بکری کی	۱۰۰ پورے ہونے پر	چار
جائے گی اگر مشترک ہوں تو جن کی تعدد	۱۰۰ سے زیادہ ہوں تو	پندرہ سو یا ایک
زیادہ ہوں زکوٰۃ دی جائے گی اگر تعدد دیر پر ہے تو زکوٰۃ وصول کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ تمام		

میں سے جو قسم چاہے دعوں کرے وہر کی جو تعداد زکوٰۃ فرض ہونے کی گئی ہے ان ذینہوں کے درمیان کی تعداد دعوں ہے۔

دوہڑا نصاب وریک سال کی مدت کے  
 سونے چاندی کی زکوٰۃ کا بیان  
 عنوان سے سونے چاندی کی وہ مقدار جس پر  
 زکوٰۃ واجب ہوتی ہے بیت کی جو پٹی ہو سونے کے نصاب کی مقدار ہے۔ مثلاً سونے کی وہ چاندی  
 کے نصاب کی مقدار ہے۔ ۲۰ درہم۔ مثلاً ۲۰ درہم کا وزن تو جو ۱۰ درہم شوں میں سے ایک غبر۔  
 سے جو تینوں کی ہے۔ مثلاً ۲۰ مثلاً ۲۰ سے سات سے کہ ہر ۲۰ درہم سودرہم کو  
 سنا کرتے ہوں تو ان کے ہر وزن مانا گیا ہے۔ ہر تینوں کی وہ مقدار ہے جس پر  
 وزن قابل ہو دیکھیں۔ پس جو شخص سونے اور چاندی کے ان نصابوں کو ایک ہو کر  
 وہ سب سونے کی زکوٰۃ دسویں حصے کی ایک چوتھائی ایسے نکالے قطع نہ کریں گے کہ سونا  
 چاندی کے کٹنے کی شکل میں ہو نہ ہو۔ نصاب مذکورہ ہر سال کم سونے چاندی پر زکوٰۃ فرض نہیں  
 ہے۔ یعنی دونوں میں سے جو چیز نصاب کو پہنچ جائے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سونے اور چاندی کی  
 جتنی جتنی چیزیں ہوں ان سب کا کم سونے اور چاندی کا ہے۔ مثلاً زیورات خود وہ دونوں  
 کے ہوں یا عورتوں کے نریش کرے ہوں یا پگھلا کر برتن ہوں یا سٹی گڑھا چمکا یا سونے چاندی کے  
 تار کاٹ کر پڑوں یا رکھیں ہو۔ خود یہ چیزیں اس نصاب کی جاتی ہوں یا نہ کی جاتی ہوں اگر بتدر نصاب  
 ہیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ کا نصاب وزن کے اعتبار سے ہے قیمت کے اعتبار سے  
 نہیں ہے۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ میں سونا اور چاندی کے ہائے یا اس کی قیمت دونوں  
 صورتیں ہوتی ہیں۔

سونے چاندی کی تحویط اثبات کی زکوٰۃ کا بیان  
 اگر سونا یا چاندی کسی وراثت  
 میں ہے یا ہیت یا نیک میں تصویر  
 ہر وقت پر زکوٰۃ کا نہ ہوگی۔ وقتیکہ محض سونے یا چاندی کی مقدار جو دوسری وراثت میں شری  
 ہے۔ نصاب کو چھو نہ کرے۔ مگر وہی شے ہیں اس وراثت کا لکھنا یا بیکے گا جس کی مقدار  
 یہ سونا یا چاندی ہو یا چاندی یا کوئی وراثت، ہذا سونے کے ساتھ چاندی میں ہوئی شے





ضرورت ہے یا کسی محسب بیماری میں مبتلا ہے جس کے علاج کے لئے روپے جمع کرنا ضروری ہیں  
 ورنہ پیشہ ور ہے جس کے لئے گناہات خربند نہ ضروری ہیں ان غرض کہ بیکاری نہ وقتوں کو چھوڑ کر  
 کسے ہر روپیہ رکھ گیا ہو اس روپے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ صواب درجہ رک کے  
 بعد زکوٰۃ مرغ عن حاجتہ الاصلیہ کی تشبیہ کا عندئذ فی نے بھی کی ہے۔  
 دوسری غیر بنیادی یا کم اہم ضرورتوں مثلاً شادی میں دقت نہ حقیقتہ یا ور کوئی فقرہ بکری  
 کے لئے روپے ہیں تو سال گزرنے پر ان کی زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح گرج کر کے اکت ہیں  
 خریدنے یا بچانے کو عملی تعلیم دینے کے لئے روپیہ جمع کیا جائے تو اس صورت میں بھی روپوں  
 کی زکوٰۃ واجب نہ رہے۔

مسئلہ اگر زکوٰۃ مستحب بلکہ سب سے اہم شغل کے پاس تین روپیہ جمع رہا ہو تو اس پر  
 زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں نہ دوسری باتیں وجوب  
 زکوٰۃ کے لئے ہیں بیان کی جا چکی ہیں۔

قرائن میں سے پہلے جو قرائن اب پر زکوٰۃ اگر کسی شغل کا قرض دوسرے پر ہے اور اس  
 کی مقدار انصاف کے پرست اور اس پر ایک  
 سال گزرے تو اس کی زکوٰۃ نکالنے کے حکم یہ ہیں۔

۱۔ اگر نقد روپے قرض دئیے ہیں یا سود من پڑا ہے اور اس کی قیمت آنا باقی ہے تو اس  
 روپے کی زکوٰۃ اس وقت میں ہوگی جب وہ اس کو واپس مل جائے۔ اب اگر وہائی ہو  
 کہ اس نے اس کو قرض دیا تھا مگر اس کی زکوٰۃ دوسرے ہونے پر وہ اس کے پاس  
 رہا باقی رہی تو وہ اگر تھوڑی سی مدت کے بعد اس کو واپس روپیہ وصول ہوا ہے  
 لیکن زکوٰۃ دینا چاہیے۔ بھلا اگر یہ وصول ہوا تو اس کی زکوٰۃ کیا ہے  
 لیکن کہ موقوفہ پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

۲۔ اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ غرض اس پر کسی چیز کی قیمت ملتی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے  
 لیکن اگر غرض اس پر کسی چیز کی قیمت ملتی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے  
 لیکن اگر غرض اس پر کسی چیز کی قیمت ملتی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے

خریدی جاسکتی ہے تو جب قیمت وصول ہو زکوٰۃ دینا چاہیے، اگر کچھ اتنی مقدار وصول نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں، اگر قدر نصاب سے زیادہ رقم باقی ہو مگر کئی سال کے بعد وصول ہو تو اس وقت تک زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ سال گزرنے کی مدت کا اعتبار اس وقت سے کیا جائے گا جب تک کہ وہ نصاب کا مالک ہو اور اس کے وصول ہونے کے وقت سے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مال کے قبضے میں تو نہ ہو لیکن ملنے کی توقع ہو چھپے ہو یا روپیہ یا غرض کاروبار میں ہو اس وقت سے زکوٰۃ واجب ہوگی جب ملنے کے بعد ایک سال گزر جائے۔  
 ۴۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ قرض ہو مگر اس کے ملنے کی امید نہ ہو مثلاً پھنڈا درختوں کی ٹہریاں کے لئے قرض دیا گیا ہو تو ایسے قرض پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر بعد میں وصول ہو جائے تو پوری مدت سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔

**تجارتی مال پر زکوٰۃ** وہ سامان جو تجارت کے لئے ہوتا ہو وہ کسی دھات، کپڑے، برتن، برتنی، میوہ ہو یا سالہ، کاغذ ہو یا کتے ہیں، کپڑے، برتن، برتنی، میوہ، کتے، یہ سب زکوٰۃ پر مشمول ہیں۔  
 وہ سامان جو کسی کارخانے میں تیار ہوتا ہو تمام چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ اس سامان پر زکوٰۃ کے درود تجارت کی نیت سے رکھی گئی ہوں۔ پھر اس پر زکوٰۃ دینے کا مطلب یہ ہے کہ نصاب ہوئے کے بعد ایک سال گزر جائے تجارت کی نیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیزیں ستموں کے لئے یا رخصت کے لئے نہ رکھی گئی ہوں۔ اگر کسی نے بے شمار بڑی بڑی چیزیں، پتیلیں، فرنیچر، ونی ورسوٹی، قیمتی گہنے غلہ اور سالہ وغیرہ رکھے ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اگر کارخانے میں کوئی مال تیار کیا جاتا ہو تو حقہ سالہ فروخت ہوا اور جو سود کا یہ مال زکوٰۃ واجب ہے، البتہ شینوار، سامان تیار کرنے کے آلات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح پیشہ دوست مثلاً گھڑی ساز، بڑھئی، موہر، موٹروں اور سامانیکوں کی مرمت کرنے والے اور جیتے دو مہرے بنانے والے کے ستموں اور زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

سامان تجارت کا نصاب یعنی وہ حد جہاں سے زکوٰۃ کا وجوب ہوتا ہے وہی ہے جو روپیہ کے لئے ہے یعنی تجارتی سامان کی قیمت اتنی ہو کہ اس سے بعد نصاب پانچ سو روپیہ یا اس سے زیادہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی اور اس کے بعد بتنا درجہ جاتا ہے کہ جب تک کہ قیمت زکوٰۃ پر

نکاح باکے گاہکوں کے نصاب کے منطبق میں تجارت کی قیمت لگانا بھی جائز ہے لیکن غریبوں  
 و مسکینوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے چند ہی کے نصاب کی قیمت سے حساب کرنا زیادہ مناسب ہے۔  
 واضح ہو کہ اصل میں تجارت کی قیمت لگانا زکوٰۃ دینا واجب ہے تمام میں  
 کی قیمت لگانا باہم کھٹا کر لینا جائز ہے خواہ وہ ماں مختلف نوعیت کے ہوں مثلاً  
 کپڑے، برتن، پتیلی، کاساں، سی ترچہ، دوسری سال میں تجارتی چیزیں جس میں ہوس کو بھی  
 ماں کی قیمت میں شامل کر لیا جائے نیز تجارت کے بعد وہ کسی اور چیز سے جو اس میں شامل ہو  
 ورتت یا بیہ و غیرہ سے تو وہ منافع و ریہ میں سب کو مدد کر نصاب کا ایک سبب کی زکوٰۃ میں  
 جو جو بنے ہوئے یا کئے ہوئے شے سال کے خاتمہ پر نصاب پر جو درآمد ہوگی ہو۔ غرض زکوٰۃ  
 کے واجب ہونے کو مختار چوتھے سال بعد تک نصاب کے قائل رہنا ہے۔

گنتی اور حساب کی زکوٰۃ زمین سے اٹنے والی چیزوں پر زکوٰۃ کی فرضیت یہ ہے کہ وہ  
 زمین کے جو شے و عیشیہ بیات ہوئی۔ کتب و سنت سے

یک ناس حکم کے تحت بھی ثابت ہے، مثلاً قرآنی کہ رشتہ ہے (سورہ نساء آیت ۲۲)

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ ذَوِّقِهِمْ

وہ رشتہ تعلق شہسید و سہیل سے فرمایا ہے:

مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ وَفِيهِ الْعَشِيرُ

وہ مرنے والے میں رشتہ داروں و ذوالیہ

دوسرے باب نفیہ نفس العشر

اس حدیث میں مذکور روایت کی تفصیل ہے۔

زمین کی پیداوار سے جو زکوٰۃ لگائی جاتی ہے اسے شہسید میں عشر کہتے ہیں اس کو دینا

اس میں سہیل و سہیل سے جو زمین سے پیداوار میں لگائی جائے وہ مدد ہو یا عورت یا بالغ بچہ۔

نہ اس میں جو بچہ ہو۔

زمین کی پیداوار میں کیا چیزیں شامل ہیں زمین کی پیداوار میں جو وہ  
 چیزیں جس سے زمین سے

جتنی سے اس سے آدمی کو مدد حاصل کرتا ہے اقرآن کریم میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَبِمَا كَسَبْتُمْ مِنْ شَيْءٍ عَمَلُوا لَكُمْ أَنْتُمْ وَرَبُّكُمْ

(بقرہ آیت ۱۷۶)

اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں ان چھ چیزوں میں سے خیر کرو جو تمہارے لئے  
ہیں اور ان چیزوں میں سے جو تمہارے لئے زمین سے نکالی ہیں۔  
ہر قسم کا نفل ہر قسم کے سپین و مٹیوں اور مختلف قسم کے کھانے کی چیزیں ان میں ترک ہیں۔  
خربوزہ، تربوز، ککڑی، مشک، قندگن وغیرہ شامل ہیں سب میں عشر واجب ہے قرآن مجید میں  
چیزوں کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ  
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ  
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ  
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ  
(سورہ بقرہ آیت ۲۷)

وہی اللہ جس نے باغات پیدا کئے وہ جو ٹیٹوں پر چڑھائے جاتے ہیں جیسے خربوزہ  
اور وہ بھی جو ٹیٹوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں نشتر  
کی کھانے کی چیزیں ہوتی ہیں اور زیتون و انار باہد مثلاً یہ بھی اور غنیمت یہ بھی ان سب کی  
پیداوار کی وجہ وہ نکل گئے اور اس میں جو حق شرع سے وہ جب سے اس لئے  
درتوں کے دن مسکینوں کو دیا اور درجہ ستم گزر دیتا ہے اور اس کے لئے  
وہ اس کو ہند نہیں دیتا۔

عشر اور زکوٰۃ میں فرق  
سہ ماہ تجارت، سونے چاندی وغیرہ کی زکوٰۃ اور عشر میں فرق  
یہ ہے کہ عشر کے لئے کوئی خاص مقدار نہیں ہے اور نہ ایک  
سہ ماہ کا نذر عشر واجب ہونے کے لئے نہ ہے بلکہ روحیہ پیشہ کی زکوٰۃ میں یہ دو اقسام پیش کرتے  
ہیں۔ ترککاری وغیرہ ہندوان سے زیادہ بانی نہیں رہ سکتیں، مگر ان میں عشر سے زکوٰۃ کی ایک ہند  
بھی نہ ہے نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے کو کھیت سے نہ بچے کر خیرات دے گا تو اس کا شمار زکوٰۃ میں  
کے بارگاہ کو بچل اور معوق رہنے کے لئے نہ ہے نہ اسے زکوٰۃ میں شمار کیا جائے گا۔ اس لئے ان کے  
کئی ایک دیکھو کہ وہ ہیں تو زکوٰۃ اور عشر دونوں کی طرف سے ہندوستان میں یہ دو اقسام سے ہیں۔



مسک کے متعلق ہیں دوسرے نمہ کہ مسک آگ استمد اک کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے  
 پانی کا حکم پانی کی کھیتی کرنے کی صورت میں ہر حصہ دو کو اپنے اپنے حصہ کو عشر ایک مسک  
 دین چاہیے اور اگر کھائی پورے غنے کا عشر نکال کر باقی ختم تقسیم کر میں تو یہ  
 بھی جائز ہے۔

عشر نکالنے کا طریقہ اگر ہمید وار بارش کے پانی سے یا قیر پانی کے ہوئی ہے تو پانی پر  
 جو بار بار اور خرین کی دوسری فصلیں یا درہائے کن رے  
 در تری کی زمین میں بیج کی پیداوار یا باغات کے پھل تو ان تمام چیزوں میں دسواں حصہ عشر  
 ندرت ذیل ہے یعنی دس من میں ایک من یا دس پھل میں ایک پھل کے حساب سے عشر نکال جائے گا۔  
 اگر ہمید وار سین پانی کے ذریعے ہو ہی ہے مثلاً کنویں سے ٹوویں یا مٹ کے ذریعے یا تار  
 سے بن جھنچ کر یا ٹیوب ویل یا نہر کے قیر پانی یا نہر کی سین پانی کی گئی ہو تو ان تمام صورتوں  
 میں سے دس حصہ یعنی نصف عشر دین فرض ہے یعنی ۲۰ من میں ایک من۔ جہاں بیج کی فصل جو،  
 گہوے، ٹرونی، سین پانی کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں ان سب میں بیسواں حصہ ہے۔ سین اگر پانی  
 پہنچا سکا ہے تو نہایت کم آب رسانی کا نہ کرنا بہتے بیکہ تار پ چشمہ یا ندی سے کاٹ کر  
 کھیت میں پہنچا دیا جائے تو اس میں دسواں دین ہوگا بیسواں نہیں۔

جہاں بارش صورتیں جمع ہوں یعنی اگر کوئی فصل سی ہو جس میں سین پانی بھی گئی ہو  
 اور بارش کے پانی سے بھی نہ ہو پہنچا ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں  
 ۱۔ اگر اس فصل کا زیادہ حصہ سین پانی کی وجہ سے ہو تو بیسواں دین ہوگا سین پانی کے بعد  
 بارش ہوگی یا اس کے تو اس کے اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ سین اگر سین پانی نہیں پانی کہ بارش  
 ہونے اور اسی بارش سے فصل تیار ہوگی تو بیسواں زچہ یعنی نصف عشر کے برابر دسواں  
 حصہ دین ہوگا (یعنی عشر)۔

۲۔ دوسری صورت ہے کہ زیادہ حصہ بارش کے پانی سے پانچواں حصہ سین پانی کے پانی سے  
 پانچواں حصہ سین پانی کے پانی سے پانچواں حصہ سین پانی کے پانی سے پانچواں حصہ سین پانی کے پانی سے

ہوگا جیسا کہ دھان کی فصل میں ہوتا ہے۔

۱۳) تیسری صورت یہ ہے کہ خریف کی فصل جو تھی و بڑھتی تو ہو بارش کے پانی سے سن کر  
میں دو تین بار پانی دینا پڑا ہوا ایسی صورت میں عشر کے بجائے نصف عشر بر دیں  
بڑے گا۔

## بادایات

۱. عشر یا نصف عشر (جیسی بھی صورت ہو) پوری پیدائش کے لئے ہے۔  
ہل ہل، سینچی، اور دوری اور زچ وغیرہ کا خرچہ وغیرہ نہیں کہنا ہے۔  
۲. جس پیداور میں سے عشر دینا واجب ہے اس کو ستم کرنے سے پہلے عشر دینا  
ضروری ہے مگر بغیر عشر نکالے متحمل کرے گا تو اس کے زب زب ہوگا بہت تر  
عشر نکالنے کا ارادہ کرے ہو تو پھر ناجائز نہیں ہے۔

۳. جو ہر سترہ میں ہے "اذا کان الماء عازماً علی دارالمسکر  
۴. اگر کوئی شخص عشر ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کی وصیت اس کے چہرے  
توڑنے میں سے عشر وصول کر لے گی یا اس کے ورثہ دیدیں تو سب سے بہتر ہے۔  
۵. فصل کاٹنے سے پہلے یا بارغ کے پھل توڑنے سے پہلے فصل کو یہ پھل کوین دیا تو اس کی  
دو صورتیں ہیں (۱) اس نے کھیتی اور پھلوں کو پکڑنے سے پہلے پتہ دے کر خریدا ہو جائے  
ہوگا (۲) اگر پک کر تیار ہو جانے کے بعد ہی ہے تو بیچنے والے پر عشر د کرنا ہے۔  
۶. عشر پیداوار میں سے ہی نیکر جائے گا۔ چاہے اسی کو عشر میں دیا جائے یا اس کے ثمرات  
کو دونوں صورتیں جائز ہیں۔

۷. گھر کے اندر لگائے ہوئے درخت کے پھل یا گھڑے حصن میں پانی پانی ترکاری میں  
عشر نہیں ہے۔

۸. پیداور جیسی ہو ویسی ہی عشر میں دینا چاہیے اور حتیٰ کہ مکان چھوڑ دینا چاہیے۔  
۹. ام مہینہ رحمہ مذہبہ کے دونوں شاگرد مہینہ یوسف ورم مہینہ کا ورم  
استدراک  
۱۰. ام مہینہ فحی ورم مہینہ حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہمد کا سبب یہ ہے کہ پانی کے تحت سے  
کھینچا ہو یا زکوۃ یعنی عشر واجب نہیں ہے۔ پانی کے وسط کا ورم تھی تو اسے سبب سے



کرتے۔ صاحب علم فقر و حقیقی ذوالع آمدنی پر گزر کرتے ہیں ان پر خرچ کرنا زیادہ ہے تو ان کو یہ  
میں ایسے لوگوں کو جو اللہ کے کاموں میں مصروف ہوں اور زمین میں ہیں پھر کر دینی کے کاموں میں  
کم ملت ہو فقر کے غلط سے یاد کیا ہے اور ان کا حال یہ بیان کیا ہے کہ

يَخْتَبِرُهُمُ الْجَنَّةُ هَلْ اَنْوِيَتْ اَنْوَ مِنَ الشُّكُوفِ تَعْرِفُهُمْ حَيْثُ هُمْ لَا يَسْتَشْعُرُونَ شَاكِسَ رَيْفَاكَ (بقدرت اللہ)

ناواقف لوگ ان کو نہ مانگنے کی وجہ سے مطمئن اور مالدار سمجھتے ہیں تم غور کرو ان کو کبھی نہیں

سے پہچان دے گے کہ وہ مطمئن نہیں ہیں لیکن وہ ٹوٹ کر اگر کسی سے نہیں مانگتے۔

مساکین۔ مسکین کی جمع ہے اس سے وہ شخص مراد ہے جو بے روزگار ہو گیا ہو اور نہ کسے مدد ملے  
کے لئے کچھ نہ ہو یا کسی حادثہ کی وجہ سے تہی دست ہو گیا ہو یا خود روزی کمانے کی وجہ سے تہی دست  
ہو گیا ہو یا کسی بیماری کی وجہ سے۔ ایسے شخص کو سوال کرنا حلال ہے بخلاف فقیہ کے کہ اگر کسی سے  
ایک دن کی خوراک اور تین ڈھانچے کو پٹرا ہے تو اسے سوال کرنا حلال نہیں ہے۔

عاملمین۔ عامل وہ شخص کہہ سکتا ہے جس کو امام (حکومت) نے کسی کام پر مقرر کیا ہو یا کسی اور  
وصول کرنے والے کارندے مراد ہیں کام کی نوعیت کے مطابق ان کی جرتیں زکوٰۃ کی مدد سے  
گی اگر ایسا نظام مسلمان بنالیں۔

مؤلفۃ القلوب۔ وہ لوگ جن کو اسد م کی طرف مائل کرنے یا بخوبی کرنے یا انہیں دشمنی کے  
فتنے سے باز رکھنے کے لئے کچھ دیا جائے تو زکوٰۃ یا عشرت دیا جاسکتا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ  
کے عہد میں مؤلفۃ القلوب کو زکوٰۃ دے دینے سے روک دیا گیا تھا

رقاب۔ یہ رقبہ کی جمع ہے۔ رقبہ کے معنی گردن کے ہیں یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو دوسروں کے  
قبضہ میں چپے گئے مثلاً جنگ میں گرفتار شدہ قیدی یا عسکر جن کی رہائی بغیر مدد و نفع کے ممکن نہ  
ہو ان کی مدد زکوٰۃ سے کی جاسکتی ہے۔

غارین۔ غارم وہ شخص ہے جس پر کوئی بار یا بوجھ ہو مثلاً قرض کا یا ضمانت کا بار اور اس کے پاس  
اتحامل نہ ہو کہ اس کے قرض چند ضمانت کے بعد بمقدار نصاب مال سے لے سکے۔ ایسے شخص کی مدد زکوٰۃ  
سے کی جائے گی۔

فی سبیل اللہ۔ اس سے مراد ایسے جہتداری میں ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ہے مثلاً





کو جو فقیہ اس جتنسند ہو یا ماں دار کی بیوی کو جو محتاج ہو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

ماں زکوٰۃ ایک شہر سے دوسرے شہر کو منتقل کرنا  
 زکوٰۃ جہاں تک جاتی ہے وہیں خرچہ کی جائے گی۔

شہر سے دوسرے شہر میں لے جانا مکروہ ہے بجز اس صورت کے کہ کوئی عزیز یا دوست دوسرے  
 مقام پر رہتا ہو یا کسی وجہ سے چلا گیا ہو اور مدد کا مستحق ہو یا کوئی ایسا شخص ہو جو شہر سے  
 شہر میں علم حاصل کرنے گیا ہو۔ ادا کے زکوٰۃ کے لئے اس جگہ کو ملحوظ رکھنا کہ جہاں زکوٰۃ  
 ماں زکوٰۃ سے یہاں تک کہ اگر مال کسی اور شہر میں ہے اور ماں قبل زکوٰۃ دوسرے شہر میں  
 تب بھی زکوٰۃ کی تقسیم وہاں کی جائے گی جہاں ماں ہے۔ زکوٰۃ کا ماں رشتہ درجہ اول کے ہوتے  
 یا کسی خوش خبری دینے والے کو نفع و غیر وہیں گردیا جائے تو بجز نسبت تخریب و غلبہ  
 کے موقع پر محتاج مردوں اور عورتوں کو ماں زکوٰۃ میں سے دینا جائز ہے۔ بہت ذیلیوں کو صدقہ  
 ماں تو دیا جاسکتا ہے زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

سادات بنی ہاشم پر زکوٰۃ حلال نہیں ہے بجز ان شخص صدقات و رزق کے لئے کہ یہ رزق  
 کو دے جاسکتے ہیں۔

اگر ہمیں ساری حکومت کی دولت  
 عشر زکوٰۃ کی وصولی کا حکومتی ادارہ  
 سے عشر زکوٰۃ لکھی کرتے ہوتے رہتے

تو اپنی زکوٰۃ حکومت کے حوالے کر دینا چاہئے جہاں مناسب ہو گا وہ خرچ کرے گی۔  
 بن کر یک صنفی سے عید و رسم چہرہ میں کو عشر زکوٰۃ وصول کرتے اور اسے تیار کرتے  
 حکم دیتے تو ذرات۔

تَوَحَّزْ مِنْ أَغْنِيَاءِ نِسْمٍ وَتَوَرَّدْ  
 عَلَى فَقْرٍ الْهَيْمِ  
 ان کے یہاں سے زکوٰۃ و عشر وصول کیا جائے۔  
 ان کے غریبوں پر تقسیم کر دینے۔

زکوٰۃ کے ماں کی حیثیت  
 زکوٰۃ میں جو مال نکال جاتا ہے وہ زکوٰۃ کے فقراء و مسکینوں کا ہوتا ہے  
 اس لئے زکوٰۃ نکالنے والے کو یہ چھی نہ کہ سمجھنا چاہئے  
 کہ یہ مال اس کو محتاج ہی نہیں درویش مستحقین کو پہنچا کر حسن نہیں کرنا چاہئے بلکہ صدقہ

ہاں نہ کر دو ذرا غریب۔ رہا ہے احسان مند خود سدا کا ہے جس نے اس کو زکوٰۃ دینے کی توفیق  
 عطا کی اور اس کو ذریعہ بنایا غریبوں و مستحقوں کو مدد دینے کا۔ زکوٰۃ نکالتے اور ان سے  
 برائے بپائے کا منہ وارتب ہی ہے جب وہ زکوٰۃ دے کر کے اپنے دل میں سمجھے اور زبان سے  
 بھگتے کہ اس نے ان کو بخش دیا ہے کسی پر احسان نہیں کیا ہے۔ سدا تعین ایسے ہی دلوں کو  
 جبر دے گا۔

لَا تَنْفَعُ الْيَسْرَ وَلَا الْيُسْرُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ مَا كَفَرُوا مَا كَفَرُوا مَا كَفَرُوا

تَعْرِفُ هَذِهِ آيَةُ الْيُسْرِ وَلَا تَنْفَعُ الْيُسْرَ إِلَّا مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ

سورہ بقرہ ۲۷۷

جو بزرگ بن کر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتاتے  
 ورنہ یہ نہ دے کہ تو تکمیل پہنچاتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس جو بہانے  
 کو تو خوف ہے ورنہ وہ درخیز ہو جائے گا۔

۔۔۔ وہ صدقہ دے کر احسان جتاتے اور تکمیل دیتے ہیں اس کے باعث میں کہتا ہوں۔

قُلْ مَغْرُوفٌ وَمَغْرُوفٌ خَيْرٌ مِنْ خَدٍّ يَتَّبَعُ دُونَ مَنَّا خَيْرٌ مِنْ خَيْرٍ

۱ البقرہ ۲۷۸

یہ کہی۔۔۔ میں نے بات اور کسی کی عقلی کو معائنہ کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس  
 کے پیچھے کوئی تشہید وہ بات کہی جائے۔ سدا بہ نیاز اور بزرگوار ہے۔

میں تمہاری غرضتوں اور گدہ بیروں کو دیکھتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ تمہاری غرضتوں کو  
 ذمہ نہیں کرتا۔ اسی طرح تم بھی گھروں کی گودے کرو اس کو یہ نہ پہنچاؤ۔ اور احسان جت کر  
 س کر۔ منت نہ کرو۔ اس سے تمہاری زکوٰۃ وغیرت بہرہ دہوں و نیکی کا جہ پائے تے محروم  
 ہو جائے گا۔ سدا تعین نے بڑی بیوقوفی میں دے کر یہ بات فرمائی ہے:

لَا تَنْفَعُ الْيُسْرَ إِلَّا مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَنْفَعُ الْيُسْرَ إِلَّا مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ

وَلَا تَنْفَعُ الْيُسْرَ إِلَّا مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَنْفَعُ الْيُسْرَ إِلَّا مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ

سورہ بقرہ ۲۷۹

۔۔۔ صدقہ ت کو احسان جت کر دے کہ پہنچ کر بہرہ نہ کرو اس آدمی کی طرح جو پتلاں  
 دلوں کے دھوکے کے خرچ کرتا ہے اور اس کو نہ تو خدا پر یقین ہوتا ہے نہ آخرت







۱۰۰۰

وَمِنْ غَيْرِهَا مِنْ جِهَةِ الْفَتْوَى مِنْ أَمْرِ غَيْرِهَا

خدا جس خدا کی خوشنودی کے لئے اُن لوگوں پر اللہ کے گھر کا حج کرنا واجب ہے۔  
 تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

بہت مشہور حدیث ہے "بُنی الاسلام علی خمس" یعنی شہر میں پانچ چیزیں  
 قائم کیا گیا ہے)

اس حدیث میں نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے بعد جس رکن کا ذکر ہے وہ حج ہے۔ یہاں تو  
 تمام اُمت کا اس کے فرض ہونے پر اتفاق ہے لہذا اس کا منکر کا فرض ہے۔ یہاں تک کہ  
 سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۹۷ کا آخری فقرہ "وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَسِيمٌ"  
 سے ظاہر ہے (جو شخص اس فرضیت کا منکر ہو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے غنی ہے  
 اس بات کا ثبوت کہ حج عمر بھر میں ایک بار فرض ہے۔ مختصر صنفی مذہبہ و رسوم کا مشاہدہ

یا ایہا الذین صدقوا فرض علیکم  
 الحج فحجوا، فقد ارجل  
 کلکم عظیم بامر من الله فاست  
 صلی اللہ علیہ وسلم حتی  
 زکوا ثلثا فکان علیہ السنوۃ  
 واستدام توفیق لعم فوجبت  
 ولما استطعتہ۔  
 سے دو، تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔  
 حج کیا کرو۔ اس پر ایک شخص نے کہا  
 "کیا یہ رسول اللہ یا آپ اللہ کی طرف سے  
 ہے اُس نے تین بار تہنیت کر دی۔  
 تب آپ نے فرمایا "میں ہاں کہہ دیتا  
 تو ہر سال حج واجب ہو جاتا۔ تم سے  
 نہ ہو سکتا۔

حج سے مقصود  
 صاحبِ ملت مسلمانوں پر حج کی فرضیت کے ساتھ ہر سال ایک  
 مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک ہی قسمہ میں جمع ہو کر مسلمانوں  
 کے حضور میں اپنی عبادت اور جذبہ طاعت و فرمانبرداری کے پیش کرنے کا موقع فراہم کرے۔  
 دینِ اسلام خوت و باہمی تعاون کا دین ہے، حج نیکی اور پرہیزگاری میں مسلمانوں کو ایک  
 دوسرے سے تادون کرنے کی تربیت دیتا ہے، رنگ و نسل و وطن کے ختم ہونے کے بعد  
 سب کو ایک دین کے رشتہ میں پر داتا ہے، حج کے مناسک اور رکان حج کرنے والوں کے

ذہن میں یہ شعور پیدا کرتے ہیں کہ وہ ایک بلند و برتر و راقی و رفیع پروردگار کے حضور ہیں ماضی  
 ہیں جس نے انھیں پیدا کیا اور رزق دیا اور اپنی بے شمار مخلوقات پر برتری و رفیعت حاصل کی  
 یہ فریاد کرتے ہیں کہ موت ضرور آئے گی اور سب لوگ شر کے سامنے پیش ہوں گے  
 جب اس نعمت و انعام کے بعد ہر حالت میں خدا کی عزت و ذرا برداری کرنے کے بعد  
 کوڑا کرنا سزا کی قید موت کے دن سب یکساں حالت میں کھینچے گئے اسی کا نمونہ حیوان کا  
 یا انسان ہر حال میں کرتا ہے اور میدان حشر کا حضور انگوٹھ کے سامنے آئے گا سب خدا کی  
 نہ توجہ و رحمت سے ہیں اس کے محبت و درخشاں برداری کا قدر کرتے ہیں

جس مکان و دور و صورت میں اس فرشتے کو جب  
 اس کے فرشتے پہنچا جائے گا  
 فرشتے کی ہر حالت میں اس کے فرشتے کی ہر حالت میں اس کے فرشتے کی ہر حالت میں  
 اس کے فرشتے کی ہر حالت میں اس کے فرشتے کی ہر حالت میں اس کے فرشتے کی ہر حالت میں

ایک مسلمان کا بچہ اس کے والدین اور والدین کے ساتھ  
 ہونا چاہئے کہ جب بچے کی شہادت ہو جائے  
 اس کے والدین پر اس پر حج واجب نہیں ہے تاہم ان کی طبیعت و عیب و شر کے ساتھ  
 اس کے والدین پر حج واجب نہیں ہے تاہم ان کی طبیعت و عیب و شر کے ساتھ  
 اس کے والدین پر حج واجب نہیں ہے تاہم ان کی طبیعت و عیب و شر کے ساتھ

مومن اور مومنہ پر حج واجب نہیں ہے تاہم ان کی طبیعت و عیب و شر کے ساتھ  
 مومن اور مومنہ پر حج واجب نہیں ہے تاہم ان کی طبیعت و عیب و شر کے ساتھ  
 مومن اور مومنہ پر حج واجب نہیں ہے تاہم ان کی طبیعت و عیب و شر کے ساتھ





چوتھے یہ کہ غور و تدبیر میں نہ ہوا عدت میں حج کرنا منع ہے۔

حج کے صحیح ہونے کی شرطیں  
حج کے صحیح ہونے کی شرطیں  
حج کے صحیح ہونے کی شرطیں

دوسری شرط (۱) فی با شہور ہونا ہے۔ چنانچہ بعض مہاجرین اور تہذیب کے گرجا گھر اور  
تہذیب کے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے  
گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے  
گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے  
گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے  
گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے  
گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے  
گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے  
گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے  
گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے  
گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے گرجا گھر کے چاروں طرف سے

## ارکان حج

حج کے ارکان چار ہیں، حرام، طواف زیارت جس کا طواف نواضح کہتے ہیں۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی اور عرفات میں وقوف۔ ان ارکان میں سے

اگر کوئی ایک رکن بھی رہ جائے تو حج باطل ہو جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک کا جو حصہ

بوجہ رتہ شدہ ہے اس کے نزدیک حج کے صرف دو رکن ہیں (۱) عرفات میں وقوف کرنا۔ (۲)

زیارت کا بیشتر حصہ یعنی سات میں سے چار چکر ارکان ہے۔ باقی حصہ تین چکر و جب سے

ریا اس حرام تو وہ صحت حج کی شرط میں سے ہے رکن نہیں ہے جیسا کہ بتایا جائے گا۔

(۳) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ جب سے رکن نہیں ہے۔

## احرام کی تعریف

نعتہ شریعہ میں احرام کے معنی حج و عمرہ میں شامل ہونے کی

نیت کرنا ہے۔ جس نیت سے کہ احرام عبادت ہے۔

کواپنے و پرانہ کر لینے سے اور حرم و دہانوں سے بندھ جاتا ہے۔ ایک نیت کرنا دوسرے

اس کے ساتھ تعبیر کہتے ہیں یا قربانی کے جوار کے گلے میں تھوڑا سا قربانی کے ساتھ کہتے ہیں۔

بھی تعبیر کیا کہ تمام ہے۔ اگر محض نیت کی ورنہ بیت الشہدہ بیت نہ کہ ہر نہ نیت کے

سے باخراش کیا یا تعبیر یہ ورنہ نیت نہ کی تو حرم نہ ہوگا۔ اسی طرح محض قربانی کا ہر نہ نیت کرنا

کے عبادت سے بد نیت حج کے احرام نہیں بندھے گا۔

تعبیر کہنا حرم باندھنے کے مقصد سے سنت ہے دو وقت میں یا نعتہ نہ نیت پانچ۔

## احرام کے مواظقت

میتقات کے معنی دو وقت سے پہلے پہل چار بجے تک کہ حرم باندھتے

ہیں۔ احرام کے میتقات مکان بھی ہیں اور زمانہ بھی۔ میتقات

زمانہ بھی و پرت کے ہوتے ہیں۔ میتقات مکانی پاروں میں سے آئے و سے عبادت کی

کے اعتبار سے مقرر ہیں چنانچہ مشر شرم مغربی وہ یک در اہل اندلس و روم کا مہفت

بغیرت جو احرام و مدینہ کے درمیان واقع ہے جہاں احرام پہننے سے ایکن میں کے فریب رہتا ہے۔

کا تعبیر یہ ہیں پر احرام باندھنا بد کر بہت درست ہے سمندر کے راستے سے احرام

جب سے تمام کے محذو میں آتے ہیں تو یہیں احرام باندھتے ہیں۔ ہر سورت و روم کے

میں مشائی کے مقدّم ذرات عرق میتقات ہے یہ میتقات دو منہن کے نیت پر ایک نیت ہے



چاہئے یہ بھی مستحب ہے کہ اگر کوئی مرد یا عورت بستر پر کھڑے ہو کر یا کھڑے ہو کر  
 سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جو احرام کو فاسد کرے۔ جیسے اگر ایک مرد یا عورت  
 پرد پہن لے، زارت مراد وہ کپڑا ہے جو زنان سے لے کر کھٹنوں سمیت ڈھکے ہوئے مردوں سے  
 مراد وہ چادر ہے جو پٹے سے اور دونوں مونڈھوں پر ڈال لی جائے۔ مستحب یہ ہے کہ اگر  
 اور دانتوں کی ہڈی یا لہو ہوا یا کپڑا ہو اور مشیر ہو یا خوشبو کرے یا سب سے  
 کہ آنگن مستحب ہے۔ بیشتر ایک خوشبو درجینہ کانت بدلتا ہو یا کپڑا ہو یا سب سے  
 دو رکعت نماز اگر کے بیشتر ایک مکروہ وقت نہ ہو یا نہ سنت ہے۔ فحش و سب سے  
 رکعت میں سرور یا قحہ اور سرور کے فرق اور دوسری رکعت میں سرور کا ذکر ہے۔  
 پھر بھی اس کے اگر احرام کوئی فرق نہ ہو کر کے بانٹ لیا جائے تو وہ بھی جائز ہے۔  
 سب سے زیادہ یہ کہ بانٹ سے عروہ میں ایک یہ کہ بیشتر انی اریاں اور بیشتر  
 بیشتر جو برابر ہیں سب سے زیادہ کیا ہے تو سب سے زیادہ یہ کہ  
 (فرق) کے بعد تبیہ کے بعد پھر کہ عروہ میں بیشتر انی اریاں اور بیشتر  
 بیشتر انی اریاں اور بیشتر انی اریاں اور بیشتر انی اریاں اور بیشتر  
 سب سے بیشتر جو برابر ہیں اور بیشتر انی اریاں اور بیشتر انی اریاں اور بیشتر  
 نہیں کیا کر کے یہ کہ بیشتر انی اریاں اور بیشتر انی اریاں اور بیشتر  
 جو سے زیادہ سے زیادہ تبیہ کرے۔ اگر سب سے زیادہ یہ کہ  
 سب سے زیادہ میں ترستے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے  
 ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے  
 ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے

جو اس احرام میں کیا گیا ہو۔  
 جو اس احرام میں کیا گیا ہو۔  
 جو اس احرام میں کیا گیا ہو۔  
 جو اس احرام میں کیا گیا ہو۔



مرمہ جو عین غارتہ سے بچنے کا بہنا ہے کہ حرم باندہ عورت کو عقد نکاح کی صلاحیت سے انحراف نہیں دینا۔ جتنے جہر جہری ممنوع ہے عقد نکاح کی ممانعت نہیں ہے، ہمارے کی غرض حاجت حرم مہریت و دوا علی جو ع مشدہ پر سہ بین بدن سے بدن مس نہ کسی طرح تمام دود مور جو ج کے مہر و در ز فرس بین بھی حرم مہریت حاجت حرم مہریت کی ممانعت زیادہ سخت ہے۔ پہا تہو لا عورہ کر مہر سے نہ بچت بھی حرم مہریت کیونکہ نہ بدن کا رشتہ دسپہنہ

فَلْيُحَذِّرُوا بَيْنَ يَدَيْهِمْ رَكُوعَهُمْ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ

جس میں محض کرب و شدت و غم و غصہ کی حالت نہیں ہے۔  
فشت کے متن جو کہ وہ سب پر بہانوں کی حرکت و فحش کوگی کہ ہیں۔  
فشت کے متن کو کہ وہ سب پر بہانوں کی حرکت و فحش کوگی کہ ہیں۔  
کشتہ

حالت احرام میں خوشبو کا استعمال کرنا مثل مشک کا کپڑوں پر ملنا حرام ہے اس کے علاوہ  
ناخن اور بال ترشوانا، مردوں کو سلعے ہوئے کپڑے پہننا، جو بدن پر پیٹے یا ہیں جیسے قمیص  
یا جامہ، پگڑی، قبایا، چکن وغیرہ اور خف (چرمی موزے) پہننا حرام ہے۔ سر اور چہرہ کا پورا  
کسی قدر حصہ ڈھکنا بھی حنفی اور مالکی مسلک میں حرام ہے۔

عورت کیلئے حالت احرام میں منہ اور سر ڈھکنے کا مسئلہ  
عورت کے ثبوت کے تحت  
حالت حرام میں نہ ہونے  
چہرے اور ہاتھوں کو ڈھک کے بشرطیکہ غیروں سے منہ چھپانا مقصود ہو لیکن چہرے کے کس کس  
کسی چیز کی ضرورت کر لینا چاہیے جو چہرے سے نہ لگنے پائے۔

عورتیں بھی انہیں آداب کے ساتھ حرام نہ عیسائیت کا ذکر کیا جائے کہ عورتیں ہاتھ  
میں ان کے و مردوں کے حکم میں فرق ہے۔

۱۱ عورتیں احرام کی حالت میں بھی سسل ہو کر کپڑے پہنیں۔ جس طرح حرام سے پہلے پہننے  
تھیں اس کے کپڑوں میں کوئی ایسی خوشبو نہ لگی ہو جو دوسرے تک پہنچے۔

۱۲ عورتوں کو جس طرح پہننا ضروری باتوں کا کھونا حرام تھا اسی طرح عورت حرام میں بھی یہ  
سب سے زیادہ گناہ ہے، اگر غسل جاسکے، جتنے چہرہ کو ڈھکنا چاہیے۔ نہ حرام کے ساتھ نہایت  
اڑ کر نہیں پائے مگر چہرے پر کپڑا وغیرہ ڈالنا یا پٹینا منع ہے۔

۱۳ مرد تہیہ بلند کرنے سے کہیں اور عورتیں بہتہ آہستہ ان کی روزانہ حرام کے ساتھ  
نہ پہننے چاہئے۔

ایسے رنگین کپڑے پہننا حرام ہیں جن میں خوشبو  
جو عطر یعنی گل وغیرہ کی کیڑوں یا عطر میں خوشبو  
بغیر ان کے دن سرخ رنگ ہوتی ہے یا عطر یا خوشبو دار چیزوں سے رنگے ہوئے کپڑے  
کا پہننا بھی حرام ہے ہاں اگر اسے اس قدر دھو کر جو اس کی خوشبو ہٹ جائے تو اس کا پہننا  
حرام کی حالت میں جائز ہے۔

عطر میں گھٹایا اس کو پاس رکھنا حالت حرام میں مکروہ ہے۔ ایسے مکان میں نہ رہنا

کی خوشبو سی ہوئی ہو، حرام ہندھنے کے بعد مکروہ ہے عورت کے لئے ہندی لگانا بھی مکروہ ہے۔  
ایسی چیز جس میں خوشبو ملتی ہو کھانا حرام والے کو جائز نہیں، نہ ایسا سرمہ لگانا جائز  
ہے جس میں خوشبو ڈالی گئی ہو۔

بازاں کا کٹوانا یا اکھین کسی اور طریقے سے دور کرنا  
حالت احرام میں باؤں کا  
منڈوانا، کٹوانا خواہ وہ

کسی بیدک ہوں حرم ہے اگر کسی شخص کی آنکھ میں پر بال ہو، وہ اُسے کلیت کے سبب  
تورک و جائز ہے مگر اس کے لئے یک قربانی عہد ہوگی۔

احرام و سنے کو ہندی کا خضاب کرنا جائز نہیں خواہ وہ سر میں ہو یا ہاتھوں میں ہو یا جسم  
کے کسی ورجہ میں۔

حرم کی عمارت اور درخت وغیرہ کاٹنے کے مسائل  
حرم کے حدود میں جو درخت  
ہیں اکھین کاٹنے کاٹنے

نہایت کر سنی شہنی توڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ گاس کا بھی وہی حکم ہے جو درختوں کا ہے لیکن  
لیکن یہ ذخیرہ و رسد اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ ایسی اشیاء ہیں جن کو دوا کے بطور ستان  
کیا جاتا ہے اس لئے انہیں کاٹ کر یا کسی اور طرح سے کام میں لانا مباح ہے۔ ان کی مٹی جوئی چیزوں  
میں سے جو کہ خشک ہو چکے اور ٹوٹ کر گر جائے تو اس کا شمار حرم کے درختوں میں نہیں کیا  
جائے گا۔ ایسی روئیدگی جسے لوگ کھایا کرتے ہیں ان کا کاٹنا مباح ہے۔ خواہ اس کا  
کوئی ایک بڑا ہو۔ اگر کوئی ناک ہو اور حالت احرام میں اسے کاٹے تو یہ فعل حرام ہے اور اگر کوئی  
دوسرا شخص چوبک نہ ہو اور کاٹ لے تو اسے قیمت ادا کرنا پڑے گی اور قربانی بھی دینا ہوگی

حالت حرم میں شہر و  
قسمہ کٹوانا چھینے لگانا غسل کرنا اور اپنے اوپر سایہ کرنا  
قسمہ کٹوانا یا چھینے لگانا

مہارت سے لیکن بال نہ کاٹ جائیں، بلکہ ضرورت قسمہ اور چھینے مکروہ ہیں۔ اسی طرح بدن کو اور  
بازوؤں کو رگڑ کر منہ مباح ہے بشرطیکہ بال و رگوں گرنے نہ پائیں۔ میل کچیل دور کرنے کے  
لئے نہ و رگڑ بدن کو پانی سے دھونا مباح ہے بشرطیکہ پانی میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو چھینے

کو مار دے۔ میل کاٹنے والی کوئی چیز غسل کرنے میں استعمال کی جاسکتی ہے لیکن سر  
 سے جوئیں نہ مرنے پائیں۔ صاحب احرام کو درخت، خیمہ، مکان، ٹھکانے یا چتر کی دوسری طرف  
 جا کر ہے لیکن چتر کی کوئی یا چتر سے پر پڑنے نہ دیا جائے کیونکہ سر کھد رخصت و حسب سبب۔  
 احرام والے کو مکہ میں داخل ہونے کیلئے کیا اگر نہ چاہیے۔ امور مہربانہ کیلئے  
 کیا جاتا ہے وہ غسل جو مکہ میں داخل ہونے کے لئے کیا جائے سنت ہے وہ تہ کی کھانسی  
 سے ہے تو قیام کے لئے نہیں ہے۔ منہ سے حیض و نفاس و عورتیں بھی سفوف کی کھانسی  
 سے غسل کر سکتی ہیں لیکن طواف نہیں کر سکتیں۔ مستحب ہے کہ دن کے وقت تک غسل  
 نہ کرے اور بند جانب سے آئے تاکہ تعظیم کا رخ قبلہ کی طرف رہے۔ دوسرے میں درود سنت ہے  
 جو باب معنی کے نام سے مشہور ہے، بعد نماز استسنا کے بعد مسجود حر و کافر کے لئے درود  
 اس وقت مسجود میں داخل ہو جس وقت عازمی و رخصت سے تہیہ کہتا رہے جب بعد از  
 برائے بڑے تو ہاتھ کو بند کرے و تہیہ و تہیں میں منہ وقت ہونے کے برابر رکھے۔

اِنَّهُ نَزَدَ هَذَا الْبَيْتِ تَشْرِيفًا  
 وَ تَعْقِيًا وَ تَشْرِيفًا وَ مَهْدِيَةً وَ  
 بَرًا وَ نَزَدَ مِنْ غَنَابَتِهِ وَ تَشْرِيفًا  
 بِمَنْ حَبْلُهُ وَ تَشْرِيفًا وَ تَعْقِيًا  
 وَ تَشْرِيفًا وَ تَشْرِيفًا وَ تَشْرِيفًا  
 حنفی فقہاء کے نزدیک کہ ہاتھ کو بند کرے تاکہ تہیہ و تہیں میں منہ وقت ہونے کے برابر رکھے۔  
 ہر کے یہ ہیں:

اِنَّهُ اَنْتَ اَسَدُهُمْ وَ  
 هَذِهِ اَسَدُهُمْ فَحَيْتُ مَرْبُ  
 يَا اَسَدُهُمْ  
 سے شد تو ہر نفس سے پاک ستارہ درجی  
 سے متی بخت و تہیہ میں تہیہ و تہیں  
 ہر تہیہ سے پاک تہیہ و تہیں  
 اس کے بعد جو بھی تہیہ و تہیں میں تہیہ و تہیں



کے متعلقہ وقت منٹ ہے۔

اس کی دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ مکہ سے باہر کہیں سے نہ ہو، دوسری اس کا وقت  
 سے اس کا نام تو دن قدم ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ طواف کا وقت  
 رقی نہ ہو، تو وقت بعد کے لئے رہا نہ ہو چنانچہ یہ ہے۔ وقت سے دو بارے کو ڈر ہو تو  
 یہ وقت تکرم ذکر کر دے۔

طواف کی تین قسمیں ہیں جن میں سے ایک قسم کا طواف،  
 ارکان کے ساتھ ہے دوسرا ارکان  
 کے بغیر ہے۔ یہ تین قسمیں ہیں۔ جب تک کہ اس کا نام تو دن قدم ہے،  
 تیسری قسم کا طواف قدم کہیں چاہے جس کو ذکر ہو پر ہوتا ہے۔

تک پہلے ارکان کے ساتھ ہے۔ ایک رکن طواف کا ہے اسے  
 نہ کر کے حج باطل ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ چاروں رکنوں کا طواف  
 کرنا ہے۔ جب تک کہ اس کے رکن طواف سے وہ اس کے چاروں رکنوں کا طواف جب  
 چاروں رکنوں کا طواف ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔

حنفی کا کہنا ہے کہ رکن طواف کا وقت ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔  
 کی قیمت ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔  
 چاروں رکنوں کا طواف ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔  
 چاروں رکنوں کا طواف ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔

چھ سے فرغت کے بعد جب تک کہ مکہ سے رخصت ہونے  
 کے وقت تک کہ رکن طواف کا وقت ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔  
 چاروں رکنوں کا طواف ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔ چاروں رکنوں کا طواف ہے۔

طواف کا مسنون طریقہ  
آذقی یعنی مکے سے باہر کے رہنے والوں کے لئے ہے

حرام و خشوع و خضوع کے ساتھ داخل ہوں اور جیسے ہی بیت المقدس پر پہنچوں  
اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا کرید

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ

لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اس کے بعد وہاں سے نکل کر طواف کی نیت کریں۔ مسجد حرام سے نکلنے کے وقت یہ دعا

دع ہو:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ

رَحْمَتِكَ وَبَحِّثْ لِيْ اَبْوَابَ

مِنْ رَحْمَتِكَ

جملہ قسم طواف کے لئے چند شرطیں ہیں جن کے بغیر طواف صحیح نہیں ہوتا۔

طواف کی شرطیں  
۱۔ منہ عورت یعنی بدن کے وہ حصے جن کا ڈھکنا نمازیں و عبادت

ان کو ڈھکنا۔

۲۔ حدت و نجاست سے پاک ہونا جس حدت نمازیں ہوتے ہیں۔

۳۔ طواف کی ابتدا اپنے پاؤں سے ہو کر چھ سو دو کے محاذ پر رکھ کر کرنا یا پاؤں سے ہو کر

حلقہ حجر سود سے کچھ بھی آگے نہ ہو۔ طواف کے ختم پر بھی حجر سود کے محاذ پر

طرح کرنا ہے۔

۴۔ طواف کے وقت کعبہ کا منہ آنے والا حصہ بائیں جانب ہو ورنہ ٹوٹ کرے اور حجر و

شاذروان سے باہر ہونا اس سے مراد وہ حصہ ہے جو کعبہ کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔

۵۔ طواف کے سات پھر ہوں اگر تعداد میں کمی کا شک ہو جائے تو جس قدر پھر کرنا چاہیں

سی کی بنا پر سات پورے کرے۔

۶۔ طواف مسجد کے اندر ہو تو وہ کعبے سے کتنے ہی حصے پر ہو مسجد کے باہر سے ہو

درست نہ ہوگا۔

۔۔۔ ہر دور میں کوئی کسی دور کا ہم کی جانب نہ ٹھہرے۔

۔۔۔ نہ نیت کی نیت کرنا، نہ نیت کی نیت کے وقت حجر سودا سے موزوں برس  
نے کا نہ ہونا۔

نیت کے بعد دو رکعتیں طواف و نذر و نذرانی قدم کے بعد مسنون ہیں مستحب یہ ہے  
کہ نیت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون و رد دوری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد  
سورہ ناس و نذرانی ہے۔ یہ نہایت عمدہ ہے۔ یہ سیم کے پیچھے پڑھنا و مستنہ یہ ہے کہ نذرانی  
مستحب ہے۔ مستنہ ہر سورہ و باب کے بعد کہ درمیان کی جگہ ہے۔

جو باتیں شرعاً نہ ہوں ان میں بیات کی گئی ہیں ان میں  
نیت کے بعد و بیات اور مستحب ہیں۔ نیت کے بعد ہوں، طواف و نذرانی  
نیت کے بعد شروع ہوں و طواف قدم کا وقت مکہ میں و نذرانی کے بعد شروع ہوں  
نیت کے بعد شروع ہوں۔ یہ نہایت عمدہ ہے کہ نذرانی کے بعد بیات کی وجہ سے  
نیت کے بعد بیات ہیں۔

نیت کے بعد بیات ہیں۔ نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد  
نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد  
نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد

نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد  
نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد

نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد  
نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد

نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد  
نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد

نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد  
نیت کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد نذرانی کے بعد

ہائے پہلے روزہ پر آگ و سب کا پانی خوب سے جو کر پکڑے اور پھر پانی پائے۔  
 ڈیڑھ کے ورید دیا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِرُزْقِ  
 وَاسْقِ وَاسْقِ لَیْلٍ وَنَهَارٍ  
 کُلِّ ذَاةٍ۔

سب کے پیر پیر ملتے ہوئے پانی کے پیر پیر کی بہ نیت ہائے۔  
 نوافل کی نیت

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِرُزْقِ  
 بِیْتِکَ الْمَحْرَمِ فَبِیْتِکَ دِلِّیْ  
 لَتَنْبِیْہِ مَنِّیْ۔

جو سودا کو ستم کرنے سے پہلے دافن، خوب کو ستم کرنے سے پہلے دافن۔  
 جو سودا کی طرف ہوں وہ یہ کرتے

بِسْمِ اللّٰهِ وَارْحَمَہُ اللّٰہُ  
 اللّٰہُ الْکَبِیْرُ الْوَلَدُ الْوَلَدُ  
 حَسْبِیْ رُسُوْلُ اللّٰہِ

ستم کرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِرُزْقِ  
 نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَدِیْقِ اللّٰہِ عَبْدِ  
 وَوَسَلِہِ۔

مقام پر بھی یہ دعا کرتے کہ یہ دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِرُزْقِ  
 اَنْفِیْ بِرُزْقِ الْمَلَائِکَہِ مِنْ  
 الْمَلَائِکَہِ سِرِّیْہِمْ سَخُوْمَہِمْ

اس دعا کے ساتھ میں صرف یہ دعا کرتے۔  
 جہاں ہوں اس دعا کے ساتھ ہوں۔  
 اور یہ دعا ہے کہ ہوں اس دعا کے ساتھ۔





بد مذکور ہو کر سنی کی تو دو بار و کرنا ہوگی یا پھر قرآنی دینا لازم ہوگی اور جو چیز اور اسے شریعت  
کی جائے گا وہ بچہ انکار نہیں ہوگا۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی کے شرائط اور سنتیں و مستحبات

کے بعد ہو کر سعی حواف سے پہلے کی گئی تو وہ شمار میں نہیں آئے گی سے پہلے کہ نہ وہ سب سے پہلے  
سعی کی سنتیں یہ ہیں کہ حواف و سعی میں ہو کر درمیان میں وقفہ نہ کیا جائے اور نہ  
ہو تو سنت رو جائے گی ورنہ وہ دونوں قسم کے حدیث سے پاک ہو جائیں گے سنت کی سنت سے  
سعی جو بہ معذوری ہو کر بہت ہو جائے گی۔

حدیث سے یہ ہے کہ صفا و مروہ کی درمیانی پر چڑھتے درمیان میں اپنے لیے کھڑے رہیں  
جب تک کہ ایک ستون باب میں پہنچے تب وروہ سے روایت ہے کہ اس کے ساتھ وروہ کے  
درمیان ہر دو گز کے تیز تیز قدم ٹھکے تھکے و تھیں وروہ کو وروہ کے ساتھ وروہ کے ساتھ  
دعائے صفا و مروہ پڑھ کر کعبہ کی طرف رخ کرے و سعی کا گناہ کرے سے پہلے  
کا ستم احسن طرح حواف کی سنتوں میں بتایا جا چکا ہے اگر یہ پورا نہیں کیا جائے کہ باب  
صفا سے باہر ہے۔ اس کو باب بنی منزم بھی کہتے ہیں ورنہ وقت بیان قدر میں رہے کہ  
مستحب یہ ہے کہ صفا و مروہ پر دو گز کے وقت آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہے کہ  
دوران نماز گھڑی ہو جائے تو پہلے نماز پڑھتے و اس سے پہلے اپنے پیچھے سے کہتے ہیں کہ  
گناہ کا عمل پورا کرے۔ سعی کے درمیان خرید و فروخت وغیرہ کی باتیں نہ کرو۔

چچ کہ پوچھا کہ "خرقات ہیں وقوف" چچ کہ کہہ دیا کہ یہ باتیں ہیں جو کہ  
ہوئی ہیں کہ اس کے بعد کہ یہ باتیں ہیں جو کہ

کی شہر و وجہات و سنتیں فقہائے حنفی کے نزدیک حسب ذیل ہیں:  
نہ تو یہ ہے کہ وقوف شریعت کے قدر کرد و وقت کے نہ ہو ورنہ وقت وقوف  
نہی لپٹے کہ ان دونوں میں بے حد سے پورے نہ کی جائے کہ سنتیں جو کہ  
عرفت ہیں چچ کہ اس کا ج درست ہو گیا۔ دوسرے کہ عتقی و برمشیں ہیں جو کہ

عزت کی نیت کو بھی شرعاً صحت قرار دیتے ہیں جبکہ حنفی فقہاء اس کو درغل شمار کرتے ہیں۔  
درست کے بغیر بھی کثرت میں وقت صرف کو کافی قرار دیتے ہیں۔

و جب یہ سنا کر کہ میں ان عذرت میں کوئی دوسرا کوئی نہ کیا تو کتاب خوب ہنس نہ  
سجے۔ مدت میں پہنچنے سے پہلے جب نہیں۔ دن کو وقت کرنے سے گرسورن کر دیا  
پرسنے کے بعد وقت سے چھپ جائے گا تو اس پر قہر و جب ہے۔

وقت عزت کی سنتیں یہ ہیں کہ صبح کے بعد دو خلیفہ دین، فجر اور عشاء کی نماز کبھی پڑھنا  
نہ کہ بعد خوب کتاب تک رکنہ روضہ مستان ہونا، ہا و نون ہونا۔ یہ بھی سنت ہے۔ سب سے  
بڑا وقت کہ نماز کے قریب کھڑے ہو کر وہ بعد سے چہرے آٹھت صلی اللہ علیہ وسلم سے  
وقت در وقت کر دیا۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ حضور میں کے قریب کھڑے کی کوشش  
کے لئے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ کھڑے کر رہے ہیں۔ وہ وقت کے بعد وہ کرے  
پڑھنا۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ ہر وقت کے لئے دعا کے وقت دعا کے لئے۔ یہ وقت  
کے لئے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔  
یہ وقت ہوتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔  
یہ وقت ہوتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے۔

اللہ کے مقرر کردہ عبادتیں ہیں جو کہ  
اس کی نیت ہیں۔ اس کی  
سنت ہے وہی شایان حدیث و احادیث  
ہوتی ہیں۔ وہ زمانہ ہے جسے موت  
نہیں تمام مجاہدوں میں کے دست قدرت  
میں ہیں۔ وہ ہر وقت ہر جہاں  
یہ ہے۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔  
مذکور کردہ درمیان میں کھول دے اور

وَاللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاعْبُدْهُ  
وَعَلَىٰ هَدًى وَأَنذَرْتُكَ  
وَسُبُّهُ وَتَحْقُوقُ لِقَائِهِ  
وَعَلَىٰ هَدًى وَأَنذَرْتُكَ  
وَعَلَىٰ هَدًى وَأَنذَرْتُكَ  
وَعَلَىٰ هَدًى وَأَنذَرْتُكَ  
وَعَلَىٰ هَدًى وَأَنذَرْتُكَ  
وَعَلَىٰ هَدًى وَأَنذَرْتُكَ







(۱) ایام نحر کی راتیں منی میں گزارنا ۲۱ قربانی کی رات عرفات سے منی کے بعد رات  
میں رہنا اور ۲۲ مزدلفہ سے قناب حوٰج ہونے سے پہلے منی کو روانہ ہونا اور رات  
میں تیوں تقاضات پر ترتیب کا لحاظ رکھنا۔ رمی بذات خود واجب ہے۔ منیہ سنتوں کی ایک سہولت ہے  
جب وادی مسرت گزرے تو رفتہ رفتہ اس وادی کا نام حسرت لگا دینا اور رات سے قبل رات  
سہاگہ تک یہیں رہ کر پانی پینے سے وہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے زیادہ قریبی سے پہنچے گا۔  
میں رات قناب کے بعد دو خطبوں کا دینا، پھر ورعہ کی تلاوت عرشہ کے دن کی جی وقت اور  
جنت قدیم کے پڑھنا اور پھر ورعہ کی تلاوت کرنا اور دستہ پہنچ کر منی میں کھڑے ہونا۔  
پھر جنت تائیر کے پڑھنا بھی سنت ہے۔ اعلیٰ کا قصد کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ منی کے  
رہنے والے نہ ہوں۔

**آداب حج** جنہیں مستحبات بھی کہا جاسکتا ہے کسی بھی مشاعرے میں جو جہان سے  
قرعوں کو چمکے دیہات کے گناہوں سے توبہ کی بجائے نیت میں نور ہوتا ہے۔  
تو دور رہے جس سے خصوصیت یہ کہ وہ کسی دور سے دور کر کے چھوڑ دینا  
ہوں انہیں چور کر کے خور کو نہ کھلنا سو رہی اور فخر کے خیال سے دور رکھ دینا۔  
کر کے حرام مال سے حج کرنے کا کوئی ثواب نہیں ہے کسی نیک آدمی کو اپنا رفیق مقرر نہ کرے۔  
کوئی فروگزاشت ہو وہ بتا رہا ہے مشکل کے وقت وہ مددگار ہو اور تسلی دینے والا ہو۔  
حج کرنے جا رہی ہے تو محرم ہو گا ہونا نہ نہت کعبہ کے دوں اور بھی نہیں سے نہت ہو کر  
دعاؤں کا سبب ہو۔ گھرتے حج کے لئے وقت دور نہت ہونا پڑے۔ قدیہ پڑھ کر کہے:

اَللّٰهُمَّ اِلٰنِيْكَ تَوَجَّيْتُ وَ	اے اللہ تیری طرف بھجوا کر میں نے پن
يٰكُ اَخْتَصَمْتُ وَعَيْتُكَ تَوَكَّلْتُ	رٹ کیا ہے تیرا ہی دامن پکڑا ہے تجھ پر
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَحْتِيْ وَ اَنْتَ	میرا بھروسہ ہے اے خدا تیری رحمت پر
رَحِيْبِيْ اَللّٰهُمَّ كُنْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ	میرا کعبہ ہے اور تجھی سے سیر رکھتا ہوں
وَمَا لَ اَهْتَمُّ بِهٖ وَمَا اَنْتَ	اے اللہ مجھے محنت تو رکھ رہا ہے غم نیز بات سے
اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ سَرَّ بِيْهٖ رَاكُ	اور سر اس دشواری سے جس کی طرف میر

وَلَا إِلَهَ غَيْرُهُ  
 نَزَّذُرُ السَّعْيِ وَالْغَيْرِ  
 ذُرِّيَّتُكَ رَحْمَتِي إِلَى الْغَيْرِ  
 يَنْبَغِي تَوْحِيدُكَ شَهْمَةً رَأِيَةً  
 أَسْوَذُ بَيْتِ بَيْتٍ وَشَدَّ اسْمُكَ  
 وَكَأَنَّكَ مَنَاقِبُ وَالْخَوَارِجُ  
 مَسْكُورٌ وَسُوءٌ أَسْفَلُ فِي  
 لَا مَلِكَ وَحَبَابَ

وہیں نہ ہو تو نبی سے برا ہے حالت  
 سب سے بھی بڑی بارگاہ سے کوئی  
 مہجور نہیں ہے نہ یہ بے ہوشی کو  
 نہ درمغربین یہ کے گناہوں کے مغرب  
 فراموشی توجہ تک کاموں کی قربت  
 سب سے ت میں مذکور و شوریہ سب سے  
 کی نام زد گاری فرشتہ کے بعد مشقت  
 وراہن و عین و دروں کو شہور  
 صحت بیشک سے تیرے پناہ کا ہمار

وَرَرِي يَهْمُ رَهْمُ تَعْلُكَ  
 يَسِيرُ الْبَاءُ وَالْفَوْنُ رَيْتُ  
 الْبَدَنُ خَرَانَا رَهْمُ مَدْرُ  
 عَمَلْنَا الْبُشْرَانُ وَكَانَ حَيْثُ  
 يَسْتَحْدِ صَمِي الْبَاءُ حَيْثُ  
 وَشَدَّ أَلْجَمْدُ رَيْتُ الْبَدَنُ  
 حَيْثُ رَيْتُ مَنَ خَيْرُ الْبَدَنُ رَيْتُ  
 بَشَرِي سُبْحَانَ الْبَدَنُ رَيْتُ  
 بَشَرِي رَهْمُ الْبَدَنُ رَيْتُ  
 وَكَانَ رَيْتُ مَنَ خَيْرُ الْبَدَنُ رَيْتُ  
 رَهْمُ رَيْتُ الْبَدَنُ رَيْتُ

اللہ کے در سے ورتا شمس کا سرور سب سے  
 جہاں سے ہیں خدایہ کے سرور سب سے  
 فرات کو ہم دی درجہ حسن سے عید و سحر کو  
 بھیج کر ہم پر حسان فرید اس شہ کا شکر  
 اندر حمد و ثنا جس نے تیں ساری ستوں میں  
 سے بہترین منت کا ذریعہ وہ ذات پاک  
 ہے جس نے اس موزی کو ہر سب سے سحر  
 فریاد و نہ یہ کہے بس کی نہ تھی بد اشتہار کو  
 اپنے پروردگار کے پاس ہی وٹ کر جاتا ہے  
 ساری تعریفیں شہ کے شہ ہیں جو تمام  
 جہان کا پائے والہ ہے

نہ نہ کہہ کے ماضی کے قول کہہ  
 رَهْمُ رَيْتُ الْبَدَنُ رَيْتُ

لے شہ کے پائے والہ ہے درجہ حرمت

وَالْعَرَمُ حَرَمٌ وَادَمُ  
 اَمْنٌ وَهَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ  
 بَتٍ مِنَ النَّاسِ۔  
 اور پناہ تیر کی پناہ ست اور یہ وہ گنہگار  
 جہوں پناہ مانگنے والے جہنم سے تیری  
 پناہ مانگنے ہیں۔

رَكْنَيْنِ يَمَانَيْنِ (کعبے کے دونوں کونوں) کے درمیان یہ کہے:  
 رَبَّنَا اِنْتَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَ  
 فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا  
 عَذَابَ النَّاسِ۔  
 اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں اور  
 آخرت میں خوبی عطا فرما اور عذاب دوزخ  
 سے نجات دے۔

موسیٰ جاسم کے وقت کہے:  
 اَنْتُمْ حَيًّا مُبْرُورًا وَ دُنْيَا  
 مَعْفُورًا وَ سَعْيًا مَسْئُورًا۔  
 سنی صندوق وہ کے وقت کہے۔  
 بار اہل مہراجے بے خوف بنا دے۔ گنہگار  
 کو معاف فرما۔ ہماری کوششوں کو سپرد کرنے۔

رَبِّ اغْفِرْ ذُنُوبَنَا وَتَجَاوَزْ  
 عَنَّا قَدَمَكَ اِنَّكَ اَنْتَ اَرْحَمُ  
 الرَّاحِمِينَ۔  
 اے پروردگار مغفرت فرما اور تجھ کو  
 خدایا جو تو خوب جانتا ہے درگزر کر  
 برشتہ و غنیمت ترین ہے۔

زمر مکیہ کی خوب شکم سیر ہو کر قید رخ کھڑے ہو کر پیہر کر کے:  
 اَنْتُمْ اِنْ تَبَغَيْتُمْ تَحْتَ نَبِيٍّ  
 مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 اِنَّهُ قَالَ مَا نَرِي مُرَمًّا سِوَا  
 شَرِبْنَاهُ وَاَنَا شَرِبْنَاهُ بِسَفَادَةٍ  
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اَنْتُمْ ذُنُوبُكُمْ۔  
 اے اللہ تیرے جی کا یہ رشتہ مجھے تک پہنچا  
 ہے کہ آپ نے فرمایا نہ مرم کا پانی جس میں  
 کے تے پیانے گا وہ چری ہوگی یہاں  
 دنیا اور آخرت کی خوش بختی کے لئے ہیں۔  
 توں سو میری یہ مرم چری ذر ہے۔

پھر شد کانام کے کر کے پیر اور پیچید کے دوران تین بار سالتس کے درخوئیں دیون  
 جانتا جس کو دیکھتا در ذول سے پانی نکالتا اور سہا پہلے اسے در سینہ کو اس سے دھوئے اور  
 رستے کشت کر پناہ سب باتیں مسنون و مستحب ہیں



مستوریت حج کا بیان  
 ح جیوں کو جن مور کی مہفت چارن سے پیش منسہ حج  
 ہیں یعنی ان کے رتکاب سے حج نہ ہو جاتا ہے اور بعض  
 یہ ہیں جن پر قربانی نہ ملے کاتی سب بعض امور ایسے ہیں جن پر تواتر نہ ہوتا ہے یعنی منسہ قدر  
 حد مودنیہ۔

منسہ رات حج کا بیان  
 عرفات میں مقبرہ اوقاف کے اندر وقوف نہ کیے جائے تو حج نہیں  
 ہوتا اسی طرح حج کے رکوع میں سے کوئی رکوع نہ ہائے تو  
 حج نہ ہو جاتا ہے۔ جماعت سے حج نہ ہو جاتا ہے خواہ وہ بھول کر ہو یا قصداً ہو پیری  
 میں ہو یا سوتے میں۔ فقیر سے ہو یا مجبوری سے اگر یہ حرکت وقوف عرفہ سے پہلے ہوئی ہو۔  
 یہی رکعت کے خلاف کی ہے کیونکہ ان کے نزدیک وقوف عرفہ کے بعد حج کو نہ کرنے  
 و نہ کوئی بات باقی نہیں رہتی۔ جماعت سے حج نہ ہو جائے تب بھی نہ مہربت کو حج کے تمام  
 رکعات کے جائیں اور اگلے سال حج دوبارہ کیا جائے اور مہربتوں میں سے دونوں پر  
 قربانی نہ ہوگی اس کے ساتھ ایک بکری کی قربانی جائز ہے ایک ہی مجلس میں اگر ایک سے زیادہ  
 بار قربانی کیا تب بھی ایک ہی بکری کافی ہے اگر مختلف مجلسوں میں کیا تو ہر دفعہ کے لئے ایک ایک  
 بکری دینا ہوتی ہے۔

وہ باتیں جن پر فدیہ واجب ہوتا ہے  
 حج میں فدیہ بچہ بڑی وغیرہ کا ذبح کرنا  
 ہے یہ چند امور سے واجب ہوتا ہے۔

۱۔ عرفات پر سنا کر رتکاب اشد لپٹن۔ بوسہ لین۔ شہوت کے ساتھ چٹنا یا مس کرنا۔ نزل  
 ہو یا نہ ہو۔ شہرہ کو دیکھنا۔ ایست خیا سے تھکنا۔ دھب سے نزل۔ موجب کے  
 نہیں اکبر پینٹ کر جھڑکنا۔ تنگی بند زین پہ مس کرنا یا بوزر کے ساتھ بد فہمی کر کے  
 نزل سے نہ لے کر صوف میں قربانی کو واجب کرتی ہیں۔

۲۔ مرد یا عورتی کے یکساں چھو جھانکنا۔ ہاتھ مارنا۔ گردن کے بائیں کپڑوں پر ہاتھ کے  
 ہاتھ نہ لگنا۔ کوزہ چھو لینا۔ کسی معذوری کے یہ کیا جائے تو قربانی واجب ہے۔ مسکین کو  
 کسی مندر کے چھو شارب وں میں جو ٹھیک پڑتی ہو جن سے ذریعہ ہوتی ہو تو اس صورت



۱۔ طواف تہوم یا طواف مسجد کو ترک کرنا غمیر کے پیروں میں سے کسی سے کہاجو  
جہاں یہ وجہات ہو پھر بیان کے ہیں ان میں سے کوئی وجہ اگر وہ جائز ہو تو فدیہ  
وجوب نہ رکھتا۔

حرام کی حالت میں مکہ سے پہلے کسی جاؤر کا  
حالت احرام میں اشک رکاوٹ  
تو اس وقت تک کہ اشک کی شے یہ ہے کہ حج سے باز نہ ہونے کی جوتین باتیں ہیں  
یعنی جو تہوم یا مسجد پر کھڑے رہنا، صحت اور ان دینوں اور عیون کرنے میں سے دو  
باتیں کر رہی ہیں تو تحصیل اول ہوگی یعنی ابتدا کی درجے میں حج کی پابندی ختم ہوگئی۔  
اگر تحصیل سے پہلے خشکی کا ہوا ہو تو حرم کے اندر سے کہیں جاؤر میں سے احرام میں نہ جائز ہوگا  
یہ بات پہلے یہ ہے کہ چاہئے، تو اس پر اس جو ذریعہ قیمت واجب ہوگی، اگر اس کی قیمت و تربانی  
کے راز کی قیمت کے برابر ہو جائے تو تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت سے فدیہ دیا  
جاسکتا ہے۔

۲۔ اس کی قیمت سے قربانی کا ہوا خرید کر حرم میں ذبح کیا جائے۔  
۳۔ اس کا کھانا خرید کر حجی کسی نصف صاع کے اعتبار سے مسکینوں کو صدقہ کر دیا جائے۔  
۴۔ یہ نصف صاع کے بجائے یک صاع کا روزہ رکھ جائے جسے بھی روزے میں سے  
وجوب ہوا ان کے لئے تا رہے نہ ضروری نہیں ہے فدیہ لازم ہے کہ یہ جاؤر اشک یا  
کسی کے منہ سے جاؤر فدیہ کے لئے یا بائیں ہاتھ اس کی قیمت ادا کرنا کافی ہے۔  
سہ ماہی کا رشتہ ہے:

سہ ماہی منہ سے جاری ہو کر کھانا یا شراب یا غیرہ میں داخل ہو جائے

۱۔ اندوہ و نیت ۵۵

نیت و نیت و نیت

۱۔ نیت و نیت و نیت میں اشک نہ ہو مگر تم میں سے کسی نے اشک  
نہ ہوا تو اس کو تہوم یا مسجد پر کھڑے رہنا یا صحت اور ان دینوں  
سے دو سنتیں مزاج نہ جان کر لیں۔





ہر دو مرد ایک زانیہ کہتے ہیں کہ وہ ان کی گھر میں

وہاں آئے ہیں وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

میں سے یہ ہے کہ ان کی ہر ایک چیز کو وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے وہاں سے

عمر کے واجب بات سنن اور مفسدت  
عمر میں بھی وہی مورد سبب ہے جو

وہی ہیں جو حج کی ہیں۔ اگر مکہ کے احکام میں زکین ہیں عجمیات مکروہات و مفسدت میں  
کوئی فرق نہیں ہے تاہم بعض امور میں عمر حج سے مختلف ہے مثلاً اگر مکہ میں وقت آمد راس  
سے درود فوت نہیں ہوتا عرفات میں زکون ورم ورمہ میں رہنا کسریاں سارا ورمہ زکون  
کو کھٹ کرنا مکہ میں نہیں ہوتا توت قدم ورمہ بھی مکہ میں نہیں ہیں مکہ کے مکات  
غیر حرم کا تمام عقد حرام باندھنے کی مہلت ہے خود مکہ کے رہنے و سہاں باندھنا  
حکم مکہ کے مکات حج کی مہلت حرم ہے حج کی طرح مکہ کے میں صورت و حج بھی نہیں ہے

حج قرآن تمتع اور افراد کے متعلقہ مسائل  
حج کی تین صورتیں ہیں جن میں سے

نتیجہ رکرت قرآن یا تمتع یا فرد حج قوت باقی داف سے نفس سے در تمتع قوت بہت  
قرآن کا نفس ہونا کسی حالت میں ہے بیکہ عجمیات حرم میں سے کسی عجمیات کے زمانہ ہونے  
کا اندیشہ نہ ہو کہ حج قوت میں لیے جس تک حالت حرم میں رہنا ہوتا ہے اگر اس وقت  
کے زمانہ ہونے کا اندیشہ ہو تو تمتع ہی سب سے نفس ہے کہ مکہ میں کھور سے نہ سب  
حرم میں رہنا ہوتا ہے ورنہ مکہ کے تینہ نفس برحق و رکعت مکہ سے

افرادیہ تکرت حج کے مکہ حرم باندھا جائے۔

قوت غت میں دو چیزوں کے جمع کرنے کو کہتے ہیں نہ صلح شرعی میں حج و عمرہ کا جمع  
کرنے کا حرم مدد ہے یہاں تک ہی وقت و ایک ہی حرم میں حج و عمرہ کو جمع کیا جائے یہاں تک  
کا حرم مکہ کے حرم کے بعد موپہرین کے فعل کو کھٹا جائے اس کی صورت یہ ہے  
کہ پہلے مکہ کے حرم میں رہنا ہو پھر مکہ کے پھر پچیسے مکہ کے ہیں حج کا حرم  
باندھا جائے اگر مکہ کے پھر پچیسے مکہ کے بعد باندھا جائے تو اس صورت میں قرآن نہ ہو  
بیکہ تمتع ہو گا وہی اس میں ہے بیکہ مکہ کا عرف یا تمتع میں واقع ہو جو صورت دیگر  
نہ ہے قوت ہو کہ نہ حج تمتع

تشیع معتقدات شرعاً ہیں یہ حکم یہ چھ میں غمہ کا حرم باندھا جائے گا یہ اس سے پہلے  
باندھا جائے گا لیکن خوف غمہ کے بیشتر بحیرہ دم حج کے جانے پر کہے جائیں اس کے جسٹ  
کو حرم ملک ہی سفر میں باندھا جائے گا یہ تو کہ غمہ کے بعد یہ وقتیں پہلا مقدم ہر دو پس  
نہ یہ ہو یا کیا ہو سیکن پھر مکہ میں دو باتوں کے لئے واپس آنا مصلوب ہو جیتی ہے  
تو بانی یحییٰ دی ہو جی صورت میں یہ مٹھت ہے جس منور ہے۔

یہ سہ سہ سے پہلے پانچ شہر میں گیا ہو ورنہ کس کے لئے پھر حرم میں وہی قند ہی ہو  
کہ وہ میں سہ سہ میں وہ سہ سہ پانچ کر کے غمہ کی قربانی کو ہر روز روئے گا یہ غمہ  
کی دوسرے ہاں کروے فیہ پانچ شہر میں واپس گیا تو اس کا حرم بانی رست کا پھر حرم  
کر کے بند و اس کا تو اس کا تہ متع ہو جائے گا۔

قرآن کے مسائل  
گر پہلے حج کا حرم باندھا پھر خوف غمہ سے پہلے غمہ کی نیت  
کر لی تو وہ بھی قرن ہو جائے گا لیکن ناقص صورت میں اس کے لئے  
نہ تو اس کے بعد قربانی دینا ہوگی قرن کا حرم میقت باندھا جائے گا اس سے پہلے وہ  
حرم میں ہوگا لیکن حرم کے بغیر میتات سے گئے ہر جسے قربانی مذمہ ہوگی بجز اس کہ حرم  
باندھا پھر وہ ہاں کر کے جہاں میتات تہ تو قربانی جب نہ ہوگی جبکہ کتب کا بار دہ  
ہیں اس سے پہلے بھی حرم باندھا درست ہے لیکن حج و غمہ کے بقی نماز کا یہ حج میں  
وہ تو باندھا ہی ہے سنت یہ ہے کہ حج قرن کا حرم باندھنا سنت یہ ہے۔

لَا تُحِلُّ لَكَ رَيْبُ الْغَنَوَةِ

بَارِئِينَ لَكَ غَمَّ دَرَجٍ كَارِدَةٍ كَا

مِثْلِي

مستحب یہ ہے کہ نیت میں غمہ کا نام پہلے آئے اور وہ جب ہے کہ پہلے غمہ کے لئے سات  
بکریوں کے کر کے درجہ دینی تین پیروں میں رس کر کے یعنی شرف کو بدت ہوئے  
نیز تہ مریدان ہاں اس کے بیشتر بکریوں کی تو ریر ہر حج میں واقع ہوں خوف کے بعد  
تم سے ہی کے لئے سعی کی جائے غمہ کے لئے ہاں ختم ہو جاتے ہیں جس چونکہ حج کا

انہرے بندہ ہوتا ہے اس کے تھکے نہ کیا جائے یعنی سر نہ ملے یا نہ پاس نہ ملے۔ نہ اسے  
 فوراً موت تک وقت کیا جائے، اگر اس سے پہلے سر نہ ملے یا نہ پاس نہ ملے اس کی موت  
 اور دقت نہیں رہے۔ جو گئی۔ اعمال کی بجائے اس کی موت سے نہ ملے یا نہ پاس نہ ملے۔  
 کی جائے۔

قوت کے صحیح ہونے کی سات شرطیں ہیں۔

۱۔ حج کا حرم مسدود کے کھولنے پر کرپنا اس کے بیشتر بڑے مسدود کے بندہ  
 وہ قوت نہ ہو کہ پہلے اس کے کھولنے پر اس کے بیشتر بڑے مسدود کے بندہ  
 حج کا حرم باندھنا چاہیے۔

۲۔ حج کا حرم اس وقت باندھا جائے جب عمر نہ ہو بڑے

۳۔ عمر کے کھولنے اور قوت بدعت سے پہلے کرپنا اس کے کھولنے پر اس کے بیشتر بڑے مسدود کے بندہ  
 کے بندہ میں قوت کرپنا اور عمر باندھنا اور قوت باندھنا اور قوت باندھنا اور قوت باندھنا  
 تھی اس نے موسیٰ ہاں گروٹ کے بیشتر بڑے مسدود کے بندہ میں قوت باندھنا اور قوت باندھنا  
 زبردستی سے پہلے یا قیام نہ چھوڑے اور اس کے کھولنے جائیں۔

۴۔ حج و عمرہ دونوں مسدود سے کھولنے پر اس کے بیشتر بڑے مسدود کے بندہ میں قوت باندھنا اور قوت باندھنا  
 اور قوت باندھنا کے بیشتر بڑے مسدود کے بندہ میں قوت باندھنا اور قوت باندھنا اور قوت باندھنا  
 ۵۔ عمر کے کھولنے یا اس کے بیشتر بڑے مسدود کے بندہ میں قوت باندھنا اور قوت باندھنا اور قوت باندھنا  
 قوت نہ ہوگا۔

۶۔ قوت کرنے والے کا باشندہ نہ ہو جس کے مسدود کے کھولنے پر اس وقت باندھنا اور قوت باندھنا  
 ہوگا جب وہ یا حج سے پہلے کسی اور عہدے میں چاہے جائے۔

۷۔ وہ حج قوت نہ ہو اگر حج قوت ہو گیا تو وہ قوت نہ رہے گا اور قوت باندھنا اور قوت باندھنا اور قوت باندھنا  
 صحت قرآن کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ حج کے تمام اعمال ختم ہو جائیں نہ  
 ہو اگر کسی نے حج کے کھولنے پر اس کے بیشتر بڑے مسدود کے بندہ میں قوت باندھنا اور قوت باندھنا اور قوت باندھنا



## تشیع کے مسائل

گر حج تمتع کرتا ہے تو بانی کو ہر روز نہ کرنے کے ساتھ عذر دیکھ

بہرہ اگر تو بانی ہر دو نمونہ ہستی رہی تو تین جمع ہو گا ورنہ بانی کے ہر

میں بچا اور کچھ واجب نہ ہوگا خود وہ پس سینہ خود یا بویا نہ ہو سیکے اگر ذبح نہ کرے

بسی کی نذر سینہ خود پس گیا تو اس پر مستند نہ ہو جب نہیں سینہ خود میں سے نہ کرے

پانہ کرے لیکن متع یا اس کو بانی کا ورنہ نہ ہو پس نہیں کیا تو حج نہ کرنے کی وجہ و جب

تہمید در گرج کیا تو دو قرآن میں ہر دو میں ایک تو حج کی قرآن و دوسری وقت سے

پہلے تحسین کی قرآن

تشیع کے معنی ہونے کی چند شرطیں ہیں بشرط ان کے باوجود ہیں عذر کا وقت و حج کے

ہر دو سے پہلے ورنہ بانی اس کے بانی ہے کہ کریمین ہر دو سے کہ حج کے حرم سے

پہلے بانی ہے بانی کے ساتھ معنی معنوں میں ہر دو نہ کرنا ہر دو حج کوئی سہ نہ ہونا

تو ہر دو ایک ہی میں کرنا چنانچہ اگر عذر کا وقت یا حج میں کرنا یا کسی حج

ہر دو سے میں کیا تو نہ ہونا اگرچہ وہ ہر دو میں نہ کیا تو ہر دو میں ہر دو حرم میں رہا

ہر دو کے ہر دو کا ہر دو نہ ہو ہر دو اگرچہ وہ ہر دو میں نہ کیا تو ہر دو میں ہر دو حرم میں رہا

نہ ہونا اگرچہ وہ ہر دو حج متع ہوں گے کہ ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے ہر دو کے

وَسَبَّحْتَ رَبَّكَ صَبَاحًا مَدِينًا

بقرہ ۱۰

گر قربانی میسر ہو تو قرن و سے پر تمتدے کی طرف قربانی و جب بتا کر قربانی میسر  
نہ ہو تو تین دن کے روزے واجب ہیں ان کے علاوہ مزید سات روزے عید کے  
سے فارغ ہونے کے بعد یہ پورے دس روزے ہیں۔

تین دن کے روزے متواتر رکھنا افضل ہے یا مچ کے اندر سات یا حرم یا نہ جانے  
بعد درمزید سات روزے عید کے بعد واجب ہیں ان کو بھی مسلسل  
رکھنا افضل ہے تین روزوں میں یہاں تک تاخیر نہ کرنا کہ عید میں تین دن کی قربانی  
نہ رہے یہ اس کے کہ اگر ان یا مچ سے پہلے قربانی کا جائز میسر ہو جائے تو قربانی کی جگہ روزے  
رکھنے کی ضرورت ہی نہ ہے اگر تین دن کے روزے نہ رکھے گئے اور چھ یا سب سے زیادہ  
روزے بکری یا قربانی نہیں کی جا سکتی۔

گر قربانی کا مقصد نہ ہو تو حصوں میں سے کسی مسودت حرم سے سبکدوش ہو جائے  
ایسے شخص پر دو قربانیاں ہیں ایک تو قرن یا تمتدے کی دوسری قربانی سے پہلے حصوں میں سے  
یہ بات بتائی جا چکی ہے کہ حرم میں رہنا دس کو قرن و تمتدے کرنا درست نہیں ہے۔  
اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

نہ تہی من کل کلمۃ حرامی و سبقتہ

سورہ بقرہ ۱۰

یہ اس کے کہ جس کا کلمہ یا مسجد حرام کے حدود میں نہ ہو۔  
حرم میں مسجد حرام سے مرد و عورت ہیں جو موقعیت کے اندر حرم کے حد تک پہنچ جائیں  
بکری کی تعریف بکری دو جو پایہ جس کی قربانی حرم میں کرنا ہو یہ و نکلے گا کے بکری  
سب ہو سکتی ہے و نکلے وہ بکری جو پانچ سال کا ہو کر چھ سال  
میں داخل ہوگی ہو ورگائے ہیں وہ جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں داخل ہوں۔  
بکری بکری سال بھر سے کر کے چار نہیں ہوتے اگر بکری تین فریہ ہو کہ گدھے سال کی بکری ہوں۔  
بکری کے چار میں ذوق نہ معلوم ہوتا ہو تو گدھے سال کی بکری بھی جائز ہے۔



جائزہ میں نہ ہونا چاہیے۔

**احصار اور قنات**  
 احصار کے لغوی معنی رکاوٹ کے ہیں اور اصطلاح شرعی میں اگر کو  
 رکن حج دائرے کے پہلے اعمال و جہ کی بجائے کسی میں رکاوٹ یا  
 کو کہتے ہیں قنات اصطلاح شرعی میں وقوف عرفہ سے رو جانے کو کہتے ہیں۔ احصار شرعی سے  
 بجائے کسی سے روکنے والے سبب و دفعہ کے ہو سکتے ہیں۔

۱۱۔ شرعی سبباً 'مشہد' ایک عورت احرام باندھنے کے بعد اپنے خاوند یا کفر سے محروم ہو جاتی ہے یا نہ وہ بیوی کو فتنی حج سے منع کر دے یا کوئی شخص خرابات حج سے محروم ہو جائے یا نہ یہ منع کرنے سے معذور ہو۔

۲۱ حسنی اسباب شد کوئی دشمن اس کو قید میں ڈال دے یہ کوئی اور شے مثال کے طور پر  
سے روک رکھے کوئی مرض ہو تو حکم یہ ہے کہ قربانی کا جائز یا اس کی قیمت کسی کے ہاتھ  
بچھن دے کہ اس کی طرف سے ہر میں قربانی کر دے۔ اس بات پر ہر جانے تک کسی کے ہاتھ  
نہ ہوگا گردن کی موت سے پہلے منہ سے کہیں سے کوئی مرد مرد ہو گیا تو اس پر وہی کچھ و سب  
ہو گیا جو مرد ہوا ہے۔ جب موت آگئے سے رکاوٹ نہ ہوتی۔ کہ جس کی رکاوٹ ہے چھوٹی  
تھی مگر روک کر نہ کر سکتے تھے بعد میں ہوئی تو سب یہ تو مثال ہے درق ہائی دونوں دیکھ کر نہ ہوتی  
میں جہاں کوئی دونوں ہیں سے کوئی ایک ایک کیا ہو سکا کہ یہ بچہ دونوں ہیں سے کوئی ایک  
ہو سکے کہ اگر پہلی صورت ممکن ہے ہو تو یہ زمین ہے کہ اعلیٰ کی تکمیل میں منہ سے  
ہو جائے اگر دوسری صورت ممکن ہو تو میں کوئی کوئی موقع میں سے کوئی فوت شدہ  
کی موت کو جب کرنا۔ زمین نہیں ہے چھوٹی کہ وہ کے بعد تمہیں کہے اور اگر تم کو  
تھا کہ اعلیٰ چھوڑ کر سے کوئی کوئی کرنا ہو تو یہ زمین ہے کہ کوئی کوئی کرنا  
جائے اگر تیسری صورت ہے کہ نہ کہ اعلیٰ بچہ سے کہ وقت سے نہ قربانی کرنا کہ  
تمہیں کرے۔

اب ہر مسافر کو اپنے سفر میں وقتوں کا وقت گزر جانے کے بعد وقتوں کی یاد دلائی جائے گی۔  
کہ وقت درستی کے لئے ہر مسافر کو اپنے سفر میں وقتوں کی یاد دلائی جائے گی۔



## عبادت کی تین قسمیں ہیں

۱۔ محض بدنی عبادت جیسے نماز اور روزہ اس میں دل کو دخل نہیں ہے بلکہ  
لہ کے رخصانے کے نفس کو عاجزی اور فروتنی میں ڈالتا ہے۔

۲۔ محض مال عبادت جیسے زکوٰۃ و صدقہ یہ اللہ کے بندوں کی مال سے لے کر لیتا ہے۔  
۳۔ مال و بدنی دونوں قسم کی عبادت جس میں خوف اور سعی خشوع و خضوع بھی ہے  
اور اللہ کی راہ میں مال بھی خرچ کرتا ہے۔

پہلی قسم کی عبادت میں اپنے بچائے کسی دوسرے کو عبادت کے سے نائب بنانے کی گنجی نش  
نہیں ہے کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنی بجائے کسی اور کو نماز پڑھتے اور روزہ رکھنے کے لئے  
کچھ بھائیوں سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔

دوسری قسم کی عبادت میں اپنا نائب کسی دوسرے کو بنانے کی گنجی نش ہے اس کے ایک  
کو جائز ہے کہ مال کی زکوٰۃ نکالتے یا اپنے مال میں سے صدقہ دینے کے لئے کسی کو نائب بنائے  
تیسری قسم کی عبادت میں تین مراحل وہ نام ایک رشتہ صدیقیہ کے میں پر  
متمم ہیں من و عمر و یہ عبادت میں جن میں کسی دوسرے کو نائب بنایا جاسکتا ہے من و عمر و  
نائب کو نائب سے جائز ہے اور جب جب کہ وہ کسی کو نائب بنائے جو اس کے جہت میں  
نائب کرے اس کو حج بہر کرتا ہے۔

۱۔ کوئی ایسی محدوری نہ ہو جو باہم مومن و مومن  
۲۔ ہر نائب اپنے مال میں سے کسی کو نائب بنائے کہ اس کو نائب کی عبادت

نہ ہو مثلاً نائب بنایا کہ جس کی سبب اعضا کے جسم کا اس قدر زخمی ہو جائے کہ  
نائب بنائے کہ جس کی وجہ سے نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے  
نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے  
نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے  
نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے  
نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے کہ وہ اس کو نائب بنائے

۲۔ حج کرنے والے کی طرف سے حج کی نیت کرنا بھی شرط ہے یعنی نیت میں کرنا چاہنا ہو۔  
 شخص کی طرف سے احرام باندھنا و نہیہ کرتا ہوں، یہ نیت دل میں کرینا بھی کافی ہے۔  
 نائب نے حج کی نیت اگر اپنی طرف سے کی تو نائب بنانے والے کی طرف سے حج رد ہے۔  
 صدر جس کی طرف سے حج بدل کیا جائے حج کے بیشتر اہراجات وہی برداشت کر سکتا ہے۔  
 نئے اپنی طرف سے حج کرنے کی وصیت کی ہوں اگر کوئی ایسی وصیت نہ کتنی بد مقرر ہے۔  
 وارثوں میں سے کسی نے یا کسی دوست نے نہ خود نیکی کے خیال سے اس کی یہ نیت نہ  
 کیا تو نہ رشتہ یہ حج اس کی طرف سے قبول ہو جائے گا۔

۳۔ حج کرنے کی کوئی حیرت مقرر نہ کی جائے حج کے اہراجات کے جو رقوم دی گئی ہیں۔  
 میں اہراجات پر سے نہ ہوں تو راند رقم کا مفاد حج کرنے والے سے کیا جائے گا۔  
 اگر اس میں سے کچھ نہ رہا تو حج بدل کرنے والے کو چاہیے کہ باقی رقوم کرے۔  
 واپس کر دے حج کی حیرت مقرر کر کے حج کرنا سہل سے جائز نہ ہوگا۔  
 عبادات میں بھی حیرت بائس ہے ہاں بعض ضروریات میں مستثنیٰ ہیں مثلاً نماز کی  
 اذان پنجوقتہ دینے اور مساجد کرنے کی حیرت۔

۴۔ حج کرانے والے کی نیت کے مختلف حج نہ کیا جائے۔ — مشد حج فرد کف ہوتا ہے۔  
 اس کے بجائے حج قمران یا حج تمتع کیا تو وہ حج کرانے والے کی طرف سے دانہ ہر بار و ہر  
 اہراجات ہوئے ہیں ات کو واپس کرنا ہوگا۔

۵۔ احرام یک ہی باندھا جائے یعنی یہ نہ ہو کہ ایک احرام حج بدل کا دوسرا احرام پہنانے  
 کا باندھتا تو دونوں میں سے کسی کا حج نہ ہوگا ہاں اگر حج بدل کر لیا پھر اپنی طرف سے ڈھ  
 بھی کر لیا تو جائز ہے البتہ واکھی عمرہ کے اہراجات نائب کو اپنے مال سے کرنا درست ہے  
 دو شخصوں کی طرف سے احرام باندھنا و حج کرنا بھی درست نہیں، ایسا کرنے پر ہر ایک  
 کے اہراجات حج کی واپسی کا ذمہ دار ہوگا۔

۶۔ حج بدل کرنے والے و ریس کی طرف سے حج کیا جائے ہاں دو دفعہ کا مسافرت و رقوم ہونا  
 شرط ہے ہاں اگر حج واجب ہونے کے بعد جنون لاحق ہو تو کسی کو حج کے لئے روکا جائے

ہو گا اپنے ٹیکے جگہ پر کرنے والے صاحب شعور و عورت و فریاد بھی جگہ پر کر سکتے ہیں وہ  
وہ شخص بھی جس نے اپنا فریاد جگہ پر کیا ہو۔

۸۔ اگر جگہ پر کرنے والے کوئی یہ مرید نہ ہو جو جگہ کو نہ سہ کر دے تو گریہ و  
وقت و فتنہ سے یہ مرید ہو تو خرابی جگہ کی و پستی کی ذمہ داری جگہ پر کرنے والے  
پر ہوتی ہے اور اگر وقت و فتنہ کے بعد یہ مرید نہ ہو تو یہ ذمہ داری سائل نہ ہوگی تاہم خستہ کی  
کندہ جگہ پر کرنے والے کے اہم سے کیونکہ وہ خود اس کا سبب ہے البتہ سائل کی  
تصارت میں قربانی کے خرابی جگہ کرنے والے پر ہوں گے کیونکہ سائل میں جگہ پر  
کرنے والے کو پہنچا دیتا رہتا تھا۔

جگہ کرنے کی ذمہ داری کو پہنچا کرنا کسی نے ذمہ داری کی کہ وقت کے بعد اس کی حالت  
سے جگہ پر جانے والے اس کے خرابی جگہ پر کرنے والے

اور مقصد میں سے جگہ کے لئے جب نامے متعین کر دیا ہے تو اس کے بعد ہی ذمہ داری کو  
پر کرنا واجب ہے یہ وہی باتیں متعین نہیں ہیں تو وہی باتیں جگہ کے لئے اس کے لئے  
کی ایک ہی حد تک کے خرابی جگہ کے لئے کافی ہے۔ یہ پھر جگہ پر  
سے جگہ کرنے میں وہی حد تک کر دیا ہے جگہ پر جانے کی گریہ  
جگہ سے بھی وہی حد تک خرابی جگہ کے لئے مستثنیٰ نہ ہو تو وہی حد تک باتیں متعین  
ہوئی۔

۹۔ ایک تہائی میں ایک سے زیادہ جگہ کے لئے کافی ہو اور متوفی نے ایک جگہ کی ذمہ داری  
کی ہے تو باقی انداز میں ان جگہ کے لئے ایک جگہ کا تعین نہیں کیا تو اس میں جتنے جگہ  
ہو سکتے ہیں سب کو ایک میں ہی کر دینا اس سے انھیں ہے کہ متعدد جگہ مختلف مسائل  
میں کر سکتے ہیں۔

۱۰۔ وہ جسے بہرہ بخشی ہے ایک جگہ کو جگہ کا نام ہے یہاں جگہ پر کر  
نہیں رہتا اور نہ ہی جگہ پر کر سکتا ہے۔ یہی مرید یعنی وہ جسے یہاں جگہ کی دہی دوتا ہے یہاں  
سے دھرتی تہی می چلی جاتی ہے یہاں سے بدیت کی روشنی نصرت کے اندر وہی جگہ پر کرتی تھی،

اخلاقِ نیکہ کی تربیت دی جاتی تھی وہ شریعت کی تبلیغ کی جاتی تھی حق و باطل کے درمیان  
گوئی کرتی تھیں، رسول اللہ کے خطبے جس مہر سے جاتے تھے وہ مجروح کی قیامت پر  
اب ابدی آرام گاہ ہے یہ وہ حصہ زمین ہے جس کو خدا جس شرف و برتری سے نوازا ہے  
کو اصل مقصد آخرت کے تصور کو تازہ کرنا ہے، اہل دل جب اس حضرت عظیم سے میل ملاپ  
قبر مبارک پر حاضر ہوتے ہیں تو اگرچہ جسم انہر پردہ خاک میں مستور ہے مگر آپ کے درجہ  
کی شہادت وہاں کا ذرہ ذرہ دیتا ہے کہ آپ یہاں بیٹھے تھے یہاں آرام فرماتے تھے یہاں  
بڑھتے تھے یہاں دشمنوں سے بچتے تھے یہاں کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے آپ کے فیوض و برکات  
جوں کے توں موجود ہیں جن سے زیارت کرنے والے کا دل فیض حاصل کرتا ہے اس کے دل پر  
کی بجاوری کی طرف راغب اللہ رسول کی نافرمانی پر شرمسار ہوتا ہے یہ امر شریک نہیں کیا  
ہے۔ وہ مسلمان جسے حج بیت اللہ کی توفیق ہوئی ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت  
کو ضرورت کے قائل ہے اگر زیارت سے محروم رہے تو اس کے دل کو قرینہ نہیں دے سکتا  
ہو سکتا اور صاحب مقبرہ کے لئے تو ممکن ہی نہیں ہے کہ مکے میں حاضر ہو اور مدینہ پہنچ کر قبر  
کے مقامات و درہن منہج کے سرچشموں کا مشاہدہ نہ کرے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت  
میں نماز پڑھنے اور اپنی قبر کی زیارت کی خود تائید و ثبات ہے کہ مسلمانوں کا رشتہ محبت آپ  
سے تو اتنے نہ پائے آپ نے فرمایا جس نے حج کیا اور میری مسجد کی زیارت نہیں کی اس نے حج پر  
نعم پیا، ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا: "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس نے  
گویا زندہ کی میری زیارت کی مسجد قبر میں سب سے پہلی نماز باجماعت آپ کے درجہ  
مسجد قبلتین جہاں قبلہ بدستہ کا حکم بارگاہ ایزدی سے محدود ہے اور مستون بنو ہاشم  
نے اپنے آپ کو باندھ دیا تھا یہاں تک کہ ان کی توبہ قبول ہوئی، مستون متانہ جس سے روئے  
کی آواز آتی تھی جب آپ نے خطبہ دینے کے منبر کو اختیار کیا تھا، بیت المقدس  
جہاں بڑے بڑے عظیم مساجد کے مزارات ہیں یہ سب مقامات تائب و روتہ کے درجہ  
ہیں اور ندرت سے قریب پیر کو سہا دت ہے

فتیان کے دل جہاں رہتے ہیں، مشاہیر کے لئے مقرر کردہ عمارتوں کے درجہ



مدینہ منورہ کے دور و محبوبانہ تمام راستے شریعت سے سنا اور دور و دور پر چلتے ہوئے جان  
رہتے ہیں جو مسجد میں آئیں ان میں نماز ادا کرنا اور جب مدینہ منورہ کی فطیس لکھنا تو یہ کہیں

اِنَّهُ هُوَ الَّذِي اَحْرَمَ بَيْتَ بَدْرَةَ  
وَقَدَّسَ بَيْتَ بَدْرَةَ مِنْ اَدْنٰى سَوَادِ  
قَبْلِ الْغَزَا بِيَوْمِ الْاَضْيَابِ

اے اللہ یہ تیرے بیتی کا حرمت اس  
کی برکت سے مجھے جہنم کی آگ سے بچائے  
اور عذاب سختی سے اس سے امن میں رکھو

مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں قدم اندر رکھتے اور کہتے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى  
اٰلِ مُحَمَّدٍ اَتَمَّ صَلَاتِكَ اَعْفِرْ لِيْ  
ذُنُوْبِيْ وَافْعَلْ بِيْ اَكْرَمَ الْاَعْمَالِ  
مَرَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اَجْعَلْ لِّيْ  
اَلْيَوْمَ مِنْ اَدْنٰى بَدْرَةَ  
تَوَجُّدًا اَبَدًا وَاقْرَبُ مِنْ  
تَقَرُّبٍ اَبَدًا وَاشْبَحْ لِيْ  
كَلَامًا وَابْدَلْ لِيْ كَلَامًا

اے اللہ محمد پر و رات کی کس بہ رحمت  
کا مسہ ناس فرما بار بار ہمارے گناہوں  
کو معاف فرما اور میرے سامنے اپنی  
رحمت کے دروازے کھول دے  
دن کو تیری عزت متوجہ ہوں و رات میں  
بہتہ میں تو بہ کائنات مرتبہ تو بہ حق  
و رات میں بہتہ میں تو بہ حق کرنے کا  
دن بنادے جس سے تیری ذات پر  
بھروسہ کر ورتی ہو تو ہمارے روز بخیر

یہ سب سچے سچے اور رحمت پڑتے منبر کو سستہ ہیں یہ سب شائے کے گھر میں رہتے ہیں یہ سب  
بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں  
یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں  
یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں  
یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں  
یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں  
یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں  
یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں یہ سب بہتہ میں رہتے ہیں

اے اللہ جس کی تیرے پاس ہے

اے اللہ جس کی تیرے پاس ہے

وَرَحْمَةً إِلَيْهِ وَبَرَكَاتُهُ أَشْهَدُ  
أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَدْ  
بَغَتْ أَرْسَالُهُ وَأَذَيْتِ  
الْعَمَانَةَ وَنَفَخْتَ الرُّمَّةَ  
وَجَاءَ حَدَّثَ فِي أَمْرِ اللَّهِ حَتَّى  
قَبَضَ اللَّهُ رَوْحَهُ حَمِيداً  
مُحَمَّدٌ أَفْجَزَ الْكَافَّةِ اللَّهُ  
عَنْ صَغِيرَةٍ وَكَمِيرَةٍ خَيْرُ  
الْجَزَائِرِ وَضَرَّ عَلَيْكَ أَفْضَلُ  
الْحُسُودِ وَأَرْكَكَ وَأَسْمَ  
الْمَوَاقِفِ وَأَمَّا هَا أَهْلُهُ  
اجْعَلْ مَبْدَأَ يَوْمِ النِّسَمَةِ أَقْرَبَ  
الْمَبْنَى وَاسْتَبْنَا مِنْ كُفَيْسَةٍ  
وَرُزِقْنَا مِنْ شَفَاعَتِهِ وَلَجَمْنَا  
مِنْ تَرْقَائِدِ يَوْمِ الرِّقَابَةِ  
أَهْلُهُ تَفْعَلُ هَذَا الْخَرُ  
الْمَبْنَى بِخَيْرِ مَبْنَى عَدِيَّةِ اسْتَدَامَ  
وَرُزِقْنَا الْقُوَّةَ الْيَدِيَّةَ وَالْجَمَّةَ  
وَالْأَسْرَامَ -

کی رحمت اور برکتیں ہوں میں نے  
بلاشبہ آپؐ کے رسولؐ میں نے  
نے رسالت کا حق پورا کر دیا ہے  
امانت اور فرمادی کہ تم کو نصیب ہے  
اور اللہ کی رحمت میں بہت بڑے ہے  
تک کہ اللہ نے آپؐ کی تہ میں سنا  
اور محمود روح کو سپہ پاس میں  
آپؐ کو جزائے خیر عطا فرما کر ہے  
بھوٹوں میں جس کی عزت سے اور  
اور پاکیزہ دور دور رحمت اور  
سلام آپؐ پر ہو۔ اے اللہ  
نبی کو قیامت کے دن سب سے  
قرب رکھ کر اور ان کے جہنم سے  
ایسا پانی بہا کر جس کے بعد یہ  
لگے وہ ہمیں ان کی نعمت سے  
قیامت کے دن ان کے ساتھ  
میں شامل کر دے اے اللہ نبیؐ  
پر ہماری یہ دعا ہے کہ خیر  
ہم سے بڑی شان اور بڑی رحمت

ہیں پھر ان کے پاس واپس کرنے کی توفیق سے فرما۔

اس کے بعد اس کا سلام پہنچائے جس نے سلام پہنچانے کی درخواست کی تو اس کے

یوں کہے :-

اللہ رسول شرایہ پروردگار بن

اسْتَدَامَ غَنِيَّتُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

میں فلان ابن فلان کیستشفع  
بک اف ریت وشفع له  
و جميع انهم منین۔

کی جانب سے سلام ہو وہ بارگاہِ زندگ  
میں آپ کی شفاعت کا طالب پس اس  
کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیے۔

پھر جہدِ حضورؐ کا چہرہ و سب سے طرف قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہوا اور جو دردِ دل ہے  
بُستے ہو، تھ بھر بیٹا کر حضرت صدیقِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے سامنے جھکے اور کہے:

اَسْتَعِيْذُ بِكَ يَا خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللهِ  
سَيِّدِ الْمَعِيْشَةِ يَا صَاحِبَ الرَّسُوْلِ سَيِّدِ  
الْاُمَمِ اَسْتَدْعِيْكَ بِرَبِّيْكَ يَا رَافِعُ  
السَّامِيْنَ يَا اَمِيْنُ يَا اَسْوَدَ  
جَبْرِ اَسْتَعِيْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ  
عَنْ اُمَّتِكَ نَبِيِّهِ وَلَسْتُ خَشِيْتُ  
بِخُسْنِ خُلُقٍ وَ سُنَّتِكَ حُرَاقَةٍ  
وَمِنْ اَجَلِكَ خَيْرٌ مِنْ سَلْبٍ وَ  
وَسْتُ اَسْأَلُكَ اَلْاَمْرَةَ وَالْبَذْعَ  
وَالْمَهْرَ اَلْاَسَدَامَ وَوَعْدَتَكَ  
اَلْاَنْزَحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا  
بِعَهْدِيْ نَاصِرًا لِّاهْلِيْهِ حَتَّى  
تَأْتِيَ الْبَيْهِيْنَ اَسْتَدْعِيْكَ  
وَرَحْمَتَكَ اَسْأَلُكَ وَبَرَكَاتَكَ اَسْتَعِيْذُ  
بِكَ مِنْ حَيْبٍ وَرَقَابٍ سَقِيْنَا  
فِيْ نَزَارِيْنَا بِرَبِّهِكَ يَا كَرِيْمُ

اے خلیفہ رسول اللہ آپ پر سلام ہو اے غار  
میں رسول اللہؐ کا ساتھ دینے والے آپ پر  
سلام ہو و در حضورؐ کے شریک سفر رہنے  
والے آپ پر سلام ہو و سرانجام نبوت کے امین  
آپ پر سلام ہو و مددگار آپ کو ہماری طرف  
سے بہتہ میں جزا عطا فرمائے جو کسی کوئی نبی کی  
امت سے اہم قوم کو پہنچانی ہو آپ نے رسول  
کی خدمت کا حق بہ طریق حسن و ذوق آپ  
نے ان کا طریقہ کار اور انھیں کا سبب  
 اختیار فرمایا، آپ کے دندوں و باغیوں  
سے جنگ کی، سلام و پھیدیا رشتہ دروہ  
میں میل مدد پکرایا و ہمیشہ حق پر قائم  
اور اہل حق کے معاون بنے یہاں تک کہ  
امرا نریر آئینہ بیا آپ پر سلام ہو و رشتہ کی  
رحمت اور برکتیں تامل ہوسکتے تھیں  
کی محبت میں ہمیں سوت آئے اے کریم ان کی  
نیابت کی ہماری کوششوں کو رائے میں نہ فرما۔

اس کے بعد وہاں سے ہاتھ پھیر کر حضرت رضی اللہ عنہ کی قبر کی طرف پہنچے اور فرمایا:

کہنا چاہیے:

اَسْلَمْتُ عَنِكَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ  
اَسْلَمْتُ عَنِكَ يَا مُنْظِرَ الْاِسْلَامِ  
اَسْلَمْتُ عَنِكَ يَا مُكَوِّنَ الْاِسْلَامِ  
حَبْرَتِكَ اِنَّهُ عَنَّا اَفْضَلُ اَرْجَا  
وَسَمِعْتَنِي اِنَّهُ تَعَالَى اَسْتَكْنَسْتُ  
فَتْرَ عَصْرَتِكَ اِنْ اَسْلَمْتُ اَمَّ  
وَاُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَيَّةٌ وَمَيِّتَةٌ وَكُنْتُ  
رَبِّتُكُمْ وَوَصَلْتُ اُولَئِكَ اَمَّ  
وَقَوِي بَيْتَ اِيْهِ سَلَامٌ وَكُنْتُ  
بِئْسَ مُسْلِمِينَ اِمَامًا مُرْضِيًا وَ  
هٰذَا مَهْدِيَّ جَمَعْتُ مِنْ  
سَمَائِهِمْ وَ اَنْفِيَّتْ فَرِيضَتَهُمْ  
وَحَبِيَّتْ كَسْرَتَهُمْ اَسْلَمْتُ  
عَنِكَ وَرَحِمَتِكَ اَللّٰهُ وَ  
بِرَّكَ اَنَّهُ.

اے امیر المؤمنین! میرے سر سے اسلام  
اسلام کے پشت پناہ! آپ پر سلام  
ہم کو دینے والے! آپ پر سلام  
لے آپ کو جوہر کی رحمت سے سب سے  
جمہور فرما دے اور میں نے  
آپ کو دینے والا یا بد مذہب سے  
اسلام و مسلمانوں کی حقیقت و موت  
کی آپ نے یسویوں کی پیروی کرنا  
تعامات کو جوڑے رک آپ کے ذات  
اسلام کو تقویت دینا چاہیے  
کے محبوب امام و رہبریت یہ قدر  
میں نے آپ کے مسلمانوں کے لئے  
فرمایا میں جو ناز و ارادت میں  
ان کی خدمت عالی کا صدر کیا آپ پر سلام  
ہو و در مدد کی رحمتیں اور میں نے  
نازل ہوں۔

اس کے بعد پہلی طرح منقول کے سر ہاتھ کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ تو نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص  
میں فرماتا ہے کہ اگر اپنے نفس پر ہمارے  
رہا ہوگا رہا ہے اس کے پاس ہے  
اور اللہ سے استغفار کریں اور رسول بھی



لَا تَجْعَلْ لَنَا فِتْنَةً ۖ إِنَّكَ شَرٌّ ذَوِي  
 وَتَكُنْ لَنَا حِجَابًا ۖ إِنَّكَ قَوِي  
 سَائِلُكَ لَنَا لَعْنَةً ۖ إِنَّكَ قَوِي  
 رَبَّنَا اخْرُجْنَا مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا  
 الَّتِي كُنَّا فِيهَا مُتَمَرِّدِينَ ۖ إِنَّكَ قَوِي  
 رَبَّنَا اخْرُجْنَا مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا  
 الَّتِي كُنَّا فِيهَا مُتَمَرِّدِينَ ۖ إِنَّكَ قَوِي  
 رَبَّنَا اخْرُجْنَا مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا  
 الَّتِي كُنَّا فِيهَا مُتَمَرِّدِينَ ۖ إِنَّكَ قَوِي  
 رَبَّنَا اخْرُجْنَا مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا  
 الَّتِي كُنَّا فِيهَا مُتَمَرِّدِينَ ۖ إِنَّكَ قَوِي  
 رَبَّنَا اخْرُجْنَا مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا  
 الَّتِي كُنَّا فِيهَا مُتَمَرِّدِينَ ۖ إِنَّكَ قَوِي

اُن کے لئے مدتِ حیات و عیش و آرام  
 دیکھیں گے کہ مدتِ قبول کرنے اور  
 رحمہ فرماتا ہے کہ اے خداوند  
 توں کو نور سے شہ ہوا کہ تیرے حکم کو  
 ہو کہ تیرے شی و شیعہ بناتے ہو کہ  
 ہو کہ تیرے شی و شیعہ بناتے ہو کہ  
 اور تیرے شی و شیعہ بناتے ہو کہ  
 یہاں سے مختلف فرما اور تیرے شی و  
 میں یہاں سے مختلف فرما اور تیرے شی و  
 اے خداوند توں کو نور سے شہ ہوا کہ  
 کرنا و شیعہ بناتے ہو کہ تیرے شی و  
 آخرت میں خداوند توں کو نور سے شہ  
 کہ تیرے شی و شیعہ بناتے ہو کہ  
 توں کو نور سے شہ ہوا کہ تیرے شی و  
 توں کو نور سے شہ ہوا کہ تیرے شی و  
 سید ہوا توں کو نور سے شہ ہوا کہ  
 خداوند توں کو نور سے شہ ہوا کہ

یہ سورتِ شہادت پر پڑھ کر پائے کے اور منہ کے پاس رکھ کر  
 رہا نہ ہو کہ تیرے شی و شیعہ بناتے ہو کہ  
 ورنہ تیرے شی و شیعہ بناتے ہو کہ  
 کہ تیرے شی و شیعہ بناتے ہو کہ

اب اہل قیبر و قبرستان میں کہ  
 منہ پر قہر کیا کہ تیرے شی و شیعہ بناتے ہو کہ

سَدِّقُ سَيِّدُ دُنْيَا ۖ إِنَّكَ قَوِي  
 فَيَنْبَغُ لَكَ أَنْ تَكُونَ سَدِّقُ

عَمَلُهُ دَامَ قَوْمٌ مُؤْمِنِينَ      در آنوقت کیسی جبر جبرت یزد  
وَرَأَى أَنَّ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ      کی اس قدرت کو در بند و بند  
رَحْمَتِهِ      نقش قدرت خداوند

ہفتہ کے دن مسجد قبا پر مستحب ہے اور یہ دعا مانگنا بہا ہے  
وَلَا تَرْجُحْ      سے کار نہ دے کی پت کوئی نہ  
وَبِأَعْيَانِ السَّمْعَيْنِ      کے قریبوں کی قریبوں کے  
يَا مُفَرِّجَ كَرْبِ الْمُؤْمِنِينَ      سے قریبوں کے قریبوں کے  
وَبِأَمْعِيْبِ دَعْوَةِ الْمُتَسَلِّبِ      سے قریبوں کے قریبوں کے  
عَسَىٰ مَعِيَ مُعْتَبِرٌ      سے قریبوں کے قریبوں کے  
وَالْكَشَفُ كَرِيٌّ      سے قریبوں کے قریبوں کے  
لَيْدَ كَشَفْتِ تَنْ مَرُوءِي      سے قریبوں کے قریبوں کے  
كُرْدَ وَخُرْدَ فِي هَدَىٰ      سے قریبوں کے قریبوں کے  
أَهْلًا بِأَحْسَنُ بِأَمْرٍ      سے قریبوں کے قریبوں کے  
يَا كَسِيرَ الْبُعْرُوفِ      سے قریبوں کے قریبوں کے  
رَحْمَنُ يَا أَرْحَمَ الرَّحْمَنِ      سے قریبوں کے قریبوں کے  
جہد دور فرمایا ہے۔

مستحب یہ ہے کہ جب تک حدیث میں ہے کہ ہمارے ہاں مسجد نبوی میں ہر روز  
کے وقت دو رکعت نماز دو رکعت مسجد میں دیکھ کے درجہ ہر روز اس کے لئے ہے  
پھر سنو کی قربت پر اگر دیکھ کی بات ہے دعاؤں کا قبول کرنے اور ہے  
اشجیہ کا بیان یعنی قربانی کا      اشجیہ اس چوبائے کو کہتے ہیں جو یہ منہ میں ہر روز  
ثواب ذبح یا نحر کیا ہے۔

قربانی کا حکم      قربانی کا حکم سب سے پہلی میں ہو      قربانی کا حکم سب سے پہلی میں ہو  
نہ تہ فستہ ہی مشہور ہو      نہ تہ فستہ ہی مشہور ہو      نہ تہ فستہ ہی مشہور ہو



کی قربانی صرف ایک شخص کی جانب سے ہو سکتی ہے لیکن وراثت و دیگر گناہوں سے اس سے  
 شریک ہو سکتے ہیں لہٰذا علیحدہ اس کی قیمت ہیں ہر ایک کا حصہ صدقوں کو کرنا ہے سب سے  
 حصے سے کم دہا تو قربانی بکرنے ہوگی۔

قربانی صحیح ہونے کی ایک شرط قربانی کا مقررہ وقت میں ہونا ہے قربانی کو وقت  
 یوم نحر (جس کو عید کا دن کہتے ہیں) کے صبح فجر کے بعد سے ہوتا ہے اور یہ دن قربانی  
 سے پہلے تک رہنا ہے شہر میں رہنے والوں کو نماز عید کے بعد قربانی کرنا واجب ہے اور اگر  
 تہ کہ غائب غیب کے بعد ہو اگر عید کی نماز اس آبادی میں نہ ہو تو قربانی کرنا بھی واجب ہے  
 کرنا چاہیے کہ نماز عید کا وقت ختم ہو جائے نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے سے پہلے  
 آفتاب تک پہنچنے سے قبل قربان کرنا چاہیے بیتہ دہشت کے دو پہلوئیں ہیں نماز عید  
 کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ اگر عید کے دن کے متعلق شرط ابھی موجود ہے تو اگر کسی روز  
 قربانی بھی کر میں پھر تہ چاہے کہ وہ عید کا دن نہیں عرفہ کا دن تھا تو نماز و قربانی اس روز  
 مقصور ہوں گی۔

گرفربانی کے لئے جو فرقے بائیں ہیں اسے ذبح نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ وہ  
 گناہ چاہے کہ اس کو زندہ ہی صدفہ کر دیا جائے۔

بسم اللہ کہن ہر قسم کے ذبیحہ اگر کسی نے  
 قربانی کرتے وقت بسم اللہ کہن کی شرط ہے، تسمیہ قربانی کے پورا کرنے سے پہلے  
 کو ذبح کرتے وقت۔ زمرے اگر قصداً ترک کیا تو اس ذبیحہ کا گوشت کھانا گناہ ہے۔  
 اگر بھولے سے ترک ہو گیا تو کھانا جائز ہے لیکن اس کے سوکھنے کا زمانہ سے گزرنا گناہ ہے۔  
 کھانا حرام کر دیتا ہے۔

قربانی کا گوشت کھانا بھی کرنا گناہ ہے  
 قربانی کے مستحبات اور مکروہات مستحب ہے، نفس یہ ہے کہ کسی نے  
 صدقہ یا دے ایک تہائی اپنے لئے بچایا یا بکے باقی ایک تہائی رشتہ داروں کو دیا یا  
 کے لئے نکال دیا۔ نذر کی قربانی کا کھانا مصلحتاً حرام ہے وہ صدقہ کر دینا جائز ہے۔



کے جو ذرے قبل از قریح پیدا ہو جائے اس کا کھانا جائز نہیں اسے قربانی کے ساتھ ہی  
 صدقہ کر دیا جائے۔ اس قربانی کا گوشت کھانا بھی حرام ہے جو کسی میت کی طرف سے اس کی  
 وصیت کے مطابق کی جائے یہی حکم اس میں ہے جب کچھ قربانی کی تصدق ہو پر قربانی  
 کی جائے یہ حقدار لگائے۔ اس صورت میں پورا گوشت صدقہ میں دیدینا واجب ہے۔

قربانی کے کھانے کا بیچنا یا بیسی شے سے تبادلہ کرنا مکروہ ہے جو خرچ ہو جائے وہ بھی  
 گوشت دوا وغیرہ کے لیے یا کسی شے سے بدلہ میں جو عورت یا بقیہ رتبہ شدہ  
 چھپائی یا ڈول یا مشک یا دسترخوان اس میں کھانا یا بیسی شے جو ذر کو ذبح کرنے سے پہلے  
 اس کی دوا یا دین بھی مکروہ ہے اگر تاروی کی وقت بھی صدقہ کر دینا چاہیے کھانے کی  
 قیمت سے تصدق و جرات دین بھی مکروہ ہے ذبح کرتے وقت جو ذر کو قبلہ رخ کرنا سنت  
 ہے اگرچہ یہ روایات ہیں تو ذبح کے وقت جو ذر کو قبلہ رخ کرنا سنت تکلیف نہیں ہے کچھ یہ کہیت  
 برکت ہے۔

وَالْمُحْتَضِرُ إِذَا مَاتَ وَفِي بَيْتِهِ مَذْبُوحٌ فَلْيُذْبَحْ لَهُ

مذبح کے لیے ذبح کرنا اگر شخص بیمار ہو جائے اور اس کے گھر میں مذبح ہو تو اس کے لیے ذبح کرنا

میں سب سے کم اس ذبح کی طرف منکر کرتا ہوں جس سے آسمانوں و زمینوں

پر بار میں اس ذبح کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے وہ میں سے نہیں ہوتا یہی

مذبح میرا ہے اور میری عبادتیں میری زندگی میں میری موت سب لے کے لے جاتا ہے

میرے جہان کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا شکر ادا ہے وہی

ذراں برداروں میں ہوں اے اللہ یہ تیرا عطیہ ہے در تیرے ساتھ ہی ہے۔

یہ بڑا بڑا رسم ہے اے اللہ یہ کہتے ہوئے کچھ ذرے ذراں گردان بہ کچھ دے اور جمی طرف سے ذبح

کرے اور اس کے بعد یوں دوسرا کرے۔

اے اللہ اسے میری طرف سے ہی عزت

میں تجھ سے بہتر نہیں تھا تھیں

تیرے کر جس طرح تو نے اپنے حبیب کو عزت

میں حبیب کو عزت و خدیویت

محمد و آصف خلیف حضرت ابراہیم علیہ السلام

اے اللہ انہیں خلیفہ اختیار فرما

والسلام کی طرف سے قبول کیا تھا۔

والسلام۔

اگر اونٹن کا کے یا بیل ہے جس میں کئی آدمی شریک ہیں تو سب کا نام لے کر پڑھیں۔

تَقْبَلُ مِنِّي وَصَلْتُ فَنَدَبُ بَنِي مُنَدَابٍ۔ اگر کسی کو دعایا دہن ہو تو وہ اس نیت

کرے اور بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے۔ اردو مختار ح ۱ ص ۲۱

نقد ذکات جو ذب سے کہیں بتاتے ہیں

ذکات (ج ذر کی قربانی کا طریقہ)

معنی یہاں ذر کو جس کی گوشت کھا نہ جاتا ہے

ذبح کرنا، شکر کرنا یا عقیقہ کرنا۔ شکر و نیت کو نیت دہر کر ذبح کر کے گوشت کھاتے ہیں۔

نکاح و نیت دہر کر ذبح کر کے گوشت کھاتے ہیں۔ یہ عمل ایسے ج ذروں پر کیا جاتا ہے۔

پاؤں پر یا وہ بچہ بگڑی کا ہے جس کو بہک کر بہا دیا ہو یا اس پر تیر جھینا اور

بہا نہ کر کے خون کے بہنے سے گروہ ج ذر میں سے ہو یا اس کا کھانا کھانے سے

موت ہو یا اس کا بک وراثت سے یا اس کے ذر کسی پر عید کرے اور وہ نیت دہر

نیت دہر کرے تو وہ بھی جس سے نیت دہر کرے وہ نیت دہر کرے اور خون کے بہنے سے

بہا ہو کر کوئی ج ذر ہو یا اس میں گریہ کرے اور اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے

بہا ہو کر اس کا کھانا کھانے سے یا اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے

بہا ہو کر اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے

بہا ہو کر اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے

بہا ہو کر اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے

بہا ہو کر اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے

بہا ہو کر اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے

بہا ہو کر اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے

بہا ہو کر اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے

بہا ہو کر اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے ذر کرنا دشواری سے ہو یا اس کے







# معاشرت

نکاح

رضاعت

طلاق

خدا

وحيث ووراثت





خاندانِ تشکیلیں پائے جس کی شیرازہ بندی محبت و مودت کے مضبوط بندھنوں سے کی ہو۔  
اسلام کی نظر میں خاندان کا نظم و روافد و فساد کا باہمی تحقق جتنا پاکیزہ و مضبوط ہوگا،  
زیادہ پاکیزہ و اور عمدہ معاشرہ وجود میں آئے گا۔ حسنِ معاشرت کے سلسلے میں شہادتِ ساری سے  
جو ہدایات دی ہیں اُن کو عبادات کی طرح جبر و ثواب سے مل کر نہ کرنے کا ذریعہ اور ریاستِ مملکت  
احکام میں اسلام ایک طرہٴ خاندان سے باہر بل وطن اور برادرِ ملت سے نفرت اور دشمنی  
کے رشتے کو مضبوط کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور دوسری طرف خاندان کے اندر تقویٰ کی سنت  
کے لئے قانون اور حقوق کا تعین کرتا ہے۔

## اسلام کو عالم کرنے کا بیان

"سلامہ کے معنی سلامتی کے ہیں۔ کوئی شخص کسی کو سلام کرتا ہے تو زیادہ سے زیادہ سلامت  
چیز سے محفوظ رہنے کی دعا دیتا ہے۔ سلام کا طریقہ جی توڑ نمان کے درمیان میں سلامت  
اور یک سلامی معاہدہ ہے جس میں لوگ باہمیہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہر ایک سب سے بھائی کی طرح  
اور برادرِ وصال اور عزت پر تعلق درندہ زمی سے باز رہے گا۔ شہریتوں سے نکلنے والے ہر  
کو یقینی بنائے گا، رفعت و محبت و رہا بھی، امن کا برتاؤ کرے گا۔ سلام کے سبب سلامت  
پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اس کی ترغیب دی ہے۔ ایک شخص نے سب  
سے سوال کیا ائی اللہ سلام خیر۔" کون سی بات سلام کی سب سے بڑی چیز ہے؟  
تَطَوُّعُ اَعْقَامٍ وَ تَقَرُّبُ اسْتِغَاثَہ غی مِّنْ حَافَتٍ وَ مِّنْ تَحَفُّفٍ وَ مِّنْ تَحَفُّفٍ وَ مِّنْ تَحَفُّفٍ  
یعنی کھانا کھانا کرو اور سلام کیا کرو جس سے تم وقت بوجھ کو بھی اور وقت بوجھ کو بھی

ایک ورہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ

لَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تَوَسَّوْا اَوْسَ تَوَسَّوْا حَتَّى تَحَابُّوْا اِنَّ الدَّعَاۃَ

سَلٰی شَیْءٌ اِذَا فَعَلْتُمْ و تَحَابَبْتُمْ اَخْتَوٰ اللّٰہُ بَیْنَكُمْ۔ مسند

برگزشتہ میں نہ بڑے جب تک تم مومن نہ بن جاؤ اور ایمان کے بھی نہ بنو گے

جب تک یہ ہم محبت نہ کرو گے تمہیں وہ بات نہ بتاؤں اگر تم پر عمل کرو تو میری رحمت



کرنے لگو گے وہ بات یہ ہے کہ آپس میں سلام کرنا عام کر دوں

سلام میں پہل کرنا اور سلام کا جواب دینا سلام میں پہل کرنا عین سنت ہے ایک فرد کے لئے اور اگر جماعت ہے تو سنت کفایہ ہے یعنی اگر جماعت میں سے ایک آدمی نے سلام کر لیا تو سب کی طرف سے سلام کی سنت اور ہو گئی۔ لیکن سنت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے سب کا سلام کرنا بہتر ہے۔ اہم جو حقیقت کے نزدیک اگر کسی سورت کی ملاقات بیابان میں پیدا چلنے والے سے ہو تو سو رہ رہا رہے کہ وہ سلام کرے تاکہ پہل چٹے والے مطمئن ہو جائے۔

سلام کی بات کرنے والے دو طرح سے سلام کے الفاظ اور کر سکتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیکم پہلے طریقہ افضل در مسنون ہے خواہ وہ ایک شخص ہو یا کئی ہوں۔ سلام کی تہہ تنیک سلام سے کرنا مکروہ ہے۔

سلام کا جواب دینا فرض عین ہے ایک فرد کے لئے اور جماعت کے لئے فرض کفایہ ہے یعنی ایک کا جواب سب کی طرف سے کافی ہے۔ سلام کا جواب فوراً دینا چاہیے تاخیر گناہ ہے۔ جواب سے توجہ دینا بے کلام کرنا وارسن کے اگر نہیں سنت تو فرض اور نہیں ہو کر بدعت بنی ہو رہا ہے تو وہ شر سے یہ ہوں کی جنبش سے سمجھ سکے گا تو اسی طرح جواب دینا چاہیے۔ سلام کے جواب میں سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ عظیم سلام کہا جائے۔ سنت یہ ہے کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو سلام سے پہلے سلام کرے اور دینی روانہ سے بولے۔ ہمیشہ گھر میں داخل ہوتے وقت اگر دروں کو سلام کرنا سنت ہے انہی گھر میں کہا کوئی نشان نہ ہو وہ بے سلام نہیں ہوتی۔ سلام دینا بہتر ہے تاخیر یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سو رہا پیدا کر کے ہو۔ بیٹے کو اور چھوٹی جو عت بڑی جو عت کو پہلے سلام کرے جب کوئی شخص کسی کو سلام دے گا تو اس پر سلام کا جواب دینا فرض ہو جائے۔ مستحب طریقہ یہ ہے کہ پنی مائے والے سے بہتر کہ جس نے عقیقہ و غنیہ سلام دیا پہلے چٹے میں سلام کرے ہو تو اس کا جواب دینا واجب ہے۔

مرد کسی جوان عورت کو تنہائی میں

وہ صورتیں جن میں سلام کرنا مکروہ ہے کرے یا وہ عورت سہرا کرے

صورتیں نہ جائز ہیں بخلاف محرم عورتوں کے جنہیں سلام کرنا سنت ہے۔ نفس خالص نہ ہو  
سلام کرنا مکروہ ہے اور اس سلام کرنے والے کو اگر جواب نہ دیا جائے تو نہ بد نہیں اور نہ  
جو شخص بلند آواز سے قرآن شریف پڑھ رہا ہو یا دینی مسائل بیان کر رہا ہو نہ بد نہیں اور نہ  
ہو یا جو خطبہ من رہا ہو یا دعا غلط تقریر کر رہا ہو نہ بد نہیں۔ عورتوں میں سلام کرنا مکروہ ہے اور نہ  
کوئی سلام کرے تو جواب دینا لازم نہیں۔ اگر کوئی شخص جماعت میں سے کسی کو سلام کرے تو  
اگر سلام کرے تو اس پر جواب دینا فرض ہو جیسا کہ جماعت میں سے کسی کو سلام کرے تو  
جواب سے فرض ساقط نہیں ہوگا۔ جو شخص دوسرے کو سلام کرے یا ملکہ حاصل کرنے کے لئے سلام کرے  
بھی مکروہ ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔  
سبب جو شخص کا انبیہ نفس ہو تو مکروہ ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔  
جوان کو سلام کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔

تثبیت کے معنی نیکی و برکت کے لئے ہے۔  
پیشینہ والے کو دناؤ سے بچانے کے ہیں۔

کوچہ ایک سگے دروازے پر ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔  
اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے دوستی و محبت کا نہایت بڑا سبب ہو۔  
کی تین بن جس کے لئے اسلام نے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں توفیق دی ہے۔  
تثبیت بھی فرض ہے۔ اسی طرح جسے سلام ہو جواب دینا فرض ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔  
پیشینہ والے کو دناؤ سے بچانے کے ہیں۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔  
اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے دوستی و محبت کا نہایت بڑا سبب ہو۔  
کی تین بن جس کے لئے اسلام نے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں توفیق دی ہے۔  
تثبیت بھی فرض ہے۔ اسی طرح جسے سلام ہو جواب دینا فرض ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔  
پیشینہ والے کو دناؤ سے بچانے کے ہیں۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔ اگر وہ سبب سے ہو تو مکروہ ہے۔

















ہوگی۔ اس میں خود مرد ہو یا عورت اور ورہ کی گزر و گویا نہ ہو، شادی کرنا سب۔

سکاح کی بنیاد ستویں ور پر مبنی کاری ہے نکاح کے رشتہ میں بندھنے کا مستند نہ ہو  
کے اندر پانچ درجہ سب جن سے تہ ذریعہ تیسہ درجہ سے رشتہ کے بعد اس کو نکاح کر دیتے ہیں اگر  
اس مستند کی تیس درجہ ہی ہو تو پھر اس رشتہ کو کات دینا ہی بہتہ سب۔

ارحمت و غفرت کی حسانت بنکاح کو دینا مستند اس غفرت و غفرت کی حسانت  
کرنا ہے جو مرد و عورت کی فطرت میں ودیعت ہے مگر کی حسانت کے ساتھ سند مگر نہ تا  
وہ ترغیب نہ مشد بہ ہوگی بدستور ہی سب جن با نہ ہنسی دس ہی و سب شرم ہی کی حسانت اور اجنبی  
مورخوں و دوس کے ختم نہ کو حرم مگر ردیت مرد و عورت دونوں کو پابند کیا ہے کہ ایک ایسے  
ضابطے کے ذریعے اپنے فطری تعین کو قیام کریں کہ ان کی غفرت و غفرت پرور ہوئے گئے  
ہی کے اختیار و دوسوں پرور کے۔ سو رکوس کی حسب ذیل آیتوں میں بھی مذکور ہے:

لَا يَجْرِي عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ لَمَّا حَلَلْتَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُنَّ لَفِظَ الْبُرْءِ أَوْ الْوَدَاعِ لَكُمْ فِي غِيبَتِكُمُ النِّسَاءُ مَا نَحَلْتُمْ لِنَفْسِكُمْ فَمَا عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ لَمَّا حَلَلْتُمْ وَأَخَذْتُمُوهَا كَمَا أَتَمَّتْتُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مِنَّمَا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُنَّ لَفِظَ الْبُرْءِ أَوْ الْوَدَاعِ لَكُمْ فِي غِيبَتِكُمُ النِّسَاءُ مَا نَحَلْتُمْ لِنَفْسِكُمْ فَمَا عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ لَمَّا حَلَلْتُمْ وَأَخَذْتُمُوهَا كَمَا أَتَمَّتْتُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مِنَّمَا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُنَّ لَفِظَ الْبُرْءِ أَوْ الْوَدَاعِ

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

مورخوں کے ساتھ اور جس سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔

وہ جس نے اپنے آپ کو اپنے آپ سے نکاح کر لیا ہے وہ اس سے اپنے آپ کو نکاح کر لیا ہے۔



و دوسرے کی زینت و آرائش ہونا چاہیے کہ میں یہاں ہی تھا ہونا چاہیے جو اب اس درجہ کے  
درمیان ہوتا ہے ایک کو دوسرے کی تکمیل و مشدقہ کہ اس میں ہر ایک کو چاہیے کہ اس  
کو چاہیے۔

اس طرح وہ اللہ کی قیادت و نگرانی کی تیسری شکل یہ ہے کہ یہ مشدقہ کے مشدقہ کہ  
تعمیر کرنے کا سبب ہونا کہ ان وقت کے کہ پہنچنے پہنچانے کے لئے یہ سبب وہاں یہ کامیابی  
کی سبب۔

اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے

کو ہدایت فرمائے کہ یہ سبب وہاں یہ کامیابی

کی سبب وہاں یہ کامیابی

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

پہنچنے

یہ وکیل کے ذریعے کہا کہ میں تم سے نکاح کرتا ہوں اور دوسرے نے اُسے منظور کر لیا تو دونوں میں  
 رشتہ نکاح قائم ہو گیا۔ عقد نکاح سے مرد یجاب و قبول یعنی قیوں و قیوں رشتہ بکرم میں  
 قبول کا بہم ملتا ہے جو ضروری ہے گویا عقد شریعتی میں جینے والے رشتہ  
 جن میں سے دو خستی ہیں یعنی ایجاب و قبول اور تیسری معنوی ہے یعنی یہ کہ رشتہ قبول کے لئے  
 ان کے علاوہ دوسرے امور جن پر رشتہ غاصبت نکاح کا ختم ہے وہ امور عقد کی حیثیت سے  
 باہر ہیں اور شرط نکاح ہیں۔ اُس کے ارکان یعنی اجزاء لازم نہیں ہیں۔  
 نکاح کی شرطوں کا بیان  
 اتفاق سے ہے بعض کا تعلق عاقلین اور عاقلین کے  
 بعض کا تعلق گواہی سے ہے۔

صیغہ یعنی ایجاب و قبول  
 وہ سنا جن سے عقد نکاح ہوتا ہے در قسم کے ہوتا ہے  
 (۱) نہ کہ جو مصدر نکاح یا تزویج کے مشتق ہیں نہ  
 زَوْجْتُ یا تَزَوَّجْتُ (زوجیت میں دیا یا زوجیت میں لیا) یا نکاح کرنا و سنا دینا  
 عورت سے کہا زَوْجِیْ نَفْسُکَ تم اپنا آپ کو میری زوجیت میں دے دو جو ب  
 میں زَوْجْتُ یا قَبِلْتُ یا سَهَّوْتُ عَقْدَکَ میں نے زوجیت میں لیا یہ قبول کرنا و سنا  
 اور تسلیم کرنا کہا جائے۔

۲۔ کنایہ کے الفاظ جن سے نکاح کا رد و قبول ہو و گواہ بھی یہ مقصد ثابت ہوتا ہے عورت  
 کہے کہ میں اپنا نفس تمہیں سپرد کرتی ہوں مرد اس کی زوجیت میں دینا ہو و مرد کہے کہ میں  
 نے قبول کیا یہ یوں کہے کہ میں نے اپنے نفس کو ایک تمہیں سپرد دیا یہ لڑکی کے باپ سے کہہ  
 میں نے اپنی بیٹی ایک ہزار روپے یعنی بہر میں تمہیں دی اور مرد نے جواب میں کہا کہ میں  
 قبول کیا تو ان سب صورتوں میں نکاح ہو جائے گا۔ الفاظ نکاح صیغہ ماضی میں کہے جاتے ہیں۔  
 عقد نکاح صیغہ مضارع کے مستعمل ہے بھی ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس سے نکاح کرنا مراد نہ ہو کہ  
 نکاح کا وعدہ ویتا مشدداً کسی نے کہا کہ میں اپنی بیٹی کو میری زوجیت میں دیدی اور عورت نے جواب  
 میں کہا کہ میں نے زوجیت میں دے دیا تو نکاح ہو گیا لیکن اگر مقصد وعدہ ویتا تھا تو نکاح نہیں



نہ ہوگا۔ اگر کسی شخص نے بیعت مضارح کہا کہ میں تم سے شادی کرتا ہوں اور اس نے جواباً کہا کہ  
تم نے کوئی تو بڑا شبہ درست سبب و عیضہ مستقبل میں نکاح نہیں کر سکتے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جب تک وہ  
سبب و عیضہ نہ ہوں جو مقصد رانکاح یا تزویج کے مشتق ہیں نکاح درست نہیں ہے۔ امام مالک  
کے نزدیک عیضہ سے لکاح ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ مہر کا ذکر کر دیا جائے۔ عیضہ مڑکی  
کا ہونے کا یہ ہے کہ اپنی بیٹی کو اتنے مہر کے عوض تمہیں مہر کرتا ہوں یا کوئی شخص کہے کہ آپ اپنی بیٹی  
بشرط مہر کے عوض مجھے مہر کر دیجئے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اور پر یہ ہے کہ یہ بیکار ہے۔

ایک باب و قبول کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ ایک ہی شخصیت میں ہو ورنہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔  
یہ باب و قبول ایک ہی شخص میں لازم ہونے سے یہ نکاح ہے کہ اگر مرد و عورت یا مرد و مرد یا عورت و عورت  
یا عورت و عورت یا عورت و مرد ہوئے کی صورت میں عقد نکاح کریں تو یہ نکاح درست نہ ہوگا۔ ہونی جہاز  
و مرد و عورت کی عمر میں آئے ہیں کیونکہ ہر ایک جگہ بدل جاتی ہے اس کو ایک شخص قرار نہیں دیا جاسکتا  
بشرط اگر کسی شخص نے ایک عورت کے پاس خود دوسرے شہر میں رہتا ہے تو یہ بھی جس میں اس سے عقد  
کی درجہ مستحق ہے اگر عورت کے اس تحریر کو وہاں کی موجودگی ہے بڑا اور کہا کہ میں نے  
اپنے نفس کو اس کی زوجیت میں دے دیا تو نکاح منقطع ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں یہ باب  
قبول ایک ہی شخص میں ہو جاتی ہے ورنہ اگر عورت ایک باب ہے ورنہ اگر قبولیت کے ساتھ ایک  
سے ہیں۔ باب اگر یہ تو کہا کہ میں فلاں شخص کی زوجیت قبول کرتی ہوں لیکن تحریر کو ہوں کے ساتھ  
نہیں لکھتی تو نکاح نہ ہوگا کیونکہ نکاح کے لئے وہاں کا تحریر ہونا شرط ہے۔ تحریر یہ ہے وہ  
اگر مرد و عورت و عورت میں ان کے لئے تو بڑا عیضہ و عیضہ نکاح درست نہ ہوگا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ وہ قبول کے لئے یہ سبب و عیضہ ہوں جنہاں پر ایک شخص  
کے کسی سے کہا کہ میں اپنی بیٹی کا عقد مہر سے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر ہو کر رہا ہوں جو باب میں  
اس کے لئے کہ نکاح مجھے قبول ہے لیکن مہر اس قدر قبول نہیں ہے تو یہ نکاح منقطع نہ ہوگا۔ ہاں  
اگر نکاح قبول کر لیا اور مہر کا ذکر نہیں کیا تو یہ عقد ہو جائے گا کیونکہ باب و عیضہ باقی نہیں رہا۔  
چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ قبول کے لئے اس کے لئے عیضہ و عیضہ نکاح میں اٹھیں اس میں یہ شرط



۱۰۰۔ نزدیکی کی بات کو سن سنانے کے قریب ہونا۔

گواہان کا ہر ایک انگلیہ میں ہتھیار ہونا کافی ہے۔ اگر وہ جین کے نزدیک دونوں کو ہتھیار پہنچا  
مستحق رہیں تو ان کے وقت کے گواہ ہونا درست ہے۔

تیسرے بات بات میں اور بات بات میں خود دو گواہوں کے سامنے یہ بات  
نکالت جائز ہے کہ گواہوں کو سن سنانے کی دیکھ بھلی نہ ملے کے قریب  
بھی بات ہو سکتی ہے۔ ہر بات بات میں خود دو گواہوں کے سامنے یہ بات  
یہ بات دونوں گواہوں کے سامنے دیکھ بھلی نہ ملے کے قریب یہ بات دونوں گواہوں کے سامنے  
نکالت کے قریب۔

۱۰۱۔ اگر گواہ کی بات کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا  
یہ بات گواہوں کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا۔

۱۰۲۔ اگر گواہ کی بات کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا  
یہ بات گواہوں کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا۔  
۱۰۳۔ اگر گواہ کی بات کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا  
یہ بات گواہوں کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا۔  
۱۰۴۔ اگر گواہ کی بات کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا  
یہ بات گواہوں کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا۔  
۱۰۵۔ اگر گواہ کی بات کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا  
یہ بات گواہوں کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا۔

۱۰۶۔ اگر گواہ کی بات کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا  
یہ بات گواہوں کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا۔  
۱۰۷۔ اگر گواہ کی بات کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا  
یہ بات گواہوں کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا۔  
۱۰۸۔ اگر گواہ کی بات کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا  
یہ بات گواہوں کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا۔  
۱۰۹۔ اگر گواہ کی بات کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا  
یہ بات گواہوں کی جانیت کے قریب ہونا گواہ کی جانیت کے قریب ہونا۔

ہیں سے کوئی نہ ہو تو پھر ماں ولی ہوگی ورنہ اس کی عدم موجودگی میں نانی پیر دی پھول رہتی ہے۔  
 پھر سوتیلی بہن اس کے بعد ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی ہیں پھر چچا پھر ماما پھر بھائی پھر  
 اس کے بعد بھوپتی زاد بھائی، ماماں زاد بھائی اور خالہ زاد بھائی علی الترتیب۔ ان میں سے ہر ایک  
 (جو ولی بنے اس) کو حق ہے کہ لڑکی کو شادی کر لینے پر مجبور کریں اور نابالغ لڑکی پر بھی یہ حق ہے۔  
 لیکن لڑکے کے بالغ ہونے کے بعد انھیں ولی بننے کا حق نہیں ہے لیکن جنوں زور دار ہو کر  
 کا ولی بننا درست ہے۔

**ولی کی قسموں کا بیان** ولی کی دو قسمیں ہیں ۱۱، ولی مجبر جسے یہ حق ہے کہ اپنے زور  
 ولایت اختیار کرے کسی کا بھی نکاح اس کی رضا و رغبت کے بغیر  
 کے بغیر کر دے۔ دوسرا ۱۲، ولی غیر مجبر جسے یہ حق نہیں ہے لیکن اس کا ہونا رزمی شدہ و پیشہ  
 زبرد ولایت شفیق میں سے کسی کی شادی اس کی جائزت و رضامندی کے بغیر نہیں کر سکتا۔  
**ولایت اجبار کے شرائط** جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے نابالغ لڑکے اور لڑکیوں پر  
 باپ و داد کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی باپ کا کہہ کر  
 نکاح لڑکے اور لڑکی بالغ ہونے پر رد نہیں کر سکتے یعنی وہ اسے ماننے پر مجبور ہیں کسی  
 کی چند شرطیں ہیں اگر وہ شرطیں دی مجھ میں نہیں پائی گئیں تو بالغ ہونے کے بعد لڑکا یا لڑکی  
 ہوئے نکاح پر مجبور نہیں ہیں ۱۱، بے باک و بے غیبت آدمی جسے گناہ کرنے میں کوئی سزا نہ ہو  
 ۱۲، ایسا بھی شخص جو اپنے میں نہ کرے جیسے شادی کر دے (مسلماً) یا زیا جنوں کے غرض میں بہت  
 جس کے ہوش و حواس درست نہ ہوں، ایسے شخص ان کو زبردیت کا حق پہنچتا بھی ہو تو اس کا  
 ہونا نکاح باطل ہوگا۔

**ولایت اجبار کی وجہ** باپ و داد چونکہ اپنے لڑکے اور لڑکی کے پدھر و نہیں ہو سکتے  
 لئے انھیں یہ نتیجہ شریعت سے دیا ہے کہ ان کو شغل نہ کرے  
 میں جبری سرپرست ہیں مبتدئ ہوش و حواس سے عاری ہو تو ایسا کوئی خود اپنی ہی ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا۔  
 ایسے لڑکوں کا خیر خواہ کب ہو سکتا ہے اس سے دور رہنا، جب تک کہ سلسلہ میں خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔  
 لڑکی ہیں ان میں سے کوئی بھی باپ و داد کے ولایت جب تک کہ ختم کرنے کے لئے کافی ہے۔



قریب ترین ولی کی موجودگی میں دوسرے ولی کا اختیار  
اگر دوسرا ولی قریبی ولی

کروے تو یہ نکاح اُس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک قریبی ولی رضامندی  
نہ دے۔ مثلاً کسی لڑکے یا لڑکی کا باپ موجود تھا اور اُس کی ماں نے اُس سے بوجھے بغیر اپنی  
مرضی سے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کر دیا یا بھائی موجود تھا اور چچا یا بہن نے نکاح کر دیا تو اصل  
ولیعین باپ یا بھائی کی اجازت ضروری ہوگی ورنہ نکاح فاسد سمجھا جائے گا۔

اگر قریبی ولی بروقت موجود نہ ہو اور اُس سے رائے حاصل کرنے میں تاخیر ہو رہی ہو  
اور یہ نہ پیشہ ہو کہ مناسب رشتہ ختم ہو جائے گا تو ایسی صورت میں دوسرا ولی بھی نکاح کر سکتا  
ہے لیکن اُس سے رائے لی جاسکتی ہو تو کسی دوسرے ولی کا نکاح کرنا اُس کی مرضی اور  
اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر نابالغ لڑکے یا لڑکی کا مناسب رشتہ لگ گیا لیکن ولی قریب بغیر  
کسی مستحق وجہ کے یا محض ذاتی رغبت کی بنا پر اجازت نہیں دے رہا ہو تو اُس کے بعد کے  
ولی قریب اس کا نکاح کر سکتے ہیں اسی طرح اگر ولی قریب پاگل ہو جائے تو ولی جید نکاح کرنے  
کا اختیار ہوتا ہے۔

دوسرے ولی ہوں مثلاً دو لڑکے بھائی اور دونوں اپنی نابالغ بہن کا نکاح لگ لگ  
کرنا چاہتے ہوں تو جو پہلے نکاح کر دے گا وہ صحیح مانا جائے گا اور اگر دونوں ایک ہی جگہ کرنا  
چاہتے ہوں تو دونوں کے مشورے سے نکاح صحیح ہوگا بشرطیکہ مشورے کے کیا ہو نکاح دوسرے  
کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر دونوں نے ایک ہی وقت میں اُس کا نکاح دو لگ لگ جگہ  
کر دیا تو دونوں نکاح باطل سمجھے جائیں گے۔

ولی کو یہ حق ہے کہ سزاوارتہ راج کے لئے کسی کو اپنا قائم مقام اذکیل یا بنادے۔

کنسرت کے معنی برابر ہی کے ہیں یعنی زوجین میں دینی و دنیاوی  
معاشرتی مساوات۔ اگر یہ نہ ہوگی تو رشتے میں استوری و تہنوری

و نسبت و عزت بید ہو نا شکل ہو جائے گا نکاح کو اصل مقصد ہے اس لئے عرواں و عروہ  
میں ہرگز نہ ہو کہ تہنوری کہنے کا حکم دیا ہے پتے فرمایا کہ اچھے رشتے کو تختی جا کر و

اپنی برابری والوں میں نکاح کرو (ابن ماجہ)

ایک حدیث میں آپ نے برابری کی تفصیل فرماتے ہوئے فرمایا: "اذا اتاكم من قبيل  
دينه وخلقه فزوجوه ولا تفتلوا تكن في الارض فتنه وفسد عرش  
"جب ایسا رشتہ آئے جس کے دین و خلق کے تم سے ملے تو اس سے نکاح کرو اور نہ اس سے  
توزمین پر فتنہ و فساد کیجیے گا۔"

کفار تکین باتوں میں ہونا چاہیے پچھلے باتوں میں کلمات کا یہ کیا بوجھ ہے  
(۱) مسلمانوں میں جو کچھ ایسا ہے جو کچھ مسلمانوں میں ہے  
اور دیانت یعنی انصاف و کردار کا اچھا ہونا (۲) نسبہ یعنی تائید اس سے کہ وہ اپنے  
امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کے برابر ہو۔ یہ باتوں کی برابری کا مطلب ہے کہ  
حکم دیتے ہیں جبکہ امام مالک حضرت دو چیزوں سے برابری ضروری قرار دیتے ہیں۔ ایک  
کافریہ و کفر اور دوسری فتنہ و فساد کا ہونا۔ دوسری چیزوں کو کفر و فساد  
اچھا سمجھنا لیکن اصل چیز دین و دنیا کی ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے  
تعلق ہی رفیق کے نزدیک ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے تعلق ہی  
میں ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے تعلق ہی ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے  
کو دوسرے کے لیے بتا رہے ہیں کہ دین و دنیا کی ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے  
امور کی جو کچھ ہیں ان سے تعلق ہی ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے  
اسے اس کے لیے دیکھنا ہے کہ وہ کون سا ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے  
پاؤں میں سے کون سا ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے  
شخص کی نسبت میں ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے  
مکہ کی نسبت میں ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے  
اور کون سا ہے۔ یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے

یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے  
یہ نسبتیں جو کچھ ہیں ان سے



(۵) پیشہ۔ پیشے میں ہمہری کا مطلب یہ ہے کہ لڑکے والوں کا پیشہ لڑکیوں کے پیشہ ہا ہم پلہ بچھا جاتا ہو۔ عام طور پر ایک پیشے کے لوگوں کا رہن سہن اور طرز زندگی نسبت یکساں رہتا ہے۔ اعتبار سے بھی ملتی جلتی ہے اس لئے رشتہ نکاح میں اس کا اعتبار اور ان کے طرز زندگی بابت ہے۔ اسلام میں پیشوں سے عزت اور ذلت کو وابستہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

ان الحرفة ليس بلازمة ويمكن التحول من الحرفة الى الحرفة

(پیشہ کسی کے ساتھ چٹا نہیں رہتا۔ آدمی معمولی پیشہ چھوڑ کر دوسرا پیشہ کر سکتا ہے) نسب و دولت اور پیشہ عزت و شرف کی بنیاد نہیں ہیں۔ اسلام اگر خدائے تعالیٰ کی عزت کا مستحق قرار دیتا ہے تو دین و تقویٰ کے لحاظ سے محض نسب و مال یا پیشہ کی وجہ سے کسی کو عزت و شرف سمجھنا اسلامی نقطہ نظر نہیں ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلَكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعْرِفُوا أَنْتُمْ لِلَّهِ

عَلَيْكُمْ تَعْلَمُونَ

(الحجرات - ۳)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر تم کو مختلف قوموں و قبائل میں بانٹ دیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں وہی زیادہ عزت و کرم ہے جو زیادہ متقی اور بہرہ منیز ہو۔

یعنی ذرائع معاش کے اختلاف، زبان و مقام کے اختلاف سے جو گرد و ور قیامت ہے وہ اس لئے کہ انسان آپس میں ایک دوسرے کو پہچانے، پیشہ و صنعت پر امتیاز نہ کرے، مختلف کاروبار کرنے والوں میں تیز کرے اور زندگی کی ضروریات ایک دوسرے کے تعاون سے پوری کرے اسی تعارف کی وجہ سے قریب اور بعید رشتوں کا تعین و رشتہ کی حدود کی تعیین اور ہر ایک کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کا علم ہوتا ہے۔ یہ تقسیم زندگی کی جو ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ انسانوں کو ایک دوسرے سے جڑے رکھنے کا ذریعہ بھی ہے۔ یہ تقسیم ہر عزت و ذلت، شرافت و ذلت کی بنیاد نہیں ہے، نہ مغرب کو مشرق پر فوقیت سبب ہے نہ کو عجم پر نہ ایشیا کو یورپ پر نہ گورے کو کالے پر نہ سولہ صدی قبل مسیح کے زمانے میں۔

انسان سو سمیٹے کا انسان پیشہ یعنی انسان سب برابر ہیں جیسے کہ



یہ فضل لعربی علی شیعہ و انما کے دہانے عربی کو بھی بہ فوقیت نہیں

افضل بالتقویٰ و بالمعروف و النہی فنیست کن بنی دین و تقویٰ ہے۔

اگر حضرت علیؑ علیہ وسلم نے خود بھی غیر قریش میں شادی فرمائی۔ اپنی بیوی زادیوں  
حضرت زینبؓ کو حضرت زیدؓ کے ساتھ و زعم بنت قیس کو حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ساتھ بیا  
ہے۔ یہ دونوں تو غیر قریشی تھیں اور یہ دونوں بزرگ غیر قریش ہونے کے بعد وہ غلام بھی  
رو چکے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرافت کی اصل بنیاد دین و تقویٰ پر ہے نسب پر نہیں۔ رشتہ  
نہایت کے وقت دوسری چیزیں بھی جیسے نسب و نسب حسن و جہاں احوال و دولت بھی دیکھی جاسکتی  
ہیں مگر دین و تقویٰ پر ان چیزوں کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ اگر ایک صاحب دین و دولت  
بڑا ہو تو دین و تقویٰ سے باری ہو در علم دین سے بے بہرہ اس کے مقابل یک غریب  
نادر مگر صاحب تقویٰ و دین کا حکم رکھنے والے بڑا کشتہ بن کر رہے ہو وہ جاہل بزرگوں سے نسب ہی  
کیوں نہ ہو رزخدار میں ہے

کائن شرف علم تقویٰ من سموہ شرف نسب کے ثبات سے زیادہ

شرف نسب بدل لائے تھے لایۃ تقویٰ سب یہ بات میں آیت سے ثابت ہے

”ہو لیستوی الذین“ کیا ہم رکھنے والے و علم نہ رکھنے والے

بے بر ہو سکتے ہیں۔

ایک مسلمان کے لئے لازم ہے کہ دوست و دوستانہ اور نسب کے مقابلے میں دین و تقویٰ  
پر علم کو ترجیح دے۔ اسی طرح بیوی کے انتخاب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی بات دیکھئے:

ان السوۃ تخرج علی دینہا عورت کے ساتھ تین خوبیاں دیکھ کر مسلمان

بنا ہے و جہاں فقہیت ہے دین و خلاق ہوں و دولت حسن و جہاں

بنائے است الدین تربت نماز دین و خلاق و عورت کے ساتھ

بنا ہے۔ کرو۔ تمہیں خیر و خوشی نصیب ہو۔



تقریباً کر دیا ہے۔ یہ دیکھ کر سب کو حیرت ہو رہی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ یہ سب  
 سب سے پہلے کی صورت میں ہو رہی ہیں۔ لیکن اب تک سب سے پہلے کی صورت میں  
 اب تک سب سے پہلے کی صورت میں۔

پہلی شہید سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔  
 یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔

دوسری شہید سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔  
 یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔

تیسری شہید سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔  
 یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔

چوتھی شہید سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔  
 یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔

پہلی شہید سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔  
 یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔ یہ سب سے پہلے کی صورت میں ہے۔

## اعظم الشکاح بركاته ايسرود صوكت

زیا و با برکت و دنکات ہے جس میں تکلیف و پریشانی کم ہے  
خود مختصت نے اپنے سے بہ زیادہ مقدار کو پسند نہیں فرمایا نہ تانت نہ تانت  
پانچ سو درہم مقرر فرمایا تھا۔ ایک درہم چوتھائی تو سکتے ہیں زیادہ ہوتا ہے چنانچہ تین سو درہم  
کل مہر فی طہی یک سو اکتیس تواتر ہیں۔ شاہ چاند کی ہوا۔ تین کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر تانت  
نہیں مقرر فرماتے تھے۔ اس چاند کی جو قیمت روپے یا دوسرے سہروں کے برابر ہے  
بے و بی مقدار کرنا چاہیے۔

حضرت عمر کے زمانے میں جب توکل بڑھا تو لوگ بہت زیادہ مہر مقرر کرنے لگے۔  
تے فرمایا کہ وہ مہر مقرر کرنے میں غلو نہ کرو، اگر یہ چیز دنیا میں باعث عزت و شرف ہو تو  
میں زیادہ مہر کا شوبہ ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سب سے پہلے اختیار کرتا۔  
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ بڑی کوشش کی ہے۔  
مہر کی کمیت کہ مقدار  
کی مقدار میں درجہ یعنی پانچ تین درجہ کی مقدار ہے۔  
کوئی شخص اس سے کم قیمت کا مہر مقرر کرتا ہے تو اسے محکمہ پانچ تین تین تین کی قیمت دینا  
گی کیونکہ یہ کمیت کہ مقدار اس سے کم مہر مقرر نہیں کیا جاسکتا۔  
زیادہ مہر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر جیسا کہ پہلے بیان ہو مہر ثبوت سے زیادہ نہ ہو  
چاہے یعنی اتنا مہر مقرر کیا جائے جتنا وہ اس وقت یا مستقبل قریب میں دے سکیں۔  
رکت ہو کر غلو نہ ہو۔ کسی درجہ شہ غنی یا بزرگ و مہر مقرر کر دینا ضروری نہیں ہے۔  
بے نہیں جتنا چاہو مقرر کر دو تو یہ سخت گناہ ہے۔ یہ عورت کا حق ہے مرنے والے  
کو بڑا غم و رگناہ ہے۔

بعض صورتیں نکاح و طلاق کے سلسلے میں ایسی پیش آتی ہیں جن میں جو مہر  
مہر مش  
میں بڑا تانت ہے۔ مثلاً کسی نے نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہیں کیا تو مہر مقرر کیا جائے۔  
عورت کو مہر مشل سے کا مہر مشل سے درجہ کی وہ مقدار ہے جو عورت پر اس کے عہد و زمانہ  
میں مقرر ہوتی ہو یعنی دو حیا میں انھیال میں نہیں۔ مثال کے طور پر کچھ بچی سکیں گے۔  
بہن اور دو حیا کی دوسری بیٹیاں۔ اگر ماں اور خاں باپ کے فائدے کی عورت کو



اعتبار کیا جائے گا کہ کسی ترکہ کا ہر مال اس صورت میں ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ جو صورت میراث  
 میں ہے اس وقت کہ وہ میراث میں ہے اس کے تین تہ ہیں کہ تین تہ میراث میں ہے اور تین تہ میراث میں ہے  
 کی باتیں ہو تو وہ میراث میں ہے جو میراث میں ہے اس کے تین تہ میراث میں ہے جو میراث میں ہے  
 تو یہ ہے کہ

۱۔ ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو  
 ۲۔ ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو

۳۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو  
 ۴۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو  
 ۵۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو

۶۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو  
 ۷۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو  
 ۸۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو

۹۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو  
 ۱۰۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو  
 ۱۱۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو  
 ۱۲۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو

۱۳۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو  
 ۱۴۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو

۱۵۔ اگر ان کے لئے وقت ہے کہ تقسیم کیا جائے کہ ہو تو

تہاں اس پر تنہی واجب ہوگی۔ اگر نہ نہ ہو تو اس سے طایعہ رقتہاں اس سے نہ  
 گروہ نہیں اور اسے گناہ نہیں ہوگا، مگر اگر عورت نے طہرہ نہیں کیا تو اس سے  
 حرام ہے کہ اس سے نہ نہ ہوگی۔ بابت عورت میں عورت سے نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 عورت کو پریشان کر کے باہر دھمکا کر اسے عورت سے نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 عورت کی نسبت ہے اور عورت کی نسبت ہے کہ اس سے نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 نہیں سے نہ نہ ہوگی۔

۱۔ شوہر اور بیوی دونوں باہر ہوں در دونوں کو یہ ہوگا کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی  
 سے بسبب کسی منسی شراہی کے باہر ہوں میں صورت میں گروہ نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 فسخ کر لیا تو یہ بہرہ کرتا ہوگا۔ بہتہ گروہوں میں سے کوئی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 ہوگی یہ صدق ہوگی و نہ نہ ہوگی واجب ہوگی۔

۲۔ شوہر کے شہ کے در ارکان چہ نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 کے ہونے کے کسی دوسرے نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 تو یہ ہوگا اور دونوں میں عینہ کی کردی ہوگی تو اگر یہ عینہ کی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 مثل دین پڑے گا لیکن اگر بد نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 مرد و عورت دونوں باہر ہوں در عینہ کی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 خصوصیت عینہ کی نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 کے نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 زمین میں دینی باہر ہے تو خصوصیت عینہ نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے

مرد و عورت میں سے کوئی ایسا نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 موالعہ مباشرت تیسرا شخص موجود ہونا وہ سوتا ہی کیوں نہ ہو یہ مرد و عورت میں سے  
 کہ کوئی نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 میں ہو یہ دونوں میں کوئی نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے  
 نہ نہ ہوگی کہ شوہر یا بیوی نہ نہ ہوگی کہ اس سے



اور کچھ رقم دے دی کہ اس سے وہ اپنی جہیز تیار کر لے اور بیوی نے وہ رقم سن لی نہ جہیز  
کے لئے اور شوہر نے عرصہ تک اس پر کچھ نہ کہا تو یہ س کی رضا مندی کا ثبوت ہے اور بات اس  
رقم کے مطالبہ کا جو اس نے جہیز کے لئے دی تھی، حق نہیں رہا گا ورنہ وہ اس کے لئے بہت  
حق رکھتا تھا کیونکہ وہ ایسے کام کے لئے دی تھی جس کی انجام دہی خود اس پر واجب تھی اس  
لئے کہ بیوی کے ضروریات کی فراہمی شوہر کا کام ہے کسی طرح بیبیوں نے گڑبڑ پائی، اس  
بیٹی کو دیا ہو اور وہ اسے قبول کر چکی ہو تو باپ یا ماں کو بیٹی سے واپسی کا مستحق نہ کرنے کا حق  
نہیں ہے کیونکہ وہ بیٹی کی ملکیت ہو گئی۔

**محرمات نکاح** اسلام میں مردوں کے لئے جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کے  
دو طبقے ہیں، ایک وہ جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے دوسرا ان  
سے عارضی طور پر نکاح حرام ہے جب حرمت کی وجہ دور ہو جائے تو وہ نکاح میں آ جاتی ہیں۔  
طبقے میں حرمت کی وجہیں تین ہیں، نسب، شادی، دودھ پینے کی شریکت۔

نسبی رشتے سے تین قسم کی عورتیں حرام ہیں، وہ جس کے اوپر ورثے کی تمام شے حرمت  
میں شامل ہے یعنی ماں، بہن، باپ کی بہن، اور اس کے اوپر ورثے کی شے شامل نہیں رہے تو یہ  
اور ان سے بچے کی اولاد صبا ابہی حرام ہیں ۲۱ ماں باپ کی بہنیں خود حقیقی بیوی یا صبا ابہی  
یا اخیانی، بہنوں کی بیٹیاں یعنی بھانجیاں، ورثے کے بیٹوں کی بیویاں، بھانجیوں کی بیویاں، اور بھائی  
کی بیٹیاں یعنی بھتیجیاں، ورثے کے بیٹوں کی بیٹیاں اور ان سے بچے کی ورثے کے بیٹوں کی بیٹیاں  
یعنی پھوپھیوں اور خالائیں خواہ سگی ہوں یا سوتیلی۔ نسبی مہر بات کی سنی یہ ہیں کہ سب سے پہلے  
بھوپتی اور خالائیں کی بیٹیاں پھر ورثے کے بیٹوں کی بیٹیاں حرام نہیں ہیں۔ دوسری درجہ کی رشتہ  
میں بھی بچہ اس کے جو نسب میں پہلے درجے پر ہے اور کوئی حرام نہیں ہے۔

شادی کے رشتے سے بھی تین قسم کی عورتیں حرام ہیں، بھائی کی بیٹی یعنی مہر کی سوتیلی بہن  
جس کو رہیبہ کہتے ہیں اور رہیبہ کی بیٹی اور اس کی بیٹی کی بیٹی سب حرام ہیں ۲۱ نکاح ہوتا ہے  
بیوی کی ماں، نانی، وردادی یعنی ساسیوں حرام ہوتی ہیں ۲۲ و تہم عورتیں جو باپ کے  
حرام ہیں رہتی ہوں۔



دو درجہ کے رشتے سے وہ تمام عورتیں حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کے رشتے سے حرام ہوتی ہیں  
 ورنہ نسو رتیں مستثنیٰ ہیں جن کا ذکر رتعات کے بیان میں آئے گا  
 یہ وہ عورتیں ہیں جو ہمیشہ کے لئے عورت کو حرام کر دینے کی موجب ہیں۔

یہ رشتہ کی طرف پڑنا حرام کو حرام کرنے والی عورتیں ہیں  
 چند مہر ایست ہیں جس سے رشتہ  
 طور پر عورت سے نکاح حرام ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ بیوی کے ایست رشتہ دار سے شادی جس کو اگر مرد و غیرہ کر لیا جائے تو بیوی اس سے شادی  
 نہ کر سکتی ہو اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے ۱۲۔ مشترکہ عورت جو کسی آسمانی دین کی پیروی نہ کرے وہ  
 عورت صدق کے ذریعہ حرام ہو چکی ہو (۱۳) وہ عورت جو کسی کے ساتھ بستہ ہو یعنی نہایت ہو ہو  
 لیکن رشتہ نہ ہو بیوی و وصہت میں ہو (۱۴) وہ جس کی پارہ بیاں موجود ہو یہ جو تکی عدت  
 میں مائیں کے لئے بھی نئی شادی کرنا جائز نہیں۔ ان تمام عورتوں میں اگر وجود مائیں صحت میں  
 وہ بہت کم ہوتی ہیں اور بہت کم ہوتے ہیں۔

مصدقہ بیوی رشتہ کی وجہ سے حرام ہوتی ہے  
 مصدر بیوی رشتہ کی وجہ سے حرام ہوتی ہے  
 جو عورتیں کسی مرد پر حرام ہو جاتی ہیں

ان میں سے ایک بہترین بیوی ہے جس کا رشتہ بیوی کے مشابہ ہوتا ہے۔ دوسری بیوی کی  
 بیوی جو پہلے شہر سے ہو وہ بھی رشتہ میں بیوی کی ہے برزہ تیسری باپ کی دوسری بیوی وہ  
 بھی رشتہ میں بیوی کے مانند ہے چوتھی بیوی کی ماں کو وہ بیوی کی ماں جیسی ہے۔

بہو تو ہے میں بیوی کی بیوی کی شادی کر کے بیٹے پوتے وغیرہ سے پر خواسے کی میں شادی ہے  
 اگر باپ کسی زانی سے شادی کرے تو وہ بیٹے پوتے وغیرہ سب پر حرام ہو جاتی ہے یہی  
 طرح اگر کسی عورت سے شادی کرے تو وہ اس کے باپ و داد و غیرہ سب پر حرام ہو جاتی  
 ہے۔ لہذا یہ عورتیں بیوی نہ ہوتی ہیں لیکن باپ کی بیوی کی بیٹی جو اپنے باپ کی بیٹی نہ ہو وہ حرام  
 نہیں ہوتی۔ اسی طرح ماں کے دوسرے زائد کی بیٹی اور اس کی والدہ کی ماں بھی حرام نہیں۔  
 یہ سب بیوی کی ماں اور بیوی کی ماں اور منہ پوتے بیٹی کی بیوی کی صدق کے بعد حرام نہیں ہیں۔  
 اگر ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی جس کا ایک بیٹا اور دو سنی والدہ ہو اور

بڑا اپنی بیوی کو ملحق دیکھتا تو اس سے ششماں لگتی اور کہتا کہ اگر اس سے بڑا نہ  
 نہ کسی عورت سے نکاح کیا تو اس عورت کی ماں اور زنی سب حرام ہو جائیں گی جو بھارت میں  
 نہ ہوتی ہو لیکن اس عورت کی بیٹی جب بھی حرام ہوگی جب نسبت بہتی ہو۔  
 رشتہ زدوں کے بعض عورتیں جو حرام ہو جاتی ہیں ان کا ذکر ہم نے پہلے ہی کر دیا ہے۔  
 کے ذریعہ رشتہ نہ ہوا ہر زبیری میت سے کسی عورت کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ اگرچہ اس سے  
 ہو جائے تو اس عورت کی ماں سے مد کے لئے حرام ہو جائے اس عورت کے لئے حرام ہے۔  
 وہ عورت کا تحقق مردت عورت کے لئے تب ہی ہوتا ہے جو عورت کی ماں کے لئے حرام ہے۔  
 سے نہ ہو۔ اگر اس سے کہ شہر ہو تو پھر عورت سے نہیں ہوگی۔

اسلام کے بعض شہر سے نکاح کی ایک ذلت ہے۔  
 ایک شہر یا شہر کا ایک شہر ہے۔  
 یہ وہی شہر ہے جو عورت کی بیٹی کے لئے حرام ہے۔  
 عورت کی بیٹی کے لئے حرام ہے۔  
 کے لئے حرام ہے۔  
 کے لئے حرام ہے۔

کئی عورتوں کو حرام ہے۔  
 کئی عورتوں کو حرام ہے۔  
 کئی عورتوں کو حرام ہے۔  
 کئی عورتوں کو حرام ہے۔  
 کئی عورتوں کو حرام ہے۔  
 کئی عورتوں کو حرام ہے۔  
 کئی عورتوں کو حرام ہے۔  
 کئی عورتوں کو حرام ہے۔  
 کئی عورتوں کو حرام ہے۔  
 کئی عورتوں کو حرام ہے۔

کئی عورتوں کو حرام ہے۔



(مشترک مردوں سے عورتوں کا نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ یہ نہ کہیں کہ میں اس سے نہیں  
 کہ کسی صورت بھی مرد کا نکاح مشترکہ سے و مسلمان عورت کا نکاح مشترک سے نہیں ہو سکتا  
 اس کے کہ وہ ایمان لائیں اور مسلمانوں میں داخل ہو جائیں۔)

کتاب بیہ عورت سے مسلمان مرد کو نکاح کرنے کی اجازت ان حالت میں دی گئی ہے  
 وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْإِيمَانِ ذَاتُ الْاِيْمَانِ (نیک عورتیں ان ہیں جن کے تعلق سے)

مِنْ قَبْلِكَ ۝ ۵۰ پہلے کتاب دی گئی تو مردوں میں

نیک عورتوں کی فراغت کے ساتھ کہ بیہ کے ساتھ نکاح حدوں ہونا ثابت ہے تو ان سے  
 دو باتوں کی تفسیر لگائی کہ الذِّنِّیْنَ اَوْ تَوَّابُ الْکُفَّارِ یعنی وہ وہی ہیں جنہوں نے کفر سے  
 تائب ہوئے یا کفار ہیں جو کھتی ہوں دوسری یہ کہ وہ محصنات ایسے کو تفسیر کیا گیا ہے کہ  
 ولی یعنی پاک دامن ہوں۔ جہاں یہ دونوں شرطیں نہیں پائی جائیں گی ان سے بڑے حد تک  
 میں شک ہو گا وہاں نکاح کی اجازت نہیں دی جائے گی جس کی مثالیں بعد میں درج ہیں۔  
 راشدین میں ملتی ہیں۔

گرمیاں بیوی میں سے کوئی شخص خدا خوشستہ سے مست و متبد ہو جائے یا کسی اور  
 مذہب اختیار کر لے تو رشتہ نکاح فوت ہوتا ہے۔

اگر کوئی مشترک جوڑا میاں بیوی ساتھ ہی مسلمان ہو جائیں تو ان کو مذہب اسلام  
 کی فراغت نہیں ہے۔

تین صدق والی عورت کی حرمت اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین بار صدق دیا  
 تو وہ اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی جب تک کہ

وہ عدت گزارنے کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرے اب اگر دوسرے شوہر نہات تین بار تہ  
 کے بعد اس کو صدق دیدے تو عدت گزارنے کے بعد وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔  
 دوسرے شوہر جس نے عورت کو پہلے نکاح کے لئے حلال کر دیا محض ایک بار تہ ہے۔

وقت نکاح یا مطلقہ نکاح مطلقہ ایک ہی ہے اس بارے میں مردوں میں  
 کے نزدیک اختلاف نہیں۔ بنیاد میں نکاح کی یہ سب باتیں سند



میں مسافر کی تعدد دستور می تھی ورنہ انھیں دشمنوں کا قتل کرنے کے لئے مسلسل مشغول رہنا پڑتا تھا۔ مسلمانوں نے پہلے جن حالت میں عرب کے لوگ پہلے تھے وہ عورتوں سے انہماک کا دور تھا۔ شادی کرنے پر کوئی باہمی نہیں تھی، ہر شخص جتنی چاہے عورتیں کر سکتا تھا ایسے لوگ جب نہایت جنگ سے دوچار ہوئے تو انھیں محالہ وہاں تو مدت تنوں کو پورا کرنے سے محروم ہوئے جن کی تڑپی نہیں رہا تھا۔ پھر دین میں داخل ہونے کے بعد ایک مسلمان اپنے غلامی اور تنہائی میں بات و شریعت کے اندر رہتا ہو کر پورے کرنے کا پابند ہو گیا۔ شریعت نے نہ صرفاً حرام قرار دیا بلکہ پابند ورمی تھا کہ حالت جنگ میں وقتی تن نہیں کے مطابق شرعی احکام ہوتے تاکہ فتنہ می تنہا ہوں سے ہم جنگ کیا پاسکنا نکاح متعد یا وقتی نکاح کی نوعیت ان وقتی احکام کی وجہ سے جنگ میں مصلحت دیکھ جاتے ہیں تو یہ بھی بنیاد نکاح متعد کی شرعی جواز کی۔ ایسا کہ مسلمان جنگ میں نہایت سے جو بہ وقت مرمی سے نہایت ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جس میں ہم کو فتنہ داخل ہوئی وہ بہت سے میں داخل ہوئے اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعد کی جواز دی تھی یہ بھی کہ وہاں سے نکلے نہ تھے کہ ہیں اس کی نہفت گردی تھی۔ اس روایت میں یہ نہفت مروجہ ہے کہ وہ حکم وقتی ورجہ جنگ کی نہفت کے پیش نہ تھا۔ نیز ان روایتیں یہ حدیث مرمی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

بَارَكَ اللَّهُ لِمَنْ بَارَكَ لِلْإِسْلَامِ بَارَكَ اللَّهُ لِمَنْ بَارَكَ لِلْإِسْلَامِ بَارَكَ اللَّهُ لِمَنْ بَارَكَ لِلْإِسْلَامِ  
 اے وہ لوگو! میں نے بیشک متعد کی جواز دی تھی میں متعد میں نے اب سے قیامت تک حرم کر دیا ہے۔

میری حدیث کے ساتھ ہی یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کو پسند کرے اور اس کو دینے میں اس کا مشابہ بھی پایا جائے

وَمَا يَكُنْ مِنْكُمْ مَنْ يَكُنْ مِنْكُمْ وَ مَا يَكُنْ مِنْكُمْ مَنْ يَكُنْ مِنْكُمْ

یعنی اس میں سے نہایت دور جی رہا ہے۔

یہ حدیث مذکورہ مذکورہ حدیث کی ہے۔ اس میں اگر کسی عورت سے ایک مقررہ مدت کے لئے

نکاح کیا جائے تو ایک سال یا دو سال یا اس سے زیادہ کی قید نہ کرے تو یہ نکاح حرم ہوگا اس حدیث





منہ اور ناک کے علاوہ کسی اور ذریعے سے دودھ پہنچنے کا حکم کسی عورت کے لیے درست نہیں ہے۔

انجکشن کے ذریعہ دماغ میں پہنچانا یا حقن سے معدے میں پہنچانا یا یہ کہ کسی اور ذریعے سے اس کے

کسی عورت کو دودھ پانی یا دودھ میں مدد کر کسی بچے کو پالنا یا تو دودھ کی نالی سے کم تھی تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی لیکن اگر دودھ کی مقدار زیادہ تھی ورنہ یہ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر عورت کو دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مدد کر پانی یا دودھ کی مقدار کو دیکھا جائے گا اگر عورت کو دودھ زیادہ کھاتا تو وہ اس بچے کی رضاعت میں ہو جائے گا۔ اس کے بچے اس کے رضاعتی بھائی بن جائے گا۔

عورت کو دودھ دو میں ملنا جائز نہیں اور ایسی دو کا کھانا درست نہیں ہے۔

کچھ میں بھی عورت کو دودھ ڈھنسا کر نہیں ہے۔

کنواری لڑکی جس کی عمر دس سے زیادہ ہو اگر اس کے دودھ نالی کے دودھ دس سے کم غم والے بچے کو پال دے تو یہ لڑکی اس بچے کی رضاعتی ماں ہو جائے گی اور اس کے ساتھ رشتے میں سے حرام ہو جائیں گے۔

**رضاعت کا ثبوت** دودھ کا رشتہ یا تو شہادت سے ثابت ہوتا ہے یا زوہد سے۔ اگر نکاح ہونے سے پہلے یہ شہادت میں جائے کہ مرد و عورت نے کسی ایک عورت کو دودھ مدت رضاعت کے اندر پیا تھا تو نکاح حرام نہیں ہے۔ نکاح ہو چکنے کے بعد یہ شہادت ملتی ہے تو مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ مرد و عورت کے زانیہ دو معتبر مردوں کی گواہی یا پھر ایک معتبر مرد و دو معتبر عورتوں کی گواہی دونوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے کے لئے کافی ہوں گی۔ ایک شخص کی گواہی کافی نہیں ہے۔ درپور عورتوں کی گواہی بھی کافی نہیں ہے۔ گواہوں میں ایک مرد ہونا ضروری ہے۔ گواہی دینے والے زانیہ کے ساتھ شہادت دیں کہ دونوں میں رضاعتی رشتہ قائم ہو گیا ہے۔ خود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں، خواہ وہ شریعت میں ہوں یا نہ ہوں۔ اگر جو چاہیے ہے تو وہ بہت سے





یہ بات مہر شہت کے بعد معدوم ہوئی تو خفیہ شدہ نام و رسم میں سے ہوتے ہوئے  
 ہے۔ یہ مدت و ردیم خراجات دکنہ زمرہ نہیں ہیں بوقتہ در خانیہ سے  
 مردہ ہوئے ہیں۔

مردہ گروہ کی صورت کی صورت کوئی نہ ہوگی جس کی صورت میں کوئی نہ ہوگی  
 کا یہ کہ خانیہ پر مہر اسباب اور رہے گا نوہ صد یہ مہر شہت سے پہلے ہوئی ہوگی  
 میں سے خانیہ کی صورت کی صورت سے ہوگی

ہر قسم کی صورت کے برعکس گروہ کی صورت کوئی نہ ہوگی جس کی صورت میں کوئی نہ ہوگی  
 بنائے تو خانیہ سے نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ صورت میں سے خانیہ سے نہ ہوگا  
 کی صورت سے نہ ہوگا۔ تو ان میں سے خانیہ کی صورت کی صورت سے نہ ہوگا۔

یہ صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے  
 نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے  
 صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے  
 سے خانیہ سے نہ ہوگا۔ یہ صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے

مردہ گروہ میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے  
 نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے  
 صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے  
 سے خانیہ سے نہ ہوگا۔ یہ صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے

مردہ گروہ میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے  
 نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے  
 صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے  
 سے خانیہ سے نہ ہوگا۔ یہ صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے صورت میں سے

گریہ تو رشتہ بیوی کی طرف سے ہوتا ہے یہ کہہ دیں اس کی دودھ تو ایک بہن ہوں  
تو اس کا بہن سچہ نہیں ہے۔ اس نے اسے اسٹا تو پر نہ رکھی اور نہ اسے اس کو خدائی  
دیہ کی تو اسے ایک دیکھ وہ بہن کی خستہ نہ ہوئی کیونکہ اس نے خود عقدہ کے قیام سے  
بچنے کا طریقہ کیا۔

اس میں شاعری بہت ہے عید کے نزدیک رشتہ کی کوئی  
دودھ پلانے والی کی شہادت  
دودھ پلانے والی کی قبروں کو لیجئے اس کی ہر شہادت وہ  
دودھ پلانے کی شہادت کہ جس سے نہ کرے تو کہ خود بخود ہی کہ ہر مومک نہ ہو اس کی کوئی درست  
نہ ہو کہ جب تک یہ شہادت پائی جائیں۔  
رشتہ صحت کا وقت بتائے کہ اس نے نصرت اور دودھ پلانے کی کوئی ممکن ہے کہ اس نے  
اس کی دوسری کی طرف سے دودھ پلانے ہوئے خود اس کی طرف سے کہ ہو  
وہ یہ کہی جاتا ہے کہ اس نے کتنی بار دودھ پلایا ہے۔

دودھ پلانے کی شہادت بھی یہ کہ ہے۔  
وہ یہ کہی جاتا ہے کہ دودھ پلانے والی سے اتر کر ایک کو دیکھی کہ وہ اسے چوس رہی ہو گھٹنے  
پر دودھ پلانے والی کو بچنے کے وقت میں پہنچے۔  
رشتہ صحت کے قریب کوئی کے تے یہ ضروری نہیں کہ پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ دودھ پلانے  
کا تہنہ شہادہ ہے۔

رشتہ صحت کے بارے میں زوہب کے قریب کہیں کرنے کی ایک شرط یہ ہے کہ جس بات کو  
وہ تو کرتے ہیں اس کا ہونا ممکن ہو۔ اگر کوئی شخص دودھ کے شہتے سے بیوی کو اپنی ہمدے و  
ہمدے میں اس سے بڑی سب تو یہ عقدہ بیانی ہوگی۔

رشتہ صحت کے بارے میں زوہب کے قریب کہیں کرنے کی ایک شرط یہ ہے کہ جس بات کو  
رشتہ صحت کے بارے میں زوہب کے قریب کہیں کرنے کی ایک شرط یہ ہے کہ جس بات کو  
(دودھ پلانے والی) اور اس کے شوہر اور اس کے  
خانی رشتہ داروں سے جو رشتہ دار ہیں رشتہ صحت کے بارے میں زوہب کے قریب کہیں کرنے کی ایک شرط یہ ہے کہ جس بات کو  
رشتہ صحت کے بارے میں زوہب کے قریب کہیں کرنے کی ایک شرط یہ ہے کہ جس بات کو

سے شادی ہو سکتی ہے۔

بضیع کے لڑکے لڑکیاں مضعہ اور اس کے شوہر کے ساتھ حرم ہیں کیونکہ بھینس۔  
 مضعہ اور اس کے شوہر کے پوتے پوتیاں اور اس کی بیوی بہو ہو گئی کسی عورت کے ساتھ۔  
 مضعہ اور اس کے شوہر کے نواسے نواسیاں اور اس کے شوہر و بہو ہو گئے اور اس کے شوہر  
 تر مہجے اس شوہر میں یہ قعدہ لکھیہ بیان کر دی گئی ہے جسے یاد رکھنا چاہیے۔  
 از جانب شہرہ و بہو ہمہ خویش اند حرام

وز جانب شہرہ و بہو زوج بن و زوجہ

اسلامی عورتوں کو نکاح کے رشتے میں مضعہ و بہو کہلاتے ہیں۔  
 یہ بات اس کی عزت و شہرت کو بگاڑ سکتی ہے اور اس کے لئے

صحیح ہے کہ اگر شوہر کی بیویاں جب بیوہ ہو جائیں تو دوسرے شوہر اور خود رسوں سے نفی کر لیں۔  
 اس کا خاص لحاظ رکھتے کہ وہ بغیر کسی مدد کے جو ان کی عزت و شہرت کا بگاڑ نہ کرے۔  
 رسول اللہ اور صحابیہ کریمہ کی سہت میں اس کی مثالیں بہ کثرت ملتی ہیں۔ ان کے لئے  
 کے متعلق کہ وہ انکو اپنی اہلی منکحہ اپنی قوم کی بیویوں سے نکاح کر لیں۔  
 رکھ جاتا کہ کوئی نہ توں بغیر کسی مدد سے نہ گزر سکے۔ بیوہ کے ساتھ مدد سے  
 دس دن۔ مطلقہ کی مدت تین مہینے اور مہر بیوہ یا مطلقہ کی مدت نیک کی بیوہ سے نکاح  
 اس کے بعد وہ دوبارہ نکاح کر سکتی ہے اس مقررہ مدت کے ختم ہونے سے پہلے اس کو  
 حرام ہے۔

زانی اور زانیہ کے نکاح کا حکم  
 اللہ تعالیٰ کا ہر شے سے اعزازی و باطنی ہے۔  
 اور مفسدین کے لئے اذیت کرنا۔ بھڑائیہ اور زانیہ کے نکاح  
 کے کسی سے نکاح نہ کرے، اسلام میں شہرہ بہت ہے جو کہ بہت کم مدد کو کسی عورت سے نکاح  
 کے متعلق دیکھتے ہیں کہ عہدہ کسی درجہ سے یعنی عہدہ و کفو کو یہ تسلیم کر لیں۔  
 شہرہ بہت ہیں ان کے ساتھ سب اور اس کی شہرت میں درجہ ہے کہ اسلام میں عہدہ و کفو  
 عورت کو قبول کرنے سے باز رہتا ہے جو کہ شہرہ علی قوانین کے بعد ان میں سے کوئی نہیں ہے۔



قراردی جی ہے اور انہیں وہی حیثیت دیتی ہے جو ان شرف کی حیثیت ہو چنانچہ زنیہ کے لئے کوئی  
عقدت نہیں۔ اگر اس کو ہم روپیہ سے قرضی کے ساتھ بکارت ہو سکتا ہے جس کا قرض ہے لیکن  
اگر کوئی اور شخص اس سے نکاح کرے تو اسے مباشرت نہ کرنا چاہیے تاکہ اس میں خستہ نہ  
واقع نہ ہو۔

نکاح کا سبب میں مستحب امور کثارت اور بہت کمالات ہیں بہت سی باتوں کا ذکر  
کیا جا چکا ہے جو آدمی کی معاشی اور معاشرتی حیثیت  
کے لئے رشتہ نکاح قائم کرتے وقت پیش نظر رہنا چاہیے۔ خلاق و دیانت کو مستحب ہے  
کہ شادی کے موقع پر مہر سے بچے کیونکہ حیثیت سے زیادہ جو عمل یہاں کے گاہ پرانی  
اور جہیز سے اور ہوگا اور نکاح کی برکتوں کو گننا سے وہ ہوگا۔ ورنہ اس کے بچے کے رنج و غم  
میں اضافہ ہوگا۔ انحضرت نے فرمایا: **العلم مکاح** جہیز سے یہاں ہوتا ہے سب سے  
زیادہ مہر رکھنا وہ ہے جو سہل تر ہو۔ یعنی، آدمی پریشانی اور بار کا سبب نہ ہو کہ بچے کے فرمایا کہ  
جس کے لئے دین و خلاق سے مطمئن ہو وہ اس سے اپنی برکتوں کا نکاح کر دو اگر ایسا نہ  
کرے تو اس فتنہ فانی یا ریش و فساد سرینش زمین میں نیم فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔  
مشرقات میں وراثت کر دیا گیا کہ شادی بیاہ کی تہذیب کو نہایت رد و کفر پر اور خدائی حدوں  
کے خلاف یہ سب کچھ بہت سی رسوم و رنج نہ وری جہیز جو انش و آدمی نو مشقت کی پہل کر دہیں دین و  
خلاق کے لئے کوئی مہر نہیں جہاں سے تباہ کن ہیں۔

یہ مہر سب سے کم واجب نسبت ہے جو رہی ہو تو ہونے والی ہوگی کو دیکھ لیا  
نکاح بہرہ مندی کے لئے بنی کر یہ مہر کا عید و رسم ہے فرمایا ہے کہ پانچ عہدات ہیں یہ کسی ایک  
عہدات میں سے ایک و کسی عورت سے نہ ہون کرنا ہے حسن و جہیز اس و دولت خاندانی و بات  
دن و سہانی رکھنا یہاں و خضر بدلت الدین تربیت بدلت الدین و دن کوں میں کرک  
مشرقات میں و عہداتی سے محروم نہ ہو۔ درحقیقت یہی پاروں باتیں دیکھی جاتی ہیں و درحقیقت  
میں یہ سب کچھ عورت میں ہیہاں تعلیق ہو جاتا ہے تو بہت خوب ہے۔ مگر وجہ تزیین ہو تھی  
عہدات سب سے تزییناتی رہنے و سب سے دوسری عہدات میں رہنے و درجہ ختم ہونے و دین میں اس

کے حدود وہ ایسی ہیں کہ اگر دین و خلاق نہ ہو تو وہ باہر مذہب سے انہیں بھی نہ گزرتے ہیں۔ آپ سے فرمایا اَلدُّنْيَا كَلْبٌ مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا نَهْرٌ مَاءٍ لَا يَمُوتُ۔  
 دنیا دولت مستعجل ہے جس کی لذت جلد زائل ہو جائے گی اور دنیا کی بہترین دولت یہ ہے  
 نہر کا پانی ہے اس نہر سے دیندار نیک و صالح پانی کی طرح دنیا کی بہترین دولت کو  
 پے و محض حسن و جمال اور دوست و پیار و عورت کو یہ درجہ حاصل نہیں ہے نہ اس  
 کوئی سند ہے کہ حسن و جمال اور جاہ و دولت کتنے دن باقی رہے گا جبکہ نہی و عصیت  
 زور آستانہ نہیں بلکہ وہ نہایت بے فائدہ و فاسد کو دور کرنے کی بات کہ وہ نہایت  
 فُضِّلُوا لِفَنَهِمُ اللّٰہُ۔ جس عورت کے ساتھ مٹنی ہوئی ہے اس کو دہم و دھوکہ نہ دے  
 جس سے محض نکاح کی خواہش مند می و بیٹھنے کی رضا مندی کا پھر ہو گئے تھے نہ اس  
 اذ انقلب احدکم امرآة فقد ران یری منہا بعض ما یبذخون فی ریحہم و منہا  
 مرد و بیوہ یعنی جب کسی عورت سے مٹنی ہو جائے درود و دعوت کوئی قدر و قیمت  
 کہ اسے نکاح کی رغبت ہو تو وہ یہ کر سکتا ہے اس سے نفی ہو جائے جس کے ساتھ مٹنی ہو  
 ہو اس عورت کو محض شوقیہ دیکھنا درست نہیں۔

شادی کے سلسلہ میں رائے دینا  
 بڑے بڑے کے بارے میں صحیح مشورہات  
 ہے جس سے مشورہ کیا جائے صحیح رائے دینا لازم ہے کیونکہ حدیث میں ہے  
 المؤمنین ارجس من مشورہ کیا جاتا ہے وہ منت دار ہوتا ہے ایسی عورت میں رائے دینا  
 نہ بہ کر دین غیبت نہیں ہے۔

اگر کسی مسلمان نے کسی مرد سے  
 کسی کے پیغام پر پیغام دینا یا بگاڑ نہیں ہے  
 شادی کر دی ہو تو کسی دوسرے مسلمان کو اس جگہ بھی نہیں دینا چاہیے جب تک کہ  
 بات چیت ختم نہ ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی  
 عورت نے خفیہ حتیٰ ما یخفی من عورت کے ساتھ ہوئی ہے تو اسے

وقت تک بی بی نہ دے جب تک نکاح کر لینا نہ کرنے کی بات نہ ہو جائے۔  
 منگنی کی رسد ادا کرنے کا جو دستور ہے منگنی، سہری، بھائی اور خندرو میہ یا نہ پور کا  
 سینہ دینا اس کی کوئی نسل نہیں ہے بلکہ یہ سہری سب جس میں بی بی رسوہ منکر و تحریری ہیں اور  
 بعض بکروہ تنہا بھی ہندوان سے بچہ رہتا ہے بچے عورت کو قید یہ فتنہ ہونا بہت اچھی خدمت  
 ہے۔ بٹہ سیکہ اس سے متعدد خدمتوں اور بچوں میں خدائی مناد اور خدمت کا احترام  
 پیدا کرنا اور دفعہ ورسپا ست کی کرتی پر بھنا ورمی شئی ذمہ داریاں عورت پر ڈالنا غیر فطری  
 امور ہیں جس کے نتائج بھی اچھے نہیں بلکہ عورت کا دائرہ کامل گھر کے باہر تک نہیں پھیلتا  
 چاہے سہری بہت اچھا جب علم عورت ہو تو جس حد عورتیں اس سے تھیں علم کر سکتی ہیں اس طرح  
 مرد کی شہر علی حدود کی بندگی کرتے ہوئے سمجھنا اصل کر سکتے ہیں۔

نکاح کے لئے اعلانات  
 نسبت سے جو بٹے کے بعد نکاح کے دن تاریخ اور  
 وقت درستہ کا مدن کر لینا چاہیے نکاح کے دن  
 ترجیح مستحب ہے یہ موقع پر دونوں طرف یہ قرار ہے کہ اگر کے بعد نکاح کیا جاسکتا  
 ہے رات کے وقت زیادہ روشنی حاصل کر کے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ اس خدمت  
 میں یہ چیز جس کو شادی کے بعد نکاح مدن کر کے کرو اور اس کی بہتہ میں یہ سب سے بڑی  
 مستحب ہے کہ نکاح جمعہ کے دن ہو اس طرح یہ بھی مستحب ہے کہ عورت بذات خود  
 نکاح میں نہ لے بلکہ اس کا کوئی بوجہ قس شوکار در قرینی رشتہ در جو و رگو و بھی معتبر اور  
 یہ کہ اس میں یہ بھی مستحبات ہیں سے کہ عورت پسہ شخص کو پسند کرے جو دینا بد قلم ہو۔  
 اس کا نتیجہ یا بچہ دینا سے شادی نہ کرے۔ یہیست پسہ خوش خرق و رفیع انصاف شخص کا  
 بہت ترسید یہ مرد جو بچہ یا تریش ہو یا یہ شوکار نکاح جو خیر نہ چاہے سکے دونوں  
 میں سے کوئی ایک نہیں۔

جب تک کہ بچہ مدینہ کا نہ ہو یا بچہ کسی عورت کی بہتہ میں نہ ہو جس سے بچہ  
 نہ ہو یا بچہ کسی عورت کی بہتہ میں نہ ہو یا بچہ کسی عورت کی بہتہ میں نہ ہو  
 یا بچہ کسی عورت کی بہتہ میں نہ ہو یا بچہ کسی عورت کی بہتہ میں نہ ہو





گر کہیں میں کے برعکس صورت واقع ہو یعنی بڑے سے پہلے یجاب کریں جو کے قبور باغ و درجہ بدر  
بڑے کے سے نہ بڑے کا ساتھ یجاب قایل اعتبار ہوگا ورنہ نہیں بہتہ گوڑا کا باغ و درجہ بدر  
سے قورن کی جازت کافی ہے۔

قبور کے ساتھ لیتے ہیں تہہ و گوہوں کے ساتھ جازت کے کی سب سے تہہ و گوہوں کے ساتھ  
گوہوں کی موجودگی ہیں قبور بھی ہونا چاہئے۔ قبور کا تہہ و گوہوں کے ساتھ  
کہ بڑے یا بڑے سے یہ کہہ جائے کہ میں فی حد بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ  
ہوں۔ تہہ و گوہوں کے ساتھ جاب میں تہہ و گوہوں کے ساتھ جاب میں تہہ و گوہوں کے ساتھ  
قبور کرو نہ نہ نہیں ہے ایک ہی بار کافی ہے۔

بہ کا ذکر کرتے وقت ہمیں فوراً ہونے اور یا نہیں بعد میں دہونے اور  
کے کہنا مہرینی تہہ و گوہوں کے ساتھ بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ  
پاؤں

یجاب کے بعد اور قبور کے ساتھ یہ تہہ و گوہوں کے ساتھ بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ  
سب سے بہتہ وہ تہہ و گوہوں کے ساتھ بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ  
میں موی ہے:

سے غرضی تہہ و گوہوں کے ساتھ بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ	سے غرضی تہہ و گوہوں کے ساتھ بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ
کی نہ کرتے اور کسی سے ہا کے صاحب	کی نہ کرتے اور کسی سے ہا کے صاحب
ورجشش کے صاحب ہیں اور بٹشش	ورجشش کے صاحب ہیں اور بٹشش
کی بڑیوں و بڑیوں کے ساتھ بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ	کی بڑیوں و بڑیوں کے ساتھ بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ
پناہ رکھتے ہیں جسے وہ ہر مستحضر	پناہ رکھتے ہیں جسے وہ ہر مستحضر
زں کے سے تہہ و گوہوں کے ساتھ بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ	زں کے سے تہہ و گوہوں کے ساتھ بڑے یا بڑے کی جاکت سے ہم تہہ و گوہوں کے ساتھ
ورجشش کے صاحب ہیں اور بٹشش	ورجشش کے صاحب ہیں اور بٹشش
وام کوئی نہیں ہیں میں میں کوئی	وام کوئی نہیں ہیں میں میں کوئی
دین ہوں کہ ہا کے صاحب ہیں اور بٹشش	دین ہوں کہ ہا کے صاحب ہیں اور بٹشش

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي  
خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ  
خَلْقَ مَنْزِلٍ رَوْحَهُ وَبَثَّ مِنْهُمُ  
رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ  
الَّذِي تَتَسَوَّوْنَ لُوْنَهُ وَهُوَ  
الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ  
قَرِيبًا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَ  
لَا تُؤْتُوا رِجَالًا وَابْنَتُمْ  
بِمُسَبِّحَاتِهِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
اتَّقُوا اللَّهَ دِقَّةَ دَقْوَاتِهِ وَتَوَاضَعُوا  
لَهُ سَبِيحًا بُنْدُجَ لَكُمْ  
أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ يَغْفِرُكُمْ  
دُؤْبَكُمْ أَمِنْ يَصْعَقُ لَكُمْ  
وَرُسُوكَ فَصَدُّوا نَوَارًا  
عَلَيْهِمْ

ہے وہ یکتا ہے جس نے ان کو پیدا کیا  
میں سے ایک ہی "روح" سے جس نے  
ان کے بندہ اور عورتیں  
۴۱۔ لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس سے  
تمہیں ایک جہت سے ڈرنا ہے اور جس سے  
اُس کا جوڑا پیدا ہو رہا ہے  
سے بہت سے اور جو تمہیں ہماری  
پچھلے دے تم سے بڑا ہے اس سے  
ڈرو جسے تم نے جانتا رہا ہے  
وہ بت داروں کے ہوتے ہوئے  
یقین جو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے  
یہاں نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں اس سے  
پرہیز کرنا چاہیے اس سے اس سے  
ڈرتے ہوئے تمہیں بتا رہا ہے کہ  
تمہیں اس سے ڈرنا ہے اور تمہیں اس سے  
رسدہ رہیں جس سے تمہیں اس سے  
کے ساتھ اس کی رحمت کی بڑائی ہے  
سے تمہیں ڈرنا ہے

میں اپنے کے بعد رشادت میں کریموسیدہ  
بہن کی محبت میں رہا ہے برکتیں دہریہ ہیں اور ان رشادت کی رحمت سے  
رشتہ میں سہیلی وہی رہتا ہے  
میں سہیلی کے ساتھ رہتا ہے



روح کی دونوں کے یہاں کسی طرف کی دعوت وغیرہ کا ہوتا ہے غیر مسنون سنت یہ بات سب سے  
 ترک کی طرف سے نکاح میں آئے ہوئے لوگوں کی نوعاً مدد سے ہفتہ کی زحمت اور کم کاروں  
 جہاں کے لیکن اس کو دستور بنایا نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ترک  
 یہ نہیں کیا ہے۔

دعوتِ وحیمہ طعامِ حرام کا نام ہے جس سے غرض اعتدال و روح و زنا کے لئے ہے جو  
 یعنی زنا و کثرتِ ان کی خوشی میں کھانے کی دعوت کرتا ہے جس کے میں وہاں ہر مہر کی مسرت و بخت  
 تحریکات میں بھی کھانے کی دعوتیں دی جاتی ہیں ان کے نام دوسرے ہیں مثلاً دعوتِ سعادت  
 مدد کے معنی ہیں زوجیت میں دینا یہ نکاح سے قبل زوجہ بنتے وقت کی ہفت سے ان کی  
 ہے دعوتِ خیر جس سے دلت کی تعریف میں دی جاتی ہے دعوتِ حقیقہ نامہ رسول کا نام  
 میں کھانا کھانے کو کہتے ہیں نعت کی تقریر میں جو دعوت ہوتی ہے اس کو خیر و برکت کے  
 قرآن شریف کرنے کی تقریب میں جو دعوت ہو اس کو حلالی کہتے ہیں یہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 کے معنی علمی مہارت کے ہیں۔ صفت و پس آئے کی تقریب میں جو دعوت ہوتی ہے اس کو  
 نظیر کہتے ہیں یہ ساری نفع کے مشتق ہے جس کے معنی برد و خیر کے ہیں یہی وہی ہے کہ اس  
 جو دعوت دی جاتی ہے اس سے و کیرہ کہتے ہیں یہ نابا و کر کے مٹاؤں جس کے معنی ہیں اس سے  
 ہر شے کے میں اس کے عل و دود کہنا ہو کہ موقع پر دی جائے اس کو دشمن کہتے ہیں یعنی اس  
 کا کھانا یہ پڑی یا کسی عزیز کی طرف سے دیا جاتا ہے۔

نہ تو دعوتوں میں سنتِ محمدیہ دعوتِ وحیمہ ہے باقی رہیں دوسری نہیں تو وہ اس  
 جو کہ وہیں ہر شے میں کوئی دینی کوئی نہ پیدا کی جائے۔ وغیرہ صفتِ مہاجر کے ساتھ  
 باعثِ خوب ہے ہر شے میں و روش سے اس کا یہ ہو جنہی مسک کے سے یہ ہر شے میں  
 کہہ سکتی ہیں۔ ہر صفتِ رحمتہ صفتِ صید کے نزدیک علی کے موقع پر اس کے کی غیبت مراد ہے  
 فتنے کے سلسلے میں دعوت بھی مکر و دہشت مکر کچھ دیکھ جاتا ہے حقیقت کی دعوت کے  
 بارے میں ایک قول ہے کہ وہ سب ہے۔



انگوشت و بیمہ کا وقت  
گنہ گشت بھی مذہبیہ و علم کا رشتہ بود و درین مہمہ و فیہ

انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت

انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت

انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت

انگوشت و بیمہ کا وقت

انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت

انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت

انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت

انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت  
انگوشت و بیمہ کا وقت

یا ناموری کے لئے کی جائے اُس کا قبول کرنا مکروہ ہے اور حرام دعوت دینے کی کسی بات کو  
 کو دی جائے جس کو تحفہ قبول کرنا حرام ہو جیسے فریقین مقدمہ میں سے کسی کا منصب یا شہرت  
 دعوت قبول کرنے کی شرطیں یہی شرط یہ ہے کہ جس کو دعوت دی گئی ہو یا کسی نے  
 ہو۔ اگر کسی نے عامہ دعوت دی کہ جو چاہے اسے یہ

یا کسی نے اپنے فرستادہ سے کہا کہ جو مل جائے اُسے کھانے کو بدعت تو یہ دعوت نہ ہے  
 کرنا کسی پر واجب نہیں ہے، دوسری شرط یہ ہے کہ دعوت کرنے والے کو یہ فتنہ و فحشاء  
 مبتلا نہ ہو۔ بدکارانہ اور حرام کی کمائی کرنے والے کی دعوت قبول کرنا مسنون نہیں ہے، قیصر  
 شرط یہ ہے کہ دعوت ولیمہ وغیرہ میں کوئی امر فساد شرع نہ ہو، یہ ہو مستحق سب کی دعوت  
 اور کوئی منکر یعنی غیر اسلامی کام جیسے رقص و سرود اور نامناسب گانا یا بار بار دہرائے  
 وغیرہ، ایسی صورت میں فوراً دعوت سے اٹھ جانا چاہیے اور اگر پہلے سے معلوم ہو تو یہ بات  
 چاہیے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ جس کو دعوت دی گئی ہے وہ شرکت دعوت سے منع نہ ہو۔ مثلاً  
 مریض یا روزہ دار نہ ہو۔ نفل روزہ دار کو اگر ولیمہ میں بدیا گیا ہو تو وہ وہاں سے دعوت  
 کرنے والے کو بتائے کہ وہ روزہ دار ہے اور پھر اُس کے حق میں دعوت خیر کرے، اُس کا  
 گھر دو جگہ سے ایک ہی وقت میں دعوت آجائے تو جس کا دعوت نام پہلے آیا ہو اسے  
 یہاں جانا چاہیے۔

حضرت مہی فرماتے ہیں کہ یک بار میں نے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر پر بلایا  
 گھر کے اندر شریف لائے تو دیکھا کہ گھر کے پردے پر چند تصویریں ہیں آپ کی انتہائی  
 چلے گئے درخانہ تناد نہیں فرمایا۔

دعوت ولیمہ قبول کرنے کے سلسلے میں تصویر کا سب سے پہلا  
 تصویر کے احکام

جہاں سب وہاں تصویر بھی ہے تو دعوت قبول کرنے کا حکم موقوف ہو جائے گا۔ اگر وہ تصویر  
 یہ ہے کہ بجز اس صورت کے جبکہ نہ تائیں تصویر کو دیکھنا واجب نہ ہو بلکہ اگر وہ تصویر  
 اس سے کہ وہاں شہر کو تصویریں ہیں تو ان سے احتیاط کرنا چاہیے۔



کے چنانچہ ایسا گناہ ممنوع قرار دیا گیا جس میں کسی عورت یا غیر مرد کے ساتھ زانیہ کی  
اور پوشیدہ اعضائے جسم کی تعریف و توصیف کی جائے تاکہ سننے والے متنبہ رہیں اور نہ  
ایسے گانوں کی بھی ممانعت ہے جس میں شراب نوشی کی طرف رغبت دہانی کی ہو یا غیر اخلاقی  
سبب ہو اور امور واجب کی ادائیگی میں حارج ہو لیکن اگر گناہ میں کسی کوئی نہ ہو تو وہ سبب  
ایسا گناہ جو تو بہشت نفس کو بھڑکانے والا ہو حال نہیں ہے ہاں اگر کسی کوئی عقیدہ یا عقائد  
اعلیٰ صفات کو بیان کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح کسی زوجہ کی شہرت اور بہت  
بیان کیا جائے تو بھی صحیح ہے کیونکہ ان قدر کوئی صفت نہ ہوتی ہے جس میں نہ ہو  
بھی حد نہیں جس میں شراب کی تعریف و ترغیب ہو یا بقیہ شرعی نکتہ منہ سے کہیں نہ  
اُس گانے کا بھی ہے جس میں کسی انسان کا مذق ٹریا گیا ہو یا بچوں کی ہونے والی ہونے  
ذوق ایسا کہ نہ دین اس قدر میں حرام ہے ایسا گناہ اور اُس کا منہ نہ کرنا نہیں ہوتا جس کا  
حکمت و نصیحت ہو یا وہ گانے جو لگی وغیرہ سبب ہو رنگ دیاؤں اور بہشت والوں کی روٹی اور  
ایسے ہی منہ قدرت کی تعریف میں ہوں یا جس میں خیر معین نہ ہوں گے سن و سار کی قرینہ نہ  
کسی مہر حرم میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو بہت ہیں ورنہ میں کوئی نہ نہیں ہے۔  
ایسا کہیں نہ کہ جس میں گندی و بھونٹی باتیں ہوں یا عورت کے اندکے ہوں یا اس  
ہو جنہیں دکان شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے یا لوگوں کے ساتھ نہ ہو اور نہ مردوں کے ساتھ  
عورت کا قصص ہو یہ سب باتیں حرم ہیں ایسے دیکھ میں نہ شہرت صدقہ اور نہ دولت و مال  
کا قبول کرنا جائز ہے۔

یہ جو کچھ بیان کیا گیا وہ دین کے تقاضوں کے موافق و رہنما ہے اور نہ شرع کی ممانعت  
مخالف ہے،

ارمغزنی جی کتاب جہاں علوم مدین ہیں فرماتے ہیں کہ نفسوں میں دینی شہادت  
سے ثابت ہے کہ گناہ چنانچہ دین کی ناخوشی میں دین کے درمیان سے کہیں نہ ہو اور نہ  
کانچ دیکھنا مباح ہے یہ حکم تشریف جو مرید پر قیاس کیا گیا ہے کیونکہ وہ خوشی کا موقع ہوتا  
ہے۔ میں میں شادی کی تشریف ہو یہ سبب نکتہ منہ سے کہیں نہ ہو اور نہ شرع کی ممانعت







و خیر ما جنتہ علیہ و عود  
 کث من شرکھا و شرک ما جنتہا  
 عیب  
 بعدنی چاہتا ہوں جو تو نے سر کی  
 فطرت میں رکھی ہے اور میں تجھ سے  
 پناہ چاہتا ہوں اس کے شرور اس  
 شریعت جو اس کی فطرت میں ہے۔

پھر ہم بہت بڑے وقت پر دہاڑے:

بسم اللہ انتہمہ جنتنا  
 الشیطان وجنب شیطان  
 ما رقتنا  
 اے اللہ ہم کو شیطان سے محفوظ رکھو  
 جو دل و دود سے اس سے شیطان کو  
 دور رکھو۔

اس موقع پر جو کلمات کی گئی اور جو بدیتیں دی گئی ہیں ان کا مقصد ان کو جیوانی  
 جنتی سے وابستہ کرنا ہے کہ وہ نہایت سے اپنے نہ گرنے پاس کے جہاں تک جنسی جذبہ کا  
 تحقق ہے ان اور جن میں یہ یکساں موجود ہے میں اس جذبہ کی تسکین کی رہیں جب  
 کہ ہیں کوئی نہ ان حیوان کی حد تک مکان و زمان و شرم و حیا کی قیود سے آزاد ہو کر اپنے  
 اس جذبہ کی تسکین کو پسند نہیں کرتا۔ ان کو یہ ہے پس ہم میں روایت کی ہے کہ ان جنس  
 کے ذریعہ جب کوئی شخص اپنے نفس کی تسکین دینے کے لئے اپنی بھائی کے پاس جائے تو اسے  
 باوجود اس سے عاری نہ ہو جائے جیسے بکری در بکری ہوتی ہیں آپ نے فرمایا ہے  
 دو روایت دی گئی ہے کہ یہ روایت احمد میں ہے اس وقت و زمانہ میں شریعت کے  
 وقت کی سادہ سادہ پس تم ان کے شرم و زورن کا جائز کیا کرو۔

شوہر و زہری کے حقوق و فرائض  
 شریعت سے دینے کے لئے کہ شریعت کوئی نہ  
 کرے کہ اسے جو بدیتیں دی ہیں ان کا  
 مقصد اس شخص کو اپنی بائیں پر ایک صراطِ نمانہ کی بنیاد قائم ہونے تک  
 اس کے خوش و خوش و مستور رکھنے کے لئے شوہر و زہری کے حقوق و فرائض اور  
 ان کے فرائض اور دو فرائض بھی متعین کر دیئے ہیں کیونکہ یہی یہ تحقق ہے جو ایک  
 مرد و عورت کو تمنا کرنا ہے جیسے جسم و اس جسم کا اس (جو ایک دوسرے)

کے لئے لازم و ملزوم ہیں، اس تعلق کو پائیدار اور خوش گو، رکھنے کے لئے دونوں ذمہ دار بن گئے ہیں تاکہ یہ رشتہ نہ ٹوٹے پائے اور نہ اس میں کمزوری آئے پھر جو یکہ یک مرد و یک عورت مل کر ایک خاندان کی بنیاد ڈالتے ہیں اور معاشرہ وجود میں آتا ہے جس کا نظم و قیود رکھنے کے لئے ایک سربراہ ہونا ضروری ہے جو خاندان کا ذمہ دار اور نگہبان ہو اور انتشار و بد نظمی سے دور رکھتے تو یہ منصب صرف مرد کو عطا کیا گیا ہے کیونکہ عورت اور مرد کی مخصوص فطرت کے پیش نظر ان میں قوام بننے کی صلاحیت ہے قرآن نے اس فطری تفوق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

أَيُّهَا الْقَوْمُ عَلَى الْغَاثِ بِمَا تَصْنَعُونَ اللَّهُ يَعْصِمُكُمْ عَلَى بَعْضِهِمْ

مردوں کو عورتوں پر قوام اس لئے بنایا گیا ہے کہ فطری طور پر مرد کے پاس یہ صلاحیت عطا کی ہے۔

”محافظ اور خبرگیری کرنے والا۔ ذمہ دار ورق کلمہ رکھنے والا۔ یہ لازم کے معنی ہیں۔ میاں اور بیوی کے بنیادی حقوق برابر ہیں مگر مرد کا قیود رکھنا اور اس کی مخصوص فطرت کے سبب دیا گیا ہے کیونکہ عورت فطرتاً اس ذمہ داری کو سنبھال نہیں دے سکتی جس طرح مرد انجام دے سکتا ہے یہ مطلب ہے کہ فطرتاً ہی عورت علی بغض کا اس حقوق کا ذکر کرنے کے ساتھ یہ بھی نہ ہو کر دیا گیا ہے کہ عورتوں کے حقوق پر اسی طرح ہیں جس طرح ان پر مردوں کے حقوق۔

وَعَنْ مِثْلِ تِلْكَ عَيْنِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَيَرْجَأُ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةً

عورتوں کا حق مردوں پر کسی طرح ہے جس طرح ان کا حق عورتوں پر مردوں کو کچھ برتری حاصل ہے۔

عورتوں کے حقوق جن کا ادا کرنا مردوں پر واجب ہے قیود و ذمہ داریاں  
حیثیت سے مرد و عورت  
فرائض مانند کئے گئے ہیں۔

(۱) مہر۔ اس کی تفصیل بیان ہو چکی۔ یہ ایسا حق ہے کہ اگر نکاح کے وقت سے پہلے نہ ہو جب بھی شریعت نے مرد پر اس کی ادائیگی ضروری قرار دی ہے۔ مگر عورت کو کچھ دینا مستحب ہے۔





وسعت دالے کو اپنی بیوی بچوں پر اپنی وسعت بھر خرچ کرنا چاہیے اور جس کو اپنی تنہا  
 اُسے جو کچھ اللہ نے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرنا چاہیے۔ یعنی بخش کرنا چاہیے۔  
 مطلب یہ ہے کہ عورت کی ضرورتیں اُس کی حیثیت اور مرضی کے مطابق ہونی چاہئیں۔  
 اُس کے شوہر کو کرن چاہیے جہاں تک اُس کی وسعت جو رت دے حدیث میں ہے کہ کس نے  
 رسول اللہ سے اُن حقوق کے بارے میں دریافت کیا جو بیویوں کے شوہر پر ہیں تو اس نے  
 فرمایا:

اَنْ تَطْعَمَهَا اِذَا اَصْعَبْتَ وَ  
 تَكْسُوَهَا اِذَا تَشَيَّتَ وَلَا تَضْرِبَ  
 النِّجْبَةَ وَلَا تَقْتُلِ الْوَلَدَ وَ لَا تَنْهَوِ  
 الْكَافِيَ الْبَيْتَ۔  
 جب تم لڑکی کو تنہا کرنا چاہو تو  
 کھانا پکھاؤ اور کپڑے پہناؤ اور نہ  
 مارو اور نہ بچے کو مارو اور نہ  
 گھر کو بند کر دو۔

حجتہ اوداع کے خطبہ میں جو اہم بنیادی باتیں آپ نے فرمائی ہیں ان میں سے ایک ہے کہ  
 "وَ اِنَّ سَهْرًا عَسِيْبًا لَّخَفِيْفًا وَ يَسُوْثُهُنَّ مَعْرُوْنٌ" ان کے کھانے پینے اور رات  
 منسوبات کی ذمہ داری تمہارے اوپر ہے دستور کے مطابق رہنا۔ ان کے حقوق کو یاد رکھنا  
 میں جو کچھ فرمایا ہے وہ یہ ہے:

۱۔ شوہر کا عیب زندگی بند ہے اور مہر کی کمی ہے۔ بیوی کو گھر نہ لگنی چاہیے۔  
 ۲۔ شوہر کا عیب عیال کے مطابق دین پر ہے۔ اگر یہ ہیں ہو سکتا ہے کہ شوہر کا عیال  
 چھوٹا ہو اور شوہر اس کے عیال کے مطابق مہر نہیں دے سکتا ہو۔ پھر بھی شوہر کی عیال پر  
 کھدک پہن سکا۔ اگر وہ یہاں تک کہ عورت کو غنا اُس سے پہنچا دے۔  
 صبر کر سکتی ہے۔

۳۔ اگر وہ خوش حال ہو اور مہر کی کمی ہو کہ خوش حال زندگی گزار سکا ہو مگر  
 بیوی کسی غریب گھر اس کی بیوی کو دوغلا بخانا دینا چاہیے کہ عیال کو دینا ہو۔ اُس کو غریب  
 تکلیف میں اس سے جتنی دھن کہ وہ غریب کو دے اس کی سب سے کم نہیں۔ بیوی کو غنا اس سے کہ  
 شوہر سے اپنی حیثیت کے مطابق نہ لے سکا۔

۱۴۱ گرم و غریب اور تنگ حال ہے اور عورت بھی غریب گھر کی ہے تو پھر مرد کو اپنی اور عورت کی حیثیت کے متعلق ہی کہنے پر پہنچنے کا خرچہ دینا چاہیے عورت مرد کی حیثیت سے زیادہ نہیں مانگ سکتی۔

۱۴۲ گرم و غریب ہو اور عورت خوش حال گھر والے کی تو مرد کو اپنی حیثیت کے ساتھ مقدمہ و بھر اس کے گرم و سائش کا بھی نہ بھی رکھنا چاہیے اور عورت کا بھی صدیقی نہیں ہے کہ وہ مرد پر اس کی حالت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے کہ وہ کوئی حرم و ذریعہ آمدنی نہیں کرے پھر بوجھ نہ ڈالے اس کے تحت میں بہرہ منی پیدا ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات ہمیشہ تمیں سے بہرہ رقی رہیں جب اوقات سے آمدنی میں نہ ملے تو تنگ نہ رہیں، انھیں بے نقصہ و نقصان رہیں کی مدد فرمائی۔ ازواجِ مطہرات نے بھی خوشی کی کہ ان کا غلتہ زیادہ ہو کر یہ بڑا ہشتابی بن کر رہے اور شہ کے نزدیک کے سب سے منبر و ترستی، چنانچہ اس پر قرآن میں یہ تعجب فرمائی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي اتَّخَذُوا فَتَكُونُوا مِنَ الْخٰسِرِينَ  
الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دُونِ الْإِيمَانِ لَتَكُونُوا مِنَ الْخٰسِرِينَ  
وَمَنْ لَنْ يَنْتَرِ الْعَزِيزُ

ترجمہ

ایسا نہیں ہے، اپنی ازواج سے کہتے کہ تمہیں دنیا کی زندگیوں میں اس کی ازینت متاہب نہ  
تو کہیں تمہیں اس دنیا کی شہ سے کہ غریب عورتی سے رخصت کر دوں اور اگر تمہیں  
اس میں کے رسول اور شہرت کے گھر اجیت کی جگہ رہو تو شہ کے ایک  
مہر ایک شہ جو رہو گے کہ بہت بڑی شہوں میں رہو گے کہ بہت

اس حیت کے نزد کے بعد ازواجِ مطہرات نے یہ کہا کہ سب سے ایک زبان ہو کر فرمایا  
ہیں نہ وہ رسول اور شہرت کے سو کچھ نہیں چاہتے اور پھر بھی شہ میں صرف اس کے  
مسوں نہیں کہہ سکتے ہیں برہمن عورت کو پتہ چھوڑ دیکھنا چاہیے۔

۱۴۳ گرم و غریب کی وجہ سے جو عورتوں کے شہ و دنیا کی چیزیں کتنی کم ہوتی ہیں  
وہی دنیا کی چیزیں انھیں ہیں اور ان کے ہر کمزور مرد پر شہ و دنیا کی چیزیں کتنی کم ہوتی ہیں







اگر بیوی اپنے رہنے کے لئے ایک غنیمت دیکھ کر کاملاً ابدہ مرقی ہے تو اگر شوہر صاحبِ ہمت نہ ہو تو اسے ایسا گھر مہیا کر دینا چاہیے جس میں اس کی ضرورت کی تمام چیزیں مثلاً کھانا پانا خانہ باورچی خانہ وغیرہ ہو۔ لیکن اگر اس کی حیثیت ایسی نہیں ہے تو جو گھر اس کے لئے ہے اس میں ایسی جگہ اس کو دی جائے جس میں وہ جیت چاہتے ہوئے نہ رہے۔ نہ چاہے نہ آنے دے۔ اپنا سارا مال محفوظ کر کے اور میں بیوی بیٹ چھوڑ کر کسی اور سے غلو و غسل خانہ بیت الخلاء اور باورچی خانہ الگ دینا اگر ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ اس سے نہیں۔ (شرح درمختار)

یہ تمام حقوق و فرائض کی روح ہے۔ اسی لئے زوجین غرضی نہ ہوں۔  
**حسن سلوک** نے بیوی سے حسن سلوک کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ اس وقت کی حالتوں میں اور کاروبار میں تعلق نہیں بلکہ جان و بدن جیسا تعلق ہے جو ترکیب میں ہے اس میں تو کم رہنے والا ہے اور پس کے حسن سلوک سے تعلق کو پا کر رتھ کر کے عزت و احترام کی ضرورت ہے۔ حسن سلوک کا مطلب صرف مذکورہ بات نہ ہے بلکہ زندگی کی ہر بات میں اس کا ہونا چاہیے۔ تو فرائض و حقوق ہیں جنہیں بہر حال اگر نہ بھی پڑتا ہے خواہ بچہ ہو یا یہ بہن سہیلیں اس سے بڑھ کر ترنس سے زیادہ کچھ سب سے نازک جذبات کا احساس فرمائی اور اس وقت اس کے لئے بہت سے باتیں ہوتی ہیں جو کہ گزرنے کو دینا چاہیے۔ اس بات پر بڑھنے اور جھگڑنے سے پرہیز بیوی سے خدمت لینے میں اس کی کمزوری اور نازک حالت کو ملحوظ رکھ کر سب سے بڑھ کر اس کا خوف اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و روایات سے رہنمائی۔ رشتہ دہی رشتہ دہی ہے خیر کھ خیر کھ (تم میں چاہا وہ سب ہو گا)۔

میں نے اسے سنا تھا کہ میں نے اپنے بارے میں فرمایا ہے "میں اسے ہر وقت سے سنا تھا کہ میں سب سے بہتر ہوں" ایک دوسرا ارشاد ہے خیر کھ خیر کھ (تم میں چاہا وہ سب ہو گا)۔

مَنْ يَكْفُرْ بِالْعُرْوَةِ الْوُحْدَانِ يَكْفُرْ بِمَا فِي بَيْتِهِ مِنَ الْمَسْكِينِ ۚ  
اور عورتوں کے ساتھ خوبی و راجحے برتاؤ کے ساتھ رہو۔ اگر تم انہیں کسی وجہ سے ناپسند  
کرت ہو تو ان سے نہ جو بات تم کو ناپسند لگتی ہو اس میں منہ نہ دے۔ نہ کہ بہت  
بھداریں اور خوش نصیبیاں رکھ دی ہوں۔

اس آیت میں دو نکم دیئے گئے ہیں ۱۱، معروف اکثرت لیتے سے رہو ۱۲، اگر کوئی  
بات ناپسند ہو تو فوراً نفرت نہ کرنے لگو کیونکہ ان سے اس بات میں تمہارے لئے بہت سی بھداریاں  
پاشید ہوں۔ تمہارے لئے خیر و برکت کا سبب بن جائیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ یہ ارشاد بھی ہے:  
كَفَرْتُ بِمَنْ مِّنْ الْمُؤْمِنَةِ  
مومن کہہ شیعہ نہیں ہے کہ ہوتے ہیں  
رَبِّ خَيْرٍ مِّنْهَا خَيْرٌ رَّزِي  
کوئی بات ایسی نہ کہ تو اس سے نفرت نہ  
مِنْهَا خَيْرٌ  
نہ دوسری کوئی بات ایسی نہ کہ تو اس سے

جو اس سے بہت چہی ہے

بہت سی باتیں ہیں جن میں ایک عورت مرد کے عیال سے زیادہ نفرتی ہو کر بیان  
اس کی بات میں اور نفرت ہو کر نفرت کسی کے قریب رکھتے ہیں جبکہ یہ ت و مرد رہے ہند کن  
ناتواہدات ہوتا ہے عورت نفرت کا مرد پر ہوتی ہے اس سے اگر کسی مرد کی کہ نہیں ہوتے نرمی  
اور مسرت سے دور کیا جاسکتا ہے سنتی اور دوستی سے نہیں۔ اس بار میں اس سے  
کی یہ نہ دیتا کہ نفرتی ہے

عورت سے نہ کہ بہت کمزور عورت ہیں  
سے پیدا کی گئی ہے اگر تم میں کوئی ہے جس نے  
کی کوشش کرو گے تو اس سے قریب ہو گے  
اور اگر تم سے پہلے اس پر سبب ہو گے  
تو وہ بدستور شیعہ و رستہ کی ہند عورتوں  
سے نیک ہوتا اور اس سے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## ظلم اور ایذا رسانی

یہ حدیث جو ابھی بیان ہوئی اس کا تعلق اسی کے خلاف ہے کہ:

ایذا و تکلیف نہ دی جائے نہ اُن سے سنت گئی کی۔

حصن و تشنیع سے دل شکنی کی جائے، اُنھیں اپنے قربائے مفقہ پر بند کی نہ دی جائے۔  
 اُن کی مادی ضرورتوں کے ساتھ ان کی دل خواہشوں کو پورا کرنے کا بھی خیال رکھا جائے۔  
 مجید میں ظلم و زیادتی نہ کرنے کا حکم اپنی مشوہ بیویوں کے بارے میں ہی نہیں بلکہ مسکات  
 بیویوں کے بارے میں بھی دیا ہے۔

وَلَا تُؤْثِرُوهُنَّ حُجْرًا لِّتَعْتَدَنَّ لَهُنَّ ذَرْبًا فَقَدْ نَهَى عَنْ ذَلِكَ

"اُن کو محض تکلیف پہنچانے کے لئے روک نہ رکھو اور جو ایسا کرے گا وہ سب سے بدتر  
 کرے گا۔"

دینی کاموں میں یہ بڑا کامیابی ہے کہ عورت کا حق اور دینی فرائض  
 جنسی حقوق کی دانگی سے توجہ بہادر ہو۔

نہیں ہے۔ کیونکہ حق تلمی بہر حال گناہ ہے۔ "یک متا از حق بی رتوبہ کار پڑتے مردان مردانہ  
 رکھتے ہیں گزار دیتے اور بیوی کی طرف توجہ نہ کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 آپ نے انھیں بنا کر تنبیہ کی اور فرمایا تو ان کو وجہ عیبت نہ بنانا۔ اور تم کی بیویوں کو  
 بد حق نہ کہتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جبکہ سندھ کو چھوڑا گیا تھا تو  
 اپنے گھروں سے باہر منہ و دھن جہاد رہا کرتے، آپ کے حکم دیدیا کہ تم کو دینی کاموں میں  
 اپنی بیوی سے الگ نہ رہے۔

ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی شرط

بہت سی گھنٹوں میں سب سے پہلے

کرنے کی جہازت دی گئی ہے جس کی حد پر دست بردار نہیں ہو سکتی۔ نہ یہ حد  
 کے درمیان عدالت کا حکم رکھنا ضروری ہے کہ اگر کسی نے کسی قسم کی مجبوری یا ضرورت سے  
 ایک کے ساتھ کسی اور سے نہیں کر سکتا۔ نہ اس کی بیوی سے نہ کسی اور سے۔  
 نہ اس کی بیوی سے نہ کسی اور سے۔



(نساء - آیت ۱۲)

وَلَنْ حُفَّتُمْ كَمَا تَقُولُونَ أَفَوَاحِدَةٌ كَمَا كُنْتُمْ أَتَيْنَاكُمْ

”مگر تم کو ڈر ہو کہ ان میں برابری قائم نہ رکھ لو گے تو پھر ایک ہی بیوی رکھ سکتے ہو، ایک باندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی اور سیاسی مصلحتوں سے کسی شہدیاں فرما لیں اور ان سب بیویوں میں کوئی کبیرا نہیں تھیں کوئی بھم عمر اور کوئی سفیرا سن لگا بہرہ کہ ان کا مرتبہ و رزاق بھی مختلف ہوگا، کثر بیویاں وہ تھیں جو پہلے کسی دوسرے شوہر کے ساتھ رہ چکی تھیں صرف ایک بیوی کنواری تھیں جو عمر میں بہت چھوٹی تھیں۔ عدل و مساوات اور حسن معاشرت کا بجا زبردستی کہ آپ کی کسی بیوی کو دوسری کے مقابلے میں کتری یا محرومی کا شکار بھی نہیں ہوا۔ آپ بیوی کی دیکھتی فرماتے سب کے پاس باری باری تیرم فرماتے جس میں کبھی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کا سوہنہ جو گھر بیوزندگی سے متعلق ہے اُن ہی زواجِ مطہرات کے ذریعہ اُمت کو پاپا عدل و نہایت کا یہ زور منور کا شہ نہ نبوت کے سوا کہیں نہیں ملتا۔

جو شک شوقیہ شدی پرشادی کرتے ہیں وہ میلانِ قلب کے اعتبار سے ضرور ایک کی طرف ایک جاتے ہیں اور دوسری کی طرف ان کی وجہ کم سے کم ہوتی جاتی ہے جو عدل کو باقی نہیں رہنے دیتی ان لوگوں کے پاس میں قرآن مجید میں بہت حد تک گزری کا ذکر کرتے ہوئے یہ بہت کی گئی ہے۔

وَلَنْ حُفَّتُمْ كَمَا تَقُولُونَ أَفَوَاحِدَةٌ كَمَا كُنْتُمْ أَتَيْنَاكُمْ

(سورۃ نساء - ۳۸)

وَلَنْ حُفَّتُمْ كَمَا تَقُولُونَ

تم اپنی شہید خواہش کے باوجود بیویوں کے درمیان عدل کے ساتھ رہنے پر تیار نہ ہو سکو گے، ہنہ یہ نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف ہر ایک ہی تھک جائے اور دوسری کو پیچھے رہا کر دوڑا کر نہ دوسری بھی سب سے نہ بے بیاہی ہو۔  
مگر کسی ایک بیوی کی عزت جس کی نہ ہوگی یہ پابندی کی بنا پر زیادہ ہو سکتا ہے کہ ہر ایک کے پاس ہیں سب اور یہ عدل کے ساتھ نہ کہیں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو اس کے لئے

میں نے اپنے آپ کو اس کے لئے



کہ یہ لازم ہے اور نہ نہیں۔ وہ عورت جو شوہر کی فرمان برداری نہ کرتی ہو اسے باری کا حق نہیں۔  
۲۔ شوہر یہاں ہو یا تندرست اس کو بیویوں کے پاس باری کے مطابق ہی رہنا چاہیے۔ چونکہ ستمند  
باری مقرر کرنے کا بھی محبت ہے نہ کہ مہاشرت۔ شوہر پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کی غصمت  
کی مخالفت کرنے کسی دوسرے کے ساتھ تعلق کی رہیں بند کر دے۔ اگر ایسا نہ کرے تو چہرہ دینا  
واجب ہے۔

۳۔ وہ پیر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے درمیان مہاشرت اور اس کے وازمات  
میں بھی یکساں برتے۔ چونکہ جنسی میدان میں مساوت ممکن نہیں اس لئے کہ عورتوں کو عذرا  
نامناسب بھی ہے۔

۴۔ اگر کوئی شخص دن میں کاروبار یا ملازمت کرتا ہے تو باری کی راتیں مختار کرے اور اگر رات  
کا کام کرے، تب مشد چوکیدار ہے یا کسی کا رخسہ میں شب کی ڈیوٹی کرتا ہے تو باری کے  
دن مشترک کرے۔

۵۔ یہ حق ہے کہ باری چاہے ایک ایک دن کی مقرر کرے یا سو سو بار دونوں۔  
شوہر کو ایک دن باری وئی رات کو دوسری کے چہرہ پر جاننا کہ نہیں جسے اگر ایک کے یہاں  
سرخ رہ جائے۔ تاہم وہ دوسری کے چہرے میں دس گیارہ بکرت کو تو یہ بھی ضرورت ہے کہ  
وہ وہ نہ کہ رہے۔ بیکہ اگر دوسری کوئی بیوی یہ سب تو اس کی مرضی سے کسی کے تہانہ  
واجب ہے۔

باری مختار کرنے میں بھی بیوی کا حق کسی شخص سے بیوی کے ہوتے ہوئے ایک نئی  
شرط کی ہے۔ نئی بیوی یا تو بار کو دوسری ہوگی یا  
تہہ ہو یا نہ ہو۔ تو اگر بارو سب تو سات دن اور اگر تہہ سب تو تین دن کا حق اس کو ہوگا جب  
نئی بیوی کے ساتھ یہ مدت ختم ہو جائے تو بیویوں کے درمیان باری کی مساویانہ تقسیم جس کا ذکر  
یہاں ہے۔ پھر اس بیوی کی ویت کردہ حدیث کے خلاف ہیں۔ ۱۔ سبع نسکین و شرف  
سب سات دن تک بارو کا ورہین دن تک تہہ کا حق ہے۔ بخاری در حدیث میں حضرت  
اس کی حدیث ہے۔

۱۔ سات دن تہہ کا حق ہے۔ ۲۔ سات دن تہہ کا حق ہے۔ ۳۔ سات دن تہہ کا حق ہے۔

علی الشیب اقام عندہا سبعا  
 کرتے تو اس کے پاس سات مہینے رہے  
 ثم قسم و اذا تزوج الشیب  
 باری مقرر فرماتے اور بارہ مہینے نہایت  
 علی الیک اقام عندہا  
 کرتے تو اس کے پاس تین در تین مہینے  
 ثلاثا ثم قسم۔  
 پھر باری مقرر فرما دیتے۔

عورت کو اپنی باری سے دست برداری کا حق  
 یہ ثابت ہے کہ وہ مہینے نہایت

باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے  
 عائشہ کو اپنی اور حضرت سودہ کی باریوں کا حق استعمال کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس  
 سے فقہانے مسائل مستنبط کئے ہیں: ایک بیوی کو یہ حق ہے کہ دوسری سے رضی اللہ عنہا کے  
 باری کا حق اُسے دیدے یا بغیر کوئی معاوضہ لئے لیا کرے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک  
 دونوں طریقے صحیح ہیں جبکہ باقی تین ائمہ باری کا حق دے کر مالی معاوضہ بنا کر دست برداری کر سکتی ہیں۔  
 ۲۔ ہبہ کرنے والی کو حق ہے کہ ہبہ سے رجوع کر لے۔ رجوع کرنے کے بعد آئندہ باریوں میں  
 اُس کا حق رہے گا جو گزر چکیں اُن کا کوئی معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔

۳۔ ہبہ کرنے والی بیوی نے جس خاص بیوی کے حق میں اپنی باری دی ہے وہ اُس سے اس سے  
 قبول کر لیا ہے تو شوہر کو اس میں رد و بدل کا حق نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے  
 نزدیک دوسری بیوی کا قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔ شوہر کا راضی ہونا کافی ہے۔ اگر یہ  
 ہبہ اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک ہبہ کرنے والی اور اُس کا شوہر زندهہ رہیں۔

۴۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جس طرح ہبہ جائز ہے، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ  
 مقدمہ مال کے عوض اپنی باری کا حق اپنے شوہر یا سوکن کو فروخت کر دے۔ اس کا ایک  
 مشہور قول یہ بھی ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں اپنی باری کا حق ہمیشہ کے لئے  
 فروخت کر دے، تھوڑے عرصے کے لئے کر سکتی ہے۔

سفر میں ساتھ لے جانے کا مسئلہ  
 ایسا شخص جس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں مسافر کو  
 ارادہ کرے تو اگر یہ سفر دوسرے شہر میں ہو تو دست برد



رہنے کے لئے ہو تو یہ تو وہ اپنی سب بیویوں کو لے جائے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو قرضہ ڈالے جس کے لئے  
 قرضہ نکالے اسے ساتھ لے جائے اور پھر کچھ دن ساتھ رکھنے کے بعد واپس لے لے اور دوسری بیوی  
 کو اتنے عرصے کے لئے اپنے پاس رکھے جتنے عرصے تک پہلی کو رکھا تھا اور اسی طرح عمل کرتا رہے  
 لیکن سفر کر کسی وقتی مقصد مثلاً تجارت، عداوت یا حصول صحت یا حج وغیرہ کے لئے ہو تو ساتھ  
 لے جائے کے لئے اس بیوی کا انتخاب کرے جو صلہ حیات سفر رکھتی ہو، بعض اوقات کسی بیوی کو  
 گھر کو بند دہشت کرنے کے لئے چھوڑ کر جانا لازم ہوتا ہے۔ لیکن اگر سب بیویاں سفر کی صلہ حیات  
 اور گھر بیرونیت کی قابلیت رکھتی ہوں تو ان میں قرضہ اندازی کی جا سکتی ہے خصوصاً جب حج  
 یا سفر ہو کیونکہ اس کا شوق سب بیویوں کو ہوتا ہے۔

جب کسی کے نام قرضہ نکالے اور اس کے ساتھ سفر کیا تو جو غرضہ سفر میں ضرور ہو  
 حساب بیوی کے ذمے نہیں ڈالا جائے گا، البتہ اگر بدوران سفر کوئی پرفتنہ دہشت مقدم آئے اور  
 کچھ روز گھر سے تو یہ ایسا بیوی کی باری میں محسوب ہو جائے گا اور واپسی پر اتنے ہی دن  
 دوسری بیوی کی باری میں تقسیم کر دئے جائیں گے یہ امر منہ ربیع رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے  
 جبکہ دوسرے لئے نزدیک تمام یا کم سفر جو چھتہ فروش ہونے اور کوچ کرنے میں صرف  
 ہوں گے ان کی کوئی قصا نہیں چکا تا ہے لیکن اگر کسی نے بغیر قرضہ ڈالے کسی بیوی کو لے کر  
 سفر کیا تو قرضہ دینا ہے دوسرے کے وہ اوقات جن میں شوہر اور بیوی ساتھ رہتے ہیں ان میں  
 نہیں گئے اور سوکھوں کو ان کی قصا دینا ہوگی اگر انھوں نے بغیر قرضہ کے اس کے ساتھ سفر  
 کرنے پر تیار رہا ہوتا ہے تو ہر نہ کی ہو۔ جب دو بیویاں سفر میں ساتھ ہوں تو ان کے درمیان  
 باری متنازعہ کرنا اس صورت میں لازم ہے جب دونوں ایک سواریوں یا کمپریٹ یا  
 خیموں میں ہوں۔

گرمی میں بیویاں ساتھ ہوں اور ایک دوسرے خیمے میں ٹھہریں یا ایک ذراں پر رہیں تو جب کڑ  
 سب میں مباحات قرضہ ناجائز ہے۔

مرد و کافر  
 اور مرد کے ذراں بیوی کے حقوق ادا کرنے کے سلسلے میں بیان کئے گئے ہیں  
 قرآن کی آیات اور احادیث سے مرد و کافر میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیوی کی

دینی اور اخلاقی تربیت بھی کرتا رہتا ہے:

۱ سورۃ التوبہ ص ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَحَقِّقُوا

اے مسلمانو! اپنے اور اپنے اہل و عیال کو دروغ کی آگ سے بچو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو محتاسب کر کے رشاد فرمایا گیا۔

وَأَذِّنْ مَا بَيْنَ يَدَيْ بَيِّنَاتٍ مِّنْ لَّدُنْكَ وَأُحْكِمَتِ

۱ حزب ۲۷

اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں و درائنش و حکمت کی بتیں تمہاری طرف سے ہیں انہیں یاد رکھو۔

سورۃ مدثر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ اسلام کا پہلا حکم یہ دیا گیا:

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ — اپنے کہنے کے قریبی و دور و

سب سے پہلی نماز آپ کے حشر تہجد میں اٹھ کر پڑھیں اور دوسری نماز میں سب سے پہلے

نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، اس سے معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی تعلیم سے سب سے پہلے

اپنی بیوی کو دی۔ اور جو سب سے پہلے پر ایمان لائے تھے آپ کو بھی یہی ہدایت فرمائی کہ آپ سے

بن جویرت بیان کرتے ہیں کہ ہم چند فوجوں کے ساتھ مدینہ کے بعد دین کی تعلیم سے پہلے آپ سے

آپ کی خدمت میں ہمیں دین سے آپ کی رحمتوں کا یہ تھا کہ ہمیں اس بات سے

کہ تمہیں کس کو چاہیے اسے ہو جب ہم دونوں کے بتایا تو فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَحَقِّقُوا

۱ حزب ۲۷

۱ حزب ۲۷

۱ حزب ۲۷

۱ حزب ۲۷

۱ حزب ۲۷

جو رتبوں کو نماز کی تائید کرتے رہنا چاہیے اور نصرت و تربیت فرمائی اور نصرت۔

کرنی چاہیے اور حدیث سنائے رہنا چاہیے جس میں عمر کی فہم کی اور عزت کا رہنا چاہیے

سے۔ سب سوک کے ذیل ہیں۔

بیوی پر شوہر کو یہ بتانی جو فرض سے زیادہ

مردوں کے حقوق ان کی چیزوں پر

۱ حزب ۲۷

۱ حزب ۲۷

کر کے جیسے کہ وہ اس کے شوہر کی حالت شرافت و عزت سے جس پر ذرا سداغ یا میں بھی نہ آئے  
پائے۔ کسی نام نہ نہ ورت بات حیرت نہ کرے پارسا گانی میں تمام کر کے شوہر کے  
سو کسی کر کے اس کے لئے تھی نہ وہ پانچ کے مدد وہ باقی سارا تمام ڈھک کر سب بغیر بات کرتے بہ  
نہج کے اس میں یہ عزت بیان کی گئی ہے احادیث کے مفہیم کے حفظ کے لئے وہ جو شوہر کی  
غیر موجودگی میں بی عزت کر و در شوہر کی برتری کی توثیق تھی حفاظت کرتی ہیں

وہ جو شوہر کے مال کی حفاظت کرتا ہے۔ حفاظت کے لئے عورت کی طرف سے یہ  
وہ نہ صرف فی نفسہ اس کے بعد دیگر ذرا بھی اپنے پاس میں در شوہر کے مال کے  
بارے میں کوئی ایسی بات نہ کرے جو اس کے شوہر پہنچ نہ کرے ہو۔

دوسرے موقع پر آپ نے اس طرح تعریف کی۔ زوجہ لا تقبیح خونا فی نفسہ  
وہ اپنی نفسہ میں کوئی بھی چیز جو اپنی جان و عزت و گروہ و شوہر کے مال میں خبیثات نہ کرے اس کی  
خدا تک پہنچے کہ اس کی کوئی چیز شوہر کی عزت کے لئے نہ دے۔ وہ اس حدیث میں اس کی مر  
یہی ہے کہ اس کی کوئی چیز

غیر ذہن پر نہ کہ اور حق بات میں شوہر کی عزت کرنا ہے نہ کہ مجید ہیں۔  
وہ حدیث کے تحت سورۃ النہل میں عورتیں وہ ہیں جو فوس بردہ ہوتی ہیں  
انہی کے لئے جس نے صیہ و سم کا رشتہ ہے اتھوی کے بعد ایک مدد کے ساتھ سب سے بڑی  
نعمت اس کی ہے جو شوہر کی نیک بات اسے جب اس کی طرف سے دیکھتا ہے اس کو خوش  
کر دے۔ سب شوہر اس کے بعد ورت پر کوئی بات کہہ دے تو اسے پر کر دے۔ وہ جب وہ کہہ  
نہ مانتا ہے بی عزت کی اور اس کے مال کی حفاظت کرے اسے اپنے اپنے کے ذریعہ

وہ عورت نہ زور و زب کے پابندی کرے تو اس کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن جنت  
کے جس در در اس کے پاس میں ہو جائے اسلوق

تو حضرت امی اللہ علیہ السلام کا رشتہ ہے  
شوہر کی عزت  
وہ ان کے لئے ہے اسلوق  
وہ عورت ہے اسلوق

حاجت کے لئے بلائے تو وہ فوراً اُس کے پاس چلی جائے تو وہ فوراً برکت سے  
 بیوی کتنی ہی ضروری کام ہیں کیوں نہ لگی ہو، جب شوہر ہمارے قریب کی طرف  
 اور اُس کے پاس پہنچ جانا چاہیے۔ حدیث میں حاجت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ  
 ہے۔ یہاں تک حکم ہے کہ شوہر کی جائزت کے بغیر نہ تو بیوی کو نفس نمازیں پڑھنی چاہئیں نہ اس  
 روزے رکھنے چاہئیں اور فرض نمازیں بھی مبی اور دیر تک نہیں پڑھنا چاہئیں۔  
 میں یہ حدیث روایت کی گئی ہے،

مصنوع بن مفضل کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ شہادت دے کر کہ  
 کہ میرے شوہر مجھے نماز پڑھنے پر مارتے ہیں، روزہ رکھتی ہوں تو ترو دیتے ہیں، نماز  
 نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھتے ہیں۔ مصنوع بن مفضل نے آپ سے کہا کہ یہ سب باتیں  
 حقیقت کیا ہے، انھوں نے عرض کیا کہ جب یہ نمازیں شروع کرتی ہیں تو دو بڑی سواریاں  
 ایک رکعت میں پڑھتی ہیں، میں نے بار بار منع کیا مگر یہ نہیں مانتیں اس پر میں نے  
 ہوں۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ ایک چھوٹی سورۃ کے بھی نماز ہو جاتی ہے کہ چھوٹا نماز ہے  
 جب یہ نفس رخصت رکھتی ہیں تو سسٹن رکعتیں پڑھتی ہیں اور میں ایک سواریاں لے کر  
 لے کر وہ ترو دیتا ہوں، اس پر آپ نے فرمایا کوئی عورت نفس روزہ بنے شوہر کی جائزت سے  
 نہ رکھا کرے۔ فجر کی نماز تاخیر سے پڑھنے کی وجہ سے صغون نے یہ پیش کی کہ وہ جو حضرت عائشہ سے  
 ہیں اس میں رات گئے تک مصروف رہنا پڑتا ہے اس لئے کہ میں نے یہ جواب دیا ہے  
 اس حدیث سے یہ ثابت ہو کہ شوہر کی حاجت اُس حد تک ضروری ہے جس حد تک  
 نہ فرمائی۔ زمرہ نہ آئے۔ نفس نماز یا نفس روزہ چھوڑ دینے میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی۔  
 فرض نماز بھی چھوٹی سواریاں پڑھنے سے ادا ہو جاتی ہے، نتیجہ جہاں معصیت کی بات ہو  
 نہ یعت کی پابندی ہوتی ہو ایسے کام بڑے کام کرنے سے بچنا، نگاہ کر دینا ضروری ہے  
 شوہر خوش ہو یا ناخوش، اُس کے تقاضات اچھے نہیں یا بُرے کیونکہ شراب و بیوی ہے  
 لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ  
 جس بات میں نافرمانی ہو اس پر  
 کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔





ہے کہ جب اپنی بیواں ہیں نشو و نما دیکھتے تو تنبیہ و تادیب کرے نو و نو : اپنی بڑی بات نہ کرے  
نہیں بندہ مصلحت حال کے لئے :

وَأَنذِرْ نَفْسَكَ فِى الْغُيُوبِ ۚ وَأَعْرِضْ عَنْ قَوْلِ الْكَافِرِ  
فَمَا تَتْلُو مِنْ ذِكْرِ مِثْلِهِ ۚ

اور جن عورتوں سے تم نشو و نما دیکھتے ہو انہیں بھی اور بھی ڈیڑھ ۱۱ انہیں اپنی خوبیاں ہوں  
میں چھوڑ کر گھر ہو۔ اور کچھ بھی باز نہ آئیں ۱۲ توں روئیں گروہ و تباہی ہمارے ہوں تو  
بھڑان پر سختی کی روشنی نہ کر دو۔

نشو و نما کے معنی اٹھنا جانے کے ہیں یعنی عورت کے دل سے رشتہ نکاح کا تہ و تم میں نہ  
پاس نہ ہو جائے۔ یہ آیت میں آیت کے فوراً بعد ہے جس میں عورتوں کی بہترین صفات بیان کی گئی  
تھیں یعنی نہ نکاح عورتیں نہ نکاح فواح بردار اور نہ فواح تر منجانب شوہر کی خواہش  
میں مخالفت کرنے والی اپنی بھی اور شوہر کے مال کی بھی۔ اور اس آیت میں نشو و نما کے معنی ہیں :  
عورت سے جو اپنی عزت و برو شوہر کے مال و مال کی مخالفت نہ کرے اور عزت و مال  
باتوں میں اس کی طاعت نہ کرے ویسی عورت کو تنبیہ و تادیب کی جا سکتی ہے جب اس کی  
تین صورتیں متنی گئی ہیں

پہلی صورت یہ ہے کہ انہیں نرمی و برداشت سے سمجھ کر یہاں تک کہ وہ تہری بات  
مان ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ کچھ دلوں کے لئے ان کے پاس سینٹیشن و رسوا نہ ہو کر دیا نہ  
کر و لینی عہد کر و کہ فساد وقت تک اس کے پاس نہیں جاؤ گے اور تو بن گئے گئے گئے ہو  
ایسی ہیں کہ اگر عورت میں فساد می خواہش ہے کہ شوہر کی نفرت و نفرت نہ ہو تو اپنی نفسانہ خواہش  
ضرور بدلے گی لیکن اگر اس پر اس کا کوئی اثر نہ ہو تو آخری درجہ میں اسے پہلی درجہ کی  
دی جا سکتی ہے مگر منہ پر منہ منع ہے یہ آخری جائزت سستوں کرنے میں اگر غصہ و زاری  
ہوگی تو گناہ بھی بہت ہے۔ ان حضرات صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت و درایت کے ساتھ  
میں عورتوں کے بارے میں جو آخری ہدایت دی ہیں انہیں آہستہ آہستہ  
کریمین چاہئے :



قسم سے اللہ کے نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم دینا شرعاً جائز ہے۔  
 رکھ دینے کا مطلب یہ ہے کہ فعل مندرجہ ذیل سے یا شرعاً منع ہو یا بدعتاً یا بدعتاً  
 مشدّد اگر ہیں تم سے مباشرت کروں تو مجھ پر جہنم کا کیا سزا ہوگی یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی  
 یا میری فلاح ہوگی کوئی حدیث ہوگی یا مجھ پر قربانی یہ سورگ کیسے ہوگی یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی  
 مقاربت کو امر دشوار سے وابستہ کرنے کی ہیں۔

ایک کی تعریف میں آیا کہ کرنے والے شوبہ کا قائل ہو یا مباشرت ہو یا وحشی ہوگی یا سزا ہوگی  
 اس کا قائل ہو مباشرت ہو یا وحشی ہوگی یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی  
 والا سند میں حکام بجا نہ دے رہے ہو (بچہ یا مجنون نہ ہو)

ایک کے ارکان اور مشرکین فقہانہ میں سے چارے رکن تھے ہیں ان میں سے پہلے رکن مباشرت  
 قسم لکھنی جائے یا صوفی محبہ میں جس سے مباشرت ہوگی یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی

جائے ۱۔ صوفیہ یعنی قسم کے الفاظ ۴ مدت یعنی دو مرتبہ ہیں اس سے قسم کی سبب بنتی  
 ہے۔ صوفیہ یا سزا زیادہ کے لئے ۵ شوبہ (۶) بیوی

پس اگر کسی نے کہا کہ قسم لے کر میں اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کروں گا اس میں کیا  
 محسوس ہوگا اور ترک مباشرت محسوس ہوگا اور اگر کہا کہ مجھ پر شرعاً منع ہے یا بدعتاً یا بدعتاً  
 نہ کروں گا اس میں کیا محسوس ہوگا اور اگر کہا کہ میں مباشرت نہ کروں گا اس میں کیا  
 بیوی بھی کو محسوس ہوگا اور اگر کہا کہ میں مباشرت نہ کروں گا اس میں کیا  
 محسوس ہوگا یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی یا سزا ہوگی

۱۔ ایک بیوی کے ساتھ کسی دوسری عورت تک نہ کرے اگر یہاں یہ قریب یہ قسم نہ لے کر  
 کرے یا بیوی سے بیوی شریعت کوئی وقفہ نہیں دیتی اور نہ وہ

۲۔ یہی مدت میں سے کوئی وقت مستثنیٰ نہ کی جائے مشدّد اگر کہا کہ سزا کی قسم لے کر میں  
 کے سوا سب بچہ مباشرت نہ کروں گا تو اس قسم دست بردار نہیں قرار دیا جائے  
 بیت اگر کسی نے مباشرت کرنے کو کہیں نہ کہا کہ اگر سب بچہ مباشرت نہ کروں گا  
 کہ باقی میں قریب نہیں دیا جائے اگرچہ وہ سب بچہ مباشرت نہ کروں گا



متریت وائے حق کے قتل ب غروب ہوئے ہیں کس کو ایسا گنہگار قرار دیا جائے گا پھر وہ  
 ایک نہ نافرمان ہوں گے جس کا ذکر آئے گا۔

یہ قسم ہے کسی ناس خد کی قید نہ ہو، چنانچہ گڑھے میں قید گئی تو میری ہوا کی پیر نہ تھی  
 وہ میرے ماتم پر مہر شہرت کرنے پر دربار ہوگا۔

مہر شہرت کے ساتھ کسی ورتہ مست کو نہ ملے گا شہر یہ کہا کہ "کر میں تجھ سے مہر شہرت کران  
 نہ ملے شہرت لوں تو تجھ کو صدق ہے تو اس سے ایسا نہ ہوگا۔

گڑھے میں اس قدر کھنکھائی ہوئی ہے کہ یہ گڑھا گڑھا ہے کہ قید میں ہے باوجود  
 کہ اس کا پیر پاس نہ آوے گا یا ہم بستہ نہ ہوں گے جب تک ن مہر شہرت ترک

مہر شہرت نہ ہو یہ نہ ہوگا۔

حب خدا کی قسم کھا کر یہ کرمیہ تو اس کا یہ حکم و حق  
 اس کے ساتھ ساتھ ایسا کر  
 دینا دیا گیا ہے :

یہ قسم ہے کہ میں نے ہمیشہ شہرت کے لئے کوشش کی تو قوت سے سفور و حیرت کران

شہرت کے لئے تو اس نے سب سے پہلے گاہ

تو اس نے اپنی ہر چیز کو سہرا کر دیا ہے کہ میں نے ہمیشہ کی ہمت ہے۔

قوت و جوش کر میں تو شہرت کے لئے نہ کرے ورنہ کرے ورنہ سب سے پہلے

کہ بنا کر دے کر یہ سب سے پہلے شہرت و جوش ہے۔

یہ شہرت کے جوش و زور سے پہلے شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے

تو اس نے ہر چیز کو شہرت کے لئے کر دیا ہے کہ میں نے ہمیشہ کی ہمت ہے۔

یہ شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے

یہ شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے

یہ شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے

یہ شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے

یہ شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے ہمیشہ کے لئے شہرت کے لئے

موت اور بیوی کی جانب رجوع ہونے کا موقع فراہم کر دے گی۔ دوسری صورت میں مزارتوبہ کی تعمیر نہ کیا و سیدہ بھی بن جائے گی اور جو بات شوہر کی بڑی بیوی کا سبب بنی اسے ترک کرے۔  
 یہ اختیار کرے گی اس لئے اسے عرصے تک تو قن کرنا صدقہ زوجیت کی بکری کا نہ ہونا۔  
 تب اگر اس مفارقت کا کچھ اثر نہ ہو اور ایک دوسرے کی بدولت نہ رہتی ہو۔  
 ہوگا یہ امر شاہد کہ اگر صدق بنی کا پکار دہا کر لیا تب تو سب کچھ مدت اور پانچ سو  
 ایک مہینہ تو یہ ہے کہ جب پہچان دیتے ہیں کہ یہی مزمہ کر رہا تو بیوی کے پاس نہ جاتی ہیں یہاں تک  
 پوری ہوتے ہیں بعد از خود بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ خود وہ صدق نہ دے۔ صورت مدت  
 ملتا بہ نہ کرتے۔ دوسرے مہینہ یہ ہے کہ بعد از مدت گزر جانے کے بعد اگر صدق بنی نہ دے  
 اور وہ کہیں تو مدت ان کی قسموں کو مسترد کرے اور اس قسم و ذیت کو بیوی کی یہ مدت نہ دے  
 کی صورت میں ہوتی جائے۔ سبب یعنی اس خاندان کو تنبیہ کی ہے۔ تب جو یہ کہ اسے  
 جتنے پر رجوع نہیں کرتا اور صدق بنی دینا چاہتا ہے کہ یہ جو مدت ہے تو اسے سمجھ جائے۔  
 اس کی سزا ضرور دے گا۔

انہی قسموں کے طریق خدا کی قسم کا کر لیا کرتے ہیں۔ اگرچہ مہینہ گزرنے کے بعد اسے  
 مہارت کرے تو اس قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اور یہ ختم ہو جائے گا کہ یہ مہینہ گزرنے کے  
 جس بیوی سے یہ کیا ہے اس سے مہارت نہ ہوتی تو بیوی پر ایک صدق پڑا۔ اس سے یہ کہ  
 کہ یہ معاملہ حاکم شرع کے پاس لے جایا جائے۔ شوہر خود صدق دے۔ پھر اگر وہ صدق نہ دے  
 کا یہ کرتے وقت ذکر کیا جاتا ہے کہ شوہر مہارت نہ کرتا تو صدق دے۔ یہ کہ  
 رشتہ چاروں وقت ہے کہ اگر جب تک دونوں چھوڑے نکاح نہ کریں یہ رشتہ چاروں وقت  
 چھوڑ دینا چاہیے کہ یہ دو طرح سے کیا جاتا ہے۔ پہلے وقت یہ کہ اس سے  
 وقت کا قیام کے ہوئے۔ دونوں قسم کے یہ کہ اگرچہ مہینہ گزرنے کے بعد شوہر نے  
 یہ کہ مہارت شوہر کو یہ کہ مہینہ گزرنے کے بعد شوہر نے مہارت نہ کرے تو اس سے  
 کہی لگاتار یہ کہ اگرچہ مہینہ گزرنے کے بعد شوہر نے مہارت نہ کرے تو اس سے  
 پڑا جائے۔ اگر شوہر نے مہارت نہ کرے تو اس سے مہارت نہیں کی جائے۔



یہ ہے کہ عقد نکاح جاتا رہے اور آئندہ کے لئے بیوی اس پر چرچی طرح تو رہے گی یہ کہ  
 میں ہو گا جب بیوی کو تین طلاقیں دی جائیں اور نکاح کے رشتہ میں نہ رہے اور تین طلاق  
 مضرب یہ ہے کہ عقد نکاح بالکل زائل ہوئے ہیں مگر وہ جس کے یہ اس صورت میں ہو گا جب کہ  
 صدق رجعی دی جائے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ بیوی کی مطلق صورت پر سبب مطلق  
 صداں بنتی اس وقت وہ تین طلاقوں کا رک تھا۔ صدق رجعی کے بعد وہ دوبارہ طلاق ہو کر  
 گیا۔ اب اگر وہ اس مطلق کو دوسری بار پس لے لے تو بیوی پہلے مکمل طور پر صدق ہو جائے گی اور  
 وہ صدق کے رجوع نہیں کرتا اور باقی دو طلاقیں بھی دے دیتے سب تو بیوی کی مطلق صورت پر  
 طلاق رجعی سے عقد نکاح نہیں ٹوٹتا۔ صرف رشتہ نکاح میں فرق آجائے سبب مطلق کو دوسری بار  
 پہلے وہ بیوی کے پاس نہیں جاسکتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ کسی کی بیوی رہتی ہے۔ اگر وہ  
 ایک مقررہ حد تک کے اندر یہ طلاق و پس بنا پڑتی ہے باقی طلاقیں دے کر اس سے  
 رشتہ نکاح تو زمین پڑتا ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ مقررہ حدت کو مقررہ حدت  
 میں حدت کہتے ہیں۔

طلاق پسندیدہ عمل نہیں ہے  
 صدق کی ضرورت حدت اس وقت پڑتی ہے کہ  
 مرد و زن حقوق و فرائض کو نہیں کرتے۔ حدت  
 سندھ میں مقررہ ہے کہ ہیں یا دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی حق نہیں کرنا سبب نکاح سے  
 کوئی خدائی برائی نہ ہوئی ہے جس میں کی وجہ سے نفرت و عداوت کی صورت پیدا ہوئی ہے۔  
 اور محبت و عودت باقی نہیں رہتی۔ بند پا رحمت وغیرہ خواتین میں نہیں ہوتا۔ اگر کسی  
 رب کو برداشت نہ کرے مرد و عورت میں نفرت میں شریعت میں یہ نہ ہو کہ مرد و عورت  
 دونوں کو حق دیتی ہے کہ اگر عورت مرد کی قومیت سے گناہ سبب تو نفرت و عداوت کا سبب  
 اور اگر عداوت کی ذمہ داری سے سبب وہ بیوی یا سبب تو صدق کے ذریعہ رشتہ نکاح سے  
 توڑ کر تار دی ہو جائیں۔ یہ حق دینے کے بعد وہ قرآن و حدیث میں نفرت کے بعد  
 فسخ نکاح سے پہلے تجنیہ کی صورت نہ کرے۔ اگر تین بار نفرت ہو جائے تو رشتہ نکاح سے  
 کی حدت کی گئی ہے قرآن میں رشتہ نکاح



انصار ۵

نفسی کہ نہ ملے سب سے کہ بعض نہ تھے حیرت مند

’کون ہے تمہیں کوئی بات بڑی لگتی ہو اور خدا نے اس میں بہت سی ہمدیں  
رہی ہوں‘

’کس شب بڑی ک کوئی عادت یا شکل و صورت نہیں ناپسند ہو مگر اس میں ایسی خوبیاں  
رہی ہو سکتی ہیں جو کس دوسرے میں نہ ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:  
’بہن ان احبنا ان الله اطبق‘ یعنی حلوں پیروں میں سب سے ناپسند  
’ابوہریرہ و ابن ماجہ‘ بات اللہ کے نزدیک صدق ہے۔

’میں کہہ چلا کہ آخری پارہ کے طور پر استعمال کریں اہانت ہے مگر فی حقیقت۔ ایک ناپسندیدہ  
بات سب سے گہرے شوہر و بیوی میں کوئی وجہ اختلاف ہو جس کے قوائے دور کرنے کا یہ یہ زمان  
ہے یہ تو کیا سب سے‘

وَلَا يَفْقَهُ شَيْءٌ مِّنْ ذَلِكَ وَتَعْلُو حَتَّىٰ مَقَرِّ كَفَرِهِ وَاسْمُهُمْ فَهِيَ زَرْزُورٌ وَنَدَّ

انصار ۶

نفسی کہ نہ ملے سب سے کہ بعض نہ تھے حیرت مند

’میں نے اس میں بہت اختلاف کو نہایت شوہر کے گروہوں میں سے ایک سمجھ کر شخص  
’تو یہی کہ گروہوں میں سے ایک شخص و ان شخص جو کہ دو گروہوں میں  
’ہو گیا ہے‘ ہوں گے نہ گروہوں میں ہو سکتا کی تو فیق دے گا کہ یہ نہیں ہے۔  
’وہ تو تو فیق کے ساتھ ہوں وہ ایسے ہوں جو تو فیق کے ساتھ ہوں وہ خود شوہر  
’ہیں کی بات ہوں گے‘ وہ ایسے ہوں تب سب کی توفیق شہر میں ہوگی۔  
’میں نے سب سے شہر و شہر کے بھی طعنات کو پسند نہیں فرمایا۔‘ ’میں نے ہر گروہ کو  
’بڑا کر دیا‘ وہ بھی دین نے ورت کی بنیاد رکھی کہ صدق و سچ کی بنیاد نہیں دیتی  
’کی کہ یہ سب سے‘

’میں نے سب سے شہر و شہر کے بھی طعنات کو پسند نہیں فرمایا۔‘

’میں نے ہر گروہ کو بڑا کر دیا‘ وہ بھی دین نے ورت کی بنیاد رکھی کہ صدق و سچ کی بنیاد نہیں دیتی

’میں نے سب سے شہر و شہر کے بھی طعنات کو پسند نہیں فرمایا۔‘

’میں نے ہر گروہ کو بڑا کر دیا‘ وہ بھی دین نے ورت کی بنیاد رکھی کہ صدق و سچ کی بنیاد نہیں دیتی

صحیح مسلم میں یہ حدیث نقل ہوئی ہے کہ شیطان بُرائیاں پھیلانے اور اُلوں کو ہٹانے کے کاموں میں سب سے زیادہ جس چیز سے خوش ہوتا ہے وہ شوہر اور بیوی میں تفریق پیدا کرنے ہے۔ طلاق شیطان کی پسندیدہ چیز کیوں ہے؟ اس لئے کہ طلاق نہ صرف دو شخصوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کرتی بلکہ اس سے نہ جانے کتنے رشتے کٹ جاتے ہیں۔ شوہر کے ورثہ کی کتنے کٹنے اعزہ و اقارب ایک دوسرے کے ساتھ قریبی تعلق قائم کر چکے ہوتے ہیں جو ان کے بیگانے تھے اُن کے آپس میں مہر و محبت کے رشتے استوار ہو گئے ہوتے ہیں طلاق سے ذریعے یہ سب باتیں یہی نہیں کہ یک لخت ختم ہو جاتی ہیں بلکہ خاندان و رشتہ خانہ بکھڑا ہوتا ہے بغض و عداوت کی بنیاد پڑ جاتی ہے اور آئندہ کے لئے کتنے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، مگر بچے ہیں تو اُن کی پرورش اور تربیت کا سوال پیدا ہوتا ہے کو یہ یہ طلاق ایک کام نہیں پورے معاشرے کا مسئلہ بن جاتا ہے اور اُس کی پائیدگی درمیان حیات خاندان و رشتہ خانہ ہے۔ ایسا دور رس فتنہ اور فساد کسی صالح معاشرہ میں پیدا کرنا شیطان کو نادر پسند ہے۔ بچے خاندان و رشتہ خانہ کو کیسے پسند ہو سکتا ہے۔

طلاق کے چار ارکان ہیں: ۱۔ عدالت ۲۔ رضامندی ۳۔ عورت کے ساتھ ہونا ۴۔ عورت کے پاس ہونا

طلاق کے ارکان یعنی اجزاء لازمی اس عورت کے ساتھ ہونا ثابت ہونا۔ ۱۔ عدالت ۲۔ رضامندی ۳۔ عورت کے ساتھ ہونا ۴۔ عورت کے پاس ہونا۔ طلاق نکاح کے بندھن کو ہٹا دینے کا نام ہے جب تک کہ عورت عدالت سے نہ ہو اُس کے ہٹانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں نے طلاق فقہان کی ہمت۔ جس عورت کا مالک نہ ہو اُس کو عدالت نہیں لے سکتا۔

عورت جو طلاق دینے والے کے نکاح میں ہو طلاق بائن پائی ہوئی نہ ہو طلاق رجعی۔ جبکہ طلاق رجعی پائی ہوئی نکاح میں رہتی ہے جب تک وہ عدالت میں نہ جاتی۔ طلاق کے اختلاف جو عدت نکاح کو توڑنے والے ہوں خود وہ طلاق کے لئے عدالت میں نہ جاتے۔ عدت یعنی طلاق دینے کی مدت ارادے سے ادا کی جاسکتی ہے۔

طلاق کے چار ارکان ہیں: ۱۔ عدالت ۲۔ رضامندی ۳۔ عورت کے ساتھ ہونا ۴۔ عورت کے پاس ہونا۔ طلاق نکاح کے بندھن کو ہٹا دینے کا نام ہے جب تک کہ عورت عدالت سے نہ ہو اُس کے ہٹانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں نے طلاق فقہان کی ہمت۔ جس عورت کا مالک نہ ہو اُس کو عدالت نہیں لے سکتا۔

صدق دینے والے صحیح اندھا نا ہو۔ جنوں زردہ کا طلاق دینا درست نہیں۔ لیکن وہ شخص جو  
 بذات خود بی کے لئے نشہ اور چہرہ استعمال کرے اور عقل جاتی رہے اور اس کی حالت میں  
 طلاق دے دے تو وہ طلاق بے حیاء کی ہے۔ البتہ اگر کسی مرض کو دور کرنے کے لئے کوئی نشہ  
 اس سے استعمال کی کہ اس سے نشہ نہیں ہوگا اور عقل زائل ہوگئی اور اس وقت  
 میں طلاق دے دی تو یہ طلاق نہیں پڑے گی۔

صدق دینے والے باغ ہو۔ ایسا لڑکا جو بالغ نہ ہو ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ بیوی کے زور  
 سے بچنے کے یہ وقت تو اس کی بیوی ہوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور نہ بڑھونے کے  
 بعد واپس کر کے جاسکے گی۔

صدق دینے والے کو صدق دینے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اپنے اختیار سے نہ ہی ہوئی عدل  
 پر مجبور نہ کرے۔ مسک کو چھوڑ کر دیگر ملکہ کے نزدیک واقع نہ ہوگی۔

بیوی کے تحقق سے پہلے یہ نہ کہ وہ طلاق دینے والے مرد کے زیر تحفظ ہو کر اس سے  
 نکاح ٹوٹ جائے۔ اور بھی وہ مدت میں سے تو بھی اس پر طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ وہ بیوی  
 طلاق یافتہ ہے جس کا نکاح ختم ہو چکا۔

اور یہ نہ کہ یہ بیوی عقد نکاح سے اس شخص کی زوجیت میں ہو کر مرد کے کسی عورت  
 سے۔ اور اس مدت شادی کرے یا کوئی اور عقد کرے تو وہ اس کی بیوی نہیں مانی جائے گی  
 لہذا صدق سے تحقق رکھنے والی شرطیں یہ ہیں:

۱۔ بیوی جو عقد نکاح یا کنیتہ طلاق کا مجبور نہ ہو کر تہاں اگر کوئی وہ کسی  
 اور شخص کے باعث بیوی کے پاس نہ آئے یا اسے اپنے مال کے لئے بھجیے دے تو اس  
 طلاق نہیں مانا جائے گا۔ خواہ وہ اس کو سامان بھی روانہ کر دے اور یہ بھی کر دے  
 زبان سے غلط دے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ محض طلاق کی نیت کر لینا اور زبان  
 سے نہ کہ صدق نہیں کہلے گا۔ البتہ تحریر کر کے طلاق دی جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ  
 مدت ہو پڑھی جاسکتی ہو۔ محض تحریر کی گزارش کے بطور نہ لکھی گئی ہو۔ لہذا  
 شخص اگر شریعت سے طلاق دے کر وہ اشتراء قلیل ہو تو طلاق ہو جائے گی۔

(۲) منہ سے جو لفظ ادا ہو اس میں لغزش زبان کو دخل نہ ہو ورنہ ہی اس کا غصہ کی طرف

اگر وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ "تو طہر ہے" لیکن زبان سے نکل گیا "تو تہ ہے" تو یہ سب

ہوگی لیکن حاکم ان الفاظ پر طلاق کا حکم دے سکتا ہے کیونکہ وہ اس کی بات کہتا ہے

غصے میں طلاق دینا ایسا غصہ جس میں عقل و ہوش باقی رہے ورنہ زبان سے نہ

والا اپنے قول کو جانتا ہو، مریوی کو صدق دیدہ ہے

واقع ہو جائے گی۔ البتہ غصہ کی وہ حالت جو عقل کو بہ جانہ رکھے اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہتا ہے

امام ابو حنیفہ کے مسلک کے علاوہ تمام ائمہ کے نزدیک وہ مجنون کے حکم میں آئے گا ورنہ اس کی

طلاق نافذ نہیں ہوگی لیکن اگر وہ جو کچھ کہتا ہے اسے سمجھتا بھی ہے تو جو یہ کہتا ہے کہ "تو تہ ہے" تو یہ

غصہ انسان کی نفسیاتی کیفیت کا نام ہے جو انسان کی ذات میں موجود ہے وہ بذات خود

نہیں ہے البتہ اسے ایسے وقت میں استعمال کرنا جس کے لئے وہ نہیں لیا گیا تو حرام

بمختلف شرب کے کہ وہ بہ حال میں حرام ہے اس لئے غصے کی حالت کو شہ سہا ہے

قیاس کرنا صحیح نہیں ہے تو اگر کوئی آدمی غصے میں اپنے آپ کو یہ کہتا ہے کہ "تو تہ ہے"

قول و افعال سرزد ہونے لگیں اس حال میں وہی ہونی صدق واقع نہ ہوگی

دانت احکام شرعیہ کے تحت اسے صدق کی حالت میں مستحب

ان کے درمیانی درجات یعنی مستحب بہاؤ و عزت ہیں

اب، لہذا دینے کے وقت وعدہ کے اعتبار سے اس کی دو چیزیں ہیں صدق کی طرف

بدعی۔ تقسیم پہلی تقسیم کے متافی نہیں ہے۔

ج، غاصیہ عبارت طلاق کی رو سے اس کی قسمیں یہ ہیں:

۱۔ طلاق صریح یعنی واضح الفاظ میں صدق دین جس سے کوئی دوسرا سبب نہ

طلاق کے نہ نکلتا ہو۔

۲۔ طلاق بالکتاب یعنی غیر واضح الفاظ میں صدق دین جس سے دوسرا سبب نہ

نکل سکتا ہو۔

۳۔ طلاق بائن یعنی شوہر کو بیوی سے جدا کر دینے والی صدق جس سے کوئی دوسرا



۱۔ صدق یعنی تین رجوع، یہی صدق جس کو پس یہ جا سکتا ہو۔

۲۔ قسم کی صدق کی تخصیص یہ سبب:

و اعجب و مرام بنیادی تو یہ صدق کہ بہت سے تصنف ہے یعنی ہر صدق بذات خود

مکروہ ہے سو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صدق با قول میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ بات" لہذا کہ نزدیک صدق ہے "گرچہ شریعت نے یہاں بھی

کے درمیان علیحدگی کا خاص طریقہ صدق کو قرار دیا ہے لیکن اس کے بعد اس کو دو تہا ہے اور بدوہ

س پر عمل کرنا ذات ناپسندیدہ ہے بھیر بھی یہ سبب پیش کرتے ہیں جو کبھی صدق کو

وجہ بھی مستحب و اگر بھی حرام و اگر بھی مکروہ قرار دیتے ہیں۔ صدق و جب جو جاتی ہے جب

شور میں یہی کہہ کر وہ بات جنسی و مرد خرقی، اگر نہ اس سے سزا ہو یا یہی بدکار ہو۔

صدق حرام ہے اس وقت جس کا قیام ہو کہ وہ کسی ناپسندیدہ حالت میں ہو یا کسی ناپسندیدہ

سبب میں ہو جس صدق مراد سے گردنہ یعنی کسی وجہ کے ذریعے صدق مستحب ہے اگرچہ

نور و نور و نور میں کوہ ہیں کرتی ہو یہ صدق جو ہنک طاعت کرتی ہو

صدق حرام ہے اس وقت جس کا قیام ہو کہ وہ کسی ناپسندیدہ حالت میں ہو یا کسی ناپسندیدہ

سبب میں ہو جس صدق مراد سے گردنہ یعنی کسی وجہ کے ذریعے صدق مستحب ہے اگرچہ

نور و نور و نور میں کوہ ہیں کرتی ہو یہ صدق جو ہنک طاعت کرتی ہو

دوسری بار صدق دے پھر عدت کے دوران جب تیسری بار عدت پاک ہوئے تو تیسری  
 صدق دی جائے۔ لیکن اگر پہلی بار کی پاکی کے دنوں میں دو یا تین صدق دیں تو یہ  
 طلاق بدعی ہوگی بلکہ پہلی بار ایک صدق یا ان دن بھی بدعی ہے۔  
 (۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ مخصوص یا مہینہ پوری کے پاس نہ گیا ہو اور پاک ہوئے کے بعد  
 نہ ایک مہینہ صدق درست ہوگی ورنہ نہیں جس طرح مہینہ یا مہینہ صدق یا مہینہ  
 نہیں اسی طرح ان ایام میں مباشرت کرنے کے بعد پہلی دفعہ پاک ہوئے کے بعد  
 بدعی ہے تا وقتیکہ اسے بعد ایام مخصوص نہ جائیں ورنہ پاک ہوئے کے بعد  
 اور پاک ہیں بقاریت نہ کی ہو۔

ن چارویں شرط کا اظہار کرتے ہوئے جو صدق دی جائے گی وہ سنی صدق ہوگی ورنہ عدت  
 بدعی ہو جائے گی۔ احسن طریقہ یہ ہے کہ عدت ایک صدق دی جائے جو چھ مہینے  
 دی جائے یعنی دوران مدت دوسری صدق نہ دی جائے عدت گزرنے کے بعد تیسری دن عدت  
 بہرہ ہو جائے گی۔

پاک کے گزرنے میں طلاق دینے کی قید مہینہ کی ہے مباشرت یا جماع  
 ہو جس کے بعد رت ہی نہ ہو مہینہ کے گزرنے کی قید نہ ہوگی بلکہ تیس دن کے  
 ہے جو مہینہ سن ہو ورنہ مہینہ یا مہینہ دو چار دن ہو جائے جس کے بعد مہینہ چار دن  
 صدق کی قید کی قید ہوگی یعنی ہر مہینے میں ایک صدق یا جماع پس اگر چار دن رت گزرنے کے  
 ایک صدق رت ہی دی تو گئے مہینے کی پندرہ تک مہینہ کے صدق یا جماع کے بعد  
 مہینے کی پندرہ تک تھا کر کے کہ ورنہ تیسری صدق دے کر مہینے کے دوران صدق  
 دی ہے تو دوسری صدق نہیں دن گزرنے کے بعد تیسری دن گچھ ورنہ تیسری صدق یا جماع  
 دن گزرنے کے بعد دے گا۔

طلاق سے پہلے سے ایک دن میں صدق دینا کفر کا حکم ہے اور دنوں یا راتوں میں  
 سے کہ ایک دن میں صدق دینا ہو یا تین دنوں میں صدق دینا ہو یا ایک دن میں  
 دی تو عدت نہ رہے گی بلکہ تیسری دن سے سب کا حکم ہے کہ اگر مہینے کے دنوں میں  
 صدق یا جماع نہ ہو تو تیسری دن سے عدت گزرنے کے بعد تیسری دن سے



دی نہیں تو وہ طلاق بائن بڑ جائیں گی، دو کی حد تک وہ دوبارہ نکاح کر کے اپنی زوجیت میں لے  
 سکتا ہے لیکن اگر اسی طرح تین عقد تین دے دیں تو جس طرح تین صریح طلاق سے طلاق منقطع  
 بڑ جاتی ہے اسی طرح تین کنایہ کی طلاقوں سے بھی طلاق منقطع بڑ جائے گی اور اس کو کھڑا کرنا  
 جو بیان ہو چکا غیر صریح الفاظ سے جو طلاق دی جائے گی وہ رجعی نہیں ہوگی یعنی اس میں اور سے  
 رجوع کر لینے کا اختیار شوہر کو نہیں ہوگا اور عورت سے بغیر نکاح کے اس کا تعلق حرام ہوگا اور  
 ایک ہی بار کیوں نہ دی گئی ہو۔ شوہر کا یہ کہنا کہ ان الفاظ سے میری نیت طلاق کی نہ تھی کی نسبت  
 قابل لحاظ ہوگا جب دوسرا قرینہ موجود نہ ہو لیکن اگر قرینہ یہ بتاتا ہو کہ جس موقع پر یہ طلاق ہے اس  
 اس میں طلاق کے علاوہ کوئی دوسرا مطلب نکلتا ہی نہیں مثلاً طلاق ہی کی کئی کئی صورتیں ہیں  
 بیوی سے کہے کہ "آپ اپنا بستر اٹھائیے اور چلی جائیے" یا "میرے گھر نہ آئیے" یا بیوی نے  
 کہا کہ "میرے آپ کے ساتھ نباہ نہیں ہو سکتا" یہ طلاق دیدیجئے یا مجھے چھوڑ دیجئے اور جو بیوی نے  
 نے کہا کہ "اچھا تو میں نے چھوڑ دیا یا تم کو زبرد کر دیا" تو ان صورتوں میں ایک طلاق بات باندھ  
 اور شوہر کو بیوی سے عیحدگی کا حکم دے دیا جائے گا۔ شوہر کا یہ کہنا کہ میری نیت طلاق نہ تھی  
 نہیں مانجا جائے گا۔ (در مختار)

کتبہ کے بعض غلط جملے  
 وہ الفاظ جن کیلئے نیت کا جاننا ضروری ہے طلاق کے علاوہ بھی ہوں گے۔  
 بہت حد تک ہو سکتے ہیں مثلاً "میرے گھر چھوڑ دو تم میرے کام کی نہیں ہو۔ یہاں سے چلی جاؤ۔  
 اپنا منہ کان کرو۔ میں نے تمہیں تمہارے راس پاپ کے حوالے کیا۔ میں تم سے بے بس بن  
 ہوں۔ میں تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔ تم میرے لائق نہیں ہو۔ میں تمہیں نکال رہا ہوں۔  
 ان جیسے الفاظ سے طلاق کا مفہوم بھی نکلتا ہے اور غصے کا نیز بھی۔ تنبیہ و تادیب کا مفہوم بھی  
 مفہوم بھی۔ اس سے اگر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو کہنے والے کی نیت کو معلوم کرنا ہوگا اور اگر  
 کتاب طلاق میں ہے کہ طلاق کے شرائط اور شرائط فعلی کے تین مسائل ہیں۔ طلاق کے  
 شرائط جو قرآن میں مذکور ہے۔ اور مسائل بعد ان غلط طلاق کو مفسد قرار دیتے ہیں اور اس کے  
 علاوہ سب ان کے نزدیک ناجائز ہیں اور اس کی بھی تفسیریں ہیں اور بعض تو یہ کہ





طرف مائل ہو جائے، عدت گزرنے کے بعد اس کو شوہر سے پردہ کرنا چاہیے۔ اگر کسی کے لئے  
چلنا چاہیے۔

اس حالت میں مرد کو بھی بار بار اپنے فیصلے پر غور کرنا چاہیے۔ درحقیقت میں زندگی بھر کے  
وہ کے سبب کو دور کر کے اسے پھر سے ستور کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ کوشش کرنا  
کرنے کی کوشش کر لینے کے بعد بھی اگر رشتہ ختم نہ آئے تو پھر بھی کوشش کرنا چاہیے۔  
مرد کو اگر یہ چاہیے اور عدت کے بعد گھر سے رخصت کر دینا چاہیے تو یہ رشتہ  
ہو جس کو سواچھینڈ قرآن میں کہا گیا ہے۔ عدت گزر جانے کے بعد عورت رخصت ہو جائے۔  
ب اگر مرد عورت دونوں چاہتے ہوں کہ رشتہ نکاح قائم ہو جائے تو پھر جس دن شادی  
لگات ہو اتنا اسی طرح دوبارہ دو ہوں کے سامنے نکاح کر کے رشتہ نکاح قائم کر سکتے ہیں۔  
ایسی بیوی جس سے مباشرت نہ ہوئی ہو اس کو اگر ایک صدق دی گئی ہو تو وہ رخصت ہو جائے۔  
بکہ بان ہوگی کیونکہ اس سے سابقہ ہی نہیں پڑے اور صدق مل گئی تو یہ ایک رشتہ بنا دینے  
کی نہ بھی ہو سکتی ہے کہ مرد کو رجوع کا حق نہ دیا جائے۔

عدت گزر جانے کے بعد رجوع کرنے کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ عورت کو اگر یہ چاہے  
صدق بھی اس عورت پر واقع نہیں ہوگی۔ کیونکہ صدق اس کو دی جا سکتی ہے۔ عورت کو اگر  
پھر عدت کے بعد وہ نکاح سے ٹک جاتی ہے تب بصدق کا موقع ہوتا ہے۔ عورت کو اگر یہ چاہے  
پوری کرنے کے لئے اگر وہ یہی یا تیسری صدق دے دی تو وہ سب پر جائز ہے۔

صدق بان یا مفسدہ پانے والی عورت کو اگر  
صدق بان کے بارے میں ہدایات پردہ کرنا اور اس کو فیر و دستور کرنا چاہیے۔

عدت بعد کسی کے گھر میں رہنے کی رشتہ شوہر کے ذمے ہوگا۔ عدت میں بنا رہنے والے مرد  
نہیں رہنے کیونکہ وہ انتہائی زخموں سے دوچار ہوگی۔

وہ اس لئے جن سے طلاق واقع نہیں ہوتی  
بنا کے چاہیے ہیں جن سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

ہوتی رخصت ثابت نہ ہو یا یہ بتایا جائے کہ یہ طلاق مستقیم کے تحت ہے۔



کفیل ہوگا یہاں تک کہ اگر زوجیت سے اُس کو الگ کرنے کی ضرورت پڑے تو اس سے  
 کے بعد ایک مقرر مدت (عدت) کے لئے اُس کی تمام ضرورتیں پوری کرنے کا بندوبست ہوگا۔  
 اولاد اُس کی اس عورت سے ہو اُس کی پرورش کا ذمہ دار بھی وہی ہے۔ بیوی کا حق ہے کہ اس سے  
 کی دودھ پلانی کا معاوضہ اُسی کو دیا جائے۔ لہذا ان صفات کا تقاضا نہیں ہے کہ عورت دینے  
 اُسی کو ہو جس پر یہ سب ذمہ داریاں ہیں۔ لہذا قی دیتے وقت اُسے یہ سب امور یاد رکھنے چاہئے۔  
 بڑھتے ہیں، ایسا وقت ان سب کا بار اٹھانا اُس کی طاقت سے باہر ہوتا ہے۔ اس لئے عورت  
 دینے سے پہلے اُسے بہت سوچنا پڑتا ہے اگر یہ اختیار بیوی کو دیا جاتا جس پر ذمہ داری ہے۔  
 جو اُس کے اور طلاق کے درمیان حائل ہوں تو وہ جیب ذرا اسی نہ نفس ہونے لگتی ہے۔  
 حامل نہ کرتی اس میں بڑی حکمت و معصیت ہے کہ عورت کو شریعت نے یہ اختیار نہیں دیا۔  
 دوسرا سبب عورت کی فطرت ہے جو قدرت نے بنائی ہے کہ وہ دوسرے کو بہت زیادہ  
 برداشت کر سکتی ہے اور نہ اُس جیسا صبر و استقلال و وہ بہت جلد فراموش کر دیتی ہے۔  
 طرح نفس پر قابو نہیں رکھ سکتی، رشتہ زوجیت کے نشیہ اور اس کی بات کے اثر سے  
 وراثت نامہ پر مبنی ضروری ہے، ذرا اسی دیر میں خوش و غم بھی دیر میں خوش و غم بھی۔  
 مزاج میں لائق نہ تھا کہ اُسے ایسے اہم و مستحکم رشتے کو توڑ دینا۔  
 لہذا جب طلاق کا اختیار دیا گیا تو اُسے یہ حق بھی ہے کہ وہ اپنی طرف سے طلاق  
 کسی کو اپنا نائب بنا دے۔ نائب بنانے کی یہ تین صورتیں ہیں: ۱۔ ایسا نائب جو عورت سے بہتر  
 کسی کو بھیج کر اپنی بات پہنچاتا ہو، ۲۔ نیابت بذریعہ وکیل یعنی کسی کو اپنی طرف سے طلاق  
 کی مرضی کے مطابق کرے، ۳۔ نیابت بذریعہ تنویذ یعنی اپنا ذمہ دوسرے کو  
 جس طرح چاہے بھرا دے۔ تینوں صورتوں میں جو فرق ہے اُس کو سمجھ لینا چاہئے کہ جس  
 نائب کو ایک کے ساتھ کو بیعت نہیں کر دیا گیا نہ کچھ بڑی بات کہنے کے لئے دوسرے کو  
 ایک کی مرضی پر عمل کرے۔ اُس کی مرضی کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کچھ کرے۔  
 کہ نائب ایک کو بھرا کر دے۔ یعنی کسی کے لئے کسی کے لئے کسی کے لئے کسی کے لئے  
 کہ ایک کے لئے کسی کے لئے کسی کے لئے کسی کے لئے کسی کے لئے کسی کے لئے



میں کسی کو دیکھیں بنانے کے بعد یہ کہنے کا حق باقی رہے گا کہ میں نے تم کو اس حق سے سبک دوش  
کیا، شوہر کو حق ہے کہ بیوی سے مباشرت کر کے اس کا ست کو باطل کر دے لیکن تفویض یعنی  
نفاق کا معاملہ سپرد کر دینے کے بعد یہ حق نہیں رہتا کہ اسے واپس لے کر گریہ بی تفویض  
کو حق بن شرط کے مطابق استعمال کر لے جس کا ذکر اذہر کی جاچکا تو وہ نافذ ہو جائے گی۔ اگر  
فرستہ دہ کے ذریعہ شوہر نے یہ اختیار اپنی بیوی کو دیا تو جب وہ فرستہ دہ اس کا قول نفل  
کر دے تو بیوی اپنے اختیار کو شرط کے مطابق استعمال کرے تو اس کی طرف سے نفاق  
واقع ہو جائے گی۔

نفاق کے لئے تحریر کے ذریعہ نامب بنانا  
مرد تحریر لکھ کر بھی اپنی بیوی کو اپنی  
طرف سے نفاق کے ساتھ نامب بنا سکتا

تسلسل کی ایک صورت یہ ہے کہ عورت یہ کہے کہ میں نے شوہر کو اس کے دل سے دیکھ لیا  
میں ایک تحریر لے کر جس میں یہ ذکر ہو کہ اگر شریعت کے موجب یہ نفاق فرماؤں تو دیکھ لیا  
نہ کہ میں یہ صورت کو اختیار کرتا ہوں کہ ۱۵۹ اپنے دیر ایک نفاق بائن واقع کرے اور یہ مستند کاج  
سے مل جائے۔ اس تحریر پر مردوں طرف سے ردی وہ بنائے بن جائی تو وہی سبب جو اس کے  
محقق درم دے فرماؤں کا ذکر بھی کرنا چاہیے اس صورت پر جب کوئی زیادتی حق تملی یا  
کوئی مرد کی طرف سے ہوگا اور دین سے اس کے ردی سے تسلیم کریں تو صورت کو  
عورت نفاق میں اختیار ہوگا۔ یہ تحریر نکاح کے پہلے یا نکاح کے وقت بھی لکھی جاسکتی ہے  
اس صورت پر کہ میں نے شریعت سے نکاح کیا ہے اور اس باتوں کا ذمہ یہ سبب گرتا ہے  
کی نسبت و زمرہ کروں تو اس صورت کو ایک نفاق بائن واقع کرنے کا حق ہوگا یا نہیں  
سے اس صورت سے اس شرط پر نکاح کیا جاتا ہے کہ...

نفاق کا پہلا

نفاق کا پہلا یہ ہے کہ عورت نے شوہر کو دیکھ لیا  
نفاق کا پہلا یہ ہے کہ عورت نے شوہر کو دیکھ لیا





چھڑا لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ دونوں آیتوں میں پہلے تو شوہر دین کو یہ بتا دیا کہ شوہر سے  
 لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم نے اپنی بیویوں کو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی نہیں لے  
 پھر دوسری آیت میں یہ کہا گیا "لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حقوق مال و دین میں سے کسی  
 گئے تو اس صورت میں عورت کچھ دے دے کہ اپنی جان چھڑا لے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔  
 نہیں ہے۔ شوہر کو ان دو حالتوں میں بیوی کے ہر سے کوئی واسطہ نہیں ہے یہ تو اس کے لئے  
 میں جب اختلاف کی بنا خود شوہر ہو، دوسرے اس حالت میں جبکہ وہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ  
 تجاؤں کا اندیشہ نہ ہو۔ صدق کا موافقہ لینا کسی حالت میں روا ہوگا جب شوہر اس سے  
 اندیشہ ہو جس میں شوہر کے ساتھ بیوی کا برابر تعلق ہو اور بیوی کو شوہر کی حالت سے یہ سب  
 دونوں باتیں شامل ہیں، اس حال میں اگر عورت مال کے عوض حق نہیں کہہ سکتی تو شوہر  
 کو ورمواد منہ میں جو مال شوہر کو ملے گا وہ اس کا مالک ہو جائے گا، بیوی اس سے بے خبر  
 مجبور ہو کر شوہر کی ضرورت سانی و رہ سلو کی پر مبنی ہو تو اس مال پر شوہر کی ملکیت رہے گی  
 ہوگی۔ بیوی کے ذمہ مال و جب ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ بے قصد و رغبت اس سے مال  
 کرنے پر اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے ایک ہزار روپے کے کپڑے خریدے ہیں تو بیوی  
 دے گی پھر مجبور کیا تو ایک صدق رہی پڑ جائے گی ورنہ بیوی کا حق نہ ہوگا۔ اگر شوہر اس سے  
 نسخہ ستر کی یعنی بول کر کہ میں نے تیرے ساتھ خرچ کیا در مجبور کیا تو بیوی اس سے  
 قول صدق بہانہ نہ کرے کی پس مال وصول کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اگر شوہر اس سے نسخہ  
 لاییناج میں بیوی دونوں طرف کے نسخہ دیکھتے ہیں کوئی گناہ نہیں ہے اگر شوہر اس سے  
 طلاق سے یہ نہیں ہو سکتا مرد کے لئے دیا ہو اس واپس لینا مرد کو واجب ہے اس سے  
 میں یہ کہنے سے منع کیا، ماحجبہ کا نسخہ لاییناج سے روکنا مقصود ہے کہ اگر شوہر اس سے  
 اس مرد سے تزلزل نہ ہو کہ جو کچھ تم نے اس سے دیا ہے اس میں سے کچھ لے کر دے۔  
 یہ وہ نہیں مردوں کو یہ کہہ دیا گیا ہے کہ وہ جو مال عورت کو دے تو اس سے بے خبر  
 عورت اس سے مال نہ لے کر دے۔ اگر شوہر اس سے نسخہ لاییناج سے روکنا مقصود ہے کہ اگر شوہر اس سے  
 یہ کہنے سے منع کیا، ماحجبہ کا نسخہ لاییناج سے روکنا مقصود ہے کہ اگر شوہر اس سے







شوہر ہوتا ہے ہند یہ فسخ عقد نہیں ہے۔ طلاق صرف ایک الفاظ میں یا کناہ سے عورت کو زوجیت سے خارج کر دینے کا نام ہے۔ اسی میں طبع بھی دخل ہے چنانچہ طلاق کی جگہ خلع کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو وہ بھی صرف طلاق ہو گا اماں کے عوض ہو تو بھی صرف طلاق سے مقصد نہ ہوتا کہ یہ بڑے کا جس سے طلاق بائن بڑ جاتی ہے۔ ایلا میں بھی طلاق پڑ جاتی ہے مگر قسم نہ توڑے اور چار ماہ تک بیوی کے ساتھ مقربیت نہ کرے جس کی تکمیل ایلا کے بیان میں آپ کی ہے کہ وہ اور بھی صورتیں ہیں مثلاً مرد کا فر لخص زوجیت اور کرنے سے عاجز ہونا یا عورت پر یہ کاری کی تہمت لگانا جسے لعان کہتے ہیں تو یہ صورتیں طلاق کی ہیں فسخ عقد نہیں ہیں۔

**فسخ عقد کی ایک صورت قومیت منسٹ ہو جانا یعنی میاں بیوی ہیں سے کوئی ایک**  
**دراوب کو بیٹھ کر دارالاسلام میں آئے تو قومیت بدل جائے گی عقد فسخ**  
 ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ وہاں سے ہو تو فسخ نہ ہوگا۔ فسخ کا ایک اور سبب یہ ہے کہ عقد منسٹ ہو جائے اور بھوکے بھوکے بغیر نکاح کر لیا یا ایک مقررہ مدت کے لئے کیا تو نکاح ہی نہ مدت سے سہ سے صحیح ہوگی اور اس سے فسخ عقد کہا جائے گا۔ غیر مسلم میاں بیوی ہیں سے کسی کا مسلم بن ہو جانا بھی فسخ عقد کا سبب ہے۔ ایسی حرکت جس سے حرمت مصاہرہ منسٹ ہو جائے۔

ایک فسخ عقد کا موجب ہوتی ہے مثلاً مرد اپنی بیوی کی ماں یا بیوی کی جوت بڑی جو پہلے شوہر سے ہو چکی ہو بھیس خواہش کے تحت ہاتھ لگائے یا عورت بڑی خواہش کے ساتھ اپنے شوہر کے بیٹے کو پیار کر لے وغیرہ۔

ان تیوٹ کے بیان جو فسخ نکاح کا موجب ہیں اس میں عین زائد جو پیدا نشی جو بہ یا بڑھاپے کے سبب

میں شہادت پر تو نہ ہو بلکہ محبوب از منقطع خاصی جس کے خصلتیں ملک کر دیئے گئے ہوں شامل ہیں۔ وہ درحق جو شوہر یا بیوی میں چاہئے ہیں ان کی قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جن کی موجودگی سے نکاح درست ہو اور فسخ نکاح کا مستلزم بغیر کسی شرط کے کر سکتے ہیں۔ دوسری قسم کے عیب وہ ہیں جن کی بنا پر فسخ نکاح کا مستلزم اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ بوقت عقد یہ شرط تھی کہ اس عیب کی وجہ سے نکاح درست نہیں ہوگا۔ پہلی قسم کے عیوب تین نوع



کے ہیں۔

- ۱۔ وہ عیوب جو مرد اور عورت دونوں میں ہو سکتے ہیں مثلاً پیرنل، جذام، جنون وغیرہ۔
- ۲۔ وہ عیوب جو مرد کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مثلاً عینین، محبوب، یا خنقہ وغیرہ۔  
اوپر بیان کی گئی۔

- ۳۔ وہ عیوب جو عورت کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً غفلت، خصلتوں کی معوجہن کی عورتوں کے ساتھ ہے جو غرور و دہڑھ جانے سے پیدا ہو جاتا ہے، قرن، گوشت، بڈی کا تیرہ معوجہ رتق (جرٹ جانا) اس سے بند ہو جاتا، مینوں امراض مانع مباشرت ہیں۔
- مذکورہ عیوب وہ ہیں جن کے پائے جانے پر فریقین کو یہ حق پہنچتا ہے کہ فسخ نکاح دے۔  
غیر مشروط پر کر سکیں۔ دوسری قسم کے عیوب جن سے فسخ نکاح واجب نہیں ہوتا، اگر کسی نے  
ہونے کی شرط نہ رکھی گئی ہو، اکثر پائے جاتے ہیں۔ جیسے سفوف کمزوری، اندھا پن، شب بونی،  
سیاہ فمی، گنبا پن، بسیار خوری، اسی جیسے بہت سے امراض اور عیوب ہیں جن کی وجہ سے فسخ نکاح  
لازم نہیں ہوتا جب تک کہ میاں بیوی میں سے کوئی نکاح کے وقت نہ عیوب سے نہ ہو۔  
شرط نہ رکھ دے۔

**اتفریق** فسخ نکاح کی درخواستوں پر قاضی یا حاکم عدست شرعی میاں بیوی میں عیوب کرنے  
کا حکم دیتا ہے، اسی کو اتفریق کہتے ہیں۔ فسخ اور فسخ کے بعد وہ یہ رشتہ طلاق سے  
کرنے کی ایک اور صورت ہے۔ خود صمد یہ ہے کہ اگر شوہر میں بیوی کی جیسی خواہش ہوئی کہ  
کی صمد حیت نہیں ہے۔ یہ صمد حیت تو بے مکر وہ ایسے بڑے مرض میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے  
سے پسند نہیں کرتی (جیسے کوڑھ، برص، سوزک یا تشک یا وہ با گل، ترگی، بوی، بوی،  
نان نفقہ دینے کی صمد حیت نہیں رہ سکتا یا بیوی کی کوئی خبر نہیں پتا یا بچہ، مستور، بچہ،  
ہے، ان سب صورتوں میں عورت کو سندھی شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ اگر وہ یہ شوہر  
قیہ نکاح سے خود کو نکالنا چاہے تو قاضی یا جہاں سندھی حکومت نہ ہو تو پندرہ ہزار روپے  
مسدودوں کے سامنے اپنا مدخلہ پیش کر کے چھٹکارا حاصل کرے۔ اسی صورت اگر عورت کو شوہر  
ہو جائے یا یہ مرض رتی ہو جس کی وجہ سے مباشرت نہ کی جا سکتی ہو یا یہ سندھی شریعت



مشک سوزک وغیرہ ہو جس سے مرد کو اس مرض میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو مدق اخفی کے سامنے یا ذمہ دار دیندار مسلمانوں کے سامنے درخواست پیش کر کے تفریق کرا سکتا ہے۔

فسخ نکاح اور تفریق کے بارے میں فقہاء کا مسلک عینین اور محبوب سے فسخ نکاح کے سلسلے میں تمام ائمہ متفق

ارائے ہیں کہ فسخ نکاح کا حق بلا شرط ہے۔ لیکن دوسرے غیوب کے بارے میں فتدرے اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی رائے ہے کہ جب مرد کو مدق کا خفیہ رہے تو فسخ کرانے کا اختیار اس کو دینا تشروری ہے اور عورت کو عینین اور محبوب سے فسخ نکاح کا حق ہے باقی دوسرے غیوب جیسے جنون، جذام یا برص وغیرہ میں نہیں ہے، مگر مرم و حنیفہ کے دوسرے متذکرہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ فسخ کا حق رفع نذر کے ساتھ دیا گیا ہے ہند بہ وہ مرض جس سے عورت کو کینت پہنچتی ہو اس میں فسخ نکاح کا حق اسے ہے۔

لہذا انھیں رافقا منفر عنہا

کما فی الحجت و انعتجہ۔

مرد کے محبوب و عینین ہونے کی صورت میں

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ برص، جنون و تمام ان مرضوں میں جو مانع مباشرت ہوں تفریق کی اجازت دیتے ہیں۔ باقی میں نہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ محبوب، عینین، مفتور منذات قدرت کے باوجود عورت کی نفرتیں نہ چوری کرنے و نہ مجنون، مجذوم اور مبر و من سے درستی یہ گھڑنے سے انھیں مشک سوزک وغیرہ ایسے مبتلا سے فسخ نکاح کی اجازت دیتے ہیں عورت میں ایسی خرابیاں جو مانع مباشرت ہوں ان میں بھی مدق کو فسخ کا اختیار ہے۔

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان غیوب کی بنا پر فسخ نکاح کی اجازت اس شرط کے ساتھ دیتے ہیں کہ وہ یا عورت کو نکاح سے پہلے ان کا حکم نہ ہو، اگر حکم کے باوجود نکاح کیا ہے تو فسخ کی اجازت نہیں دیتے۔

فقہ حنفی کے تحت ان نذر کے ذکر کریں نذر وہ ہوتا ہے کہ اس میں کتنی وسعت ہے





کو پیار ال تک منتظر کرنے کا حکم دے، اس مدت کے گزرنے پر اس شخص سے  
 دئے جانے کا حکم نافذ کر دیا جائے گا۔ اب وہ عورت درنہ دست دے کر اس کو اپنے  
 حاصل کرے اور دوسرے نکاح کی اجازت طلب کرے۔ بزرگ فقہان کا یہ کہ  
 چار مہینے دس دن موت کی مدت، گزرنے کے بعد دوسرے نکاح کرنے کا حق ہے۔  
 چار سال انتظار کرنے کی مدت، اس وقت نہ ہوگی جب سے شوہر کے بعد اس  
 حکم کسی نام یا مذمی جماعت کی طرف سے دیا جائے اس سے پہلے یعنی مدت گزرنے سے پہلے  
 نہ ہوگی۔

اگر مفقود اجنبی کی بیوی کے نام نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو یا اس کے فرائض ادا نہ ہو  
 اندیشہ ہو تو عدلے خلاف اس کی بھی اجازت دیتے ہیں کہ تفریق کے ساتھ ایک سال یا نصف سال  
 کی بے سکنی سے نفقہ مانگیں اس اجازت کی تائید موقوف ہے کیونکہ ان کے یہاں پانچ سال سے  
 اس حالت میں مقرر کی گئی ہے جب عورت کے نفقہ کا انتظام نہ ہو، اس کے بعد اس سے  
 کا خوف نہ ہو اور شوہر کے واپس آ جانے کا مکان بھی ہو۔ بعد میں اس کے بعد اس سے  
 ہے کہ اگر نام نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو تو فوراً تفریق ہو سکتی ہے مگر مطلقاً عدلے کے خلاف  
 سے ایک سال کی مدت مقرر کرنا نہ دینی سمجھتے ہیں۔

مفقود اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کا حکم نافذ ہو جائے کہ بعد  
 تفریق کے اثر  
 شوہر واپس آتا تو اس سے رجوع کر سکتا اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ  
 جانے کے بعد رجوع کا حق ختم ہو جائے گا اور ایک صدق بائن پڑ جائے گی۔ اب شوہر  
 ہے جس سے پہلے نکاح کرے۔

دوسرا نکاح ہو جانے کے بعد مفقود شوہر کی واپسی  
 اگر فقہان کے حکم کے خلاف ہو  
 دوسرے نکاح کرنا

تفریق سے وہ مفقود شوہر واپس آئے تو کیا ہونا چاہیے؟ اس پر دستیں ہوں گی۔  
 یہ سب :-



یہ دوسری گراہیے وقت میں ہوئی کہ دوسرے شوہر سے نفوت صحیحہ کی ذہن نہیں لگتی تھی تو  
 تو مرد کی مقتدرہ کے ہے کہ عورت پہلے شوہر کو جس کو دی جائے گی اور دوسرے شوہر کا  
 نکاح فسخ کر دیا جائے گا لیکن اگر دوسرے شوہر سے نفوت صحیحہ ہو چکے کے بعد مقتدرہ شوہر و بیس  
 کے ہر مرد ایک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مسدک یہ ہے کہ اس صورت میں دوسرے شوہر کی کے  
 یا کہ رہت کی پہلے شوہر کا فسخ نکاح کے بعد اس بیوی پر کوئی حق نہیں رہا۔ بچوں کے شعبہ  
 تعلق سے بھی جو حلقہ غلبہ کے فتنہ پر مشتمل ہے اس کے دوسرے کی ہے چنانچہ شعبہ تعلق کے  
 تابع کو دیکھنا ہوتا ہے کہ شخص مذکور مقتدرہ بعد فسخ نکاح دوم وریا مسدک و بیس کے  
 در اس صورت پر دوسری کرے تو بھی صورت میں اس کے دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا

یہاں پہلے یہ کر دینا ضروری ہے کہ مرد و خاندانیت شوہر کو بیوی کا مستحق رہتے ہیں و  
 اس کے لئے اس کے پہلے شوہر کی کو وہاں کر دینا چاہیے۔

فصل فی غیر مقتدرہ  
 ایک صورت یہ بھی پیش آتی ہے کہ شوہر سے نفوت صحیحہ ہوئی ہو مگر اس کی دوسری  
 جگہ پیدا ہو جائے تو بیوی کے پاس کاسب ورنہ اس کو زیادہ حق ہے  
 ایسے شوہر سے رہائی کی صورت ہے کہ عورت کا مسدک اس کے بنادہائی میں کر کے  
 اس سے بنا نکاح ہونا ورنہ اس کا نان نفقہ نہ من تاتا کر کے اب اگر گھنٹہ کی حیثیت کی  
 بنا یہ حیثیت کی ہے جتنی ہے اور اس کی غنیمت کا معقول نفع حاصل ہوئے یہ یہ حیثیت رفع ہو جائے  
 تو پھر فسخ نکاح کی کوشش نہ کرنا چاہیے لیکن اگر فسخ نکاح نہ ہو یا فسخ نہ ہو جائے مگر  
 اس کے لئے میں بہتہ ہو جائے گا اندیشہ بدوین دونوں صورتوں میں حاکم مسدک مسدق  
 نہ امت اس کے شوہر کے پاس دو دیکھوں کے ذریعے یہ بینہ سمجھیں کہ یہ تو تم خواہ گویا بیوی کو  
 سفید یا سب کر اس کی پار کی نکاح کر دے اور نہ اس کے حقد و کے دو کر تم نے ان باتوں میں سے  
 کوئی بات نہیں کی تو پھر تم تہہ سے ورتہ دے بیوی کے درمیان تفریق کر دیں گے اس کا بھی  
 کے بعد اس کے نہ حقد وری ورنہ بار نکاح است اثبات تو مذہبیہ کی حد سے ایک حیثیت کی بہت  
 کے وروی جائے گی کہ وہ پنا رویدہ درست کرے اس غرض میں اگر دونوں میں موافقت  
 کرے تو بیوی کے لئے مسدک مسدق نہیں ہوگی ورنہ تفریق کرادی جائے گی۔



لغت میں اس کے معنی ہیں واپس کرنا ورواپس ہونا رَجَعْتُ اِیْہُمْ ذِیْن  
 رَجَعْتُ نے نڈس سے انھیں واپس کر دی، وَرَجَعْتُ الشَّیْءُ اِلٰی اَھْلِہِمْ نڈس سے  
 اُس کے حقہ رکورد پس ہو گئی، اَصْفَحَ فتنہ میں ایسی عورت کو جسے تصدق غیر پائندہ دی گئی ہو  
 سابقہ حالت میں واپس نہ رہ جو رجوع کہلاتا ہے نکاح کر کے یک مرد ایک عورت کی غنیمت کا  
 واپس ہونا ہے۔ یہ ملکیت تصدق رجعی سے ناقص ہو جاتی ہے یعنی اس ملکیت کے فائدہ  
 اتنی ناقص نہیں رہتا جتنے رجوع کا حق عدت کی مدت کے اندر رہتا ہے تو اگر وہ رجوع  
 کرے تو وہ ملکیت ہونا ناقص ہو گئی تھی پوری مدد شوہر کی طرف ہو کر گئی ہے۔ یہ رجوع تصدق  
 کے ذریعہ بھی ہوتا ہے وگرنہ بیباکیت کر لینے سے بھی رجوع ہو جاتا ہے خود رجوع کی نیت ہو یا  
 نہ ہو رجوع کی بہت قوت و مسکنیت اور رجوع سے ثبوت منقطع قوت میں ہے۔

سورہ بقرہ ۲۲۸

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَکَ فَاِنْ رَاجَعُوْا اِلَیْہِمْ فَاِنْ رَاجَعُوْا اِلَیْہِمْ فَاِنْ رَاجَعُوْا اِلَیْہِمْ

یعنی شوہر کو سب سے زیادہ اپنی بیویوں کو یکسر پسپا کرنا لینے کا حق ہے  
 اگر عورت بھی ورجوع پیش نہ کرے

تبدیل میں ہے کہ گنہگار صلی علیہ وسلم نے غنیمت سے فرمایا تھا کہ اپنے بیٹے کو  
 نکاح کر کے رجوع کرے۔ تمام ائمہ کا رجوع ہے کہ اگر دائیں جب اپنی بیوی کو تین تصدق سے  
 واپس ورنہ تصدق سے کم دے تو انھیں حق ہے کہ یہ عدت میں اس سے رجوع کریں۔  
 رجوع منقطع کے رکبان و مثنیٰ اس کے تین رکبان ہیں اس کے بعد رجوع منقطع رجوع منقطع  
 سے رجوع کیا جائے اور مرتجع رجوع کرنے والا

رجوع کی پانچ قسمیں ہیں

۱۔ تصدق رجعی جو تصدق بائن کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا ایک تصدق جو مباشرہ سے  
 پہلے نہ ہو کسی مدد کے معروضے میں بھی نہ ہو جیسے تصدق میں ہوتی ہو ورنہ اس سے رجوع  
 کیا جاتا ہے جو جس کا مہر مہر بائن ہوتا ہے۔

۲۔ رجوع میں تہ حیض یا نہ ہو۔

۳۔ رجوع اس کے کسی آئندہ وقت کی تہ نہ ہو۔

۴۔ رجوع کسی امر سے مشروط نہ ہو۔

رجوع کی دو قسمیں ہیں، قوی اور فعلی۔ قوی رجوع یا توبہ کا سبب میں ہونا ہے۔  
توبہ سے رجوع کر لیا یا میں تجھے واپس لیتا ہوں یا میں نے تجھے روک لیا کی دو قسمیں ہیں۔  
میں نے اپنی عورت (بیوی) اسے رجوع کر لیا۔ یا گناہ کے انقضائے میں ہو گیا۔  
میرے لئے ایسی ہی ہے جیسی کہ بھٹی یا اب ہم دونوں ایسے ہی ہو گئے جیسے پہلے تھے۔  
بیوی ہے وغیرہ، یا فعلی رجوع یعنی عمل سے رجوع کرنا تو وہ فعل ہے جس سے رجوع  
ہو جاتی ہے یعنی ہاتھ لگانا، بوسہ دینا، سر پر نظر کرنا جس کے ساتھ جنسی خواہش بھی ہو تو  
عمل جس سے جنسی تحریک پیدا ہو، سی طرح عورت مرد کو بوسہ دے، درمیان کے متعلق یہ  
اور یہ سب جنسی تقاضے سے ہو تو رجوع ہو جائے گی۔ حرمت مند بہ مباشرت سے یہ  
خوش فحلیوں سے جو مباشرت کا پیش خیمہ ہوتی ہیں مائل ہوتی ہے۔ بہتہ بہتہ سببوں میں سے  
کہہ کر رجوع کرے اور دو آدمیوں کو گواہ بھی بنائے خود عملی عورت پر رجوع کیا ہو اگر  
نے ایسی عورت سے رجوع کیا جو موجود نہیں ہے تو اس امر سے گناہ کر دینا مستحب ہے  
طریق رجوع کے بعد بھی شوہر کو حقوق زوجیت حاصل رہتے ہیں۔ عورت نہیں ہوتی  
ایام مدت گزارنے جائیں اسی لئے ایسی طلاق یافتہ عورت کو اپنے گھر سے نکالنا مستحب ہے  
کارش دے لے لا تخرجوهن من بیوتہن۔ یعنی انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالنا  
طریق رجوع پائی ہوئی عورت سے اس کے شوہر  
رجوع کا حق کب ختم ہو جاتا ہے حق رجوع عدت کی موعود گزار جانے پر ختم ہو جاتا ہے  
یہ مدت تین بار ایام ماہواری کے تک ہے یا اگر حمل ہوئے کی صورت میں پانچ ماہ  
بانتا ہو حمل تک ہے۔ اگر عورت کو ایام ماہواری نہ آتے ہوں درجہ بھی نہ ہو تو  
ناریح سے تین ماہ تک کا زمانہ عدت کی موعود شمار ہوگا۔

رجوع کرتے وقت عدت کی موعود ختم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں مرد  
کے درمیان خدشات واقع ہو سکتے ہیں۔ مثلاً مرد کہتا ہے کہ کبھی عدت کے دن باقی رہ جائے  
کہتی ہے کہ وہ گزر چکے ہیں۔ مرد کہتا ہے کہ میں نے نیت کے عدت سے پہلے ہی رجوع کر لیا۔



تک مکرر ہوئی کہ اس کی تصدیق عدت ختم ہونے سے پہلے نہیں ہوئی لیکن بیوی اس سے  
 نہ رکتی ہے تو ان صورتوں میں مسائل پیدا ہوتے ہیں چند دفعہ صورتیں بیان کی جاتی ہیں  
 شوہر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے عدت پوری ہونے سے پہلے رجوع کر لیا تھا لیکن بیوی  
 کہہ دیتی کہ وہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں جب تک بیوی اس کے دعوے کی تصدیق نہ کرے  
 رہتا ہے نہیں مانتا جائے گا۔ اور عورت کی بات مانی جائے گی۔ شوہر کو اس بات کے لئے  
 بیوی سے حلف لینے کو حق ہوتا ہے۔ (بعض فقہاء نزدیک)

شوہر عدت پوری ہوئے پہلے رجوع کر لینے کی کوئی دلیل نہ دے کہ اس نے دوسرے  
 عدت پوری ہونے سے پہلے فداں صورت سے رجوع کر لیا تھا تو ایسی حالت میں رجوع  
 درست ہوگا اسی طرح یہ شہادت کہ اس نے یہ عدت نہ پوری کی ہے پہلے بیوی سے  
 مباہلات کرتے یا جنسی خواہش سے مدد نہ کرنے کا قرار دیتا تھا تو بھی رجوع کرنے  
 کو تسلیم کرنا ہوگا لیکن عدت نہ پورے کے بعد ایسے قرار کو رجوع کا قرار نہیں کہا  
 جائے گا بلکہ اس کی حیثیت محض دعوئے رجوع کی ہوگی مگر بیوی تصدیق نہیں کرتی تو  
 رجوع ثابت نہ ہوگا۔

اگر دوران عدت رجوع کر لینے کا دعویٰ نفاذ میں نہ آئے تو اس کے بعد بھی  
 رجوع کر لیا تھا تو رجوع کرتا تسلیم کرنا ہوگا جو بات حاکم کے فیصلہ میں رہ سکتی  
 ہے اس کے کچھ جاننے کی تصدیق بھی دے سکتا ہے اگر مرنے میں ہے جانے کا  
 وقت پہنچا ہوا ہو کہ میں نے تجھ سے رجوع کر لیا ہے لیکن اگر مستعد نہ ہو بلکہ بطور  
 خجہ کے تصدیق دینا مستحود ہو تو بیوی کی تصدیق پر رجوع موقوف رہے گا پھر جب  
 وہ تصدیق کر دے کہ واقعی رجوع کر لیا تھا تو رجوع درست ہوگا۔ گذشتہ دن کے  
 رجوع کو بیان کرنے کے ساتھ قصہ رجوع کی شدت لگانے کی وجہ یہ ہے کہ بہت ممکن  
 ہے جس وقت یہ اتفاق (میں نے تجھ سے کل رجوع کر لیا تھا) کہے گئے وہ سبھی  
 یہ مہر پوری کا سبھی محو ہو اور عورت رجوع ہونے کو نہ مانے ایسی صورت میں ترجیح  
 کہتی ہے کہ رجوع ہے کیونکہ شوہر پہلے قصہ رجوع کرنا ہی نہیں

۴۔ مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے رجوع کیا اور اُسے یہ غم نہیں کہ میں نے رات گزر چکی ہے اب دو حالتیں ہو سکتی ہیں یا تو عورت فوراً جواب میں کہہ دے کہ یہ میری رات کے دن ختم ہو گئے اور وہ وقت بھی عدت پوری ہو جانے کی تہہ نہ کرتا ہو تو مجھ سے یہ ہوگی دوسری حالت یہ ہے کہ رجوع کر لینے کی بات سن کر وہ خاموش رہتی ہو اور اس کے بعد اُس نے کہا کہ میری عدت تو گزر چکی ہے یہی حالت میں رجوع کر لیں ہوگا پھر اس نے پہلے خاموشی اختیار کی۔

۵۔ مطلقہ رجعیہ سے شوہر نے کہا کہ میں نے رجوع کر لیا اس پر اُس نے پہلے تو یہ بات یہ کہ اُس کی عدت پوری ہو چکی ہے پھر خود ہی اپنے قول کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ عدت پوری نہیں ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں شوہر کو رجوع کر لینا درست ہے کیونکہ اس سے یہ بات کو ہی سے جھٹلایا کہ شوہر کا حق رجوع برقرار رہتا ہے۔

۶۔ بیوی جس کو ایک طلاق رجعی دی گئی تھی شوہر اُس سے تخصیہ کر کے اور پھر دوبارہ اس نے مباشرت کی ہے تو بیوی اگر شوہر کے قول کو جھٹلاتی اور اپنے کو مستحکم ثابت کرنا چاہتی ہے تو کبھی مرد کا رجوع کرنا درست ہے اور اُس کی بات بے حجت ہے۔ اُن کو جانے کی کیونکہ تخصیہ کرنا نہ ہے جس سے مرد کی چرائی و رجعت کے حجت پر تائید ہوتی ہے۔ لیکن اگر تخصیہ کرنا ثابت نہ ہو بلکہ صرف مباشرت کا دعویٰ ہے جس کے تکذیب بیوی نے کی تو پھر اسے رجوع کرنے کا حق نہیں ہوگا کیونکہ تخصیہ کے حجت پر مباشرت کا قرار چھوٹا قرار ہائے کار۔

انقضائے عدت کے بارے میں یہ مسائل وہ ہیں جن کا تحقق یا مرد کی ہوتی ہے یا عورت کی۔ اگر حمل ہو تو پھر اس طور پر وضع حمل کے بعد عدت پوری ہوگی چنانچہ اگر پھر سے نہ ہو جائے تو نہ ہوئی ہو تو یہ ایش کے وقت بھی نافذ رجوع کر سکتے ہیں اس سے فرق نہیں پڑتا کہ پہلے یا بعد میں ہو یا نہ ہو۔



رکھی رہے سو بہر کا سوگ منائے اور بن ڈسگئی رست پر ہیز کرے دوسرے سبب بہشت سے  
ایسی مدت تک دوسرے نکاح سے باز رہے کہ برائت رحمہ کا نسل سے پاک ہونا اور اس سے  
اور تیسرے سبب نفوت ہے خود نفوت صحیحہ ہو یا ناقصہ یا کبھی کسی طرح و ثوب مدت کہ بہت  
سبب جس طرح مباشرت۔

عدت کی تین صورتیں ہیں نس کی مدت ہونا  
عدت کی صورتیں اور ان کے اقسام کی مدت و رد و اس پر پوری یہ صورتیں

عدت شوہر سے میلہ کی پر واجب ہوتی ہے علیحدگی یا شوہر کی وفات سے مطلق ہونے سے  
کی زندگی میں خدق اور فسخ نکاح کے سبب سے شوہر کی وفات کے وقت یا تریہ کی  
ہوگی یا حاملہ نہیں ہوگی پہلی صورت میں وضع حمل سے عدت پوری ہوگی دوسری صورت  
میں عدت کی مدت چار مہینے وروس دن ہے خدق یا فسخ نکاح کی صورت میں عدت  
واجب ہوگی اس میں عدت کی تین قسمیں ہیں:

- (۱) صورت جسے خدق ملے وروہ حاملہ ہو اس کی مدت وضع حمل سے پوری ہوتی
- (۲) جسے خدق مل جائے اور حاملہ نہ ہو لیکن حیض دینی ہو اس کی مدت قدرتی ہوتی ہے  
یا بہر کے قیام) آنے پر پوری ہوگی۔

(۳) وہ جسے خدق مل جائے ورنہ اسے ہو یعنی ایسا نہ آتے ہوں اس کی مدت کہ  
پورے تین ماہ ہے۔

عدت گزرنے والی عورت کو معتدہ کہتے ہیں تو معتدہ کی کس پر تین قسمیں ہوتی ہیں

حاصل کی عدت خدق یافتہ عورت یا ایسی عورت جس کا شوہر وفات پا گیا ہو ورنہ وہ  
ہو تو اس کی مدت وضع حمل سے پوری ہوگی اس کی تین قسمیں ہیں  
پہلی یہ کہ تم پورے طور پر باہر آچکا ہو مگر بچہ پیٹ میں رہ جائے ورنہ اسے کہتے ہیں کہ بچہ  
در مہینہ حصہ نکالنے کے بعد کبھی کبھار حصہ رہ جائے تو جب تک وہ نکاح نہ دیا جائے عدت  
پوری نہیں ہوتی دوسری صورت یہ ہے کہ اگر تمس ساقط ہو جائے مگر شوہر نہ ہو تو اس کی  
تین نہ ہوں تو عدت کا ہونا پورا نہیں رہتا جب تک کہ بچہ نہ ہو ورنہ اس کی تین باہر آچکا ہو



پوری کرے تبیر کی شرط یہ ہے کہ اگر حمل میں دو بچے زیادہ ہوں تو جب تک آخری بچی  
 کے شہر پر پیدا نہ ہو جائے عدت کی مدت پوری نہ ہوگی قرآن میں ارشاد ہے:  
 وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ

سورہ طہ - ۴

اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع قلم ہے۔

غیر حاملہ کی عدت اگر شوہر وفات پا جائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار  
 مہینے دس دن سے قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِينَ يَمُوتُونَ مِنْكُمْ وَنِسَاءُكُمْ حَامِلَاتٌ فَاُولَٰئِكَ لَا يَحْسِبُنَّ اَوْتًا وَّلَا يَحْسِبُنَّ اَمَاتًا وَّلَا يَحْسِبُنَّ حَيًّا وَلَا يَحْسِبُنَّ مَيِّتًا وَّلَا يَحْسِبُنَّ حَيًّا وَلَا يَحْسِبُنَّ مَيِّتًا (بقہ - ۱۲۴)

تم میں سے جن کی وفات ہو جائے درہویاں چھڑ جائیں تو وہ اپنے کو چار مہینے  
 و دس دن تک نکاح وغیرہ سے روکے رکھیں۔

اس حکم سے نفی ہے کہ شوہر کی وفات ایک ایسا سانحہ ہے کہ اس کے بعد عورت  
 سے زیا نہیں کہ وہ کہیں آئے جائے یا کسی سے نکاح کرنے یا زینا کرے اور نکاح کے  
 ساتھ رہنے کی بات کرے ہذا چار مہینے اور دس دن عورت کی عدت مقرر فرمائی گئی تاکہ اس  
 مدت تک نہ اسے نکاح کرتا پایا جائے نہ زینا ہو نہ پہنچا جائے، مانگ نکاح نہ دینے کیلئے پہنچا  
 خوشبو نہ لگائے وہ تمام باتیں جن سے مسرت و شادی دہانی کا بہار ہوتا ہو اس مدت میں  
 منع قرار دی گئی ہیں تاہم سر میں تیل ڈالنا و گھنٹہ لگانا نہیں ہے اگرچہ وہیں پڑھنے  
 یا کوئی درتہینت پیدا ہو جائے گا اندیشہ ہو۔ سرمہ لگانے میں بھی کوئی ہرج نہیں ہے مگر  
 نہ لگانے سے کچھ میں تعلیت ہو جاتی ہو۔ شدید ضرورت پڑ جانے پر گھر سے باہر دوسری  
 جگہ بھی جاسکتی ہے۔ نہانے دھونے بہن اور کپڑوں کو صاف ستھرا رکھنے میں بھی کوئی  
 ہرج نہیں ہے۔ انجانہ غم کی ناجائز صورتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مثلاً ہاتھی ناب میں پہن کر  
 بندہ دوزخ سے دوکھا کرنا، قیر پر چادر چڑھانا وغیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 ارشاد ہے:

مسنان عورت جو شہر و رستہ پر  
 یاں رفتی ہے اسے جائز نہیں کہ کسی کی

کو یمن امرۃ لتومن  
 بآئہ و یومہ ان فی خبر

ان تعد علی میت فوق موت پرتین دن سے زیادہ توڑے

ثلاث اعلیٰ زوجہا سوائے اپنی شوہر کی موت سے۔

یعنی میت شوہر کے لئے ہی زیادہ غم کا فہار کیا جا سکتا ہے سب سے زیادہ غم سے دس دن سے زیادہ نہیں۔

اگر ایک شخص اپنی بیوی کو اپنی زندگی میں سے  
خدا تعالیٰ دے کر یا کسی نیکو کی بنا پر اس سے

کو یاد دلاتے ہوں تو اس کی مدت تین قروا ہے اس وقت میں نہ تو روز و رات سوچتے  
کیونکر سکتی ہے ورنہ اس گھر سے اس شوق میں باہر جاسکتی ہے تو اس میں ہے

وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ بِذِكْرِهَا قُرْآنًا

وہ قدر عورتیں تین یا چار ہوں گی اگر تکلیف دہی دے تو اس میں

آکر وہ عورت ہے جسے عیش نہ ہو وہ عورتوں کے گھر میں  
بہتر سید و عورتیں جنہیں عیش نہ ہو وہ عورتیں

کے بغیر باقی عورتیں یا باقی عورتیں عیش نہ کر سکیں گی اس میں تو اس میں  
کو رشتہ دار ہے۔

وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ بِذِكْرِهَا قُرْآنًا

مورخین نے

جو عورتیں۔ سید و عورتیں عیش سے ان عورتوں کے بارے میں کہہ دیا۔

وہ عورتوں کی مدت تین مہینے ہے جو کسی بیوی و عورتیں جن کا عیش نہ ہو

بہتر سید و عورتیں عیش سے عورتیں عیش سے عورتوں کے گھر میں

بہتر سید و عورتیں عیش سے عورتیں عیش سے عورتوں کے گھر میں

بہتر سید و عورتیں عیش سے عورتیں عیش سے عورتوں کے گھر میں

بہتر سید و عورتیں عیش سے عورتیں عیش سے عورتوں کے گھر میں

بہتر سید و عورتیں عیش سے عورتیں عیش سے عورتوں کے گھر میں

درود نہ می عدت کا آغاز نہ کرے سے وجہ ہوگا۔

یہی حکم عذیبہ سن کر کی کہ ہے جو ذمہ سار کی ہو درمہینوں والی عدت گزار رہی ہو کہ  
عدت کے دوران اسے حیض آجائے تو اس کی یہ عدت حیض کی عدت میں منتقل ہو جائے گی  
اور جب تک تین حیض پورے نہ آجائیں اس کی عدت ختم نہ ہوگی۔ ہاں اگر مہینوں والی عدت  
پوری ہو جائے کہ بعد سے حیض آیا تو اب اس پر پچھو عائد نہ ہوگا۔

اگر کوئی بد بخت عورت اور مرد زنا کا ارتکاب کر بیٹھیں اور عورت کو  
زانیہ کی عدت جس رہ جائے تو اگر وہی دونوں کچ کر دیں تو اس کی عدت میں  
بھی کر سکتے ہیں یونہی خون شریعت کو طہرانے والے سے عدت کی شرعی قید بھی کوئی  
مخبر نہیں کہتی ورنہ گناہ سے باز رہنے کی یہی عورت ہے کہ عدت کی قید ان سے ہٹ کر نہیں  
تو پس میں باندھ دیا جائے یہی حکم اس عورت کا بھی ہے جس کے شوہر نے زنا کے ارتکاب  
کی وجہ سے اس کو صدق دے دی ہو اور یہی حکم اس عورت کا ہے جو صدق پانے کے بعد زنا کی  
مذنب ہوئی ہو تو ان میں رشتہ دہی الزانی لا ینکح الا زانیۃ

زانیہ عورت سے کوئی دوسرا شخص کچ کر کے کوئی رہ جائے تو نکاح درست  
نہیں ہے بلکہ جو نکاح میں دوسرا شخص حمل کی حالت میں بد بخت نہیں کر سکتا جبکہ  
زانیہ کر سکتی ہے۔ اس لیے شریعت دوسرے شخص کو بجز زانیہ نہیں دیتی کہ وہ زانیہ سے  
نکاح کرے۔ اور اگر کسی کا مذنب یا زانیہ ہو جائے۔

عدت کا شمار صدق کی صورت میں  
چند صدق کے میں ذکر ہو چکا ہے کہ حیض کی  
حالت میں صدق دینا مکروہ ورنہ خوب ہے

یہی حکم عذیبہ سن کر نہ کرے تو عدت میں وہ حیض شمار نہ ہوگا جس میں صدق دی  
گئی مگر اس کے بعد سے تین حیض عدت میں شمار کئے جائیں گے۔

مفسر رحمہ کی عدت پوری نہیں ہوئی تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو اب اس وقت  
سے عورت کی عدت پوری کر لی ہوگی صدق کی عدت کو اعتبار نہ ہوگا یہ اس لئے کہ  
وہ زانیہ کی صورت میں رشتہ نکاح نہیں ٹوٹتا ہے لیکن اگر صدق مطلق یا صدق باندھ دی







دوسرے شوہر نے فرغش زوجیت ادا کی ہے۔ اگر وہ بغیر بخت کے مرد و زنی  
شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔

یہ لازم ہے کہ طلاق یا نفرت کے بعد دی گئی ہو ورنہ عورت نے طلاق یا نفرت کی ہو  
ہو تب ہی پختہ شوہر کے نکاح درست ہوگا۔

**ثبوت نسب** اس بات کا ثبوت کہ وضع میں سے پیدا ہونے والے بچہ کی شوہر کا نسب  
کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہو، شریعت نے مدت کم مدت میں  
کر دیا ہے۔ مدت کم مدت چھ ماہ ہے یعنی اگر نکاح کے بعد کسی عورت سے چھ ماہ کے بعد  
ہو جائے تو اس کا نسب ثابت سمجھا جائے گا، یعنی یہ کہ یہ کسی شوہر کا لڑکا ہے جس سے  
پتہ نہ ہو ہے۔ اس مسئلہ میں تمام فقہاء کو اتفاق ہے۔

اسی طرح اگر کسی عورت کو طلاق مل چکی ہے یا اس کا شوہر مر گیا ہے اور وہ برسر  
اس کے نکاح نہیں کیا۔ اس کے لڑکا پیدا ہو گیا تو وہ لڑکا بھی ثابت نسب سمجھا جائے گا۔  
اس میں جو تین شرطیں ہیں کہ زیادہ مدت حمل دوسرے سے زیادہ مدت حمل دوسرے سے زیادہ  
اس سے زیادہ ہے۔ اس میں کہیں کہ پھر سے حمل کی مدت چھ مہینے سے زیادہ ہو  
تو کہ حمل و فصلان ششون ششرا حمل سے دو چھ مہینے تک ہیں یعنی کہ  
سبب، شیشہ نورگی کا زرنہ دوسرا ہے و فصلان فی عین کہہ کر تا توں سے اس  
سے باقی موعہ چھ مہینے حمل کا زرنہ ہے اگرچہ ماہ سے پہلے کسی عورت کے حمل کا زمانہ  
موجود ہے تو اسے وہ خرم قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح دوسرے سے چھ مہینے سے زیادہ  
کو نسب حنان کہ نزدیک مشتبہ ہے۔

**انسان** عورت و مرد کے درمیان تفریق کو ایک سبب حنان ہے اپنی عورت پر لڑکی کی  
کے زمانہ کی تہمت لگانا اور اس کے ذہن غفلت کو غلط رہنا یا غلط کام کرنا  
کوئی اپنی عورت پر یہ اتہام لگائے کہ وہ زنا کی مرتکب ہو رہی ہے یہ بھی کوئی نہ ہو ورنہ  
ان سے لگا کر ایک ورمی سے کو سلسلہ قصوف کی عدالت میں لٹکے تو قیاسی بات کہ  
ان دونوں سے پہلے بار بار قسم لگائے کہ زنا کیا، ایک بار دونوں سے جھوٹ جڑے و سبب غفلت کہ



جن امور میں صلح کی ضرورت تھی ان کی صلح فرمائی۔ چنانچہ تمہارے بارے میں صلح کرنے  
جو احکام دیئے وہ یہ ہیں کہ ان الفاظ کو کہنے والا گناہ گار ہے اب جو اس گناہ کا رستہ برب  
گو تو ان میں بھی اس کو منر ملے گی وہ یہ کہ جس بیوی سے تمہارا کرکس گناہ مت مبالغہ نہ اس  
وقت تک حرام رہے گی جب تک اس نا پسندیدہ خند کو زبان سے نہ کرے گا تاں تو نہ  
دکروں۔ یہ مسئلہ کو سمجھنا یہ ہے کہ یہ امر دین کے قلم سے بہت بدترین قسم کا ہے۔ اس کی  
سب سے کوئی شخص غلطی میں نہ کرے بیوی سے کہے کہ تو یہ سب سے بدست مرد ہے۔ یہ کہ  
بہن کے برسرِ سر و غیرہ ان سب سے بدستوں کی نافرمانی ہوتی ہے اور خیریت میں نہ رہے  
منور ہو تو سب۔ اس گناہ سے بدست کا ثبوت نہ ہو گا اور اگر کہے گا تو بڑا تاب

خلفی فقہاء کے نزدیک نہایت گناہ ہے:

## ظہار کا شرعی مرتبہ

ظہار وہ ہے جو اپنی بیوی کو یا بیوی کے منسوبہ کو بے  
شرعی تشبیہ سے جو ہوش کے نکلے اس پر حرام ہے اور بھی حرام نہیں ہو سکتی  
لفظ تشبیہ سے یہی عبارت نکلے ہوئی ہوش بہت کم ہے نہ ہوشیاری سے اس میں نہ  
کہ جس حد میں اپنی ساری عزت کرتا ہوں یا بچہ دہی کا حرام کرتا ہوں یہی حد ہے کہ  
شرع میں بتی نہیں یا بیوی کے تحت کرتا ہوں چھوٹے بھی محبت کروں گا یا نہ محبت کروں  
یہی وقت ہو گا جب وہ نہ رکے اس سے کہے یعنی اس کا بچہ اور حرام کرے  
سے۔ تشبیہ یہ کہ دشمنی اور حد کی ہوتی ہے اس سے بچا کی مثال تو یہی ہے کہ تو یہ سب سے  
پشت مادر کے نام ہے۔ دشمنی کی مثال یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو یہی عورت سے تشبیہ  
جس کے سوا تو اس کے شوہر سے چلا کر ہو۔ یعنی تو یہ سے ہے ایسی ہی ہے جیسے شوہر سے  
بچہ نہ دے کہے۔ تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس تشبیہ سے چھوڑ کر نہ متشدد ہے نہ ہوشیاری  
کے ساتھ مشرور کرنا بھی یہی ہے مثلاً تو ایک بیٹہ تک یہ سب سے بدست مرد کے ہوتے  
سب تو یہ بھی نہیں ہر سب اس وقت کے اندر مبالغہ نہ کرے کہ وہ کہے تو نہ دے کرنا نہ ہو  
گر مشیہ ہر برک کا خاندان نہیں یا تو وہ نہیں ہو گا مگر یہ گناہ سب سے بدست  
جزو بدن سے تشبیہ دینے کے ہر ایک جزو بدن سے حرام ہے جس کو دیکھنا حرام ہے جس کو دیکھنا





۱۰۰۰

کتاب فی التوحید و التمسک بالحق

یقیناً اللہ نے اس کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تم سے بات کر رہی تھی  
اور اللہ سے شکوہ کر رہی تھی، اللہ تم کو فلاح کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ سب کچھ سننے  
اور دیکھنے والا ہے۔

اس کے بعد آپ کا بیڑا تھک رہا تھا اور اس کی بیڑت سے اللہ کے نزدیک اس قدر رشتہ داری تھی  
کہ اس نے اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے پاس لے آیا اور اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔

۱۰۰۰

۱۰۰۰

تمہیں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے نہیں رکتے تھے ان کو اللہ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا  
کی باتیں نہیں دیکھیں تو وہ بھی اپنے جہنم کے ان کو جہنم کے شیعہ یہ لوگ بھی سن گئے  
اور ان کی بات کہتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ہمارے باب میں دو کم و بیش ہیں، تمہاری دینی میں یہ منہ بول  
آخرت کے موجب ہے ہمارے اس کے ترکیب کو تو بہ کرنے کے لیے اور اللہ کے ساتھ اس کے  
سبب، عزیمت کرنے کے لیے اور اللہ کے ساتھ رہنے کے لیے اس کا کام لے رہی تھی کہ اللہ کے  
دیکھ کر ہے۔

جس فعل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ کے درمیان قرار دیا اور آخرت کے ساتھ اس کے موجب ہے  
جس کی توفیق اللہ تعالیٰ کو پہنچے ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کو بہ کرنے کے لیے اس کو بہ نہیں فرماتا اور  
اس کے ساتھ اس کو بہ نہیں فرماتا ہے۔ اس کی بات اللہ تعالیٰ کا حکم تو اس کے ذکر میں اور اللہ کے  
کی باتیں ہیں۔

وَمَا يَكْفُرُ الْكَافِرِينَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

وَمَا يَكْفُرُ الْكَافِرِينَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

۱۰۰۰

۱۰۰۰

جو لوگ اپنی توفیق سے نہیں رکتے تھے ان کی بات سن کر اللہ تعالیٰ نے  
ایک اور سے کہہ دیا کہ اپنے آپ کو ایک خود مہیا بنانے کی گنجائش ہے اور اللہ تعالیٰ کے













سے تو بیوی کے لئے بھی مشق ہی یہ سادہ نہ فقہ مقرر کرے۔

خویراک ایسا اور اس کے متعلقہ لوازمات میں سے تمام شیا کا تحقق فقہ سے بہ نسبت  
اس کی مقدار کا تقریباً ضروری ہے پھر اگر اس کے امام فقہی یا کسی اور شکل میں بیوی کو  
دیئے جائیں تو بیوی کے لئے نہ درمی نہیں ہے کہ اسے قبول کرے۔ اسی طرح یہ بھی نہ اس  
نہیں کہ وہ اس شیا کے فقہ کے بجائے فقہی کا مسدود کرے در شوہر اسے قبول کرے۔  
اگر دونوں میں سے کسی میں تو درست ہے تاہم رکنی ہونے کے بعد بھی فقہ سے تبرا  
کر لینے کا دونوں کو حق ہے یہی مسئلہ امام حنبلی کا بھی ہے۔

وجوب انفقہ کی شرائط  
۱۔ یہاں شرط یہ ہے کہ بیوی فقہی کے ذریعہ زوجیت سے  
میں آئی ہو۔ اگر فقہ ہو گیا تو بیوی کو فقہ دیا گیا ہے۔ اس فقہ کا سبب ہو گیا ہو۔  
ہو تو شوہر کو حق ہے کہ خرچ کیا ہو و پس تنہا کہ اسے بیہ کرے کیونکہ فقہ مدد شدہ شوہر کی  
کو پاپا پند اور اسے سے منکر ہو کر رہنے کا اور فقہی سے شوہر کو بیوی کی اس کی پرورش ہے۔  
۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ بیوی تین سال تک شوہر سے ملے ہوئے ہو۔  
۳۔ اس سے کوئی فقہ حاصل نہ ہو سکے۔

۴۔ قیامی شوہر کے لئے کہ بیوی کو فقہ دیا جائے۔  
شوہر سے ملے ہوئے ہو۔  
۵۔ اس سے کوئی فقہ حاصل نہ ہو سکے۔

۶۔ پرتی شوہر کے لئے کہ بیوی کو فقہ دیا جائے۔  
شوہر سے ملے ہوئے ہو۔

۷۔ اس سے کوئی فقہ حاصل نہ ہو سکے۔  
۸۔ پرتی شوہر کے لئے کہ بیوی کو فقہ دیا جائے۔  
شوہر سے ملے ہوئے ہو۔

۹۔ اس سے کوئی فقہ حاصل نہ ہو سکے۔  
۱۰۔ پرتی شوہر کے لئے کہ بیوی کو فقہ دیا جائے۔  
شوہر سے ملے ہوئے ہو۔



تو بے شرط یہ ہے کہ بیوی و نکاح یا نشتہ شوہر کی عدت میں نہ ہو۔  
 ساتویں شرط یہی بیوی کے کتے جو کسی کی کینز ہو تو اگر اس کا نکاح کر کے اسے اور اس کے  
 شوہر کو ملگ کر مکانات دیا گیا ہے تو شوہر پر نفقہ واجب ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔  
 اور تورت جو قید میں ہو اور شوہر سے نہ مل سکتی ہو اسے نفقہ کا حق نہیں ہے۔  
 دہریوی جسے کسی اور شخص نے غصب کر لیا ہو یعنی زبردستی اپنے قبضے میں رکھا ہو اس کا  
 نشتہ بھی شوہر پر واجب نہ ہوگا۔

دہریہ جس شخص کا ہو گیا لیکن شوہر کے گھر میں نہ پہنچا یا رہی و شوہر کے گھر  
 نہ گیا اس کا نشتہ بھی واجب نہ ہوگا۔

دہریہ کی جو شوہر کے گھر وہ کسی مہرم کے ساتھ رہ کر رہ رہتی ہو اس کا نشتہ بھی شوہر پر واجب  
 نہیں ہے کیونکہ یہی حالت میں وہ شوہر کے گھر میں رہنے کی پابندی نہیں ہے۔

جب بیوی عقد صحیح کے بعد شوہر کی تحویل میں نہ آئے  
 اور شرط کے وجہ سے نشتہ پوری ہوتی ہو تو بیوی کا

نشتہ واجب نہ ہے۔ اور شوہر پر قرض ہوتا ہے۔ اگر بیوی کے گھر پہنچا تو اس کا نشتہ واجب  
 ہے۔ اور شوہر اس سے معاوضہ کرے یا نہ کرے اس کا مزہ سب سے بڑا ہے اور شوہر کے گھر میں

نہ آئے تو وہ نشتہ واجب ہے۔ شوہر کی بات سمجھ کر بیوی پرانے شوہر کے گھر یا نشتہ  
 کے گھر میں نہ آئے تو بیوی کی کیفیت پر شوہر کا نشتہ واجب ہے۔ اگر شوہر نے بیوی سے

نشتہ ہٹا لیا ہے تو شوہر پر واجب تھا لیکن اس دوران میں شوہر نے شوہر کے  
 گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے

نشتہ واجب ہے۔ شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے  
 شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے

نشتہ واجب ہے۔ شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے  
 شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے

نشتہ واجب ہے۔ شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے  
 شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے تو شوہر کے گھر میں نہ آئے



تہ نہ ہوگا۔ اگر ذمہ اس کے نہ رہے تو نفقہ ساقط ہو جائے گا۔

فقہ مرہومہ کے مطابق نفقہ ساقط ہو جانے کا ایک سبب شوہر کی تنگ دستی بھی ہے بعد  
از اذن و خوش حال ہو جانے کے تو بچہ کی کو دوران تنگ دستی کے نفقہ کا مسئلہ بہ گہرے کاٹ نہ ہوگا  
بڑی گر شوہر کے ساتھ کماؤتی پتی ہے اور اس کے کپڑے بھی شوہر کے کپڑوں کے ساتھ ہیں  
تو یہی ترک و رہا ہے کہ نفقہ شوہر سے ساقط ہو جائے گا اگرچہ یہی اپنی ذات سے متعلق ہو نہ  
میراثہ سے نہ نہ کرے تو نہیں روزیہ اس روز کو نفقہ ساقط ہو جائے گا ہاں اگر پھر  
بہت شہار و بار بار کے تہ نہ ہو جائے گا

جو عورت شوہر کی وفات کی مدت میں ہو اس کا نفقہ  
دوران مدت نفقہ کا بیان نہیں ہے جو وہ قتل سے ہو یا نہ ہو میں وہ عورت

بہت قریبی نسب کا چ کی مدت میں ہو اس کے نفقہ کے بارے میں مسئلہ حسب ذیل ہے:

نفقہ اپنی کی رو سے شوہر اور بوی کے درمیان میسرگی یا سبب سے ہوتی ہے:

صدق زوجی جس میں نکاح باقی رہتا ہے۔

صدق بائن جس میں بوی کی زوجیت سے نفقہ بائن ہوتا ہے۔

نفقہ عقدہ جو وہ عقدہ ہے جو نکاح کرنا ہو یا عقدہ ہی نہ ہو ہو

وفات کے بعد عورت میں بوی کو عقدہ مدت چری کرنا ہوتی جس کی مدت

کے مدت میں ہو کہ جب یہاں عورت نفقہ کے ذکر سے مستعد ہے۔

بہت عورت صدق زوجی کی ہے تو بوی زمانہ مدت میں بہترین کے نفقہ کی مقدار

میں اگر اس دوران شوہر کی وفات ہو جائے تو عقد بائن مدت وفات میں متعلق ہو جائے

نہ نہ عقدہ شدہ عقدہ ساقط ہو جائے گا لیکن اگر اس نفقہ کو قرض قرار دیا گیا ہے تو وہ

نفقہ بائن ہے۔

وہ جس کی عورت صدق بائن کی ہے تو اگر بوی کا مہر نہیں ہے تو وہ نفقہ کی مدت

زمنہ میں بوی شوہر پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے لیکن اگر عقدہ ہو تو دفع میں تک اس کے نفقہ

شوہر پر واجب ہے۔ مگر یہ سب کچھ ہی اس گھر سے نہ نکد جاواں آیا مدت زمانہ کے سے

اُسے رکھا گیا ہے۔

تیسری صورت فسخ عقد کی ہے۔ اگر عقد صحیح کو فسخ کر دیا گیا ہے تو جو کہ صدق بائن سے ہے۔ بیوی کا ہے وہی نافذ ہوگا۔ لیکن عیسیٰ کی اگر عقد فاسد کی بنا پر ہوئی ہے مثلاً ایک عورت جو مدت میں تھی اُس نے کسی سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ حضوت صحیح بھی ہوئی پھر اس عقد کے جس ہونے کا علم ہوا اور اس پر دو دن میں بیحدگی کرادی گئی تو اس عورت کو دو عہدیں گزارنا ہوں گی ان کی ابتدا عیسیٰ کی کی تاریخ سے ہوگی اور اس میں وہ غرضہ داخل ہوگا جو دوسرے عہد سے ہے۔ پہلے گزرے ہوئے پس اگر عورت کو ایسا مجبوری ہو کہ وہ ایک عہد سے دوسرے عہد سے عیسیٰ کی مدت کے بعد تین مہینے تک انتظار کرنا ہوگا اگر دوسرے عہد سے عیسیٰ کے پہلے تین مہینے پہلے شہر کی مدت میں محسوب ہوگا اور دوسرے عہد سے مباشرت کی بنا پر تین مہینے کے بعد۔ حیض کا نصف رکرن ہوگا اس طرح دونوں عہدیں ایک دوسرے میں داخل ہوں گی یعنی ایک ساتھ پوری ہوں گی چنانچہ یہ دو مہینے دوسری بار بھی عہد میں محسوب ہوں گے اور عیسیٰ بار دوسری عہد میں۔ ایسی حالت میں نفقہ کا ذمہ در پہلے شوہر ہوگا کیونکہ کاح حق سے کی بنا پر عیسیٰ کے بعد مدت گزر چکے واجب ہوتی ہے لیکن نفقہ واجب نہیں ہوتا۔ حق ترک کر کے بیوی کا شوہر مفتود خیال ہو جائے اور بیوی بہ فودا سن کر کہ اس نے وفات پائی کسی عہد سے اسے کرے لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد مفتود غیر شوہر واپس آجائے تو دوسرے شوہر سے بیوی کی مدت گزری جائے گی اور دوران عہد کا نصف نہ تو دوسرے شوہر پر جائے ہوگا ورنہ پہلے شوہر ہوگا۔ پہلے شوہر کے طریق نہیں دی اس سے اس کی عہد نہیں۔ اور دوسرے نکاح نامہ نہ ہوگا۔ اس کے تفریق کے بعد مدت تو واجب ہے لیکن نفقہ واجب نہیں ہوتا۔

چوتھی صورت شوہر کے وفات پانے کی ہے تو وفات کی مدت میں نفقہ واجب نہیں ہوتا۔ خود وہ حاملہ ہو یا نہ ہوتا ہم بیوی کو شوہر کے گھر میں رہنے کا حق ہے جب تک مدت پوری نہ ہوتے جس کی میعاد چار مہینے دس دن ہے اسی مدت میں عورت کو صدق بائن ہونی پڑا ورنہ بھی مکانات میں رہنے کے عہد وہ کسی اور نفقہ کی رقم نہ ہوگی اور رہنے کا حق مدت پوری ہو جانے تک ہے۔ اگر بیوی حاملہ ہے اور اسے صدق بائن میں گئی تو اس کے اقسام مکانات اور کھوراکہ ہوں گی۔



مومن کا ہتیا کرنا شوہر پر واجب ہو گا یہ نفقہ مذاق یا فتنہ جوی کا نہیں بلکہ مومن حمل کے لئے ہوگا  
اور اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وراثت نہ ہو جائے۔

اگر تین یا فتنہ عورت کہے کہ اس کے چہ کا زمانہ حویل ہو گیا ہے درمیان کے دن نہیں آئے  
تو اس کے قسم کا لینے پر بات تسلیم کر لی جائے گی اور عدت جاری رہے گی یہاں تک کہ اس کا  
بہرہ ہو جائے تا بہت ہو جائے مستحقہ جہانہ کو نفقہ کے دن سے دوسرے تک نفقہ حاصل کرنے کا  
حق ہے۔ دوسرے گزر جائیں اور چھ چھ کہ وہ بے مال نہیں ہے سبب و شوہر کو یہ نہ پتا ہے کہ خرچہ کردہ  
نفتہ کی رقم واپس لینے کا راستہ یہ ہے کہ اس کے دوران عدت کا نفقہ ملتا ہو جائے کہ اگر جوی کے  
اس کا بعد بہ نہیں کیا اور عدت حمل گزری تو ہم گھر کا شرع کے حکم سے بہا بھی فتنہ سے فتنہ  
مقرر ہے جو چاہے تو وہ ساقی نہ ہو کہ یہ بے مال نہ ہو یا عدت فتنہ پانے کی مستحق نہیں رہتی  
اس لئے کہ وہ عدت میں ہے اس لئے عدت گزری ہوئے کار عوی کے لئے تو اس سے بھی حاصل  
نہیں ہے۔ یہ سبب یہ کہ فتنہ کی رائے ہے۔

تو وہ شوہر پر فتنہ نہ ہوگا۔ یہ سبب یہ کہ فتنہ کی رائے ہے۔  
یہاں تک عدت نہ ہو جس سے عدت تک کا نفقہ ملے گا۔

جہاں تک عدت میں جب ایک سفر نہ ہو کہ عدت سفر میں جائے کہ مرد و عورت گاہی  
عدت کے لئے جس کی میرا فتنہ نہ ہو سفر نہ جائے کہ وہ بہا تو جوی ایک نام عدت کے لئے  
شخص فتنہ کا بہا ہو سکتی ہے اور بہا کے لئے کسی سفر کو نہ دے رہا نہ بہا ہو سکتی ہے کہ  
وہ بشریت کے سبب جو خراب پن جوی پر موقوف ہو گیا ہے اس لئے اس نام عدت کے بہا جوی کو عدت  
رہے کہ شوہر کی موجودگی میں وہ وہاں میرا جوی کسی شخص کی ذمہ داری پر رہی ہو جائے کہ وہ  
جوی کو فتنہ نہ ہو کہ فتنہ کا تو اس پر نہیں کرنا ضروری ہے۔

اگر یہ نہ ہو اور شوہر فتنہ کا فتنہ نہ ہو کہ جوی فتنہ کا فتنہ اس کی جوی کے لئے  
نہیں کہ اس کے لئے فتنہ میں کہ شہادت ہو کہ وہ فتنہ کا فتنہ کی جوی سے جو فتنہ  
عدت کے لئے فتنہ کا فتنہ کی فتنہ میں ہو کہ اس کے لئے فتنہ کا فتنہ کی جوی سے  
فتنہ کا فتنہ کی جوی سے فتنہ کا فتنہ کی جوی سے فتنہ کا فتنہ کی جوی سے





بدل دے اور اگر بچہ کسی سے ملے تو اسے دیکھ کر دیکھ کر باپ کے پاس لے کر آئے۔  
 وہ بچہ ختم ہوتا ہے ہی تو فریق کرادی جائے گی یعنی ایک تعلق رہی ہو جائے گا۔ اب اگر نسبت  
 پر ہی ہوئے سے پہلے وہ حق تفسیروں سے ہاتھ جائے تو یہی سے رجوع کر سکتا ہے۔ نسبت پر  
 کے بعد ہی اگر اظہار ندامت کرے اور آئندہ حق تفسی سے باز رہے گا دھوکہ کرے تو نسبت ان  
 میں مندی سے تجدید نکاح کر سکتا ہے۔

**نقشہ اولاد کے لئے** مرد و عورت کے درمیان کچھ فرق ہے۔ یہاں پر فریق نہ کر سکتا ہے۔  
 عاقل کر رہے ہوں اور کوئی ماں نہ رکھتے ہوں تو ان کا ختم ہوتا ہے۔  
 وجہ ہوگا۔ باپ کی معذوری کی صورت میں ماں سنیل ہوگی۔ وجہ خیر کر سکتی ہے۔ دیکھ کر باپ  
 قرین ہے گا۔ باپ و مرد دونوں معذور ہوں تو پھر مرد اگر صاحب حیثیت ہو تو وہ بچوں کی نسبت  
 داکرے گا۔ بچہ صاحب حیثیت نہ ہو تو چچا یا بھائی صاحب حیثیت ہوں تو ان میں سے کبھی  
 ختم ہوگا۔ بچوں کی ماں کو حق ہے کہ ان دونوں میں سے کسی سے بدتر ہو جائے۔ اگر  
 مرد بہتر ہو تو صورت دیگر ان بچوں کا جو سب سے قریب رشتہ دار ہو اس پر واجب ہوگا کہ اس  
 خرچ برداشت کرے۔ اگر صورت میں صحت یہ ہے کہ جو کچھ کسی نے خرچ کیا ہے وہ باپ سے  
 جب بھی اسے توفیق ہو اپنا مطالبہ دے کر لے۔ بیٹہ ایک صورت میں ہے جس میں فریق کر سکتا ہے۔  
 کو یہ حق نہ رہتا ہے کہ وہ یہ ہے کہ دوسرے خرچ کیا ہو تو باپ یا چچا یا بھائی کو یہ حق ہے کہ باپ  
 و نسبت پر ایک ہے۔ درختہ رشتہ تصور ہوگا پھر جب کوئی قرابت درپہ نہ ہو تو ان کا ختم نہ کرے  
 تو مندرجہ صورت بیت ماں سے ختم نہ کرے گی۔

ماں کے ذمہ نسبت نہ نہیں ہوتا۔ بیٹہ اس پر نہ مستحق ہے کہ پیدائش کے بعد بیٹہ یا بیٹہ  
 پر وہ پلے کے کیونکہ جب تک پیٹ پیٹ بچہ کو اس کا دودھ نہ ملے وہ باوجود زندہ نہیں رہتا۔  
 باپ و عورت کے درمیان بیٹہ کا ختم ہونا۔ باپ و عورت کے درمیان بیٹہ کا ختم ہونا۔  
 بیٹہ میں تو وہ دیر نہ رہتا کہ وہ ان پر پنا  
 کرے۔ کسی صورت میں نہ ہوگا۔ اگر باپ و عورت کے درمیان بیٹہ کا ختم ہونا۔  
 اگر ان میں سے کسی میں سے ختم ہوتا ہے تو اس کا ختم ہونا۔ اگر باپ و عورت کے درمیان بیٹہ کا ختم ہونا۔















## کتاب الیمین

### یکیت کی تعریف

لغت میں یمن کا ضد تین معنوں میں آتا ہے۔

(۱) قسم۔ بعد میں اس کا استعمال صفت یعنی قسم کھانے کے لئے ہونے

لگا۔ کیونکہ قبل از اسلام یہ دستور تھا کہ جب دو باہم کسی بات پر حلف کرتے تو ایک دوسرے

کا ہاتھ تھام کر قسم کھاتے یا اس سے کہ قول و ذکر شخصی و رقوق کو نہ بد کرنے کے لئے یمن یعنی

دائیں ہاتھ سے اس کے تشبیہ دی جاتی کہ وہ بائیں ہاتھ سے زیادہ طاقتور سمجھا جاتا تھا۔

کسی بات کو مؤکد کرنے اور اس میں زور پیدا کرنے کے لئے یمن کہی جاتی تھی۔

باقی ہے نکتہ وفاق میں اوضاع بیت و شہر میں قوم کی حالت و ضرورت

اثر پیش آتی ہے چنانچہ متعقبات پر اب میں قسم کھانے کا ذکر آیا ہے۔ نکتہ کہ ہاں

معامدات قرض و رہن و خرید و فروخت میں ہونے والے ہیں وہیں قسم کے مسائل کا ذکر آیا ہے۔

قسم کے ستموں جس صرت پر تجارت مفاد و مزا رشت میں ہوتا ہے اس صحت نکات و مہر فیہ

ایک اوضاع میں بھی ہوتا ہے۔ اس سے ہم نے من شہ فی مہر و مہر فیہ کے ساتھ یہاں بیان کر دینا

من سب سمجھا۔ قسم کی تہی حیثیت و مدت کے ساتھ بدلتی رہتی ہے جب صفت پر کسی م

واجب کی تعمیل موقوف ہو تو وہ واجب ہو جاتا ہے مثلاً ایک بے تصور ان کے تو ہیں مگر نہیں

کیا موت سے پہلے اگر صحت پر موقوف ہو تو صحت میں نہ واجب ہے۔ اس صحت کی جیسے کام

کے لئے صفت کا نا ہونا رو یا صحت پر ہو جاتا ہے۔ قسم کھانا کسی مستحب ہوتا ہے جب کسی نیک

کام کی اہمیت بتانے کی طرف رہنمائی دلائے یا بڑی بات کے لغت دران مقصود ہو گی تبیں

سے ہے جگر ان کے لئے قسم کو۔ مسلمان کے دین کے لئے عینہ و دیگر کرنے کے لئے یا سوا

کسی کا شہادت کے لئے قسم کو۔ وغیرہ کسی جہت پر جو چاہے نہ ہو کسی۔ پسندیدہ بات کو

نتیجہ کرنے کی قسم کو۔ وہ سب سے کہ جس سے دلت ہی کے لئے یا ترک معصیت کے لئے

یا کہ بڑے سبب اپنے سے کہ کر کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی نا بظ کر سہ کے لئے قسم کو۔



# قسم کا شرعی بیعت

مذہب کی یہ قسم کی قسم سے کسی قسم کی قسم

کے کو پور کرنے کی قربت اور خدا کی رحمت سے

ان کے لئے بہت سے نیک اعمال ہیں

... ..

خداوند کی قسم قسم پر رات میں جتنا کہ تمہیں ضرور

پڑے اس قسم سے کہی جاوے

یہ وہ ہیں جو قسم سے قسم سے وہی قسم سے

قسم میں تو ہیں کہ وہی قسم سے قسم سے قسم سے

کہ قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے

قسم میں وہی قسم سے قسم سے قسم سے





ہوئے قسمیں کھا کر آپ کی رسالت کا نذر کرتے تھے۔ ایسی قسم کا شمار نہیں اس کو غموس  
اڈبودینے والی اس لئے کہتے ہیں کہ دروغ حلفی گناہ میں غرق کر دیتی ہے اس کے لئے  
جہنم ہے۔

## قسم واقع ہونے کی شرطیں

قسم واقع ہونے کی چند شرطیں ہیں ایک یہ کہ قسم

والہ مکلف ہو، ہندانا باغ اور دیوانے کی قسم واقع نہیں

ہوتی، دوسری یہ کہ با اختیار ہو۔ لہذا جبراً اگر قسم کھوائی گئی تو وہ واقع نہ ہوگی لیکن قسم کھانے

کے بعد اگر جبراً تڑوائی گئی تو وہ حانت (یعنی قسم توڑنے والا) مانا جائے گا۔ تیسری شرط یہ

ہے کہ قسم قسمہ اُکھائی گئی ہو، لہذا ایسی قسم جو زبان پر بلہ ارادہ عادتاً آجائے اس قسم

نہ دیا جائے گا۔ لیکن اگر قسمہ اُکھائی ہوئی قسم کھول چوک سے ٹوٹ جائے تو وہ حانت نہیں

گزار چوتھی شرط یہ ہے کہ جس کی قسم کھائی وہ خدا تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام یا اس کی

صفات میں سے کوئی صفت ہو، یا نبیوں میں سے یہ ہے کہ جس بات کی قسم کھائی ہے وہ خود بخود

ظہور میں آجائے والی نہ ہو نہ حادثہ نہ متقدم نہ لاحق، ایسی تمام قسمیں غلط ہیں جیسے خدا کی قسم

سورج مشرق سے نکلے گا یا قسم خدا کی قسم جائیں گے یا اللہ کی قسم یہ جسم کس سے پیدا

کی قسم میں کل کا دن آج نہیں ٹوٹا کروں گویا بخدا میں اس پتھر کو سون نہیں نہ اُن کا اس

طریق کی قسمیں واقع نہیں ہوں گی بہت وہ باتیں جن کا کرنا مستند و عادتاً ممکن ہے نہ کرنا

کی قسم کھائی جائے گی تو پڑ جائے گا۔ مثلاً قسم کھ کر کہا کہ میں اس گھر میں نہ رہوں گا یا

اس گھر میں بہرگز نہ جاؤں گا تو یہ قسمیں واقع ہو جائیں گی کیونکہ یہ باتیں مستند و عادتاً ممکن ہیں لیکن

بات جو نہ مستند و عادتاً ممکن ہو تو اس پر قسم کھانے میں وہ ٹوٹ بھی جائے گی مثلاً قسم کھائی کہ میں

بہار کو کوئی کرناؤں گا یا سمندر پر چڑھ جاؤں گا۔ مستند و عادتاً دونوں حدت ناممکن باتیں ہیں

قسم کھانے کا بھی یہی حکم ہے یعنی قسم کھانے والی بات ناممکن یا مستند و عادتاً ممکن ہوئے کی

شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ قسم مستند و عادتاً ناممکن سے نہ ہو چنانچہ جنتی میں

اس کے میں قسم کھائے کہ میں سب سے زیادہ خوش ہوؤں گا۔ یہ مستند و عادتاً ناممکن بات ہے

یا "بجز میں سے کہ اللہ جیسا نہ ہو" مستند و عادتاً ناممکن بات ہے۔ نیز "میں اللہ جیسا نہ ہوں"









ایسا کروں تو اندھے پھروں۔ یا اندھ کی کتاب سے پھروں یا مردانہ اندھے پھروں۔  
 نے وہ کام کیا تو قسم ٹوٹے والے کا زہر ہو گا، مگر یہ کہ زہر شادست باز شدہ زہر ہے۔  
 کروں گا یا کرنے کروں تو رسوا شد کی شفاعت سے محروم ہو جاؤں تو نہ سکتا  
 نہ صبر نہ ہوگا۔ یہ کہتا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو کافروں کے درمیان میں ہوں تو سب سے زیادہ  
 سب تو کفار دیتا پڑے گا۔ درگاہوں میں بات کو گرجا سب سے پہلے یہ کہہ رہا ہے تو  
 کا جرم درگاہ کا ہے۔

قسم کا کفارہ ادا کرنے کا طریقہ  
 قسم کا کفارہ دس وقت ہیں کوئی ایک بار یا  
 ایک بار یا سکتی ہے۔ غصوں کی خرید و فروخت اب ہوتی نہیں رہی ہے۔  
 میں نے ذکر کیا کہ طریقہ ختم ہو گیا ہے۔ بس اب دو ہی طریقہ ہیں: ایک اگر کسی نے  
 کوئی بات نہ کر سکتا تو یعنی فی الحقیقت عاجز ہو تو اب یہی وقت ہے کہ مکتبہ کے  
 میں روزے تب ہی رکے جائیں گے سب پہلی مذکورہ باتوں میں سے کوئی بات بھی نہ کرے۔  
 کہنا کہ جس نے متعلق یہ ہو کر مکتبہ رکھ جائیں: دس وقتوں کا کفارہ  
 یعنی جن دس وقتوں کو جس کے لئے نہیں دس وقتوں کو دس وقتوں کے لئے یہ ہے کہ  
 میں جتنی دے دیا ہے اس قدر دس وقتوں کو دس وقتوں کے لئے یہ ہے کہ کوئی دوسرا  
 سب سے تین سو چوبیس کی قیمت یہ ہے کہ بچائے گئے ہوں کہ اگر جو کہ جو کہ جو کہ  
 ہو سکتا ہے دس آدمیوں کا کہ جس کی ضرورت نہیں ہے اس وقت  
 کی پوری مدت ایک ہی مدت کو ایک ہی دن ایک دفعہ میں دیدین یا دس دفعہ کر کے  
 بھی جائز نہیں ہے۔ ہر دس دن تک ہر روز ایک ہی مدت کو پوری مدت نہیں کی جاتی  
 دی گئی تو جائز ہے کیونکہ دس مسکینوں کی شرط اس طرح پوری ہو جائے گی کہ ایک شخص کی  
 خوراک دو آدمیوں میں بانٹ کر درست نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جس مسکین کا  
 کھانا کھا دیا جائے وہی کوئی ایک کھانے کی قیمت دیدی جائے۔  
 پھر پہلے سے متعلق یہ باتیں مکتبہ میں گئی اور دس مسکین گروہوں میں ہر ایک

کہ خور یا اڑنا یا سہیہ کر جسم ڈھک جائے، کرتا یا قمیص اور پانچامہ یا ملگی۔ حورتیں اگر ہیں  
 تو رڑھنی بھی دینا چاہیے تاکہ نہ پڑھ سکیں۔ کپڑا پڑانا نہ ہو اور اتنی مضبوط ہو کہ تین ماہ سے  
 نہ غرت ہو۔ پہنا جاسکے اور وسط درجے کے لوگوں کے پہنے کے لائق ہو۔  
 روزے کے کفارہ صرف اسی حال میں درست ہے جب کھانے اور پینے کا مقصد  
 نہ ہو وہ شخص صاحب مقصد قرار دیا جائے گا جس کے پاس اتنا مال ہو کہ گزارے کے اخراجات  
 ہر روز کے روزے سے غیر مستحق ہو یہ اجازت ہے کہ وہ قسم کے کفارے میں تین روزے رکھے۔  
 از مسلسل تین نہیں رکھ سکا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کفارہ ادا نہیں ہوگا،  
 جس کے روزے کفارہ اور فہار کا کفارہ اس وقت تک دینا نہیں ہوتا جب تک مقررہ تعداد مسلسل  
 نہ پوری کی جائے، باقی تین امام قسم کے کفارے میں مسلسل روزہ رکھنا لازم نہیں ہے، ان کی  
 دلیل یہ ہے کہ قسم کے کفارے میں جو حکم قرآن و حدیث میں مذکور ہو ہے اس میں تسلسل کی  
 قید نہیں لگائی گئی ہے۔

(مائدہ - ۵۸)

مَنْ تَعَذَّرَ عَنْ رُفْعَةِ يَدَيْهِ فِي رُفْعَةِ يَدَيْهِ

جس کو کھانا پانا دینا میسر نہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے تو یہ تہارمی قسموں  
 کا کفارہ ہے۔

انہی درجہ ثبوت افتد کی کتابوں میں مختلف قسم کی مثالیں قسموں کی دے کر یہ جائز و ناجائز  
 یا ہے کہ وہ کن کن حصوں سے ٹوٹ جاتی ہیں اور کن اعمال سے نہیں ڈھتیں۔ اسی طرح قسم  
 کے خلاف سے بھی جو تغیرات اس کی تعبیر میں واقع ہوتے ہیں بحث کی گئی ہے۔ کھانے پینے  
 کے بارے میں قسم گھر کے اندر رہنا اور گھر سے باہر آنے کے بارے میں قسم ترک کسب  
 کے بارے میں قسم، خرید و فروخت کرنے نہ کرنے کے بارے میں قسم، نکاح کرنے یا نہ کرنے  
 وقت یا نہ وقت اور نہ ہر طرح کی قسموں کے بارے میں تفصیل سے تسلسل بیان کی گئی ہے  
 جس سے صرف ثبوت اصولی یا تینوں میں کتاب میں بیان کر دی ہیں۔

## نذر کے مسائل

**نذر کی تعریف** نذریہ سب کے کثرت سے اپنی چیز کوئی ایسی بات ہے جس سے شرارت یا عیب یا سلام کے نذر دہی قرار نہ دیا ہو اور جس سے عیب یا سلام کے نذر دہی قرار نہ دیا ہو۔

**نذر کی حیثیت اور ثبوت** شے حیات سے منت مانی ہوئی بات کو چور کرنا اور دیا ہے بڑے ٹیکہ مانتے وہ منت مانتے ہوئے شے ہے۔

پور کرتے ہو جس کی تنہا ہے کہ رہتی ہے اس کا ثبوت ہے کہ شے سے شے سے ہے وہ نذر دہی ہے کہ وہ پتی نذر دہی کو چور کرے کہ شے سے ہے۔

من نذر ان یصلح لہ

فدینہ و من نذر ان

یعضی لہ فادینہ

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو

جس سے منت مانتی ہو وہ منت مانتی ہو





کرنے ہوتا ہے یا کسی اور کو آمادہ کرنے۔ مثلاً اگر گھر میں نہ لگے تو مجھ پر یہ کام ضرور ہوتا ہے۔ اگر نہ لگے تو مجھ پر یہ واجب ہوگا۔ اور کبھی اس نذر سے مقصد کسی بات کی تسخیر ہوتا ہے۔ مثلاً اگر وہ بات نہ ہوئی جو تم نے مجھ سے کہی تھی تو مجھ پر خدا کی لعنت ہے۔ یہ لازم ہوتا ہے۔

سب طرح نذر تہرر کی دو قسمیں ہیں اور نذر ایجاب کی تین قسمیں، کل پانچ قسمیں ہوتی ہیں۔ نذر تہرر کی دو قسمیں ہیں جو بات دینی ہے اس کا چور کرنا فرض ہے اور منت دینے سے پرہیز ہے۔ جب کہ نذر مشرور میں مردن میں ہوتا ہے جو منت دینی تھی اسے چور کرنا دینی نذر تہرر کی وقت متعین کیا ہے تو اسی وقت پورا کر دے اور اگر کوئی وقت متعین نہیں کیا ہے تو پورا کرنا جاسکتا ہے۔ نذر ایجاب کی تینوں صورتوں میں جو منت بھی مانی ہو اگر وہ شائبہ کا کام ہے تو درست ہے۔ جو کاروبار نہیں ہیں ان کی نذر ماننا درست نہیں، تو جب نذر ماننا ہو چور کرنا ہوگا۔ در نہ نذر کو عین حاکم ہوگا، یعنی قسم توڑنے کا گناہ ہے۔

نذر تہرر صحیح ہونے کی شرطیں یہ ہیں کہ نذر ماننے والا مسلمان ہو، نذر پوری کرنا پورا ہو، بچہ نابالغ یا جنون زدہ نہ ہو، ان بات یا محنوں کی نذر کر دینے کا نذر کی جو درست ہے، ان نذر درست نہیں ہے۔

جس بات کی نذر مانی گئی ہے اس کی شرط یہ ہے کہ وہ کوئی شائبہ کا کام ہو جس کی تیس بنیادی صورتیں ہیں۔ پہلی کہ نذر کرنا کوئی فرض عین ہے، تو وہ نذر منقذہ ہوتی ہو۔ دوسری کہ نذر کرنا کوئی حاکم ہے اور روزہ، روزہ منان وغیرہ تو پابندی شرعیہ میں، نفسیہ امور میں، زانیہ کثیرہ، نماز، روزہ وغیرہ، جو وفای کو واجب ہے، اس کے ساتھ درکار ہو تو نذر مانی جاسکتی ہے۔ تیسری کہ وہ تمام امور جو کاروبار نہیں ہیں، خود روزہ حریم مذکورہ جوں یا مباح سب نذر ماننے کے قابل نہیں سمجھے جائیں گے، اور حریم کی نذر درست نہیں ہے کیونکہ یہ معصیت ہے اور حدیث میں نہ حدت ہے کہ:

النذر فی معصیۃ اللہ  
فلس لہ کی نذر درست نہیں ہے۔  
ولا فیما لا یسکے من آدم  
ماننا جو آدمی کے جس میں نہ ہو درست نہیں ہے۔  
مذکورہ کی نذر بھی مکروہ ہوگی مثلاً ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مانی تو وہ درست نہ ہوگی۔

مذہب کی نذر جیسے ہمیں گوشت نہیں کھاؤ گا یہ ایک میں تک میدان گاؤں گئے تو گریہ نذر  
 ہر کی نہ کی تو گناہ زہر کے گئے بعض فقہاء نذر و وجہ نہ ہونے کے حق میں ہیں۔ درود  
 مذہب میں کاروبار یا نذر کی خوشنودی کے لئے کچھ کرنے کی سنت دینی گئی ہو تو نہیں ہر  
 گناہ نذر و وجہ نہ گناہ زہر ہے۔ یہ امر بخیر رہے کہ ہر معصیت کی نذر ہر گناہ درست  
 کلمہ یا سبب اس میں وہ مر بھی شامل ہے جو بذات خود معصیت نہ ہو مگر فرائض کی سبب کی بنا پر  
 گناہ ہو یا کہ شدت نہ پڑھنا بذات خود کاروبار یا سبب نہیں مفسو یہ یا زبانی نذر و وجہ کی ہوتی ہے یا  
 نذر پڑھنا ہر سبب لہذا اس کی نذر ہر گناہ بھی نہیں ہے۔

### وراثت

مذہب کے نسخوں میں وراثت اور وصیت کا بیان ہر گناہ کی سبب ہے۔  
 بیان وراثت کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے تعلق میں فی حدیث شریعت متفق  
 و جہات و مصلحتیں ہیں۔

وراثت کے معنی لغت میں وراثت کے معنی منتقل کرنے کے ہیں اس کا متناہی تمام  
 خیر مال اور جائیداد و منافع و شرف کے لئے ہوتا ہے جیسے وراثت  
 اس کے بعد جس شخص کے مال وراثت کی نعمت کا وارث ہو۔  
 جس شخص میں کسی شخص کی وفات کے بعد اس کے ترکہ کو مستحق لوگوں کی طرف منتقل کرنے  
 کو وراثت کہتے ہیں۔

وراثت کی تنظیم کا طریقہ اور وراثتوں کے حلقے شریعت کے امتیاز کے ہیں ان کو  
 بیان کرنے سے پہلے چند اصطلاحوں کو جان لینا ضروری ہے :

میراث : وفات پانے والے شخص جس کے مال اور سامان زندگی چھوڑا ہے۔

ترکہ : وہ مال و مہیا جو متوفی نے چھوڑا ہے میراث بھی کہتے ہیں۔

وراثت : وہ شخص جو متوفی کے چھوڑے ہوئے مال اور سامان کا شریعت کے حکم سے

ماک قرار پائے۔

مورث : ترکہ چھوڑنے والے یعنی میت جو اپنی زندگی میں اس مال و اسباب کا مالک تھا۔  
ذوی فروض : وہ لوگ جن کا میت سے کسی تعلق ہو اور ان کا حصہ شریعت کے ترکے میں  
مقرر کر دیا ہو۔

عصبہ : جن کا میت سے کسی تعلق مرد کے واسطے سے ہو اور ذوی فروض کو دیت کے بعد  
باقی بچے وہ ان کا ہو۔

ذوی راجعہ : وہ رشتہ دار جن کا تعلق میت سے عورت کے واسطے سے ہو مثلاً نانا اور  
نواسی وغیرہ۔

حقیقی بھائی بہن : جنہیں عینی بھی کہتے ہیں وہ ہیں جو میت کے باپ و مادر کی بھائی ہیں  
خیالی بھائی بہن : جو میت کی ماں کی ولادت ہوں لیکن اس کے باپ کی ولد نہ ہوں۔  
علاقہ بھائی بہن : جو میت کے باپ کی ولادت ہوں لیکن اس کی ماں کی ولد نہ ہوں۔  
محروم : وہ شخص جو اپنے کسی غلط فعل کی وجہ سے ترکے میں اپنا حق کھو چکا ہو۔  
مُجرب : وہ شخص جو کسی وارث کی موجودگی میں خود وارث نہ قرار پائے، اس کی دوسری بھائی  
ہو سکتی ہیں یا وراثت میں اس کا حصہ دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جائے گا۔  
اُت جُزب نقصان کہتے ہیں یا اس کا حصہ دوسرے وارث کی وجہ سے بالکل نہ رہے  
گا اُت جُزب حرمان کہتے ہیں۔  
اصول : میت کے باپ دادا پردادا۔

فروع : میت کے بیٹے پوتے اور بیٹے پوتی

مورث کی وفات کے بعد  
مورث کا چھوڑا ہوا مال اس کے ورثوں کی میراث ہے  
لیکن اسے اس وقت تک تقسیم نہیں کیا جاسکے جب  
تک تین چیزوں کا نرپ س سے پورا نہ کر لیا جائے ۱۱۱ تجزیہ و کشین ۲۱ قرض ۲۱ وصیت  
قرض و وصیت کا بیان دوسری جگہ ملے گا۔ یہاں صرف کشین و تدنیں کا ذکر کیا جا رہا ہے  
میت سے جو کچھ چھوڑا ہے اس میں سب سے پہلے کفن اور دفن کا سامان کیا جائے گا



نکڑاؤں میں فقروں خرچ کیا کرتے نہیں ہے۔ بلکہ فقروں خرچ کرتے وقت ایسے زائد مصارف خود برداشت کرتا ہوں گے۔ کفن اسی حیثیت کے کپڑے کا ہو جیسا متوفی اپنی زندگی میں مستعمل کرتا رہا۔ لیکن زیادہ کم قیمت کفن نہ دینا چاہیے اور اس معاملے میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ سرافت نہ ہو۔

قبر بہ حال میں کچھ بنانا چاہیے چاہے میت غریب کی ہو یا مالدار کی۔ قبر کی کھدائی کا خرچ ترک کر کے لینا چاہیے، اگر قبر کے لئے زمین خریدنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کی قیمت بھی ترک کر کے دیا جاسکتی ہے۔ مگر عام حالت میں اس سے زیادہ اس پر خرچ کرنا بجا نہیں ہے۔ قبر کے تختوں کی قیمت بھی ترک کر کے لینا چاہیے۔ اگر ضرورت ہو تو بندھنے والوں اور قبر تک پہنچانے والوں کو بھی مزدوری دی جاسکتی ہے۔ اگر اعزہ و اقارب خوشی سے خرچ برداشت کریں تو اس میں کوئی برکت نہیں ہے۔ یہ امر ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ میت کا ترکہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔ اس لئے فقروں خرچ دو ہرے گناہ کا سبب ہوگی۔ ایک سنت نبوی کی مخالفت کا گناہ اور دوسرے ورثہ کی حق تلفی جس کی ہیت اس قدر ہے کہ اگر مورت بنی تجویز و تکفین پر حقیقتی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کی وصیت کر جائے تو شریعت اس کی جائز نہیں دیتی۔ تدفین کے وقت معدودات دینا یا میت کو دفن کرنے کے لئے جو لوگ آئیں ان کی توفیق کرنے اور کربا و ورثہ اپنے حصے سے اس پر خرچ کرتے ہیں تو کوئی برکت نہیں مگر جو ورثہ یہ اپنی خوشی سے نہیں کرتے بلکہ کفن نام و نمود کی خاطر تو یہ بجا نہیں ہے۔ اسی طرح نابالغ وارثوں کے تحت بھی بعد قہریت کرنا بجا نہیں ہے۔ چہرہ ہر کسی کو دستور خواہ اس میں ترک سے بچا کریں یا سب پاس سے ہاروا سب یہ دستور نہ تو سنت ہے ورنہ صحابہ و تابعین نے ایسا کیا سب اس لئے اس سے بدتر نہ کرنا چاہیے۔

وارث کے لئے کسی شے کی مالیت سے تجویز و تکفین کی پیشکش کرنا شرعی نہیں ہے۔ جواب کی نیلہ یہ کہ جو تجویز و تکفین کرنا چاہے تو وارثوں کی مرضی سے کر سکتا ہے اور وارث کو یہ پیشکش قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق ہے۔

بیوی کی تجہیز و تکفین کا خرچہ سب سے پہلے شمار کیا جائے گا۔  
 بیوی کی تجہیز و تکفین کا خرچہ

جس نے ترکہ نہ چھوڑا ہو اس کی تجہیز و تکفین کا خرچہ  
 وراثت میں دو تہ میت کی تجہیز و تکفین پر خرچہ کریں گے اگر اس نے ترکہ نہ چھوڑا ہو تو میت  
 خرچہ وہاں سے لے گا جو ادا ہے ترکہ کا حصہ رہتا ہے وراثتی خف ن وراثت وراثت ہوگا جو ترکہ  
 کے حصہ رہتا ہے۔

ل وراثت کی تجہیز و تکفین  
 یہی میت کی تجہیز و تکفین جس کا کوئی وارث ہو نہ رہتا ہے۔  
 میت کی حکومت پر یہ جہاں میت کی حکومت نہ ہو تو اس سے  
 یا بستی کے لوگوں پر واجب ہے حکومت میت میں سے خرچہ کرے گا وراثتی کے واسطے  
 میں چندہ کر کے خرچہ کریں گے۔

مورث کے قرض قرض  
 مورث وفات سے پہلے کسی کا قرض ہو تو اس کا تمام قرض  
 کو ہو یا اس کا قرض اس نے مرنے سے پہلے کیا ہو تو تجہیز و تکفین  
 کے بعد اس طرح کے تمام قرضے ادا کرنے کے بعد ترکہ وراثت میں تقسیم کیا جائے گا قرض میں  
 بیوی کا ہر ادا اگر کسی چیز کا نقصان ہو گیا ہو تو اس کا نقصان بھی شامل ہے۔ وہ قرض غریبوں  
 جن کے ادا نہ کرنے پر فدیہ واجب ہو گیا ہو یا نذر کا کفارہ دین ہو یا زکوٰۃ و سہب ہو تو حکم یہ ہے  
 کہ زکوٰۃ تو اس کے مال سے دیدینا چاہیے لیکن قرض کے ادا کر چکنے کے بعد جو کچھ بچے اس میں  
 سے ہر حصہ کفارہ فدیہ و وصیت کو پورا کرنے میں خرچہ کیا جائے گا اگر ان کی مقدار پانچ سو  
 ہو تو پھر وراثت کی مرضی بمسبہ کہ وہ زائد مقدار کو ادا کریں یا نہ کریں بہ حال ہر کے اندر وصیت  
 کے مطابق ادا کرنا واجب ہے۔

ترکہ کی تقسیم  
 قرض کی ادائیگی و وصیت کی تکمیل کے بعد میت کا ترکہ شریعت کے  
 مقرر کردہ حصوں کے مطابق وراثتوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ کبھی ایسے

جواب کی چیز اور جانتے ہیں جن کے باعث ایک ورثہ ترکے ہیں اپنے حق سے محروم ہو جاتا  
سبب اس کا حصہ کم ہو جاتا سبب۔

نہ دو حصہ ہو کر کے اس سبب قس اور دین ہیں شریعت۔

رکنی باغ و رشک باغ سے مورث کا قتل ہو کر نہ وہ تہہ و نہا کیا گیا ہو یا غصبی  
سے ہو یا تو وہ مورث کے ترکے سے باغ و رشک ہو جائے کہ محروم ہونے کی چیزیں شریعت  
ہیں ایک یہ کہ وہ قتل و ہوش رکت ہو دوسرے یہ کہ وہ باغ ہو یا شریعت سے قتل  
اس کے ذریعے نہ کیا گیا ہو یا پائل اور نا باغ شریعتی پابندی سے آزاد ہونے کے سبب  
نہ ہیں مؤلف ہیں اس سے ان سے قتل کا رشک ہو جائے کہ وہ قتل میں نہ ہیں قرر  
پائے کہ اگر ورثہ کے خیم سے قتل نہیں کیا بلکہ پناہ پر نہ ہوں تو مورث  
کا قتل ہو کر ورثہ سے محروم نہیں ہو کر۔

کوئی مسدود نہ کسی خیر مسدود کو ورثہ ہو سکتا ہے ورنہ کوئی خیر مسدود مورث کی  
ورثہ پاسکے سبب اس کی شریعت دونوں کو ایک دوسرے کے ورثہ نہیں دیتی  
یہ کہ وہ دین استہم سے پھر جائے کہ ہے کہ وہ دین مسدود کی ورثہ  
سے محروم رہے۔

وہ ورثہ جو اپنے فعل سے نہیں بلکہ دوسرے کسی  
کو سبب ہو جانے والے وارث۔

وارث کے بیچ میں مکمل ہونے کے سبب حجاب  
بہرہ سے ہیں جانتے ہیں اور اس دہ سے یا تو ان کا حصہ میراث میں کم ہو جاتا سبب باغ  
نہیں رہتا یہیں صورت کو شریعت میں حسب نقصان اور دوسری صورت کو حجب ترمان کہتے ہیں۔

وہ وارث جو دوسرے وارث کے باعث محجوب نہیں ہوتے  
یا حجب بان

سے زور ورثہ متاثر نہیں ہوتے یعنی وہ نہ اس بنا پر ورثہ سے محروم ہو سکتے ہیں اور نہ  
اس بنا پر ان کا حصہ کم کیا جاسکتا ہے وہ دو وارث میت کا بیٹا و بیٹی ہیں۔

جب نقصان کی تفصیل جن ورثوں کا حصہ دوسرے ورثوں کی وجہ سے کم رہا ہے اُن کی تفصیل یہ ہے:

- ۱۔ گرزوی افراد (وارثوں) میں صرف میت کے ماں باپ ہوں تو اُن کو یہ فائدہ ملتا ہے لیکن گرمیت کے بیٹے بیٹی وغیرہ بھی ہوں تو پھر ماں باپ کا حصہ ٹٹ کر رہ جاتا ہے۔
- ۲۔ ماں کا حصہ میراث میں ہے۔ جس طرح اُس کے لڑکوں کی موجودگی میں ماں کا حصہ ٹٹ جاتا ہے اسی طرح میت کے بھائی بہن یا اُس کی بیوی کے ہوتے ہوئے بھی ماں کا حصہ اُسے پہنچا دیا جائے گا۔
- ۳۔ شوہر کے ترکے میں بیوی کا حصہ چوتھائی ہے لیکن اگر شوہر نے والد چھوڑی ہے تو اُن کی موجودگی میں بیوی کا حصہ آٹھواں پہنچا دیا جائے گا۔
- ۴۔ بیوی کے ترکے میں شوہر کا حق نصف (پہلے) لیکن اگر بیوی کے بطن سے کوئی وارث تو پھر شوہر کو صرف چوتھائی (پہلے) کا حق ہوگا۔
- ۵۔ اسی طرح بیوتی کا حصہ حقیقی بیٹی کی موجودگی میں۔ عداقی بہن کا حصہ حقیقی بہن کی موجودگی میں۔ دادا کا حصہ والد کی موجودگی میں کم ہو جاتا ہے۔

جب حرمان کی تفصیل دو وارث ہو جس وارث کی موجودگی میں باقی وارث ہو جاتے ہیں یہ ہیں:

- ۱۔ اگر میت کے ورثوں میں بیٹے بیٹی ہوں یا باپ دادا میں کوئی موجود ہو تو حقیقی وارث اخوانی دھار کے بھائی بہن محروم ہو جاتے ہیں۔
- ۲۔ اگر میت کے بیٹے محروم ہوں تو بیوتی کو وارثت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ شوہر میت کے ذریعہ افراد میں ترکے کی تقسیم میں جو ترتیب قائم کی ہے وہ اس طرح ہے کہ پہلے قریب کو میت سے اور کو یعنی بیٹے پھر بھائی اور پھر نواسی کے وراثت کے بعد پھر دادا۔ اور پھر نواسی کے وراثت کے بعد نواسی کے وراثت کے بعد قریب تر ہوں گے وہ ترکہ پانے کے حصہ دار ہوں گے اور جو کسی ترتیب سے جتنے دور



ہوں گے و در قریب ترک و جہ سے محبوب ہو جائیں گے مثلاً باپ سے داد محبوب ہو جائے گا  
 اور دست پر داد، اسی طرح بڑوں سے پوتے محبوب ہو جائیں گے اور پوتوں سے پاپوتے  
 کی طرح رب کی موجودگی میں نانیاں و رددیاں محبوب ہوں گی۔

سے ذوی الارحام، ذوی افروض و رخصت کی موجودگی میں ترکے سے حصہ نہیں  
 پائیں گے مثلاً نانا، نانی، بھانجا، بھانجی، خالہ، ماموں، بھوپتی وغیرہ محبوب ہو جائیں گے  
 کرمیت کے بیٹے، بیٹی، ماں باپ اور بھائی موجود ہیں۔

محبوب پوتے کا مسئلہ شریعت نے جو تقسیم وراثت کی ترتیب رکھی ہے وہ بڑی  
 مضبوط و مستحکم ہے جس کو اگر ذرا بھی بددعا کے تو

ستورہ باقی نہیں رہتا۔ پوتا وراثت سے محبوب ہو جاتا ہے جب اس کے باپ اور چچا دونوں  
 میں سے کوئی ایک موجود ہو، اگر مورث کی زندگی میں ایک بیٹا و فوت پاگ و ردد اپنے چچے  
 کوئی ورنہ چچا کو شریعت کے منطبق مورث کا ترکہ اس کے زندہ بیٹوں کو حصے کا ورثہ ہونا  
 تقسیم ہے۔ اب بھائی کے گار اسلڈم نے شریعتی قوانین کے ساتھ ساتھ صدیقی بدیات بھی دی  
 ہیں۔ قانون پروری طرح عمل کرتے ہوئے بھی تقسیم پوتے کے محبوب الیہرث ہونے کی تدفین کی  
 گئی ہے۔ شریعت نے ہر مورث کو حق دیا ہے کہ وہ اپنے مال میں سے حصہ جس کا رخیہ میں  
 ہے، اپنے لیے اس کی رعیت کرے۔ ہر مورث کو اپنے تقسیم پوتے کے کٹ پر کی رعیت کرنے کا  
 حق ہے۔ اس کے ورثہ و ورثہ میں زندگی میں تقسیم پوتے کے ورثہ میں بھی ایک حصہ  
 ہے۔ تقسیم پوتے کے ورثہ میں تقسیم پوتے کے ورثہ میں تقسیم پوتے کے ورثہ میں تقسیم پوتے کے ورثہ میں  
 ہے۔ میں شریعتی قوانین میں خیر کرنے کا حق کسی کو نہیں پہنچتا۔

تقسیم وراثت میں ہر ورثہ کے حصے میں قرآن و حدیث کی ہر ایک بات کو ماننا ہے۔

حق کے سبب سے مستحق و فائدہ مند و مال و ستمی بہ مستحق اور حکومت کی تجویز و رعایت  
 انہیں ترک کی گئی ہے۔ ہر شریعت نبوی میں دیکھا جائے کہ اس کی ہر بات پر عمل کیا جائے۔  
 قوت کریم میں سزا و سزا سے ترک مستحق ہے کہ بنیادی باتوں کے ساتھ تقسیم ہے۔

بندگاہ خدا کے حقوق پر بھی براہِ احکام نازل فرما کے جنت و جہنم کے سبب سے بہت  
یتیموں اور یتیم خانوں کے ساتھ حسن سلوک کو بہت بڑی نیکی بتایا ہے۔ یہ سب سبب سے بہت  
بہت رشتہ دار ہے۔

وَمَا كُنْزُكُمْ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكُمْ اِنَّ اَكْبَرَ خَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ اَنْ تَتَّقُوا ۝۱۰۰ وَتَتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ یُخْرِجُکُم مِّنْ دُوْنِکُمْ ۝۱۰۱ وَتَتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ یُخْرِجُکُم مِّنْ دُوْنِکُمْ ۝۱۰۲

سورہ بقرہ ۱۰۰-۱۰۲

تو اس نے وہ گناہی نہیں عبور کی ورنہ جو کہ وہ کیا گناہی سب سے بڑی گناہ  
نعمی سے چھڑا دیا یا تکلیف و رفا کے دن کسی رشتہ دار یتیم کو گناہ گناہی کی  
خاک بھر غریب نادار کو گناہ گناہی۔

یعنی جو انسان ہمدردی کی اس بلندی تک بھی نہ آسکا کہ کسی انسان کو نعمی کے گناہ  
سے چھڑا دے یا کسی اپنے رشتہ دار یتیم کو گناہ گناہ دے جبکہ وہ فقیر و غنی ہیں۔ یہ سب سبب سے بہت  
کسی خدا کی نشین مسکین کا پیٹ بھر دے تو وہ انسانیت کے اوج پر تک پہنچ جائے گا۔  
گاہ سورہ انعام میں ہے :

وَاَنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ یُخْرِجُکُم مِّنْ دُوْنِکُمْ ۝۱۰۰ وَتَتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ یُخْرِجُکُم مِّنْ دُوْنِکُمْ ۝۱۰۱ وَتَتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ یُخْرِجُکُم مِّنْ دُوْنِکُمْ ۝۱۰۲

سورہ انعام ۱۰۰-۱۰۲

تو تم یتیم پر کوئی ظلم اور دباؤ نہ ڈالو ورنہ اسے کو بھڑکی نہ دو  
انسان اپنی ذرا سی تکلیف پر شکایت کرنے لگتا ہے لیکن کسی غریب کی تکلیف وہ  
سے دیکھ محسوس نہیں ہوتا، اس خود غرضی پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مذہب سے  
کڑا بدلہ دیا کہ ان کو ان کے غرضوں سے بے خبر کر دے اور ان کو ان کے غرضوں سے بے خبر کر دے۔

وَاَنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ یُخْرِجُکُم مِّنْ دُوْنِکُمْ ۝۱۰۰ وَتَتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ یُخْرِجُکُم مِّنْ دُوْنِکُمْ ۝۱۰۱ وَتَتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ یُخْرِجُکُم مِّنْ دُوْنِکُمْ ۝۱۰۲

سورہ بقرہ ۱۰۰-۱۰۲

سورہ بقرہ ۱۰۰-۱۰۲

ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم خود یتیم کی دلداری نہیں کرتے اور نہ دوسروں کو حوصلہ دیتے  
جو کہ مسکین کو گناہ دیں ورنہ کہے گا سارا مال سمیٹ کر کیجاتے ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم پر شفقت کرنے اور اس کے جبر و ثواب کے بارے میں فرمایا  
”جس نے خدا کی مرضی کے لئے یتیم کے سر پر ہاتھ پیرا تو اس یتیم کے سر کے  
ہر بال کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھی جائے گی“ (ترمذی)۔

پہلے فرمایا کہ:

خیر میں پرورش کرنے والے اور میں جنت میں میں طرح ہو سکے آپ

سے زور دیا کہ وہ کہہ دیں: "ابن عمری"

اس نے فرمایا: "جو شخص یتیم کو اپنے گھر میں شریک کرے نہ توئی اس کے لئے

جنت و جہنم کے لئے"

پہلے سے جنت کے ساتھ حسد سے کہ کو بھڑائی کا معیار اور ان کے ساتھ بد سہارا

کو بھڑائی کا معیار بتایا:

خیر میں میں 'مُسْلِمِیْن' ہیں 'فِیْہِ' یتیم 'یُحْسِنُ' اللہ و شریعت میں

'یُحْسِنُ' یتیم 'فِیْہِ' یتیم 'یُحْسِنُ' (ابن عمر)

سہارا کے لئے وہ ہیں بہترین گھر وہ سب جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ

یہ سوکھ کیا جاتا ہو اور بدترین گھر مسکینوں کا وہ سب جس میں کوئی یتیم ہو اور اس

کے ساتھ بڑا سوکھ کیا جاتا ہو۔

نہایت کے حد یہ کہنا کہ اس حدیث میں تو یہ ہے کہ وہ اس ترکے سے محروم کر کے نہ

بھیجتا ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ وہ اپنے باپ کے ترکے سے کسی حال میں محروم نہیں ہو سکتا اور اس

کے ترکے سے براہ راست حصہ نہ پانے کے باوجود یتیم ہونے کی نصرت میں اس کو ایسی مراد

میں نہ ہوتی ہے کہ وہ اس کا حساس بھی نہیں ہونے دیتیں۔ مسکین مدد شہ و جن صدیقی قندروں

پر مستور سب مدد شہ کے کو خود کو بھی بے رحمہ دگا نہیں رکھتے گا۔

کہ خیر میں اور جو کئی حق و راستی کے مانع نہیں۔ اگر میں کو ایک ترکہ کا باغ اور

ایک ناباغ ہے تو ترکے سے

مسکینوں کو بڑا برکت ہے کہ

یہ کوئی مورخ یہ ہے کہ وہ شہ کے ترکے سے حسب دستور مسکینوں کو خود اس نے

دور سے شہ کے نکات کریں ہو۔ دور نکاح اس ترکے سے محروم نہیں کرتا۔

نافرمان اولاد اور حق وراثت بدکردار و نافرمان لڑکے جسے نام جو پر روک سکتا کر دیتے ہیں وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ اپنی مورث کی وفات کے بعد شرعی حصہ ملے گا، البتہ اگر جائیداد متروک کے برابر ہو جائے تو ایسے وارث کے لئے جھکاؤ نہ ہوگا۔ قانون نافذ کر کے جائیداد اور مال پر شہنشاہ کر سکتا ہے۔ روکا جاسکتا ہے۔ بالکل محروم نہیں کیا جاسکتا۔

۱۔ سوتیلے لڑکے اپنے سوتیلے باپ میت کے رشتہ دار جو وارث نہیں ہوتے کے ورثہ پر اپنی سوتیلی والدہ کے وارث نہیں ہو سکتے۔ اگر ایک عورت نے بچے بعد دیگرے دو شوہروں سے نکاح کیا مثلاً سب سے پہلے خالد سے اور دونوں کی اولادیں ہیں تو افضل کے لڑکے خالد کی جائیداد سے کوئی حصہ نہیں پائیں گے اور نہ افضل کے لڑکوں کی جائیداد سے خالد کو کوئی حصہ ملے گا۔

۲۔ اسی طرح ایک مرد کی اولاد دو بیویوں سے ہو تو اولاد اپنے باپ کے ترکہ سے حصہ لے گی لیکن ایک بیوی کے لڑکے دوسری بیوی کے ترکہ سے حصہ نہیں پائیں گے۔ اسی طرح دونوں مائیں اپنی سوتیلی اولاد کی میراث سے ترکہ نہیں پائیں گی۔

شوہر اور بیوی کے قرابت داروں کا ترکہ شوہر کے باپ دادا، ماں اور بھائی بہن کے اور بیوی کے باپ دادا، ماں اور بھائی بہن کے درمیان اگر کوئی خونی رشتہ نہ ہو تو نہ تو بیوی اپنے سسر، سسر، سسر، سسر کی میراث سے حصہ پاسکتی ہے اور نہ شوہر اپنے سسر، سسر، سسر، سسر کی میراث سے حصہ پاسکتا ہے۔

میراث کی بنیاد خدمت و احسان نہیں ہے ایک شخص اپنے دوست کی خدمت کرتا رہا اور اس کی ضروریات پوری کرتا رہا تو اس خدمت و احسان کے بدلے وہ اپنے دوست کی میراث کا حصہ نہیں پو۔ میراث اس کے قانونی وارثوں کو ہی ملے گی۔ اسلامی معاشرہ اپنے افراد کے درمیان کاروبار، تعلقات کو قرابت کے تعلق کا درجہ نہیں دیتا، البتہ بعض ضروری خدمت و احسان کا اثر ہوتا ہے۔









کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی غیر موجودگی میں درد کوورثت میں باب کو درجہ پانچواں کیا ہے۔  
 باب دومی سے داخل ہیں جس کی طرح درد بھی ہے اور جس طرح باب دومی سے داخل ہے۔  
 نسوخت میں غصہ بھی ہو جاتا ہے اس طرح درد بھی غصہ ہو جاتا ہے۔  
 ہیں جو باب کی ہیں مگر یہ سنی وقت باب پانچواں نہ ہو جاتا ہے۔  
 ہیں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ ایک دن یہ بھی سنا کہ مسلمانوں کو اس میں نہیں ہے۔  
 کہ نہیں ہوتا مگر درد کو حصہ میں ہو جاتا ہے کہ ہو جاتا ہے۔

باب دومی سے داخل ہیں۔  
 باب کی حیثیت اور اس کا حصہ۔  
 باب کی حیثیت اور اس کا حصہ۔  
 باب کی حیثیت اور اس کا حصہ۔

پہلی یہ کہ اگر مرنے والے کو کچھ درد ہو تو وہ پانی موجود ہو تو اس کو کچھ پانی سے  
 ۱۰ اگر مرنے والے کو کچھ درد ہو تو وہ پانی موجود ہو تو اس کو کچھ پانی سے  
 تیسری یہ خیالی یا حقیقی تو کچھ پانی سے ہے۔

دوسری یہ کہ مرنے والے کو کچھ درد ہو تو اس کو کچھ پانی سے ہے۔  
 ہیں تو یہی کہ حصہ نہیں کر سکتے۔  
 مرنے والے کو کچھ درد ہو تو اس کو کچھ پانی سے ہے۔  
 تیسری یہ کہ اگر مرنے والے کو کچھ درد ہو تو اس کو کچھ پانی سے ہے۔  
 کی وہ پانی سے ہے۔  
 مرنے والے کو کچھ درد ہو تو اس کو کچھ پانی سے ہے۔  
 ہیں نہ ہوں۔

قرآن میں اس میں کہ جس کے ذکر میں کیا گیا ہے۔

قرآن میں اس میں کہ جس کے ذکر میں کیا گیا ہے۔



کرمیت کی دردمند دہشت توں بپ کے لئے ترکے میں چھٹا چھٹا ہے۔ اور اگر  
کائی دے نہ ہو یعنی نہ فٹ مان بپ ہی وارث ہوں توں کا حصہ یک تہائی ہے۔

ن کے لئے دیکھو یہ بات سمجھتی ہے کہ باقی جو دو تہائی رہا وہ باپ کو ملے گا۔

بھائی کی چھٹا چھٹا لئے اس کا حصہ  
ذوی الغرض میں یہ تہائی تہائی کا ہے جس  
تحت مان بپ ترکے کے لئے نہیں ہو سکتا

کی ترک تہائی بھی کسی حصہ میں نہیں ہوتی۔ جیسے اگر اس کا بھائی یعنی بہن کا بہن موجود ہو تو وہ  
بہن بن جائے اس کے لئے کہ تین سو تین ہیں ورتینوں سے توں ہیں اس کا حصہ  
مردہ بن جائے گا۔

کرمیت کے لئے صرف ایک بڑی چھوڑی ہو ورنہ نہ ہو تو بڑی کو ترکے کا نصف ام سے  
بہن کر اس کے حصہ دے دے ورنہ ہوں تو باقی پر اس میں حصہ ہوگا۔ اور اگر کوئی دوسرے  
ورثہ نہ ہو تو یہ وہ نصف ہی بڑی ہی کو ملے گا۔

وہ بھائی میں دو یا دو سے زیادہ بڑیاں ہیں ورنہ نہ ہیں تو بہن بڑیاں کو  
ن ترکے کا دو تہائی حصہ ملے گا ورنہ ہی تمام بڑیاں پر برتسیم کریں گی اب اگر  
کوئی دوسرے وارث موجود نہ ہو تو باقی پر بھی بڑیاں کو مل جائے گا۔

اگر بہن بڑیاں دو ہیں تو بھائی بہن دونوں حصہ ہو جائیں گے کوئی حصہ مفقود  
نہیں ہے۔ ایک دوسرے ذوی الغرض کو دے کر جو باقی بیکہ گا وہ ان دونوں میں مل  
جائے گی۔ یہاں سے کہ کہ باقی ماندوں کے تین حصے کے بھائی کے دو حصے ترکے  
کو بڑیاں حصہ ملے گا۔ تو ان میں سے ایک حصہ ان ماند میں مذکور ہو اس سے:

نہیں ملے گا۔ اور اس کے بعد اس کے لئے ایک حصہ ملے گا۔ تو اس سے باقی حصہ نہیں

بھائی کے لئے۔ اور اس کے بعد اس کے لئے ایک حصہ ملے گا۔ اور اس سے باقی حصہ نہیں

بھائی کے لئے۔ اور اس کے بعد اس کے لئے ایک حصہ ملے گا۔ اور اس سے باقی حصہ نہیں

بھائی کے لئے۔ اور اس کے بعد اس کے لئے ایک حصہ ملے گا۔ اور اس سے باقی حصہ نہیں

بھائی کے لئے۔ اور اس کے بعد اس کے لئے ایک حصہ ملے گا۔ اور اس سے باقی حصہ نہیں

لڑکی بھی ہو تو اس کے لئے ادھار

یہاں لڑکی کا ترکے میں حق بیان کیا گیا ہے لڑکے کے بارے میں شروع میں تو یہ لڑکی اس کو لڑکی کے حصہ کا ڈیڑھ حصہ گا۔ تو اس سے خود لڑکے کا سہم بھی معلوم ہو گیا۔ انہیں کے اتنی ہے باب سے ورثہ پانے والے لڑکے اور لڑکیاں پس ہیں حقیقی یا عہدتی بہن ہیں۔ گے۔ مٹی طرح مان سے ورثہ پانے والے لڑکے اور لڑکیاں پس ہیں حقیقی یا عہدتی بہن ہیں۔ ہوں گے۔ وہر کا حکم سب طرح کے لڑکے اور لڑکیوں کا ہے جو میت کا ورثہ پانے والے ہو سکتے ہیں۔

۵۔ پوتی اور پر پوتی کا ترکے میں حصہ ذوی الفروض میں پانچویں عند برت ہے۔ اگر میت کی لڑکیاں اور لڑکے نہ ہوں

تہ ہوں ور یک یا لکی پوتیاں ہوں تو وہ اپنے دادا کی میراث میں ک پوتی سے دسواں حصہ جتنے کی لڑکی ہیں نہیں بلکہ پوتے کی لڑکی اور پوتی بھی میراث میں کے برابر شہادت کی ہوتی ہیں ور بصورت کے لحاظ سے حصہ کم و بیش ہو جاتا ہے۔

۱۔ اگر میت کی لڑکی یا لڑکا زندہ نہ ہو صرف یک پوتی ہو تو اس کی میراث میں کو ترکے میں

۲۔ اگر لڑکے اور سہرے کو کوئی دوسرا ورثہ نہ ہو تو پوتی سے پانچواں حصہ ہوتا ہے۔

۳۔ اگر دو پوتیاں ہوں تو اس میں سے دو بیٹیوں دو شہادت دیں گے ورثہ پوتی یا لڑ

۴۔ اگر دو لڑکے ورثہ میں ہوں تو یہ ورثہ دونوں میں برابر تقسیم ہو جائے گا۔

۵۔ اگر میت کی یک پوتی اور یک لون موجود ہو اور بیٹی یا لڑکا نہ ہو تو میت کی

۶۔ تقسیم صورت میں میراث کیا جائے گا۔ میت کی ورثہ جو کوئی بھی مرد و عورت کے

۷۔ جو بیک کا پوتے ورثہ پوتی پر تقسیم ہو جائے گا۔ اگر دونوں میت کی میت

۸۔ اس تیسری صورت میں پر پوتی پوتے کی موجودگی میں کوٹ ہو جائے گی۔ اس میں

۹۔ کی موجودگی میں پوتیاں مجرب ہو جاتی ہیں۔

۱۰۔ اگر میت کی میت یک لڑکی اور پوتیاں ہوں (بہن یا پوتہ نہ ہو تو یہ میت کے

۱۱۔ ہر سے گنا خود یک ہو جائی ہیں۔ لیکن اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو ہر بیٹی پر



۱۔ بیوی کی حیثیت اور اس کا حصہ  
 ذوی اہل ذمہ میں سرتوڑ و رشتہ بندی سے  
 طرح شوہر ہیں بیوی کے ترک سے مرد نہیں  
 ہوتا ہی طرح بیوی بھی شوہر کے ترک سے کبھی محروم نہیں ہو سکتی۔ ترکہ یا حصہ سے  
 بیوی کو بھی ۱۰ حیثیتیں ہیں

۱۔ اگر شوہر نے بعد وقت اپنا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی نہیں جوڑے ہیں تو بیوی کو اس کے ترک  
 ترکے کا جو حق ملے گا۔

۲۔ اگر شوہر نے مذکورہ وارد میں سے کوئی چیز سب انوار سے بیوی کے حصہ سے نہ لے  
 بیوی کو جو حق ملے گا اس کے کھٹوں حصہ سے گا۔ قرآن میں ان دونوں صورتوں میں  
 ان مفاد میں فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مِلَّةَ الْفَاسِقِ الْفَاسِقِ فَذَلِكَ هُمُ السَّامِعُونَ

بیویوں کے لئے تمہارے ترکے سے جو حق حصہ سے جب تمہاری کوئی دودھ موجود نہ  
 ہو اگر کوئی درد تو پھر ان کا حصہ آٹھوں سے ہے۔

صدق یافتہ بیوی بھی میراث پائے گی اگر شوہر کا انتقال عدت کے دن گزرنے سے پہلے ہو۔ بعد  
 میں انتقال ہو تو پھر میراث کا حق نہیں رہے گا لیکن جس عورت نے صدق لی ہو یا جس نے نفقہ  
 کر لی ہو تو پھر وہ میراث کی بالکل مستحق نہ ہوگی۔

۳۔ اخیانی سہانی  
 مرد جیہ بچان جس کا باپ دومہ ہو ذوی اہل ذمہ میں کھٹوں سے  
 ہے۔ یہ سہانی کبھی حصہ پاتے ہیں در کبھی محروم بھی ہو سکتے  
 ہیں اس کی تفصیل یہ ہے۔

میت کے نسوں و فروع میں سے کوئی بھی موجود ہوگا تو نیانی سہانی ترکے سے محروم  
 رہیں گے، نسوں میں باپ درد و فروع میں بیٹا بیٹی پوتا پر پوتہ ہیں لیکن اگر ان میں  
 سے کوئی نہ ہو تو میراث میں نہیں ہوں گے۔

۴۔ اگر وفات ایک خانی سہانی ہو تو اس کو نصف حصہ یعنی ترکے کا چارہ حصہ ملے گا  
 اگر وہ دو سے زیادہ ہوں تو ترکے کا ایک چاندی حصہ ملے گا جو اس میں برابر تقسیم ہوگا





بہن کی گرتہا یک حقیقی بہن موجود ہو تو اس کو کل ترکہ نسبت دینی ہے۔  
 یہ حقیقی بہنیں زیادہ ہوں تو ترکہ کا وراثت یعنی یہ سب ہیں۔

نہت کی بی بی بچی پر بچی سے کوئی موجود ہو تو حقیقی سبب ہو۔  
 اگر ذوی غرض کو وراثت کے بعد جو پیدائش ہو وہ حقیقی سبب ہو۔  
 وراثت ہوگی بی بی وراثتی بہن چوڑی تو ترکہ حقیقی سبب میں خیر ہوگا۔  
 یہ حقیقی کو وراثتی بی بی یک حصہ بی بی کو وراثتی سبب میں

تراش کر بہن کے ساتھ یک دو بہن بھی ہوں تو بہن کے ساتھ بہن کے  
 بی بی ذوی غرض کو وراثت کے بعد جو پیدائش باقی رہے وہ سب سبب ہیں۔  
 اس میں تقسیم ہوگا کہ بی بی کو بہن سے لگاتار بی بی سے سبب ہیں۔  
 شوہر و سہور و یک بی بی چوڑی اس کی یک بہن و یک بی بی سبب ہیں۔  
 ترکہ کو ہر حصوں میں بانٹ کر شوہر کو سبب یعنی ہر حصہ کو ہر بی بی سے  
 ترکہ کو وراثت یعنی ہر حصہ دے جائیں گے کہ تین حصے بی بی بہن کے ہوں۔  
 کہ اس میں تقسیم ہوں گے کہ بی بی کو دو حصے اور بہن کو یک حصہ۔ اگر حقیقی سبب  
 نہیں در حقیقی بی بی زندہ ہوں تو حقیقی بہن کی موجودگی میں انھیں خیر ہے۔  
 ہر تینوں حصے بہن کو مل جائیں گے۔ قرآن کریم میں یہ یہاں سورۃ النساء

فَإِذَا طَلَّقَ الْمَرْءُ نِسَاءً فَلَا مَلَاقَةَ بَيْنَهُمَا فِيمَا فَلَاحَ بَيْنَهُمَا

فَإِذَا طَلَّقَ الْمَرْءُ نِسَاءً فَلَا مَلَاقَةَ بَيْنَهُمَا فِيمَا فَلَاحَ بَيْنَهُمَا

ہر ایک مرد جس کے کوئی مرد نہیں فوت ہو جائے اور اس کی یک بہن تو ترکہ  
 کے حصے سے ہے اور بہن کی اس بہن کا وراثت اس کی بی بی خیر ہے۔  
 سبب ہیں تو ہر دو ترکہ کو وراثتی حصہ اور کوئی بی بی

تو وہ رتوں کے جتنے برابر ہو گا

گیا رتوں کی ضرورت نہیں کی حد موجودی میں مدتی نہیں ہیں ۔  
 حقیقت نہیں کی قدرت میں کی ورنہ اسے ترک نہیں ہوتی ۔  
 تین ہیں نا ہوتے ہیں جس طرح حقیقت نہیں بھائی کے ساتھ نہیں ہوتی سب مدتی نہیں ہیں ۔  
 جس میں کہ وہ موجودات کی ۔ اور حقیقت نہیں کے ساتھ نہیں ہوگی اگرچہ کہ وہ نہ ہوگا  
 یہ تینوں ہی کی بات ہے کہ وہی تینوں کے حصول میں ہیں جب کہ وہی نہ ہو تب  
 تینوں ہی کو ترک کر کے نہ ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 وہی ہیں وہی ۔ وہی کو دیکھ کے بعد وہی کہہ گا وہی کہہ گا ۔  
 نہ نہیں ہوگی وہی ہیں تینوں کوئی موجود نہ ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ ایک سے زیادہ مدتی نہیں کر کے کی تو ہیں ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگی نہیں ہوگی نہ ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔

نہ نہیں ہوگی نہیں ہوگی نہ ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔

نہ نہیں ہوگی نہیں ہوگی نہ ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔

نہ نہیں ہوگی نہیں ہوگی نہ ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔  
 نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔ نہ نہیں ہوگا ۔

تو وہ منصب ہو کر حصہ پاتیں اور پر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں عدالتی بہن سے  
 ملے ہوئے کسی وقت ہوگا جب میت کے کوئی بڑا کی یا بڑی وغیرہ نہ ہو کر شہابی بہن کے ساتھ  
 بیٹی یا پوتی بھی ہوگی تو عدالتی بہن بالکل محروم ہو جائے گی کیونکہ ان امور میں عدالتی بہن سے  
 ہو کر ہر مسئلے کی حقدار ہو جاتی ہے۔ حقیقی بہن کے سلسلے میں جو وقت کی نسبت اس کی نسبت  
 اس میں عدالتی بہن کا حکم موجود ہے۔

جہدہ مہم الالب (دادی) کا ترکہ ہے حصہ  
 جہدہ مہم الالب (نانی) کا ترکہ ہے حصہ  
 ذوی فرائض میں جہدہ مہم الالب

ہوتی ہیں۔ دادی اور نانی ترکہ کے سلسلے میں وہ دونوں کے مسائل قریب قریب یکساں ہیں۔  
 ان مسائل کو سمجھنے سے پہلے چند مقدمات کو سمجھ لینا چاہیے۔ پہلی بات یہ کہ دادی میت کا باپ کی  
 ماں ہی نہیں بلکہ داد کی ماں اور دادی کی ماں بھی ہے۔ اسی طرح نانی میت کی ماں کی  
 نہیں بلکہ نانی کی ماں اور اس کی ماں کو بھی جہدہ ہی کہتے ہیں۔ وراثت میں سب درجوں اور نانیوں  
 کو میت کی طرف سے ترکہ پہنچ سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نانیوں یا نیوں میں جو قریبی  
 ہیں انھیں جہدہ صحیحہ اور جو دور کی ہیں انھیں جہدہ فی سہدہ کہا جائے گا۔ وراثت کا شمار ذمی وراثت  
 میں نہیں بلکہ ذوی الارباعہ میں ہوگا، ان کے حصوں کا بیان بھی وہاں آئے گا۔ نانیوں میں وہ  
 نانی دور کی کہی جائے گی جس کے رشتے میں کوئی ذمی وراثت میں آئے مشاہد کے باپ کی ماں  
 دور کی نانی ہے بخلاف ماں کی ماں اور نانی کی ماں کے یہ سب قریب کی نانی ہیں کیونکہ درمیان  
 میں مرد کا رشتہ نہیں ہے۔

جہدہ صحیحہ کا حکم  
 جہدہ صحیحہ یعنی قریب کی دادی اور نانی کی موجودگی میں جہدہ ذمی  
 یعنی دور کی دادیوں یا نیوں کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ دور میں ہیں۔  
 گر میت کے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہو تو پھر باپ کی موجودگی میں دور میں  
 ماں کی موجودگی میں نانیوں کو حصہ نہیں پائیں گے۔

نمایندہ جہدہ صحیحہ کی صورتیں



۱۔ مذکورہ بالا وارثوں کی غیر موجودگی میں دہی ورنائی کو ترک کر کے حصہ ملے گا۔ اگر قریب کی دہی اور قریب کی نانی دونوں موجود ہوں تو یہ حصہ میں شریک ہوں گی اور سب کو برابر حصہ ملے گا۔

۲۔ اگر قریب کی نانی اور دور کی دہی موجود ہوں یا قریب کی دہی اور دور کی نانی موجود ہوں تو دونوں حالتوں میں دور کی دہی اور نانی محروم ہو جائیں گی۔

۳۔ دہی محبوب ہوگی اگر باپ یا دادا موجود ہوں لیکن نانی اُن کی وجہ سے محروم نہیں ہوں۔ نانی صرف میت کی ماں یعنی بیٹی کی وجہ سے محروم ہو جائے گی۔

عصبات کا بیان میراث کی تقسیم میں ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو چیز بچے گی وہ عصبات کو ملے گی۔ عصبات دو طرح کے ہوتے ہیں:

۱۔ عصبہ بنفسہ۔ وہ ورثہ ہیں جو یا تو خود دہوں یا اسی دوسرے مرد کے واسطے سے میت سے رشتہ رکھتے ہوں جیسے بیٹا، باپ، دادا، پوتا، چچا، بھتیجا۔

۲۔ عصبہ بالغیر۔ وہ ورثہ ہیں جو یا تو خود عورت ہوں یا کسی عورت کے واسطے سے میت سے رشتہ رکھتے ہوں۔ مثلاً بیٹی بیٹے کے ساتھ اور بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ بالغیر ہیں۔

تقسیم ترکہ میں عصبات کی درجہ بندی کے چار درجے ہیں جن کے اعتبار سے یہ درجے

۱۔ درجہ اول۔ حصہ ملنے سے پہلے درجہ کے عصبات موجود ہوں گے تو دوسرے درجے کے حصہ نہ ملے گا۔ اسی طرح جب دوسرے درجے کے

عصبات کو پہلے درجے کے عصبات کی عدم موجودگی میں حصہ ملے گا تو تیسرے اور چوتھے درجے کے عصبات محروم رہیں گے۔ محرومی کا مطلب یہ ہے کہ حصہ ہونے کی حیثیت سے ترکہ

میں حصہ نہیں ہوگا لیکن اگر ان میں کوئی ذوی الفروض میں کسی مبتدئ کو اس حیثیت سے حصہ ملے گا تو وہ حصہ اس کو ملے گا۔ اسی طرح جب دوسرے درجے کے

عصبات کو پہلے درجے کے عصبات کی عدم موجودگی میں حصہ ملے گا تو تیسرے اور چوتھے درجے کے عصبات محروم رہیں گے۔ محرومی کا مطلب یہ ہے کہ حصہ ہونے کی حیثیت سے ترکہ میں حصہ نہیں ہوگا لیکن اگر ان میں کوئی ذوی الفروض میں کسی مبتدئ کو اس حیثیت سے حصہ ملے گا تو وہ حصہ اس کو ملے گا۔ اسی طرح جب دوسرے درجے کے





جیسا کہ دیر نمبر ۲ میں کہا گیا ہے کہ کئی بیٹے ہوں تو باپ کا ترکہ ان پر برابر تقسیم ہوگا۔  
 اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اگر باپ کی اولاد میں دو بیٹے ہوں تو ایک کے پاس  
 ترکہ و ردو سے دوسرے کے پاس تو دومی اخراجات کو دینے کے بعد جو کچھ بچے ہوگا وہ دونوں  
 کے حصوں میں تقسیم ہو کر تینوں ترکوں کو دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ماں یا بہن یا بہن کے دو  
 فرزند ہوں تو ان کے حصے میں بھی و ردو سے اس کی وراثت ہوں گا۔ ترکہ و ردو میں شریعت نے  
 و ردو کو برابر ہر حصوں میں دیا جائے گا خواہ ایک شریعت میں ایک ہی ترکہ ہو و ردو سے شریعت  
 کسی ہوں، یہ نہیں ہوگا کہ دھائی شریعت کی و ردو کو و ردو سے شریعت کی و ردو سے۔  
 بیٹے کے بعد غصبات میں دوسرے درجہ ہوتے ہیں۔ اگر بیٹے کی شریعت سے من  
 بیتا زندہ نہ ہو مگر پوتے ہو تو وہ باپ کے ترکہ میں حصہ لیں گے۔  
 و ردو اخراجات کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے گا وہ سب پوتے کو دیا جائے گا۔ و ردو کی و ردو  
 و اردوں میں سے نہ ہو تو کل ترکہ پوتے کو مل جائے گا۔ و ردو اگر کسی پوتے ہوں گے تو وہ سب برابر  
 تقسیم دیا جائے گا خواہ وہ سب ایک بیٹے کی مطلب سے ہوں یا دو تین بیٹوں کی مطلب سے  
 ہوں۔ اگر ان پوتوں کے ساتھ پوتیاں بھی ہوں تو پوتوں کے ساتھ حصہ بانٹیں گے۔ و ردو بھی  
 حصہ پوتوں کی جس طرح بیٹے کے ساتھ بیٹی حصہ پاتی ہے۔  
 شریعت نے ترکہ کی غصبات کو پوتے بیٹوں کے ساتھ دیا ہے۔ و ردو میں سے شریعت میں سے  
 ان کے پاس زندہ ہوں لیکن اگر ان کے باپ نے و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی  
 کے برابر ہو جائے گا۔ اس میں سب برابر حصہ نہیں ہوگا۔ اس کے و ردو میں سے و ردو کے برابر  
 باپ و چچا کی موجودگی میں باقی نہیں ملے گا۔ ایسے پوتے و ردو کے ساتھ شریعت میں سے و ردو  
 ان کے باپ کے و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی  
 و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی  
 باقی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی  
 و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی و ردو کی

دیر نمبر ۲ میں کہا گیا ہے کہ پوتے باپ کے ترکہ میں حصہ لیں گے۔



۱۔ درپے نہ ہوں تو وہ دوسرے وہی ترکہ پائیں گے جو باپ اور چچا پا سکتے تھے دو ہاتھ ہیں یہ  
بہنیں ذاتی تھیں۔

۲۔ بہنیں کے بیٹوں کی موجودگی میں بیٹیاں ذریعہ شادی نہیں رہتیں بلکہ محض  
۳۔ بہنیں کا کچھ حصہ رہتی ہیں۔ لیکن پوتوں کے ساتھ وہ ذریعہ شادی رہتی ہیں ان کی بہن  
۴۔ بہنیں تو رہتی ہیں۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۵۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی

۶۔ بہنوں کے بیٹوں کی موجودگی میں بہنیں ذریعہ شادی نہیں رہتیں بلکہ محض  
۷۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۸۔ بہنیں ذریعہ شادی نہیں رہتیں بلکہ محض  
۹۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۱۰۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی

۱۱۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۱۲۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۱۳۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۱۴۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۱۵۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی

۱۶۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۱۷۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۱۸۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۱۹۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی  
۲۰۔ بہنوں کے بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باقی دوسرے ذریعہ شادی وہ ہاتھ کے تھے جو ان کی بہنوں کی

۲۔ اگر میت کی کوئی بیٹی یا پوتی ہو تو پہلے تو باپ کو ذوی الفروض کی حیثیت سے ترہہ دینا  
حصہ دہانے کا پھر تمام ذوی الفروض وارثوں کو دینے کے بعد جو کچھ بچ گیا ہے اسے دوسری عصبہ  
عصبہ باپ کو ملے گا۔

۳۔ درجہ اول کے عصبہ کی موجودگی میں باپ عصبہ نہیں ہوگا بحیثیت ذوی الفروض ترہے  
کا پانچ حصہ ہی پائے گا۔

ذوی الفروض کے بیان میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ باپ کی موجودگی میں  
دادا کا حصہ محروم ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کو تمام متبہات پر شریعتی  
میتیت عصبہ ہونے کی ہے یعنی باپ کی موجودگی میں دادا کو بحیثیت نسب کو حصہ نہیں  
اگر میت کا باپ بقید حیات نہیں اور دادا موجود ہے تو وہ اسی طرح عصبہ ہے جس طرح  
باپ کے حصے کی تفصیل و پر کی گئی ہے یہی حال پرداد کا بھی ہے۔

باپ پرداد کی وراثت کے سلسلہ میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ اگر میت کی بیوی پرداد سے  
موجود ہوں گے تو اس کا حصہ کم نہ ہوگا یعنی کس ترہے میں اس حصے کا بیکار ہو جائے گا  
اس کا حصہ کم ہو جائے گا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ پرداد کی موجودگی میں اس کو حصہ نہیں ملے گا  
بیکار باپ کی موجودگی میں ذوی الفروض رہتی ہے۔

یہی سب درجے کے عصبہات کو ترکہ ملنے کی صورت میں درجے کے عصبہات سے  
نہ ہوں تو سچے ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی رہتا ہے اسے عصبہات  
پر میت ترہے میں اس درجے میں بچائی جائے گی اور عصبہات کے بیٹے و بیٹیاں اس  
میرے درجے کے عصبہات میں سب کے بعد بچائی جائیں گی اور اس کے بعد عصبہات کے بیٹے و بیٹیاں  
حقیقتی عصبہات ہیں جیسا کہ مذکور ہے کہ باپ یا بیٹے پرداد سے درجے کے عصبہات  
نہ ہوں گے تو ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی رہتا ہے اسے عصبہات  
حقیقی عصبہات کو اس جگہ پر

اگر کسی حقیقی عصبہ کی بیوی یا بیٹا ہو تو سب میں برابر تقسیم ہونے لگے

اگر بھائی کے ساتھ حقیقی بہنیں موجود ہیں تو وہ بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی اور  
بھائی کے حصے کو نصف پائیں گی۔

حقیقی بھائی کی موجودگی میں علاقہ بھائی اور صدیقی بہنیں محروم رہیں گی۔

پہلے اور دوسرے درجے کے عصبیات بھی نہ ہوں اور حقیقی بھائی بھی نہ ہو  
تو علاقہ بھائی میت کا وارث ہوگا۔ یہ بھی اگر کئی ہوں گے تو ذوی الفروض  
کو دینے کے بعد جو باقی رہے گا، اُسے برابر تقسیم کریں گے۔ اگر صدیقی بھائی کے ساتھ علاقہ  
بہنیں ہیں تو سب بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی اور بھائی کا ادھا حصہ ایں گی۔

صدیقی بھائی بہن اُس وقت محروم رہیں گے جب میت کی حقیقی لڑکی موجود ہو

۱۔ جب میت کا حقیقی یا علاقہ کوئی بھائی نہ ہو تو بھتیجا یا وارث ہوگا

۲۔ اگر میت کی حقیقی یا علاقہ بہنوں میں سے کوئی ہے تو وہ بھائی کے ساتھ

تو عصبہ ہو باقی ہیں مگر بھتیجیوں کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتیں بلکہ اعلیٰ مراتب ہی میں

رہتی ہیں یعنی ذوی الفروض۔

بھتیجیاں نہ ہونے لگے بھائی کی بیٹیاں ہوں یا سوتیلی بھائی کی وہ نہ عصبیات میں ہیں نہ ذوی الفروض

میں بسمان کا شمار ذوی ارحام کی تیسری قسم میں ہے۔

حقیقی بھتیجے کے ہوتے ہوئے میت کے علاقہ بھائی کے لڑکے محروم رہیں گے۔

۱۔ حقیقی بھائی کا لڑکا نہ ہو اور صدیقی بھائی کا لڑکا موجود ہو تو وہ حقیقی بھتیجے

کی جگہ میت کا وارث ہوگا اور اس کا حال بھی قریب قریب وہی ہے جو

حقیقی بھتیجے کا ہے۔

حقیقی اور علاقہ بھائیوں کے پوتے

۱۔ اگر میت کے بھائی حقیقی یا علاقہ زندہ نہ ہوں

اور نہ ان کے لڑکوں میں کوئی زندہ ہو تو پھر

حقیقی بھائی کے پوتے اور وہ بھی نہ ہوں تو صدیقی بھائی کے پوتوں پر میت کی وراثت تقسیم ہوگی۔

میت کی حقیقی یا صدیقی بہنیں اگر ہیں تو وہ بھائی کے پوتوں کے ساتھ بھی عصبہ نہ ہوں گی

بسمان ذوی الفروض رہیں گی۔





انوں کو مرچہ کر دیکھی نہ ہوں تو ان کے پوتوں کو ملے گا۔

ذوئی نے رن اور میت کے ترکے میں ان کے لئے رشتہ بہت بڑا ہے۔

سے ان کے تین تین سب سے بہت ذوی غرض و غفلت کے دبا بے گا کہ جسے جہد و جہد کو سیکھیں  
 کہ نسبت میں کوئی نہ ہو تو پھر ذوی رن کو دیکھیں کہ یہ نسبت درجہ کے درجہ کے ہیں۔  
 ذوی رن و میت کے درجہ درجہ ہیں جو رن کے لئے سے شہی نفس رکھتے ہیں۔

نہ عورت ہوں شہی۔ کچھ بھی ورنہ کی ترکیب و خوراک سے ورنہ سے رن میں ورنہ

مائی ذوی رن میں سے شہی نہیں ہیں کہ ورنہ کی رن کا جسے ذوی غرض و غفلت

ہیں متاثر ہو جائیں گے۔ رن میں بھی عورت ہیں۔ وہ یہ چاہت ہے کہ پھر ذوی غرض و غفلت

نسبت میں کوئی نہ ہو تو پھر ذوی رن کو دیکھیں کہ یہ نسبت درجہ کے درجہ کے ہیں۔

یہ نسبت بہت بڑی ہے۔ کوئی نسبت بہت بڑی ہے۔ یہ نسبت درجہ کے درجہ کے ہیں۔

ذوی رن و میت کے درجہ درجہ ہیں جو رن کے لئے سے شہی نفس رکھتے ہیں۔

مائی ذوی رن میں سے شہی نہیں ہیں کہ ورنہ کی رن کا جسے ذوی غرض و غفلت

ہیں متاثر ہو جائیں گے۔ رن میں بھی عورت ہیں۔ وہ یہ چاہت ہے کہ پھر ذوی غرض و غفلت

نسبت میں کوئی نہ ہو تو پھر ذوی رن کو دیکھیں کہ یہ نسبت درجہ کے درجہ کے ہیں۔

یہ نسبت بہت بڑی ہے۔ کوئی نسبت بہت بڑی ہے۔ یہ نسبت درجہ کے درجہ کے ہیں۔

ذوی رن و میت کے درجہ درجہ ہیں جو رن کے لئے سے شہی نفس رکھتے ہیں۔

مائی ذوی رن میں سے شہی نہیں ہیں کہ ورنہ کی رن کا جسے ذوی غرض و غفلت

ہیں متاثر ہو جائیں گے۔ رن میں بھی عورت ہیں۔ وہ یہ چاہت ہے کہ پھر ذوی غرض و غفلت

نسبت میں کوئی نہ ہو تو پھر ذوی رن کو دیکھیں کہ یہ نسبت درجہ کے درجہ کے ہیں۔

یہ نسبت بہت بڑی ہے۔ کوئی نسبت بہت بڑی ہے۔ یہ نسبت درجہ کے درجہ کے ہیں۔

ذوی رن و میت کے درجہ درجہ ہیں جو رن کے لئے سے شہی نفس رکھتے ہیں۔

مائی ذوی رن میں سے شہی نہیں ہیں کہ ورنہ کی رن کا جسے ذوی غرض و غفلت

حصہ نیت کے بعد تھیہ ترکہ بھی دہی پاتے ہیں۔ اس طرح ذوی غرض کی موجودگی میں ذوی ارث کے حصہ پانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مگر تھیہ ذوی غرض میں سے صرف دو ارث پاتے ہیں کہ اگر تھیا وہی ہوں اور کوئی دوسرے عصبیات ذوی غرض میں سے نہ ہو تو ذوی ارث میں سے ایک حصہ مل سکتا ہے وہ دو ذوی غرض شوہر و بیوی ہیں یعنی اگر میت نے اپنے ذوی غرض میں صرف بیوی کو یا عورت میت نے صرف شوہر کو چھوڑا تو ان کو شریعت نے حصہ دینے کے بعد باقی ذوی الارحام کو دیا جائے گا یہ اس لئے کہ بیوی و شوہر کو فرسٹ متعزز سے زیادہ ہیں۔

میت ہے جبکہ دوسرے ذوی غرض تھیہ ترکہ بھی پاتے ہیں اگر کوئی دوسرے دارث نہ ہو  
**ذوی الارحام کی درجہ بندی** قسم کے ہوں گے اس سے نیت دست کی  
 اقسام و اولوں کو کچھ نہیں تگا۔ ہر ایک قسم کے ذوی ارحام و انھیں ترکہ پاتے ہاں سب سے زیادہ  
 جاتا ہے۔ ذوی غرض سے صرف گیارہ وہ لوگ مرد ہیں جو ذوی ارحام کا حصہ رکھتے ہیں  
 یعنی شوہر و بیوی کے مذدہ۔

**پہلی قسم کے ذوی الارحام** سب سے مقدم خواتین اور ذیلیات ہیں جنہیں میت کا  
 کا ترکہ اسی وقت ملے گا جب ان کے مذدہ ہوں گے  
 غرض و عصبیات میں سے کوئی زندہ نہ ہو۔ اگر ایک خواہد یا ایک ہی ذوی ارث ہوں تو ان میں  
 اس کو سب بٹے گا اور اگر دو ذوی ہوں گے یا سبکی ہوں گے تو ذوی ارث میں سے ایک  
 حصے کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا۔

خواہدے و ذوی نہ ہوں تو پوتی کی اولاد وارث ہوگی اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر خاں سے  
 اور ذوی کی و ذوی حصہ سے گے۔ پھر اگر خواہدے و ذوی کی و ذوی نہ ہو تو پوتے کے ذوی  
 اگر وہ بھی نہ ہوں تو پوتی کے پوتے پوتیاں وارث ہوں گے۔

**دوسری قسم کے ذوی الارحام** ذوی غرض میں داد و ادائی ورنہ ذوی ارث کے متعزز ہوں  
 کہ ذکر کیا ہے پھر سب ذوی ارث کی جگہ پر آجائے گا کہ ذوی  
 و ذوی ورنہ ذوی کی موجودگی میں دور کے داد و ادائی ورنہ ذوی ارث کے متعزز ہوں گے۔

میں شہر بہ شہر ہیں ورنہ تو ذوی غرض میں ہے ورنہ عبادت میں سے وہ مستحق ذوی  
 مرد و عورت بھی ہیں شہر بہ شہر۔ تاکہ کو میت کے ترکے سے کچھ نہیں ملے گا۔ اگر ذوی غرض صاحب  
 در ذرا کی زندگی کی پہلی قسم میں سے کوئی موجود ہوگا۔ جب ان میں سے کوئی نہ ہو اور نہ زندہ ہو  
 تو نہ بت کے ترکے کو مستحق ہوگا۔ دوسری قسم کے ذوی غرض کے لوگ سب محروم ہوں گے۔ اگر  
 میت کے نانہ ہوں تو پھر میت کے باپ کے نانہ کو وہ بھی نہ ہوں تو ماں کے نانہ کی عدم موجودگی  
 ان کے نانہ اور ماں کی زندگی کے ترکے کو مستحق ہوں گے۔ پھر اگر ان میں سے بھی کوئی نہ رہا ہو تو  
 میت کے نانہ کے سب سے ذوی غرض کو حصہ ملے گا۔

تیسری قسم کے ذوی غرض کا نام غیہ منصب وراثت ہے۔ بہن کی اولاد سے درامیت  
 اس قسم میں میت کی بہن کی تمام اولاد اور بہن کی  
 کے بہن کے سب سے اور بھانجیاں ہیں اور بھائی کی وہ دور جو منصب نہیں ہے اس سے وہ اور  
 میت کی بہن و بھائی کی حد دوسری ہوتی ہے۔ جتنی بہن کے نانہ کے نانہ یا بہن کی بہن  
 کی نانہ کی بہن کی نانہ کی۔ اخیانی بہن کے نانہ اور نانہ کی نانہ کوئی مقدمہ اور نانہ نہیں  
 ہے۔ اگر ایک ساتھ سب موجود ہوں تب بھی سب کو حصہ ملے گا۔ بس فرق یہ ہوگا کہ مرد کو نانہ سے گ  
 صورت کو اس کا کچھ ملے گا۔ اور اگر نہ ہو تو ایک ہی ہو اور ویر کے ورثہ میں سے کوئی نہ ہو تو پھر  
 ترکہ اس ایک ہی کو ملے گا۔ بھائی بھائیوں اور بھائیوں کے نانہ ہونے کی صورت میں ان  
 کے نانہ کو حصہ ملے گا۔

اگر کوئی سیتہ یا زندہ ہو تو اس کے سامنے تمام بھائیوں اور بھائیوں محروم رہیں گی کیونکہ سیتہ یا  
 سیتہ سب سے در غرض کی موجودگی میں ذوی غرض کا کوئی حصہ نہیں ملتا۔

بھائی بھائیوں اور بھائیوں میں ترکہ تسمیہ کرنے کی ایک صورت و پر بیان ہوتی ہے۔ اگر  
 صورت یہ ہے کہ انھیں ترکہ ان کے و مدین دینی میت کے بھائی و بہن کے لئے حصہ ملے  
 ان میں سے بھائی کو بہن کے مقابلے میں دو گنا ملے گا۔ اگر بھائیوں کو وہی دو گنا ملے گا۔ اور  
 بہن کی صورت کو اس کا کچھ ملے گا۔ بھائی بھائیوں کے ساتھ بھائی بھی ہوں تو انھیں بھائیوں کا  
 حصہ ملے گا۔

جو کتنی قسم کے ذوی الارحام  
 اس قسم میں میت کی کچھ چیزیں شامل ہیں جو  
 اخیانی تھیں۔ اور جب یہ نہ ہوں تو ان کی وراثت  
 اگر وہ بھی نہ ہوں تو حقیقی اور علاقائی چاکی و رد پھر یہ بھی نہ ہوں تو یہ باپ کی کچھ چیزیں  
 خدائیں اور مالوں وغیرہ مستحق ہوں گے۔

## ذوی الفروض کے حصوں کا مختصر نقشہ

تمام ورثوں کے حصوں کی تفصیل ادھر بیان کی جا چکی ہے اور یہ بھی کہ ذوی الفروض  
 کے حصے شریعت نے مقدار کر دیے ہیں مگر عصبہ و رد ذوی رحمہ کا کوئی مقدار نہیں ہے  
 بلکہ ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے گا وہ عصبہ کو دیاجائے گا لیکن عصبہ اس  
 سے کوئی نہ ہو تو سپر بقیہ ذوی رحمہ کو دیا جاتا ہے۔

ذوی الفروض کے مقدار حصوں کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے۔  
 ۱۔ شصت (۶۰) حصہ باپ و رت نسوس و رت ہیں پائیں گے۔  
 ب۔ میت کا شوہر جب میت کی ورنہ ہو۔

- ب۔ میت کی بیٹی باپ و بیٹی نہ ہو تو اس کا بھائی ہو تو نہ ہو۔  
 ج۔ میت کی پوتی جب میت کا بیٹا نہ ہو تو موجود نہ ہو۔  
 د۔ میت کی بہن جب کہیں ہو ورمیت کے بیٹے یا بیٹی یا باپ موجود نہ ہو۔  
 ۵۔ میت کی علاقائی بہن جب تیشقی بہن نہ ہو ورمیت کی ورمیت بہن نہ ہو۔  
 ۲۔ شلستان (۷۰) حصہ پار و رثوں کو نسوس و رت ہیں متاثر  
 ۱۔ میت کی دو یا دو سے زیادہ بیویوں کو جب اس کی ورنہ نہ ہو۔  
 ۲۔ میت کی دو یا دو سے زیادہ بیویوں کو جب بیٹی یا بیٹی ورنہ نہ ہو۔  
 ۳۔ میت کی دو یا دو سے زیادہ بیویوں کو جب بیٹی یا بیٹی ورنہ نہ ہو۔  
 ۴۔ میت کی دو یا دو سے زیادہ بیویوں کو جب بیٹی یا بیٹی ورنہ نہ ہو۔



۱۔ ٹکٹ ایک تہائی حصہ دو روٹوں کو مخصوص کرتا ہے۔

۲۔ میت کی وراثت کو جب میت کی وراثت ہو اور میتی بہن کی نہ ہو۔

۳۔ میت کے میتی بہن کو جب دو مالک سے زیادہ ہو۔

۴۔ کو بیع اور جو میتی ایک حصہ دو روٹوں کو مخصوص کرتا ہے۔

۵۔ میت کی بیوی کو جب اس کے کوئی وراثت ہو۔

۶۔ میت کے شوہر کو جب اس کی وراثت ہو۔

۷۔ سید اس (چھٹا) حصہ چار روٹوں کو مخصوص کرتا ہے۔

۸۔ میت کے باپ کو جب میت کی وراثت ہو۔

۹۔ میت کی ماں کو جب میت کی وراثت ہو۔

۱۰۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۱۱۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۱۲۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۱۳۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۱۴۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۱۵۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۱۶۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۱۷۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۱۸۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۱۹۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۰۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۱۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۲۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۳۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۴۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۵۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۶۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۷۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۸۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

۲۹۔ میتی بہن کو جب میت ہو۔

**غول کے معنی** لغت میں غول کے معنی سیدھی چیز کو ایک طرف مچکاتے کے بھی ہیں۔ زیادتی کرنے کے بھی۔ شریعت کی حدود میں غول سے نسبت کویت ہیں جو ترکے کی تقسیم میں گرتنہی محسوس ہو تو اسے دور کرنے کے لئے کیا جائے۔ درختوں کی تعبیر یہ کی گئی ہے۔

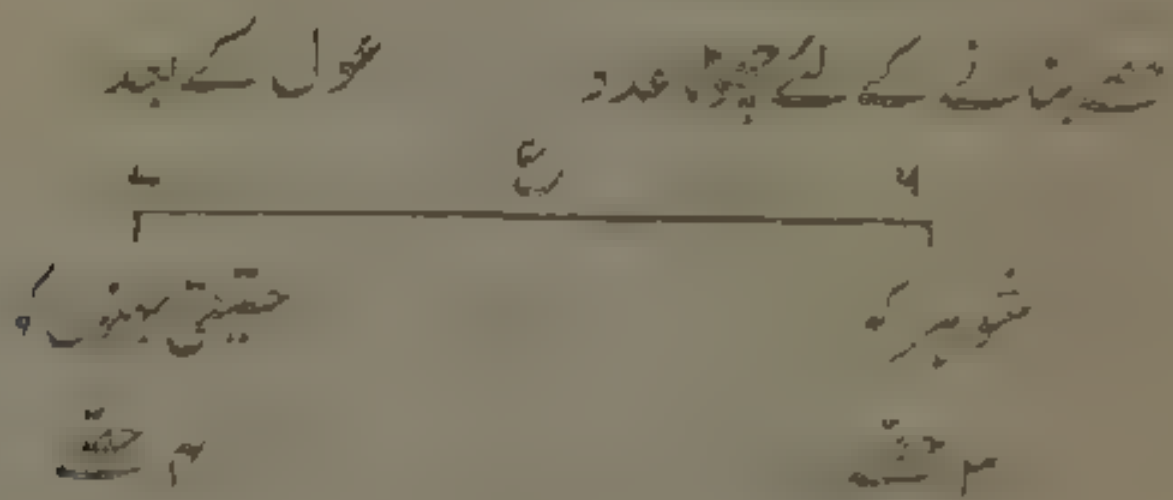
هُوَ زِيَادَةٌ اسْتِهَامَ ذَاكَ ثَوْتِ  
الْفَرْوَنَ عَلَى مَخْرَجِ الْفَرْوَيْنَةِ  
لِيَدْخُلَ النَّشْنُ عَسَى كُنَّ  
مِنْهُمْ لِيَتَذَرُ فَرْوَيْنَةً

اگر مخرج فرض یعنی وہ دس سے دس کے  
جسے کل ہے ہیں۔ اسے تقویٰ کے تحت زیادہ  
ہو جائے تو اس عدد کو بڑھایا جائے تاکہ اس کی  
یہ جزئیات کہ تمام وارثوں کے حصوں میں بتا

ان کے حقوق کے قدر کی ہو تو سب سے بڑی اور زیادہ

**غول کی ضرورت** اس وقت ضرورت پڑتی ہے جب سب سے زیادہ حصہ نہ تقسیم ہو سکے۔ کسی کا حصہ کم ہوتا سفر تا ہو و حصوں کو دو یا تین کی صورت میں  
ہو تو مخرج فرض میں اضافہ کر لیا جائے تاکہ حصوں میں کسر نہ کرنا پڑے۔ درختوں میں  
جو کمی آئے وہ سب حصوں میں برابر سے آج کے۔ مثلاً ایک عورت نے بدوئی شوبہ اور  
دو بیٹی بہنوں کو وارث چھوڑا، دوی نفروں میں شوبہ کا حصہ نصف یعنی ۱/۲ اور بہنوں کا  
حصہ دو تہائی یعنی ۲/۳ ہے۔ ترکہ کی تقسیم کے لئے سب سے چھوٹا حصہ دیکھ لیں اسے ۱/۳  
ذو نصف (اس) اب اگر ترکے کے چار حصے کر کے تین حصے شوبہ کو دیدے گئے تو باقی رہے  
تین جبکہ ۶ کا ۱/۳ چار ہوتا ہے۔ اسے موقع پر غول کرنے کی ضرورت ہوتی ہے بجائے چار کے  
سات کر کے ۳ حصے شوبہ کو اور چار حصے دو بیٹیوں کو دے دیے جائیں گے۔ ایک عدد کا اضافہ  
کرنے سے جو تھوڑی سی کمی حصوں میں آئی اس کی اثر سب حصوں پر برابری کر گیا اور کسر نہ پڑی۔  
اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ چھوٹا عدد جس سے شروع میں تقسیم کیا جاتا تھا اسے چھ حصوں کی  
بن کر بڑھا ہوا عدد لکھ دیا جائے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اضافہ غول کی وجہ سے ہے۔

نزل کا مختصر لیتھ بیان کردہ صورت میں عول کا طریقہ اس مثال سے بھی میں  
آیات گ۔



ترتیب یہ ہے کہ وہ چھوٹا عدد تلاش کیا جائے جس سے پہلے ورثہ (شوہر) کو ٹھیک ٹھیک  
حصہ مل جائے اور بچہ باقی وارثوں کو بھی حصہ مل سکے تو یہاں وہ چھوٹا عدد چھوٹے لیکن جب ۲ کا  
تقسیم جتنی دشواری پیدا گیا تو باقی ۳ بچے جو کہ ۱۱ کے ۲ سے کم رہے اس لئے عول کرنے کی  
ضرورت پڑتی ہے ۲ کے بجائے ۴ کے دو حصے وارثوں کو دیے گئے مستحب یہ ہو کہ  
پہلے ۲ حصے انہیں ہیں مگر پوری کمی کر کے ان کو ۱ بنا لیا گیا اور تمام وارثوں کے حصے پورے  
ہو گئے۔ اس کمی کو ترک کسی ایک ورثہ پر نہیں پڑا بلکہ سب کے حصوں میں مساوی طور پر  
پکڑ لی گئی

یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ شروع ہی سے کیوں نہ کل ترکے کے سات حصے نہ لے گئے۔  
اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اس لئے نہیں کرتے کہ اس صورت میں حصوں کے عدد دو گونہ پڑے  
نہ ہر بچہ کی وارثوں کا حصہ پورا نہیں ہوگا مثلاً اگر کہ ۱ ترکہ ۱۱ بنا جائے تو ۳ شوہر کو  
دیگر بہنوں کا حصہ ۲ ثابت کیسے پورا کریں گے۔ شریعت کا مقصد تو یہ ہے کہ کوئی حصہ ٹوٹنے  
نہ پڑے جتنی حدت چوتانہ ہونے پائے اس لئے عول کا طریقہ رائج کیا گیا۔ مذکورہ بار صورت میں  
تسبہ کو چھ حصے نہیں کوڑھ کر دیا گیا جس سے حساب ٹھیک ہو گیا اور اس طرح  
کرنے سے جو حصوں کے حجم میں کمی واقع ہوئی وہ بہت معمولی ہوئی۔

عول کے نتیجے میں عول کرنے سے حصوں کی تعداد میں جو اضافہ ہوتا ہے اس اضافے کی نسبت  
عول کا نتیجہ تمام وارثوں کے حصوں میں ذرا ذرا سی کمی ہو جاتی ہے، وپر کی مثال  
میں شوہر کو تین حصے اس کے بعد بہنوں کو ۳ حصے دیئے تو حساب میں شوہر کے حصے سے ۲ کی کمی

ہوگئی، اسی طرح بہنوں کے حصے سے ایسا کی گئی ہوگی، دونوں کی بیویوں کی وجہ سے ساری  
تقسیم ساری سے پوری پوری ہوگئی، دوسرے نہیں کرتا پوری کرے گا، یہ تو ایک ہی چیز ہے  
پایت و دوسرے کم پاتا یا محروم رہتا ہے، مگر بہت کم ہوگی مگر بہت کم ہوگی کوئی نقصان نہیں ہے۔  
کسی کو حق سے زیادہ ملے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ میت کے مال کی موجودگی  
عول کس صورت میں نہیں ہوتا

میت دوسرے ورثوں کے حصے یا رقم کر دیئے گئے ہیں یا انہیں محروم کر دیا گیا ہے۔

رہو کے معنی ہونا دینے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں ایک ہی ذوی شرفہ کی  
رہو کا بیان

وراثت کا مترادف حصہ دینے کے بعد جو باقی بچے اُسے پھر انہیں ورثہ دینا کہہ دیتا ہے۔

یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی منہ موجود نہ ہو۔ شریعت نے ذوی شرفہ کے حصہ

حقوق کو دینے کے بعد باقی ترکہ عصبیات میں تقسیم کر دینے کا حکم دیا ہے لیکن اگر شریعت سے کوئی

عصبہ نہ ہو تو پھر باقی ترکہ بھی ان ذوی شرفہ میں تقسیم کر دیا جائے گا اور یہی توں رہے جو دینے والے

نامہ تہ بن نہیں رہتا اس لیے کہ اسے جب کہ نامہ مالک و درہ مال شرفہ سے ہے اس لیے کہ اسے

عصبہ کی مدد موجودگی میں میراث کا باقیہ نہ دیتا ہے اس میں دخل کر دینا جائے جتنا کہ

میراث میں کوئی حصہ نہ ہو تو پھر ذوی شرفہ میں تقسیم کر دیا جائے۔

جس طرح عول کا معنی حصہ دینے کی طرف سے ہے اس لیے کہ اسے شریعت نے ورثہ دینے

میں ہر حصہ کے حصہ بھی گئے ہیں کوئی حصہ نہیں ملے گا اس لیے کہ اسے شریعت نے ورثہ

کا حصہ حصہ علی کرم سے دینے کے لیے ہر حصہ کے حصہ دینے کے لیے ہر حصہ کے حصہ

تاریف دینے کے لیے ہر حصہ کے حصہ دینے کے لیے ہر حصہ کے حصہ دینے کے لیے ہر

شرافیہ رتہ سے عصبہ کی بھی شریعت نے ہر حصہ کے حصہ دینے کے لیے ہر حصہ کے حصہ

قبل ازین جان سنی میت اس میں میت کے باقی مال کو جمع کر دینا اور دینا۔

حضرت امام ابوحنیفہ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہما



رشتہ میں کوئی دور نہ ہو کہ قریبی رشتہ اور نہ ہی قریب سے ہے جب تک وہ قریبی موجود ہے اس  
وقت یہ رشتہ یہ ہے۔ قرآن میں بھی یہی ارشاد ہے :

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ فَأُولَٰئِكَ لَهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ  
اسورہ انفکات ۵۷

مکہ کی کتاب میں رشتہ داروں کو آپس میں ایک دوسرے کا زیادہ قدر ٹھہرایا ہے۔  
یہ تیت سورہ انفکات کی ہے اور ان میں ہر مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بعد میں  
سورہ رستہ درجہ پہنچنے کی طرف ہجرت کی قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ اس تانیہ کی وجہ سے ان  
وہ تیت تہ نہیں ہوئی جو رشتہ کی وجہ سے ان کو پہنچتا ہے تو رشتہ دار کا حق بہ رشتہ دار ہی ہے  
وہ رشتہ دار کے حق سے۔

اگر ذوی غرض وارتوں میں صفت یہی  
وہ ذوی غرض جن پر رشتہ نہیں ہو سکتا  
یا شورہ متون دونوں کو یہ اثبات کہ وہی

سے سے کہ رشتہ رشتہ میں سے زیادہ نہیں ہے گا۔ اگر محبت ہو وہی تو باقی ترکہ وہی پائے گا ورنہ  
وہی سے نہیں ہے۔ رشتہ داروں کے درمیان رشتہ نہیں ہوئی نہیں ہوتا اس لئے وہ  
یہ وہی کے لئے نہیں ہوتا۔ بقول کر کوئی رشتہ رشتہ سے یہ ہو جس سے ترکہ مل سکتا  
رشتہ داروں کے لئے ہے چاہے وہی یا پر پوتی ہو جس سے ترکہ مل سکتا ہو تو اس  
میت سے یہی سے ہے جس سے رشتہ داروں کی وجہ سے نہیں۔

وہی سے ہے جس سے رشتہ داروں کی وجہ سے نہیں۔  
وہی سے ہے جس سے رشتہ داروں کی وجہ سے نہیں۔

وہی سے ہے جس سے رشتہ داروں کی وجہ سے نہیں۔  
وہی سے ہے جس سے رشتہ داروں کی وجہ سے نہیں۔



# معاملات

خزانت

مشارکت

شرکت

قرض

رهن

امانت

ضمانت

اجاره

زراعت







میں کم از کم دو آدمیوں یا چیزوں کی شرکت ہوتی ہے مثلاً تجارت میں خریدنے والے اور بیچنے والے کی شرکت میں مالک زمین کاشتکار بیج پانی اور ساری ترسعت کی شرکت میں صاحب مال اور کارکن کی یہی حال اجارہ کا سبب جس میں ہیر و مست جبر و مالک و مزدور کی شرکت ہوتی ہے۔

**اسلامی ہدایات** مذکورہ بالا معاملات میں شریعت اسلامی کی ہدایت ہے جس کا معنی صحیح کام کا حکم اور غلط کاموں کی ممانعت ہے۔ قرآن مجید میں یہ ہے کہ جو معاملہ یہی کیا جائے جس میں تراہتی یعنی فریقیت کی رخصت نہ ہو بلکہ اگر فریقیت میں کوئی ایک راضی نہ ہو تو اسلام میں وہ معاملہ باطل و نہی ہے۔ ممانعت یہ کہ کوئی سبب کہ رخصت نہ ہو کسی حرام چیز جیسے سود لینے یا دینے، دھوکہ دینے، جھوٹ بولنے وغیرہ میں نہ ہو تو اگر کوئی تجارت یا زراعت کا معاملہ ایسا کیا جائے جس میں نہ فریقیت نہ باطل کی آمیزش نہ ہو تو اسلامی شریعت میں وہ حرام سمجھا جائے گا۔ خود معاملہ کر کے آپس میں راضی ہی کیوں نہ ہوں۔ شراب بنانے کا کارخانہ یا ایسے کارخانے میں نہ ہوں جس سے اخلاق بگڑتے ہوں یا دوستی کے معاملے ہوتی ہوں۔ سود میں نہ ہوں جو کہ بیک مزدوروں کو بھی ایسے کارخانوں میں کام کرنے سے روکا جائے گا جو ممانعت و خرید و مالک و مزدور آپس میں راضی ہی کیوں نہ ہوں۔ حرام پر رخصت نہ ہوگی کی بنا پر نہ ہوں۔ شدید معاشی مجبوری یا جان و مال و عزت و آبرو کے سخت خطرے کی حالت ہی میں دی جاسکتی ہے۔

**اسلامی شرعی ہدایات پر عمل کرنے کا فائدہ**

**دنیا میں** یہ ہے کہ نہ معاملہ کرنے والوں میں کوئی اختلاف ہو گا نہ یک فریق و دوسرے پر ظلم کر سکے گا۔ معاشی و سرکاری و ذرائع چند لوگوں کے لئے سامان غشت بھی کر کے باقی لوگوں کے لئے باعث منیبت نہ بن سکیں گے۔ آج کل پوری دنیا میں مجبور پر برصغیر میں منہ وریات زندگی کی قسمت اور گرائی کے سبب جو بے چینی پائی جاتی ہے اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ کسان زمینوں اور مراعاتوں اور بھی ان کی صحیح طور پر بندگی



قرآن میں دی گئی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں بھی تفصیل سے موجود ہے آپ نے سب سے زیادہ

## حلال کمائی کی ترغیب

اپنے ہاتھ کی کمائی پر ترور دیا کیونکہ اس میں باطل اور سخت کاشت بہر کم ہوتا ہے آپ نے فرمایا

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا

کوئی روزی سے روزی سے ہتھ نہیں

خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ

سے جو محنت مزدوری کر کے حاصل

کی گئی ہو۔

عَبْدُ بَكْرٍ ۵۔

آپ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ میں قریش کی بریوں کا قیدی طر روزانہ ہجرت پر خیرات

تھا۔ حضرت داؤدؑ حضرت ادیسؑ اور بعض دوسرے انبیاء کی نسبت حدیث میں ہے کہ وہ اپنے

ہاتھ کے مال سے کماتے تھے صحابہ کرامؓ اور بہت سے بزرگان قوم کا ذریعہ معاش ان کے

ہاتھ کی کمائی رہا ہے۔

حرام مال عبادت کو غیر مقبول بنا دیتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں

سے چند یہ ہیں۔

حرام مال سے پلانا جو جسم جنت میں نہیں جاتا۔ اس کی دوا مقبول نہیں ہوتی جس سے

کسی کی ایک ہشت زمین نلیم سے دہائی قیامت میں اسے لعنت کا ثلوق پہنایا جائے گا

آپ نے فرمایا کہ حلال روزی سب کرنا بر مسلمان ہر فرسخ سب اور حلال مال کی تلاش کرنا

کوشش کا ہر جہاد کے برابر ہے۔

یہ توہمیں معاملات کے باب میں قرآن و سنت کی بنیادی ہدایت ہے۔ رہیں بر مسلمان

بران ہدایات کی روشنی میں مجتہدین کی رائیں قرآن کی تفصیل بھی جاننا ضروری ہے مگر

پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حرام چیزیں ہیں کیا کیا؟

معاملات کے مسائل بیان کرنے سے پہلے فقہ کی کتابوں میں باب اخفہ و سہلۃ

یعنی حلال و حرام چیزوں کا بیان ہوتا ہے۔

جو جائز حرام قرار دیئے گئے ہیں ان کی خرید و فروخت کر

## حلال اور حرام چیزیں

حرام سب زانیہ کہ کوئی شہید نہ ورت۔ حق ہو جائے۔ ہر



ن کے سینک در چوڑے کو ذباغت اچکانے کے بعد استعمال کیا جائے یا نرید و ذبخت  
کی بنا کے پان سے کوئی سامان تیار کر کے بیجا بکے تو جائز ہے لیکن سور کا پتلا یا کس  
کی کوئی چیز کسی سے نہیں جائز نہیں۔

مرد مرد سے بڑے بزرگ کا گوشت ابری جانور کا بیچنا حرام ہے جس کے پٹے کا  
دھکی ٹکڑے جو ویران ہو۔

نشدہ کو پیس مشد بہ قسم کی شراب، تازی، فیون، بھنگ، گانہ، چرس وغیرہ حرام  
ہیں۔

نہ سارے ہی چیزیں مشد سناکیہ وغیرہ حرام ہیں۔

سور کے پٹے کی استعمال ہو تو ان کے سے جائز ہے مگر کسی حد تک کہ مناسب زیارت  
موجب سے دوسرے کے سے ان کا استعمال حرام ہے ورنہ سے بے ہوشے برتن اپنے  
خاص دس گری ورنہ اپنے استعمال جائز نہیں ہے۔

مردوں کو ریشمی کپڑوں کے استعمال جائز نہیں یعنی خالص ریشم سے بنے ہوئے کپڑے کا  
سور سے کسی چیز کی نہیں ہیں سب حرام ہیں۔

جور وراس کی جینی بھی قسمیں ہیں مشد، ٹری، سٹہ بازی، گھڑ دوڑ پر لگے نا، غائب  
مرد کی نرید و ذبخت و دھوکہ و فریب دے کر تجارت کرتا۔ یہ سب غلام ناجائز و  
حرام ہیں۔

نارین ونا ورساں رقص و سرود بنانا۔

جائزہ رکی تصویر یا فوٹو گرافی۔ اسی تصویریں اور غائب بنانا جن میں ناپ کھانے اور  
غور توں کی نمائش ہو۔

پرندوں اور چوپایہ جانوروں کی تفصیل جن کا کھانا حرام ہے  
ذیل میں دی جاتی ہے (۱) ایسے تمام پرندوں کا گوشت حرام

ہے جنہوں سے خوراک کرتے ہوں مشد، شکر، بازو شاہین، گدھ، عتاب، چیل، بھرو۔ وہ  
سے ہیں کہ چنے، تھو، کھن، کھن سے نکال نہیں کرتے جیسے کھو توں نشدہ وغیرہ وہ

ہیں۔ بید لٹو را جو چڑیوں کا شکار کرتا ہے جس کی مخصوص غذا گوشت ہے۔ تو بید لٹو را  
جنگلی ابا بیل، چنگبر، اکو اجود دار کے سوا کچھ نہیں کھاتا، یہ سب حرام ہیں۔ بتائیں کہ  
جس کا رنگ کالا ہوتا ہے اور چونچ پاؤں سرخ ہوتے ہیں حلال ہے۔ پرندوں میں سے  
یہ قسم کے چڑے، بٹیر، چنڈول، بھٹ تیر، پکوری بلیبل، طوطا، شتر مرغ، مور، سرس  
بیلغ، مہ نائی دوسرے مشہور پرندے اور مٹی حلال ہیں۔

۲۔ وہ تمام درندہ جانور جو کچلیوں سے دوسروں پر حملہ کرتے ہیں حرام ہیں جیسے شیر،  
چیتا، بھیڑیا، ریکچہ، ہاتھی، بندر، تیندو، گیدڑ، بلی۔ ان میں وہ بھی کہ انتہا سے  
جانور داخل نہیں ہیں جن کی کچلیاں تو ہوں لیکن ان سے حملہ نہ کرتے ہوں جیسے انت  
کہ وہ حلال ہے۔ پالتو گدھا، گھوڑا اور خچر حرام ہیں۔ مانگی فقیہائے نزدیک فخر اور  
گدھا، کھروہ اور گھوڑے کا گوشت کراہت کے ساتھ روا ہے فقہائے حنفیہ  
کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ ہرن، خیل، گائے کی تہم، قسہیں، بھیڑیں، بکسے  
بکری، بھیڑ اور دنبہ حلال ہیں، میوا، گوہ، بچو، لومڑی، سنجاب، سمور، ہرن، ورنک  
دومڑی جیسا جانور جس کی کھال نہایت نرم ہوتی ہے، حلال نہیں ہیں۔

۳۔ حشرات الارض زمین کے کیڑے مکوڑے، کھانا حرام ہے جیسے کچھو، سانپ، چوہ  
مینڈک، چوٹی وغیرہ۔

۴۔ دریائی جانور جو پانی میں رہتے ہیں حلال ہیں اگرچہ ان کی شکل مچھلی جیسی نہ ہو جیسے  
بامچھلی جس کی شکل سانپ جیسی ہوتی ہے، خریش، سوسے، مچھلی کے زرد، سرخ  
مچھلیاں حلال ہیں، فقہائے احناف کے نزدیک وہ دریائی جانور جو کچلیں سے مشابہ نہ  
ہوں حلال نہیں ہے۔ ورنچیسوں میں طافی کا کھانا بڑ نہیں، طافی ورنچیس ہے  
پانی میں بھی موت مکر پٹ گئی ہو، پیٹ اوپر اور پیٹ نیچے ہو کھلی ہو۔

۵۔ کچھو، حرام ہے خشکی کا ہو یا دریائی ہو جو ترسہ کے نام سے مشہور ہے، خشکی میں  
بھی رہتا ہے اور تری میں بھی۔

۶۔ سور و رکت اور مرا ہو ہر جانور (جو شریعت کے مطابق ذبح کے بغیر مرنے لگے)

ہے خون حرام ہے (جگر و رتی خون میں شامل نہیں ہے و دھواں بھی وہ حلال ہے اور جو  
 گھونٹ کرے کچھ ہوا منہ سے یا کسی آگ سے تنہا لگا کر لے گیا ہو موقوفہ یا بندی سے گر کر  
 ایک ہوا ہوا ہوا ہوا یا کسی دوسرے ہوا کے ذریعے سینک و فیوہر کر کے گردا گردا لیلیٰ ان سب  
 کثرت کے ساتھ حرام ہوا کے ساتھ ساتھ کثرت سے پہلے نہیں لگا کر یہاں سے وہ قسیدہ  
 میں نہ لگے گا چھوٹی چھوٹی پائے جاتے ہیں۔

دوسری حدیث حرام اشیاء  
 حرام ہیں ان کی خرید و فروخت بھی بیکری مذہبی شرعی  
 کے موجب اگر ان کے سینک کے ذریعے کو بافت کے یعنی پکار سٹاں کیا جائے  
 ان کی خرید و فروخت کی جائے یا ان سے روٹ کر تیار کیا جائے یا نہ تیار ہو کر پڑ جائے  
 ان کو کوئی نہ لے کر ان میں سے کسی کو خرید کر یا فروخت کرے یا نہ تیار ہو کر پڑ جائے  
 یا نہ تیار ہو کر پڑ جائے۔

اس میں چھوٹے بڑے ہوں۔ ان کی مثل کے ساتھ دوسرے میں بھی ہیں وہیں  
 نہ تیار ہو کر پڑ جائے۔

شریعت میں شرب کو چھوٹے بڑے ہوں۔  
 حرام اشیا میں ہیں  
 حرام ترین حرام ہے کیونکہ اس میں شرابی ہونے  
 کے لئے شرب کے لئے ہونا کہ وہ شرب ہوئی اور شرب کے لئے ہونا  
 قتل کر دینا ہے۔

یہ حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص شرب کرے اور شرب کرے اور شرب کرے

اور شرب کرے اور شرب کرے اور شرب کرے اور شرب کرے اور شرب کرے

اسوۃ اللہ ص ۱۰۰

اسوۃ اللہ ص ۱۰۰

اسوۃ اللہ ص ۱۰۰

جوئے کے فائدہ تمہارے دہلیز میں حدوت اور عین اس دس درمیں نہ کیے

اور نماز سے روک دے۔ پھر کیا تم نچینوں سے باز رہو گے؟

اس آیت میں شراب کے حرم ہونے کی دس دلیلیں ہیں، (۱) شراب کو آگے بہت دور

پانسوں کے تیروں کی طرح بڑا قرار دیا گیا (۲) جس میں یعنی گندک جیسی گندہ چیز (۳) شیشہ میں نہیں

ہونا لازم پر ہیز کے قابل چیز (۴) نجات میں کے ترک پر منحصر ہونا (۵) شیشہ میں سے بہتی ہوئی

پید کرنے میں استعمال کرتا ہے (۶) سے کہنے کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے (۷) بند کی بدست، زمین

چاہتا ہے (۸) نماز سے روک دینا چاہتا ہے (۹) اس سے باز نہ آنے والوں کو سخت تہدید ہے

رسوں شدھلی سے عیب و سہم کے ذریعہ لا شرب الخمر حین لشریبہ وہاں ہوں نہ

پینے والے پینے وقت مومن نہیں رہتا۔

تمام امت و رائے مسلمین کا جماع ہے کہ شراب حرم ہے اس کو پینا بدترین گناہ و گناہ ہے

جرم ہے۔

خمر کے معنی ہیں عقل پر پردہ ڈالنے والی چیز تو جو تین عقل کو ضبط کر دیتے ہیں جو وہ تہمت

خود وہ، گور سے بنائی جائے یا کھجور یا شہد یا گہوں یا خویا کسی اور چیز سے تیار کی جائے۔

اسی شدھ و سلم نے یہ تفسیر کی بھی فرمادی ہے کہ ہاں اس کو کثیرہ نقیب، حرام و حلال

مقدار میں نشہ آور ہو وہ ہتھوڑی سی بھی حرم ہے، خود نشہ نہ رکھے۔ گورت یعنی تہمت منسوب

خود وہ تہمت ہو، جو تہمت و گور کا خمر یعنی جو جوش دے کر بنائی جاتی ہے یا بدق یا بد

شرہ گور کو دو تہمتیں تحلیل کر کے بنتی ہے، یعنی دو آتش یا نشہ یعنی سہ آتش ہو، سب حرم ہیں

طرح سکرانہ کھجوروں کو کھجور بنائی گئی اور نشہ کھجور کو پانی میں کھجور بنائی گئی، وہ نشہ کھجور

پانی جوش دے کر بنائی ہوئی، یہ سب جب نشہ آور ہو جائیں حرم ہیں خود زیادہ جوش

یک ہی قسط و ہو، یہی حکم کشمش مننی، بڑا کاس جب انیس جوش دے کر نشہ آور بنیے۔

کھجور اور گور کو مکب مشروب یا شہد زیتوں اور جو وغیرہ سے تیار شدہ ہو وہ مشروب جو نشہ آور

ہو جائے حرم ہے ان نشہ بول کی ہتھوڑی مقدار کا حکم بھی وہی ہے جو تہمت مقدار کو ہے، ہر تہمت

عقل و جس پر شریعت کے حکم مماند ہوتے ہیں، شراب تمام سب کچھ و ناپ مرہ نہیں۔





تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا ورنہ روزہ جس نے چاہا کرتا تو مگر کسی کو جس کو  
جب تک اُسے ہٹانہ دے۔ می طرح فحش و رکیکہ کے بیور باس پہننا حرام ہے مردوں کو ریشم  
کا لباس پہننا حرام ہے اس کو زعفرانی رنگ و سرمہ ش رنگ و لباس پہننا مجرور ہے عورتوں  
کو ریشم کا لباس و بہ طرح سے اس کا ستھان حاصل سے و بہ رنگ کا لباس پہننا بھی ہم  
کراہت جائز ہے۔

ریشم کی بنی ہوئی چائے پر نماز پڑھنا مردوں کو بکریاں سے بنی ہوئی اور عورتوں کو  
کاشمی خلعت پہننا جائز ہے کتب پر ریشم کا مدھن پڑھنا بھی جائز ہے۔ لباس وادک  
سے حلال ہے جس میں ریشم کے ساتھ روئی یا کشا یا دن مدھن ہو۔ زعفرانی سے کراہت ہے۔  
ہو یا کم ہو اگر ریشم کا۔ متذکرہ یہ کہ عورتوں کو ریشم کا سیدھا کوٹ و پیر کی عورت  
بشرطیکہ چار انگلیں سے زیادہ چوڑی نہ ہو

سوئے چاندی کا استعمال  
سوئے چاندی کا استعمال بجز نعتوں کے جائز  
سبب یہ ہے کہ نقدی جس سے روگ کا روبرو کرنے میں کیا بوجھاتی ہے۔ ارنار و زون پر  
معیشت کا ذکرہ تنگ ہو جاتا ہے۔ عین عورتوں کو باند دی گئی ہے کہ وہ سوئے چاندی سے  
خود کو آراستہ کریں کیونکہ عورت کے زینت و زیبائش میں سے ہے۔ وہ سوئے چاندی  
کے زیورات پہن سکتی ہے۔ اسی سے مرد کو بھی چاندی کی ٹوٹکی پہننا مرد ہے کیونکہ اس کا نام  
اس کو ٹوٹکی پر نام بخش کر اسے کی ضرورت پڑتی ہے جیسے قاضی ورنہ کم کو بہت رقبہ کے درمیان  
بھی ہے کیونکہ غنیمت صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی ٹوٹکی دوزخ کے درجہ تھی اس سے  
زیادہ وزن کی ٹوٹکی نہ پہنا چاہیے ورنہ ایک سے زیادہ ٹوٹکیاں پہننا بھی مرد کے لئے جائز نہیں  
سوئے چاندی کے برتن رکھنا ورنہ میں کراہت ہے۔ غنیمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

والتشریء فی النبیۃ اذہب

والنفسۃ و لا تکلون فی صدقہ

فانہا لہم فی الدنیا و الدنیا

سوئے چاندی کے برتنوں میں نہ پونہ

ان کے بٹ بڑے پیروں میں کھانہ دینا

میں ان کے لئے برکت میں تہا ہے



امام مسلم نے عدی بن حاتم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے...

اذا رمیت بسهمك فذكر اسم الله فاذا وجدته مبتاك في ان تجدته قد وقع في السماء فمات فانك لا تدري اسماء قتله وسهمك -  
یعنی تیر چپنا ہو تو نشہ کا نام لے کر چلاؤ  
اب اگر شکار مر جائے تب بھی کہہ سکتے ہو  
لیکن اگر وہ پانی میں جا پڑے وہ یہ تو نہیں  
کیا معلوم نہ اس کی موت پانی سے ہوئی  
یا تمہارے تیر سے یعنی پانی میں مر جائے

و"نا جانور کا کھانا جائز نہیں

عدی بن حاتم نے دریافت کیا تھا کہ معرقت سے شکار کرنے کا کیا حکم ہے؟ معرقت یہ ہے جس کے دونوں سپودھار درہوتے ہیں اور بیچ سے موٹا ہوتا ہے نہ ختم پہلوؤں سے گتے ہوئے نہیں گتے تو پتے فرمایا:

اذا أصبت بعذبة فكل واذا أصبت بعرضه فلا تأكل فإنه وقيد  
یعنی اگر شکار تیر کے پہلو سے زخمی ہو گیا تو کھاؤ اور اگر درمیان سے ہو تو نہ کھاؤ کیونکہ وہ دقیقہ جوٹ سے مارا ہوا ہو اور بے گنا

(بخاری، مسلم) جو حرام ہے۔

ن حدیث میں شکار کے متعلق اہم احکام ہیں:

اس بات میں سب کا جماع ہے کہ شکار حدال ہے بشرطیکہ مندرجہ ذیل شرطیں جاری ہیں  
جن جانوروں کا شکار حدال ہے ان میں ایک تو وہ ہیں جن کا کھانا حدال ہے دوسرے وہ ہیں جن کا کھانا حدال نہیں جیسے دھندے تو ان کا شکار کرنا ان کے نہر سے نہر کے منہ سے کسی طرح دانت اور بال یا کھان سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بھی شکار کرنا حدال ہے۔

جو بوز فصری طور پر انسان سے غیر فاذس ہیں جیسے بدن، نیس، گائے، جگلی، خرگوش وغیرہ  
یہ جانوروں کا شکار جائز ہے لیکن جو جانور انسان سے فصری طور پر یا مستحق طور پر فاذس ہو جائیں تو یہ حدال نہیں ہیں اگر انسان سے کوئی جانور بے فاذس ہو جائے



بھوکے درق ہویں رنادر شوار ہو و غرق کر کے کھایا جاسکتا ہے غرق کے معنی یہ ہیں کہ تیر یا نیت  
 بزدلستان کے کسی حصے کو زخمی کر دیا جائے کہ خون سس کے جسم سے بہ جائے اور کسی زخم  
 سے ناک ہو ہو و غرق کرتے وقت تذکیہ اذیک کرنے کی نیت رہی ہو۔ ایسے جانور جو  
 پڑا ہے بکھڑے ہیں وہ شکار کے ذریعے حاصل نہ ہوں گے جیسے مرغی یا تو بٹا، بٹس و کبوتر  
 کھانہ جنہی کبوتر کھانہ میں وحشت ہوتی ہے اور گرفت میں نہیں آتے ہندوستان کا شکار  
 حاصل ہے۔

۱۔ ایک شکاریہ ہے کہ اس جانور کا کوئی دوسرا شخص مالک نہ ہو اس کا کوئی دوسرا مالک ہو تو شکار  
 حرام ہے۔

۲۔ اگر شکار سندھ یا فورزندہ ہاتھ لیا ہو تو بغیر ذبح کے حاصل نہ ہوگا

۳۔ مسلمان یا اہل کتاب کا ہر شکار حاصل ہے۔ مجوسی بہت پرست  
 اسلام سے متدبر ہو جانے والے مذہب پر اور وہ شخص جو ہر می  
 کتبوں میں سے کسی کا پیرو نہ ہو اس کا ہر شکار حاصل نہیں ہے۔ اہل کتاب کا ذبیحہ حاصل  
 ہونے کی تین شرطیں ہیں پہلی یہ کہ اس جانور پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام نہ پکارا گیا ہو دوسری  
 یہ کہ وہ جانور اس کا پنہاں ہو کسی دوسرے کا نہ ہو تیسری شرط یہ کہ وہ جانور ایسا ہو جو ہلکتا  
 کی شہادت میں بھی حاصل ہو ورنہ ہاری شہادت میں بھی۔ اگر وہ جانور ہاری شہادت میں حاصل  
 در شکار کرنے والے ہلکتا ہے یہاں حرام ہو تو وہ شکار بھی حرام ہوگا جس طرح دوسرے  
 حرام جانوروں کا شکار ہمارے لئے حرام ہے۔

۴۔ جن جانوروں کا ذبیحہ حاصل نہیں ان کے ہاتھ کا مارا ہو شکار بھی حاصل نہیں مثلاً نابالغ خوبا شعور نہ

بہا لہا است جنوں میں ہو بدست جو مدہوش ہو، چیترا اور عورت و ربہ کار نساں

۵۔ فریق یا شکار کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو کسی اور کے نام لینے سے شکاری کا ہر شکار

مطلوبہ نہ ہوگا، اگر تیر جانور کو تیر پڑنے کے وقت بسم اللہ کہہ یا تو بسم سے

شکار کرے یا وہ جانور ہوگا، اگر کوئی تیر شکار کے لئے اللہ کا نام نہ لے سکے تو تیر کو چھوڑ کر

کوئی دوسرا جانور لے لے چھوڑ دیا تو شکار حاصل نہ ہوگا، بخلاف اس کے اگر ہاتھ میں چھری پکڑ

ذبح کرنے کے لئے بسم اللہ کہا ایکس کس چہری کو چھوڑ کر کسی اور چہری سے دوسری رستہ نکال

بغیر ذبح کیا تو وہ ذبیحہ مملو ہوگا کیونکہ ذبح کے وقت منہ کا زخم باخیز پر یہ باتا ہے درختوں

کے وقت اس آہ پر جس سے شکار کیا جاتا ہے۔

۴۔ شکاری کتے یا شکاری جانور کو شکار کے لئے چھوڑ گیا ہو تو وہ شکاری نے خود قتل کر دیا ہو۔

چھوڑنے کا حکم دیا ہو، شکار کا حکم دینے والے کی نیت اور اللہ کا نام لینا کافی ہے بہن کر دیا

کرنے والے یا ذبح کرنے والے نے جانور کو حلال کرنے کی نیت نہ کی شکار کسی جانور کو بھی نہ

تہ نہ ب لگائی جس سے اس کا کھنڈہ خفی ہو گیا اور وہ مر گیا تو وہ مملو نہ ہوگا کیونکہ اس نے نہ

سے جانور کو حلال کرنے کی نیت نہ تھی۔ بعض فقہاء کے نزدیک شکار کرنے والے کے ساتھ

نثر یہ ہے کہ اس نے کسی معین جانور کو شکار کرنے کا ارادہ کیا ہو یا نہ لگایا ہو یا نہ

اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن اگر نثر نہ لگایا ہو تو اس پر نثر نہ لگائی

کے بجائے اس کے کسی ہم جنس کو لگایا تو اس کا کھانا ب کثرت مشابہت کی طرف پڑتا ہے۔

در اس سے کوئی بھی بہن لگائی ہوگی تو اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ وہ جانور کو شکار کرنے

کا تھ یہی حکم اس صورت میں ہے جب کسی جانور کا زخم باخیز ہو گیا ہو کوئی دوسرا شکار جانور

میں گر نہ تو کسی متعین جانور کا زخم باخیز ہو گیا ہو کسی جنس کا مملو دوسرا جانور کسی جانور کے

لگ گیا جس سے خون بہہ گیا یا ذبح ہو گیا و مملو نہ ہوگا کیونکہ ذبح کرنے کی نیت ہی سے

سے نہ بھتی۔

آلات شکار کے شرائط شکار دو قسم کے آلات سے کیا جاتا ہے پہلی قسم بجان آلات

کی ہے جیسے تیرا نیلہ، ہار، تیر، سور، در، بھڑ، دوسری قسم ہر آلات

کی ہے جس کی مثال شکاری جانور ہیں۔ کتے شکار کرنے کے لئے سدھایا گیا ہو یا شکار جانور

چیت جس کو تربیت کر کے سدھایا گیا ہو اس طرح شکار جانور استیجاب و نیت ہیں۔

پہلی قسم کے آلات سے جانور شکار ہونے کی شرط یہ ہے کہ جانور آلات کی دوسری طرف کے زخم

دوسری طرف جانور کے بچنے کے آلات کے دوسرے حصوں کی نیت سے مملو ہو جائے۔

پاکر ذبح نہیں کیا گیا تو وہ مردہ ہے جیسے بکری، بکری یا بکری کی چوٹ کی کھانچا کے جانور نہ بھتا۔

کون یہ تھکے کا زخم کھ کر گزر زندگی باقی رہ گئی اور اُسے ذبح کر لیا تو وہ حلال ہو گیا۔ تاخرین فقہانے  
 کون سے مرد ہو جاؤ حلال قرار دیا ہے کیونکہ گولی لگنے سے خون بہتا ہے زخم کے بے پندہ وری نہیں  
 کہ وہ پچھلے زندہ رہے مگر سوراخ و زخم ہو تب بھی صحیح ہے گولی سے شکار کرنے میں یہ شبہ رہتا ہے  
 کہ نہ کہ موت زخم سے ہوئی ہے یا جوش سے گریہ یقین ہو جائے کہ زخم کھا کر خون بہنے کے بعد  
 موت ہوئی ہے تو حلال ہو گا ورنہ جب تک وہ فی الواقع زندہ ہاتھ نہ آئے اور اُسے حلال نہ کر یا جائے  
 اس کا کھانا ناجائز ہو گا۔ چہرے سے شکار کئے ہوئے جانور کا لحم بھی گولی سے شکار کئے جانور  
 کی سب سے ہے۔

شکار کے حلال ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ شکار کے ہتھیار سے جانور کو کوئی عضو بدن زخمی  
 نہ ہو ورنہ وہ حلال سے نفی ہے۔ اور ایک شرط یہ ہے کہ اس شکار کا کسی تیر یا کسی نہ شکار سے مراد  
 نہ ہو۔ اور اس کی موت میں کسی اور سبب کو دخل نہ ہو مثلاً کسی شکار پر تیر چلایا درود زخمی ہو گیا  
 لیکن کہیں سے پانی میں جا پڑا جہاں ڈوب کر مر جانے کا احتمال ہے اب اگر وہ وہاں مردہ پایا گیا  
 تو وہ حلال نہ ہو گا کیونکہ مرنے کے بعد دو سبب ہو گئے ایک ایسا تھا کہ اس کا کھانا حلال ہے یعنی تیر کا  
 زخم و درود سبب ایسا تھا جو حلال سے مانع ہے یعنی پانی میں ڈوب کر مرنا اب احتیاط اس سبب  
 کو ترجیح دی جائے گی جو اس کے حلال ہونے سے مانع ہے۔

در شکار شکار سے ایسا زخمی ہو کہ دو ٹکڑے ہو گیا تو اس کے تمام اجزاء حلال ہیں لیکن  
 اگر اس عضو کے اس کے بغیر اس جانور کے زندہ رہنے کا امکان ہے مثلاً ہاتھ پیر یا رن بچہ سے  
 ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا حلال ہے لیکن وہ عضو جو کٹ کر لگ ہو گیا ہے حرام ہو گا کیونکہ زندہ  
 جانور سے یہ حصہ بچہ ہو جائے مردہ ہوتا ہے۔ اگر کٹا ہوا حصہ بار کھل غینہ نہ ہو ہو ورنہ کوشن کے  
 ساتھ نہ ہو ہو تو یہ دو حصہ حصہ ذبحہ کے حکم میں ہے۔

شکاری جانوروں کے ذریعے شکار کرنے کے شرائط یہ ہیں کہ شکاری جانور خواہ وہ منہ سے بھینچو  
 کر شکار کرے جو جیسے کتا بھیت وغیرہ یا پنجوں سے شکار کرتا ہو جیسے باز یا شاہین وغیرہ وہ سب حلال ہیں  
 مگر ترک میں لکھتے ہیں کہ غلط ہے جنہیں تم نے سکھایا ہو اور ایسا سب حلال یا گیا ہو کہ وہ شکار  
 کو روک رکھے قرآن میں ہے فَكُلُوا مِنْهُمَا أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ زُرُوعًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَعْلَمُونَ

ہے، جہاں کہ سدا ہوتا چار باتوں پر موقوف ہے (۱) اُسے شکار پر چھوٹ، وقت گزرانے کے تو  
رک جائے (۲) جب شکار پر چھوڑ جائے تو شکار کرنے کے لئے تیار ہو جائے یعنی، ایک کھانہ  
پاتے ہی چھوٹ پڑے (۳) شکار کو پکڑ کر مالک کے لئے، روک رکھے، چھوڑے نہیں۔ اس میں  
سے خود کچھ نہ کھائے۔

بچوں سے شکار کرنے والے جہاں کہ سدا ہو ہونے کی پہچان یہ ہے کہ جس وقت اس نے  
شکار پر چھوڑ جائے تو وہ مالک کی نیت کرے، درجیب واپس بندیا جائے تو وہ اس کی نیت  
نہ کہ نیت شرط شکاری بندوں کے لئے لازم نہیں ہے ہذا شکاری پر بندوں کا مارا ہو شکار میں  
بٹ گوس میں سے کچھ کھایا ہو اور شکار زخمی ہو سیکن گند دبوچ کر رہا ہو شکار مباح نہیں ہے  
اگر شکار بندہ جب مال میں سے کوئی شکار شکاری جہاں کہ سدا کے ترہیت یا فتنہ ہونے کی پہچان کی تو  
صد نہ ہوگا، بنتہ گرز نہ ہاتھ آجائے، ورنہ اس کو ذبح کر لیا جائے تو وہ صدق ہو جائے گا۔

جن کا گٹھا ٹھونٹ دیا گیا ہو خواہ ہاتھ سے یا مشین سے جو کسی چیز سے گمراہی کی  
حرام جہاں کہ سدا نہ بے مر ہو، جو اوپر سے گر کر مر ہو، جو کسی دوسرے بے ذر سے لڑ کر یا اس  
کے سہلگ مار دینے سے مر ہو، جس کو کسی دندے نے مار ڈالا ہو اور جو نئے سدا کے نام پر ذبح کیا  
گیا ہو۔

چند اور حرام چیزیں وہ تمام معاملے جن میں سود کی سمیٹش ہو حرام نہیں۔ اس کی تیس  
انگ سے بیان ہوگی، سنی طرح جو ورنہ اس کی تہمتیں حرام نہیں  
مشترک ٹری، سستہ بازی، پانسمان بچکانہ شرط لگ کر متاثر کرنا، خرید و فروخت کا سدا ایسا وقت  
کرنا جب کہ مال موجود نہ ہو وہ تجارت جس میں دھوکہ یا فریب کو دھن ہو یہ سب چیزیں حرام ہیں۔  
ناچ گانا، دینا چنے گانے کا سدا، فلم سازی اور تصویر سازی جس میں رقص و سرود اور  
عورتوں کی نمائش ہو شریعت سنذمی میں منع ہے۔

ریشمی کپڑوں پر  
وہ چیزیں جن کا استعمال حرام ہے لیکن خرید و فروخت حرام نہیں۔ سونے کی  
کا سدا مردوں پر حرام ہے لیکن وہ عورتوں کے لئے ریشمی کپڑوں اور سونے یا مادی کے زیورات



کو نرہ و ریح سکتے ہیں حرم جائزوں اور مرد کا گوشت اور جہنی حرام ہے مگر بڑی سیلنگ  
 ہوں کی نرہ و ذروت جائز ہے کیونکہ ان سے ایسی چیزیں بنائی جاتی ہیں جن کو سب استہان  
 دیتے ہیں اسی طرح مرد کی کھان کو پکانے یعنی دیانت کرنے سے پیسے سنتوں کرنا و بیچنا جائز  
 ہے لیکن اگر اسے بکایا جائے اور اس کے بعد ذروت کر دیا جائے تاکہ اس کے جوتے یا بکس وغیرہ  
 بنائے جائیں تو جائز ہے مگر سو رک کوئی چیز کسی حال میں حلال نہیں ہے اسی طرح مرد جو ذروت جہنی  
 یا نرہ پر کاف کے کام میں لگتا ہے تو بعض فقہاء کے نزدیک مباح ہے۔

سبب دینی اور تیر اندازی کے مقابلے  
 گھوڑ دوڑ یا شتر دوڑ یا تیر اندازی کے مقابلے  
 جب جہاد و علاقائی تحفظ کے لئے کرے جائیں  
 ورنہ اس کے نزدیک یہ سنت طہیثہ ہے حدیث صحیح میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت  
 انسؓ سے یہ رسم نے مشہورہ (پیر پرے بدن کے) گھوڑوں کی دوڑ کا تقدیر کیا۔ اسی طرح تمام  
 ایسے مقابلے جن سے تسمہ دینی و زرش و قوت جہاد و مانع کرنا ہو رہا ہے۔ استعدان کا شریعت  
 و سر و امینہ ما استعظم من قوت یعنی دشمنان دین سے مقابلے کی تیاری کے لئے جہاں تک  
 ہو سکے یعنی نہایت بڑھاؤ۔

زین کے نزدیک اسے کہہ سکتے ہیں جو جنگی کارروائیوں میں کارآمد ہوں درجن کی غرض مشق  
 و ترقی کے لئے ہو ورنہ نہ کسی کے لئے مشق و مسابقت ہوں ورنہ معاوضہ کی شرط ہو تو سب  
 حلال ہیں اور مرد بہرے و رکبوں کے لئے ہوں جیسے پانسہ پھینکنا و رشہ نکالنا و کھیلنا و ترم ہیں  
 گھوڑ دوڑ و شتر دوڑ فی تیر اندازی پر اندام کی شرط لگانا اس صورت میں جائز ہے جب فریقین  
 متساوی ہوں یا نہ ہوں ایک فریق یہ کہے کہ اگر تم سبق کے لئے گئے تو یہ اندام تمہارے دوں گا ورنہ میں  
 جیت گیا تو تمہارے پانچ سوں لگاؤ کوئی تیسرا شخص یوں کہے کہ تمہارے کرنے والوں میں جو ہار دے گا  
 اس سے اس قدر اندام لگاؤں گا کہ تمہارے کرنے والوں میں ہر ایک کی طرف سے اس شرط  
 پر نہ ہو جس سے تمہارے نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں جو ہو جائے گا گھوڑ دوڑ کا تقدیر کرنے والوں  
 کے لئے یہ تقدیر ہے کہ ہر ایک اپنے ساتھی کے گھوڑے کی رفتار سے بے خبر ہو ورنہ یہ کہ معاوضہ یا  
 نہ دینی و دنیاوی و شخص مقرر کرے جو خود مقابلے میں حصہ لینے والا ہو پھر کسی شخص نے

جیتنے والے کے لئے کوئی نعام پیش کیا تو سبقت لے جانے والے کو کس کا پینا ملے گا۔ تو ان  
 اگر مقابلہ کرنے والوں میں سے ایک نے یہ شرط لگائی کہ اگر فرق مقابلہ بازی کا ہوا تو وہ اس قدر  
 ماں یا رقم سے دے گا لیکن دوسرے نے ایسی کوئی شرط نہیں لگائی اور اپنی مدت میں جیت کر نفع و فائدہ  
 لینا چاہا ہوگا اور اگر معاف دینے والا سبقت لے گیا تو اسے کسی سے کچھ لینے کا حق نہیں ہے۔ اس وقت  
 رقم یا نفع میں تقسیم کر دینا ہوگی لیکن اگر دونوں میں سے ہر ایک نے معاف دینے کی قسم دے کر  
 جو جیتے وہ دے تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ جوئے کی شکل ہے۔ بہتہ گرد و گردن تہائی در یک تہہ تہائی  
 و رفت مل ہو گیا جس نے معاوضہ کی کوئی شرط نہیں کی تو یہ تہہ چاندی بہتہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ تہہ  
 دنا شخص اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں کی رفتار سے بہتہ ہو گیا۔ اگر اسے اس کی رفتار کا سمجھ نہ  
 وہ جانتے کہ اس کا پنا گھوڑا دو گھوڑوں سے آگے جائے گا۔ جنھوں نے نذرہ لگا رکھی ہے تو  
 مسبقہ کا عمل جائز نہیں کیونکہ حدیث میں ہے من ادخل قومًا میں وشمو وشمو  
 نہ یسبقہما فہو قرؤر اگر کوئی دو مقابلے میں شریک ہوئے وہ اسے گھوڑوں میں یا گھوڑوں میں  
 کے لئے مل کرے ورنہ جانتا ہو کہ اس کا گھوڑا دو گھوڑوں سے آگے جائے گا تو یہ عیب ہے۔

یہ محمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مسابک میں دوڑ کے مقابلے کے لئے معاف دینا عیب ہے۔  
 اگر در مسابک ورمقبت کے فریقوں میں سے ہر ایک کو معاف دوڑ دینا روکنا اور دوڑنا منع ہے۔  
 کے بعد جب تک کی برتری دوسرے پر مشد آئے تو ہر ایک فریق کو معاف دوڑ دینا منع ہے۔  
 مسابک برتری حاصل کرنے اور معاف کر سکتا ہے۔ معاف کر کے نہایت پانچ شہنشاہوں پر مشافہت  
 گھوڑوں کے تین ایک دوسرے کے سامنے کیا گیا ہو ورنہ شروع سے شریک کوئی عیب ہے۔  
 نہ ہو ایسی بات تیرہ ندوں کے لئے نہ درستی ہے۔

۱۔ گھوڑے ہر ایک فریق کے ہوں، اصیل عربی گھوڑے کا مقابلہ بد تہین اور غلے گھوڑے  
 کے ساتھ نہیں، اسی عربی کمان اور قوس نہیں، کا مقابلہ فارسی کمان اور قوس نہیں  
 سے نہیں نہیں۔

۲۔ مسابقت ورمقبت کی ہر قسم جو معنی دوڑ شروع ہونے اور ختم ہونے کے مقامات متعین  
 ہوں دوڑ کی بہتہ ایک متعین ٹیٹے سے کی جائے گی۔ اسی طرح اندر کی کے لئے فریق

مستحقین ہوں

میں نے جو مسئلہ کی بات کی وہ سب کو معلوم ہو گیا کہ انہوں نے سنا ہے ہوں اور ایک مستحقین شدہ ہوں  
 کہ ان کے لئے نہ ہو چھوٹا سورا یا شہاب

دہائی کے لئے بہت نہ ہو یعنی تو مسئلہ کی طرف سے اس کی پیش کش شروع نہ ہو۔

وہ چیزیں جو تجارت کی تبدیلی سے اس میں پیشگی پڑے ہیں مردوں کے لئے جائز  
 ہیں اور یہاں پر جو جاتی ہیں نہیں اور توں کے لئے جائز ہے۔ چنانچہ موسیٰ کی

تکلیفوں میں سے مستحقین کے لئے جو چیزیں ہیں وہ ضروری نہیں ہیں اور نہیں

اس سے اس کی خرید و فروخت حریم نہیں ہے۔ اگر مردوں اور مردوں کے گوشت اور اس کی

میں سے اس کی خرید و فروخت حریم نہیں ہے۔ اگر مردوں اور مردوں کے گوشت اور اس کی

تو اس کی خرید و فروخت حریم نہیں ہے۔ اگر مردوں اور مردوں کے گوشت اور اس کی

میں سے اس کی خرید و فروخت حریم نہیں ہے۔ اگر مردوں اور مردوں کے گوشت اور اس کی

یہاں سے اس کی خرید و فروخت حریم نہیں ہے۔ اگر مردوں اور مردوں کے گوشت اور اس کی

خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

فہم میں حاسر رہا ہے شاید یہ کہ اس کی بابت قبوں میں ورثہ

یہ کہ اس کی خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

یہ کہ اس کی خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

یہ کہ اس کی خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

یہ کہ اس کی خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

یہ کہ اس کی خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

یہ کہ اس کی خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

یہ کہ اس کی خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

یہ کہ اس کی خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم

یہ کہ اس کی خرید و فروخت کے مسئلے میں جس نے ذکر کیا ہے اس کے کائنات کا مفہوم







جو چیزیں اسلام نے حرام قرار دی ہیں مثلاً خنزیر کا گوشت اور فاسد کی تعریفیں

وغیرہ اور جن ذرائع سے کئی کرنا حرام ٹھہرایا ہے۔ مثلاً سود و ربا کے کئے تو ایسی چیزیں کی اور یہ ذریعوں سے ہر تجارت باطل ہوگی۔ یہی حال کئی چیزوں کی خرید و فروخت کو مستحب جو نہ کسی کے قبضے میں آئی ہوں اور نہ ابھی ان کا وجود ہوا ہو جیسے غنہ جو درختوں کی پھل ہیں۔

نہ تجارت کی مثال یہ ہے کہ مال بانٹا میں یا نہ ہو در تجارت اس کا ادا کیا نہ میں دین شروع کر دین بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کی رضا مندی کا اثر نہیں کہتا یہ

### تراشی کی تعریف

اس قید لگانے کا مقصد یہ ہے کہ بائع و مشتری میں کوئی شرت نہ ہو نہ کسی پر سہم ہو نہ کسی کا مال ناقص یا جائے ایسی تجارت جس میں کچھ لوگوں کو نقصان ہو اور کچھ کو فائدہ نہ ہو نہ ہوگی۔ وہ تجارت بھی ممنوع ہوگی جس میں عام آدمی حرام و ضروریات سے محروم ہو کر نہ پسندیدگی کے ساتھ چیز خریدے مثلاً ذخیرہ اندوزی اور سٹہ بازی کی وجہ سے مشیر کی قلت اور گرانی ہو جائے۔ اسی طرح کوئی تجارت جو بڑے بول کر زیادہ دھوکے سے کوئی بے خبر کو رشتہ مندی سے خرید رہا ہے مگر حقیقت یہ نہیں ہے کیونکہ یہ علم بڑے بڑے تجوٹ ہیں کہ وہ سٹہ کے وہ انتہائی نادر اصل ہوگا، غرض یہ کہ دھوکہ فریب، تجوٹ اور سٹہ یا دھوکے جتنے کہ وہ ہر طرح سے مدد تراشی کی فہرست میں آتے ہیں۔

### تجارت کی حیثیت

تجارت ایک معاہدہ ہے جو خریدنے والے اور بیچنے والے کے درمیان طے پاتا ہے اور دونوں کے پابند ہوتا ہے جس طرح کوئی مع بدلہ دھوکہ فریب کے ساتھ اور فریقین کی رضا مندی کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا اس طرح خرید و فروخت کے معاملے میں بھی اگر دھوکہ فریب ہو یا رضا مندی نہ ہو تو وہ بھی منکر و صحیح نہ ہوگا۔

### خرید و فروخت

کوئی چیز بھی بچی یا مولیٰ جائے چاہے بقیں اس کا ہم کی ٹیکس کے لئے خریدی جائے (۱) بیچنے والے (۲) خریدنے والے (۳) چیز جو بیچی جا رہی ہے (۴) رقم یا مال جو چیز کے عوض دی جائے (۵) لہذا اب اور (۶) قبول۔ ان ہی گوارہ کا بیان کرتے ہیں۔













نہ ہوں سبکدوش کی وضاحت ہوز غروری ہے مجھوں جن کو بیعہ قدس ہے۔

نہایت پرانا پاک کرنے والی چیز کی یہ صفت نہ ہونے کا ذکر ہم کر چکے ہیں کسی حد تک جو مسینہ نہیں  
سندھی شریعت میں حرمہ ہیں وہ شہ نامہ تو رہیں دی جائیں گے سن کی خرید و فروخت بھی ناجائز  
ہے کروہ کی مخصوص ن فی صنف کے ہے بے ذکر ردی گئی ہو تب ہی اس کا کاروبار جائز ہے نہ  
موتوں کی ندی و دریا بھی بہتے جو عورتوں کے ہے بے ذکر مردوں کے ہے حرمہ ہیں۔

[illegible]

رتی نے یہ غبار اٹھاتا رہا۔ وہ درہوں پر کھیلنے کی یہ کجبت پرچار جبکہ اس نے  
 ایک لڑکی کی دیکھ لی۔ اس کے پاس میں مٹری کو کوئی حق نہیں ہوگا جب تک مدد نہ  
 ملے۔ اس نے لڑکی کی مائی کے پاس بھی یہ شرمیلے سبب سے تڑپ کر  
 کہیں فرار نہ ہو۔ وہ اپنے لیے جوئے کو جزو نہیں ہیں مشقت پہلے لڑکی میں اور پھر  
 دوسرے مسلمانوں پر ترید۔ کوئی حق نہیں ہے۔

خرید و فروخت ہیں جن باتوں کی آزادی ہے



تو یہ باتیں دیکھ کر یہ نتیجہ سب کو چاہئے کہ کوئی کرنا پ کر نیچے یا اُن کے ڈھیر کو گراندہ اور  
 دوسرے کے لئے فروخت کر دے۔ گرنیچے یا ٹوکرے میں رکھ کر پوری ٹوکرے یا پتے دے سکیں  
 ان ٹوکرے یا پتے کو پتی کی کہ س میں س تدر پھیل ہیں اور اس کی یہ قیمت سب تو گر گئے تے  
 نہ کہ اس کو خرید کر ہوگا چاہے خریدے یا نہ خریدے لیکن اگر بتائی ہوئی تعداد سے زیادہ  
 اس کو فروخت نہ کر سکیں گے۔

پتے اگر سب سے پہلے نئے ترکاری یا پتے کو ڈھیر ورنیچہ والے سب کے لئے فروخت کر دے  
 کرنا کہ یہ دھیر میں اتنے روپوں میں بیچتا ہوں تو یہ بات ہے۔

دوسرے پتے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن میں کھیر اور پھل آئے کا کوئی موسم  
 اس میں نہیں ہے مثلاً سردیوں میں ترکاریوں اور پتوں کے چودے دوسرے وہ جن کے  
 پتے دوسرے قسم کے ہوتے ہیں مثلاً گرمیوں کے پتے وغیرہ۔ افسانہ کرشمہ کے درختوں میں  
 اس کے پتے کھیر نہیں ہیں یا اس کے پتے دوسرے قسم کے درختوں میں جب اس نے  
 اس سے کہا کہ اس پتے کو چاہئے کہ اس کے پتے نہ ہوں تو ان کو فروخت کیا جاسکتا ہے  
 اس کے درختوں میں پتے لگیں آہ میں کیا جاسکتے ہیں یا نہیں جاسکتے ہیں یا نہیں جاسکتے ہیں  
 اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔

اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔  
 اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔

اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔  
 اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔  
 اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔

اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔  
 اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔  
 اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔

چیزوں لیتا ہوں تو یہ جائز نہیں ہے۔ اسی طرح دکاندار جس سے چیز خریدی جائے گی اگر کہے  
 "چیز لے جائیے جو مناسب دام ہوں گے آپ سے لے جائیں گے" یا "دام میں جہ کو بڑا  
 گا" یا "جتنا شکر دے گا وہی آپ بھی دے گا" یا "سب چیزیں سب قیمتیں یہ دیکھ لیں" یا "نہ  
 صاحب جو دام لگائیں گے وہی آپ کو بھی دینا ہوں گے۔" ان تمام باتوں میں سے کوئی ایک  
 البتہ قیمت بنانے کا واسطہ کرنے کے بعد کر لیں کہ سب سے پہلے کو بیانیہ نہ بنائے کہ یہ  
 لگا ہوا نرخ سب سے کم خریدنے والے قیمت پر ہی ہو جائے۔

۲۔ مقررہ یا تحدید کی تصرحت میں وقت ضروری نہیں ہے جب خرید کر لینے والے کو  
 کسی قیمت سے مقررہ ہو لیس تو کچھ بھی کہے کہ وہ ضروری ہوئی ہو یا نہ ہو  
 کے بدلے یہ چیز بیچتے ہیں۔

۳۔ اگر خریدنے والے وقت قیمت نہ دی جائے کہ یا کہ وہ اپنے گاہک کے لئے مقررہ قیمت پر  
 چیز خریدتے ہیں اور وہ جہیزین کریں گے تو یہ جائز ہے۔

۴۔ کوئی چیز خریدی ایک قیمت از کرنے کے لئے جو مقررہ ہوئی ہو یا نہ ہو یا نہ ہو  
 تک تو بیع فاسد ہوگی۔

۵۔ اگر خرید کر کوئی چیز اور خرید سے وادائیگی کی مدت نہ بتائے تو یہ بیع فاسد ہوگی  
 بیوی، ایک مہینہ ہوتے ہی قیمت از کر دینا یا بیچنا۔

۶۔ اگر کسی دکاندار کے یہاں سے سامان کا پتہ نہ ہو تو قیمتیں حساب ہو جائیں گے  
 اسی وقت جب کہ قیمت مقرر کرنے میں کسی شخص کا اندیشہ نہ ہو کہ یہ بیع فاسد  
 کہ قیمت مقرر نہ ہو۔

۷۔ جب بیع فاسد ہو جائے تو قیمت اسی وقت میں دکاندار کے لئے بیع فاسد ہو جائے  
 کہ اگر بیع فاسد ہو جائے تو بیع فاسد ہو جائے کہ اگر بیع فاسد ہو جائے  
 کہ اگر بیع فاسد ہو جائے تو بیع فاسد ہو جائے کہ اگر بیع فاسد ہو جائے  
 کہ اگر بیع فاسد ہو جائے تو بیع فاسد ہو جائے کہ اگر بیع فاسد ہو جائے  
 کہ اگر بیع فاسد ہو جائے تو بیع فاسد ہو جائے کہ اگر بیع فاسد ہو جائے  
 کہ اگر بیع فاسد ہو جائے تو بیع فاسد ہو جائے کہ اگر بیع فاسد ہو جائے

جس کا سارا حق پانچائے اس میں مدت مقرر کر کے اس کا قیمت لیں اور قسط مقرر کر کے  
 یہ رقم درست سب مقرر مدت کا میں ضرور ہوتا پاس ہے۔

جب بائع و مشتری۔ بکاب و قبیل کے بعد میں دور رس کو قیمت سے  
کر میں جیسا کہ اوپر بتا گیا تو پھر دونوں میں سے کسی کو اس سے خریدنے  
بائع و مشتری کو خریدنا ہی پڑے گا۔

معدودہ برکت کے بعد بائع نے کہا کہ میں اس کے لیے ایک کچا یا شتر می نے کہا کہ میں اس کی قیمت  
درج ذیل کے مطابق چاہتا ہوں تو یہ درست ہے شتر و معاہدہ کی پابندی دراز کریں گے۔  
اس کے بعد وہ دھوکا دینے لگا کہ میں دوسرے دن شتر کا خرچ بڑھ یا گھٹ کر یہ ہوتا ہے یہ  
میں نے اس کے پابند نہیں کرتے ہوں اور شتر می حکومت کو زنا سی کو نمانہ کرے گی۔  
خریدار نے اسے بھینے پائے۔ یا ڈکانہ کسی وجہ سے وہ  
نہ دینا چاہتا تھا۔ میں نے اسے دووں کو معاوضہ فراہم کرنے کا اختیار  
کے لئے اسے اس کے لئے ہنس دیا۔ رنغا مندی کی صورت میں خریدار اسے اسے کر سکتا ہے  
نہ نہ رنغا مندی کی صورت میں اس کو بھینے پائے۔

۱۔ اگر کسی نے ایک چیز کو خرید کر اسے بیچ دیا ہو  
 اور اسے بیچنے کے وقت اسے نقصان پہنچا ہو تو اسے  
 اسے بیچنے کے وقت اسے نقصان پہنچا ہو تو اسے  
 اسے بیچنے کے وقت اسے نقصان پہنچا ہو تو اسے

گزارش بر سر این است که اگر کسی در ایسی کوهی سوال نہیں پیدا کرتا تو خود  
بہر سائنس کی ہوتی ہوئی کہیں بھی ہو یا خراب ہو گئی کیونکہ جب وہ چیز ہی نہیں ہے تو ایسی  
چیز نہیں ہوتی۔

تیسرا کسب و کار سے منسوب ہے کیونکہ اگر وہ خرچ کر دی گئی ہے تو روپیہ کے بدلے  
وہ کسب و کار سے منسوب ہے اس لئے اگر بات چیت کو واپس لینے پر راضی ہو تو قیمت کے خرچ  
پر یہ نہ ہوتا ہے بلکہ یہ انتہا سہل ہے کہ خرچہ اگر کہنا معذرت سے قیمت بعد میں واپس

## اقالہ لعین واپسی کی شرطیں

(۱) بیع کی واپسی اصل قیمت سے زیادہ ہونی چاہیے۔

(۲) اگر دکاندار نے بزرگے بچے کو سے قیمت زیادہ لے لی تو

اُس کو واپس کرنا ضروری ہے (۳) اگر مشتری نے اُس میں کوئی اضافہ یا غیب یہ کر دیا ہے تو اقالہ نہیں ہو سکتا۔

## بیع یا ثمن واپس کرنے کی دوسری صورتیں

معاملہ طے ہونے سے پہلے

رد و قبول کا طریقہ اور حالت سے

خیار مجلس و خیار قبول کہتے ہیں۔ معاملہ طے ہونے کے بعد واپس کر کے قیمت ادا کرنے کی سات صورتیں ہیں: خیار شرط، خیار عطف، خیار رتق، خیار رقیق، خیار رویت، خیار ریب، خیار رینن۔ سب کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

**خیار شرط** خرید و فروخت کا معاملہ طے کرنے کے بعد خریداریہ شرط لگانے سے ہوتا ہے۔

دن میں بتاؤں گا کہ میں اس کو بیت ہو یا نہیں یہ کہ میں اس پر کوئی شرط لگاؤں

کے بعد بتاؤں گا یا بائع یہ شرط لگا دے کہ میں خریداریہ کو بیچ دوں گا۔

تین دن کے بعد کروں گا تو دونوں کو معاملہ طے ہو جائے گا۔ بعد واپسی کو اختیار ہے کہ اس کو

خیار شرط کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند باتیں ملحوظ رکھنا چاہئیں۔

(۱) خیار شرط کی مدت کی تعیین ضروری ہے کہ کتنے دن میں لینے یا نہ لینے کا جواب دے۔

وہ مدت گزر جائے گی تو واپسی کا اختیار نہیں رہتا۔ کہاں اگر بائع خوشی سے واپس کرے۔

ہے۔ (۲) اگر خریدار نے گھرے جا کر وہ چیز استعمال کر لی تو اُس کی واپسی کا حق رہا نہیں

رہتا۔ یہ کہ وہ چیز ایسی ہو جس کو استعمال کرنے کے بعد ہی فیصلہ کیا جاسکتا ہو مثلاً گھڑی

جس سے صحیح وقت پر دینے کا اندازہ، استعمال کر کے لگایا جاسکتا ہے۔ موزوں یا ٹیکس یا کپڑوں

کی رفت و رکود اندازہ استعمال کر کے ہی کیا جاسکتا ہے یا دودھ کا باؤر جس کے دودھ کا اندازہ

دوہنے کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے تو ان صورتوں میں مقررہ مدت کے اندر چیزوں کا استعمال

کرنے کا حق ہے کیونکہ ان چیزوں کی چھٹی بُرائی بغیر استعمال کے نہیں معلوم کی جاسکتی۔ لیکن

اگر استعمال کرنے سے کوئی خرابی اس چیز میں واقع ہو جائے تو پھر واپسی کا حق نہ ہوگا اور خریدار کو





خیار رویت کے سلسلے میں چند باتوں کی ضرورت ہے:

۱۔ کسی چیز کا نمونہ دیکھ لینے کے بعد یہ بات سمجھنے پر آتی ہے کہ اس چیز کا حق نہیں ہے۔ نمونے کے مطابق نہ ہوتا تو اس صورت میں واپس ہو سکتی ہے۔

۲۔ جہاں کسی چیز کا نمونہ دیکھ کر اسی میں چیزوں کا اندازہ نہ ہوتا ہے اس لیے کہ یہ چیزیں  
کامدہ کرنا، ایک بیل دیکھ کر چار بیلوں کا موازنہ کرنا یا ایک بچہ دیکھ کر پچاس بچے کی طرح  
کا موازنہ کرنا تو ان سب میں غریبہ رکھنا یا رویت کا حق رہے گا کیونکہ اس صورت میں  
نہیں ہوتی۔

۳۔ کھانے پینے والی چیزوں کے خریدنے میں دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ  
پہلے خرچہ نہ ہو جائے اور باغ کو سارے ہو کر چیزیں بے سہولت کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ  
بعد خرید رستے واپس کر سکتے ہیں لیکن اگر اس وقت خرید کر لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ حق نہیں ہے  
اور نہ اس کو خرید کر جو کر سکتے ہیں بلکہ چیزیں میں سے چند ڈبوں میں ہوتی ہیں اور ان میں  
جن کے کھل جانے کے بعد قیمت گرتی ہے اس لیے کہ وہ خرچ ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔  
اس لیے کہ ان میں کچھ کوئی ہونے لگتا ہے یہ بات نہیں سمجھ سکتے اس لیے کہ اس پر غور کرنا چاہیے  
کہ اگر خرید کر لیں تو اس پر غور کرنا چاہیے کہ اس کو اس وقت واپس کر سکتے ہیں یا نہیں۔  
مگر اس شدہ کی قیمت و حق کر لینے کا حق باقی ہے۔

۴۔ اگرچہ کوئی دیکھنے کے بعد خرید کر لے کر اس سے کیا تو پھر خیار رویت کا حق باقی نہیں ہے۔ مگر اگرچہ  
اور میں سے کچھ درمیان مدت میں کوئی غریبی لگتی ہے یا شاید اس کی یا دوسری کوئی بات  
پیش آئے یا کسی سے اس خرچہ کی کوئی بات واپس کر سکتے ہیں۔

۵۔ نمونہ کو خریدنے والے کسی دوسرے شخص کو اپنا نمونہ یا خریداری کے لیے نمونہ  
ہاں کو دیکھ کر خریدنے کے سلسلے میں خریدار کو واپس کا حق نہیں ہے لیکن اگر اس سے نہ صرف  
کردگی ہو کہ میں اس نمونہ سے خوش ہوں تو نمونے یا نمونہ پر خریدنے کے ساتھ  
پس سے واپس خرید کر دینے کے بعد واپس کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے۔

۶۔ اگر زیادہ مستعد رہیں خرید کر جو چیز خرید کر سکتے ہیں یا زیادہ تر خرید کر لے کر



غیب پیدا ہو گیا تو اس صورت میں بھی اس کو واپسی کا حق نہیں ہے۔ مثلاً پٹر خرید دیکھ  
 کٹا ہوا تھا گھر میں نے کے بعد اس پر پان کا رنگ پڑ گیا، روشتانی گر گئی یا جیسے سے  
 کاٹ لیا تو یہ دوسرے غیب پیدا ہو جانے کی وجہ سے واپسی کا حق نہیں رہا۔ بہتہ ایک  
 غیب کے بعد قیمت کم کرنے کا حق ہے قیمت کا تعین اس پیش کے بعد یا خرید و فروخت  
 کرنے والوں سے کرنا چاہیے اگر بائع دوسرے غیب کے باوجود واپس سے اس  
 کی شرافت ہے مگر خرید کو ایسی شرافت اور مدت سے نہ نہ گئی ناچاہئے جس میں  
 نقصان پہنچ رہا ہو۔

۴۔ بات نے کوئی چیز بہ بہہ فروخت کی گئی تھی مگر اس میں کوئی غیب نہیں ہے۔  
 خرید کرنے بھی اسے دیکھ بھال کریں تو اب خیال غیب کا حق باقی نہیں۔ مگر خرید  
 نے دیکھ بھال کر نہیں یہ تو اسے واپسی کا حق باقی ہے۔

۵۔ غیب پر خبر موت ہی چیز کو واپس کر دینا چاہیے۔ وہ مستحق نہیں مرنے کی چیزیں  
 اس کے بعد بھی اسے مستحق کر رہا تو پھر واپسی کا حق نہیں رہا۔ بہتہ جن چیزوں کو موت  
 بمقام مستحق کر کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے مثلاً جوتے کو پہر میں ڈال کر سونے کو  
 پہن کر گھڑی ورنہ وہ نہیں بن سکتا مگر سونے کی موٹر کا یہ سواری کے بعد پھر سواری سے  
 ہی جس وقت کا پتہ چل سکتا ہے تو ان چیزوں کے مختصر منہوں کے بعد اگر بہتہ  
 تو واپسی کا حق ہے مگر کسی دن مستحق کریں تو یہ حق چاہا رہا اور جس چیزوں کا سو  
 بنیہ اسٹور کے ہی معلوم ہو سکتا ہے مگر ان کو مستحق کریں پہلے کے رنگ پر نہیں  
 میں درخت ہو یا تو یہ سب باتیں خیال غیب کے حق کو ختم کر دیتی ہیں۔

۶۔ کوئی چیز بڑی مفید رہا بعد میں خرید کی شدت یا پھر دیکھ کر اس میں کسب  
 سے در کچھ چھپا ہے تو خرید کو یہ حق نہیں ہے کہ چھپا رکھے اور خرید واپس کر دے  
 بلکہ باویر سے یہ خرید واپس کر دے اس میں کسب کر لینے کا حق اس وقت ہے جب  
 بیچنے والا منسی خوشی میں پھر منسی ہو۔



نہیں گرتوڑ گروغیر ہو یا کسی دوسرے غلے کی بہت معمولی سی منڈول ہو یا کھجور کی  
 نلے کے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں عرف عام میں بتا گروغیر غلوں میں ہا کرتا ہے یا دوسرے  
 بات کی منڈول رہتی ہے تو وہ غیب شمار نہیں ہوگا یکن گریک من میں ہیں تین چار سیر گرو  
 غیر یہ منڈول غلے تو یہ غیب ہے درو پسی کا حق ہے۔

اسی طرح ایک سیر بادام یا چار درجن منڈول میں دوپہا خرب نکل جائے تو اس کا  
 غیر نہ ہوگا جہاں گروغیر وہ خرب نکلیں تو ان کی قیمت خرید و کو دس بتے کا حق ہے۔  
 اس کی ترکیب یا پھل جس کے چنے یا خرب ہونے کا جہاں کاٹنے کے بعد ہی چل سکتا ہے اگر  
 سب سے کم در پیچیدہ بند کے ہی بن سکیں تو خرید و کو قیمت دس بتے کا حق ہے اگر خاصے  
 کے بن نہ سکیں تو دس کے کم میں بھی ہیں تو ان کی قیمت کم کرنے کا حق ہے انہیں  
 کے تیار نہ ہو سکیں تو اس کی خریدی جب کاٹ کر دیکھ تو ان کے فوہیں نہ ہوں اس  
 قیمت میں دس بتے کو قیمت دھانے کا حق ہے اگر وہ نہیں کیا اور کسی دوسرے  
 سے خرید و قیمت کم کرنے کا حق ہے اگر وہ دس بتے سے کم ہیں یا وہ قیمت بدلتا  
 ہو دس بتے کے من کو قیمت کم کرنی جا سکتی ہے اور اگر چاہے دس بتے کے من  
 کے دس بتے قیمت دس بتے کا حق ہے۔

بات سے من کہ اس قیمت نہ خریدے کہ جو من میں ہے سندھ میں ہے تو  
 بیع اس میں ورمہ و مدت کے اندر ملنے کی کو سندھ و پنجاب کے قبضہ کر میں

بات در سندھ میں ہوں ہیں سے کسی کو سندھ یا قسٹم کا دھوکا دینا کہ ہوتا ہی صورت  
 میں ہوں کو من یا قیمت دس بتے کا حق ہے سندھ کی دس بتے کے بیور  
 نہیں اس میں اس کے نہ تھے اس پر صونے کا مائع نہ ہو ورنہ کسی من کے منڈول ہیں  
 اس کے منڈول کے پانچ دس بتے ہوں ہوں میں بیع فتنہ کرنے کا حق فریضہ کو ہے۔  
 خرید و فروخت کا معاملہ ہے جو بکے ہیں قیمت دس بتے کی ہو تو اس کی دو  
 صورتیں ہیں اگر قیمت فوراً دینے کا وعدہ تھا تو جب تک خرید و قیمت نہ

نہ کر دے بائع کو اپنی چیز اپنے پاس روکے رکھنے کا حق ہے (۲) اگر معاملہ دھڑلے موتی وغیرہ  
مال اپنے گھر لے گیا تو بائع کو اپنی چیز واپس لینے کا حق نہیں ہے۔ اگر خریدار خود دوسرے کو اس  
بات سے ورنہ اس کی حیثیت مقروض کی ہوگی اور بائع قرض خود کی حیثیت میں ہوگا۔ اور جس مال  
مقروض سے روپیہ وصول کیا جاتا ہے اسی طرح وصول کیا جائے گا۔

**بائع اور مشتری کے لئے شرائط** بائع و مشتری دونوں کا عقل و بالغ ہونا ضروری  
ہے۔ اگر کوئی یکساں دونوں میں سے بچہ ہو تو بیع

صحیح نہیں ہوگی۔ اسی طرح مجنون اور ناقص عقل کی بیع بھی معتبر نہ ہوگی۔ بچہ بزرگ بچہ کی بیع نہ  
نہ ناقص عقل خرید و فروخت کو سمجھتا ہے اور دونوں اس قابل نہیں کہ غلطی سے بیع کر سکیں۔ بچہ بزرگ  
کے ہیں تو خرید و فروخت تو صحیح ہو جائے گی مگر اس پر عقل ولی کی اجازت سے ہوگا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ بائع یا مشتری خود صحت مند ہو۔ اگر کوئی بیمار یا ذلیل ہو تو اس سے  
کیونکہ جبر کی صورت میں ترغیب باقی نہیں رہتی اس سے خرید و فروخت ناممکن ہو جاتی ہے۔ اس سے  
خرید و قیمت نہ کرتے سے پہلے بیع پر قبضہ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ قیمت دینے سے پہلے  
بی مال کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

تیسری زمین فروخت کی جس میں فصل کھڑی ہے یا باغ باغیچہ ہیں یا زمین پر کھیت ہو  
زمین کو بیع کر دینا اور پھلوں کو توڑ لینا ضروری ہے ورنہ بیع صحیح نہ ہوگا۔ یہ کہ مشتری اس سے  
کے پاس سے یا کہیں پہنچ جائے تک کی اجازت دیدار کرے۔ اگر بیع کے وقت یہ شرط نہ ہو تو بیع صحیح نہ ہوگا۔  
بیع فی سہر ہوگا۔ بائع مشتری کو بیع پر قبضہ دے سکتا ہو۔ یعنی چیز نہ تو کہیں رہے جو بیع اس میں  
کوئی دوسرا شریک ہو۔ زمین ہونا یا کسی دوسرے کی شرکت ہونا دونوں قبضہ دینے میں ممانعت  
مذکورہ ہیں۔ بیچی ہوئی چیز خرید کے جانے کے لئے اس طرح کی جائے کہ قبضہ کرنے میں کوئی ممانعت نہ ہو۔  
کسی ہندوستانی تاجر نے مصر یا امریکہ میں اپنا کوئی مال بیچ کر خریدار کے لئے کوئی ہندو  
بیع ہوئی۔ اب اگر خریدار ہندوستان کا رہنے والا ہو یا چین و جاپان کا تو بائع پر یہ قید درج  
نہیں ہے کہ وہ ملک کو چین یا جاپان یا ہندوستان میں نہ لے کر اس کے پاس پہنچائے۔ یہ خریدار کی  
ذمہ داری ہے کہ جب اس نے ہندوستانی سے خرید لیا ہے تو وہ جہاں چاہے لے جائے۔

از خیرہ نے بدلتا رہا۔ یہ مہا جہنم نہیں جہنم لیں گے تو بائیں گوشہ طے کے منہ پر عمل کرنا  
نازیم ہو جائے گا۔

گروہ کے لئے یہاں بھی جو سامنے نہ تھا وہ یہ بھی نہیں بتایا کہ اس کتاب کا کتابہ معاملہ  
کتاب کے جراثیم کو مٹا دے گا کہ اس کی جڑیں یہاں سے نہ اُٹھیں کہ اس کا سبب یہ  
ہو کہ اس کے جراثیم کو مٹا دے گا کہ اس کی جڑیں یہاں سے نہ اُٹھیں کہ اس کا سبب یہ

اگرچہ یہ بات کہ ایک قیمت خرید رہے ہیں۔ نہیں کی تو جب تک باج پانے نہ دے  
 اور جس کے لئے اس بات پر یہ کہ ایک قیمت خرید رہے ہیں کوئی خریدی گئی تو اس کا نام نہ  
 کیا کر رہے ہیں اس کو قیمت دینا پڑے گی جس کی اگر خرید رہے ہوں گے یا تو یہ کہ ایک قیمت  
 پر جس کو ایک قیمت دینا پڑے گی اور دس روپے کو ایک قیمت دینا پڑے گی جس کی ایک قیمت  
 دینا پڑے گی اور دس روپے کو ایک قیمت دینا پڑے گی اور دس روپے کو ایک قیمت دینا پڑے گی  
 اور دس روپے کو ایک قیمت دینا پڑے گی اور دس روپے کو ایک قیمت دینا پڑے گی

بڑھا کر سڑھتے چار آنے قیمت دے دی تو مس کو بھی وہی کا حق نہیں ہے بہت گرضی سے  
دونوں نے زیادہ دے دیا تو وہی کا حق باقی رہے گا۔

قیمت کی ادائیگی اور بیع کے اخراجات  
دست بدست خرید و فروخت میں آنے  
والی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں کہ خرچ نہیں  
ہوتا لیکن کوئی بڑی یا زیادہ چیز خریدی جائے یا کوئی بھی چیز بار سے مٹائی جائے یا تب در  
کیا جائے تو ڈاک یا بار برداری کا بھی خرچ ہوتا ہے ان کے اخراجات کے بار میں مسئلہ  
شریعت نے یہ ہدایت دی ہے:

۱۔ قیمت کی ادائیگی کے مسئلے میں جو اخراجات ہوں گے وہ خرید رکے ذمے ہوں گے مسئلہ  
منی رڈر و ریمہ وغیرہ کا خرچ۔

۲۔ بیع نامہ کہنے اور دست ویز کی رسم کی وغیرہ کے اخراجات خرید رکے ذمے ہوں گے۔  
۳۔ بیع یعنی بیچ بھی ہوئی چیز خرید رکے حوالے کرنے میں جو خرچ تو شائبہ وغیرہ کے بارے  
بائع کے ذمے ہوگا جب تک ادائیگی کی صورت میں اس کے کاغذ کی کتابیں و تحفے کا خرچ  
بھی بائع کے ذمہ ہوگا۔

۴۔ اگر کوئی چیز نہ اسے بیچ دی گئی جیسے کمرے کی فیس یا بارگاہی بہار و توجہ کا شائبہ یا  
کے بچے تروانے کی ذمہ داری یا بارگاہی شہر نہیں مشترک پر ہوں۔

۵۔ جو چیز ڈاک خانے یا ریل یا کسی دوسری سوری یا مزدور کے ذریعے بھیجی جائے تو مس کے  
تمام اخراجات خرید رکے برداشت کرنا پڑیں گے۔ اگر بائع خود بخوشی برداشت کرے تو  
مس کا مسئلہ ہوگا۔ خرید رکے برداشت کا حق نہیں ہے اگر وہ ایسی شے ہو کہ وہ  
بیع فی سہ ہوگی۔

۶۔ اسٹیرک شہادت تبادر۔ جو جب ہندوستان کی حکومت یا اس کے کوئی تاجر مریدانہ  
مس کے ورگس کے ہوتے ہیں پٹ سن چھ یا کوئی دوسرا ذمہ دار کوئی بیانی  
نہیں ہے مسئلہ اور بار برداری اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے بہت گرضی میں  
ہے جو ہائے کفایت تک پہنچیں گے تو دونوں کو اپنی اپنی چیز پہنچانے کا خرچ



بزرگداشت کرنا پڑے گا۔

بیت کے برائے گھر لکھے عام طور پر تین طریقوں سے ذراقت ہوتی ہے دراصل ان شریعت  
نے تینوں طریقوں کو بزرگوار دیا ہے۔

۱۔ بیع ہر اس کی قیمت کا تہ درہ دست بدست ہو جائے کو قیمت میں ہائے درستہ کی گواہی  
یہ طریقہ سب سے بہتر ہے اور زیادہ تر کسی طریقہ کو دیکھ کر یہ بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ بیع یعنی بیچنے والے کو بیع فیہ قدر ادیدی جائے در قیمت دھار کر لی جائے اس بیع کو بیع فیہ  
اس کا نام ہے جس کی بابت خریدار کی سہولت کے پیش نظر دی گئی ہے۔

۳۔ قیمت بیانیہ دھار کر لی جائے مگر پھر بعد میں دی جائے اس بیع کو بیع مسموم یا بیع مسموم  
کہتے ہیں اس میں بیع کی صورت کو اور خریدار کے فیئ مدے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۴۔ تینوں طریقوں سے دست بدست بین دین کا ذکر اور پر کی تفصیل کتاب میں آچکا ہے اس  
اور بیع مسموم کے بارے میں کچھ ذکر و پر کیا جا چکا ہے پھر باتیں و روایات کی باتیں ہیں۔

۵۔ بیع یعنی بیچنے والے کو بیع فیہ قدر ادیدی جائے در قیمت دھار کر لی جائے اس بیع کو بیع فیہ  
کہتے ہیں اس میں بیع کی صورت کو اور خریدار کے فیئ مدے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔  
۶۔ بیع مسموم یعنی بیچنے والے کو بیع فیہ قدر ادیدی جائے در قیمت دھار کر لی جائے اس بیع کو بیع مسموم  
کہتے ہیں اس میں بیع کی صورت کو اور خریدار کے فیئ مدے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۷۔ بیع مسموم یعنی بیچنے والے کو بیع فیہ قدر ادیدی جائے در قیمت دھار کر لی جائے اس بیع کو بیع مسموم  
کہتے ہیں اس میں بیع کی صورت کو اور خریدار کے فیئ مدے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔  
۸۔ بیع مسموم یعنی بیچنے والے کو بیع فیہ قدر ادیدی جائے در قیمت دھار کر لی جائے اس بیع کو بیع مسموم  
کہتے ہیں اس میں بیع کی صورت کو اور خریدار کے فیئ مدے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۹۔ بیع مسموم یعنی بیچنے والے کو بیع فیہ قدر ادیدی جائے در قیمت دھار کر لی جائے اس بیع کو بیع مسموم  
کہتے ہیں اس میں بیع کی صورت کو اور خریدار کے فیئ مدے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۱۰۔ بیع مسموم یعنی بیچنے والے کو بیع فیہ قدر ادیدی جائے در قیمت دھار کر لی جائے اس بیع کو بیع مسموم  
کہتے ہیں اس میں بیع کی صورت کو اور خریدار کے فیئ مدے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

اگر مہلت نہ دی تو لا محالہ خرید کو قیمت اس مدت کے ختم تک دے دینا ہوگی۔

۶۔ ادھار کی مدت اُس وقت سے شمار ہوگی جس وقت بائع نے چیز خرید رکھ کر دینی و بائع نے معاملہ مے کرنے کے ایک ماہ بعد یا دس دن بعد پینہ دی تو یہ مدت بھی ایک ماہ یا دس دن بعد سے شروع ہوگی۔ ورنہ بائع نے چیز حوالے کر دی مگر شہری اس مدت میں کے پاس سے نہیں لے گیا تو جس وقت بائع نے حوالے کیا اسی وقت سے دس روز کی مدت شمار ہوگی خریدار کے لے جانے کا عہد نہیں کیا جائے گا۔

۷۔ اگر بائع قیمت کی دائمی کی قسم مقرر کر دے تو پچہ چوری قیمت کا شمار ہونے کو چاہئے کہ بائع بائع کو اختیار ہے کہ نقد یا پچہ کی صورت میں چیز کی قیمت کچھ سستی و زیادتی کی صورت میں کچھ گراں کر دے مگر خریدار کو یہ مقدمہ ہوتا ورنہ اس کا مستحق کرنا بھی نہ ہوتا۔

ادھار خرید و فروخت کے مسئلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہدایتیں فرمائی ہیں ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

خریدار کو ہدایت ہے کہ جب قیمت اس کے پاس پہنچانے کے بعد اس نے بائع کو واپس کرنا شروع کر دیا تو اسے اس کا دعویٰ ممانعت اسے شخص کو واپس لے لے گا جو اسے بائع سے واپس کرنا شروع کرے گا۔

فرومایا یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے کسی چیز کو خرید کر اسے فروخت کر دیا تو اسے اس کے اصل مال سے زیادہ نہیں لے سکتے۔

بائع کو ہدایت ہے کہ جب اس نے خریدار کو چیز فروخت کر دی تو اسے اس کے اصل مال سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

یہ حدیثیں مولانا رحمہ اللہ نے "معارف" میں لکھی ہیں۔

اس سے کچھ احتیاط کی باتیں ہیں جو یہ بہت ناگوار ہیں مگر ان سے احتیاط کرنا ضروری ہے کہ وہ خریدار کو اس کے اصل مال سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

اس کی گواہی ہے کہ اس نے اس کے اصل مال سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

اس سے کچھ احتیاط کی باتیں ہیں جو یہ بہت ناگوار ہیں مگر ان سے احتیاط کرنا ضروری ہے کہ وہ خریدار کو اس کے اصل مال سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

اس کی گواہی ہے کہ اس نے اس کے اصل مال سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

اس سے کچھ احتیاط کی باتیں ہیں جو یہ بہت ناگوار ہیں مگر ان سے احتیاط کرنا ضروری ہے کہ وہ خریدار کو اس کے اصل مال سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

اس کی گواہی ہے کہ اس نے اس کے اصل مال سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

یعنی باغِ مشتری سے قیمت پہلے لے لی۔ مشتری خود قیمت پہنے دے دے  
 اور چیز بندھیں دینے کا وعدہ ہو تو اس طریقے سے خرید و فروخت جائز ہے۔  
 مشتری باغ و مشتری دونوں کی مہومت کے لئے دی گئی ہے کیونکہ اس کی نہ درست بھی  
 خرید و فروخت بھی خریدنے والے کو پڑتی رہتی ہے۔ ہر س پین کی بیع مسلمہ بہ نسبت جس کی  
 صفت نہایت سہولت کی جا سکے یا تحریر میں نہ ہو جائے اور اس کی قدر کا اندازہ کیا جاسکے تاکہ  
 یہ نہ ہو کہ خرید و فروخت کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں پیدا ہو۔ بیع مسلمہ کے صحیح ہونے کی  
 یہ شرط ہے کہ موقوف شدہ نہ ہو بلکہ جائے تو بیع باس ہو جائے گی۔

یہ شرط ہے کہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شدت کر فائدہ یقیناً تو اس کی ضرورت اور ضرورت  
 میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں

در صورتی کہ خرید و فروخت کا شے ہونا چاہئے مشتری کے کی ضرورت میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں

تشریح: خرید و فروخت کی سہولت کے لئے خرید و فروخت کا قیود ہے کہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں

تشریح: خرید و فروخت کی سہولت کے لئے خرید و فروخت کا قیود ہے کہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں  
 سے تو اس سے سہولت یا دشواری نہ ہو بلکہ خرید و فروخت کے موقوف ہونے سے شک میں نہ ہو بلکہ خرید و فروخت میں

جو آسانی سے منتقل نہ ہو سکتی ہوں اور بڑی مقدار میں ہوں۔ اگر ایسی چیزیں ہیں جو بہ آسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جاسکتی ہیں مثلاً گٹری ناؤنٹن ہیں دس ہیں گڑ پچا ابدس میں سیرغلہ تو ن میں یہ شرط مطلوب نہیں ہے۔

پانچویں شرط معاملہ کرتے وقت قیمت اور دیتا ہے۔ گم بات چیت آج ہوئی اور روپیہ کل دیا تو بائع کو حق ہے کہ وہ یا تو زمرہ معاملہ کرے یا انکار کر دے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ خرید و فروخت کا معاملہ مکمل ہونے کی جو مدت مقرر کی گئی ہو اس دوران وہ چیز بازار میں موجود ہو۔ اگر وہ بازار سے غائب ہو جائے تو بائع روپیہ و پس کر سکتا ہے۔ یہ قیہ فقہائے حنفی نے لگائی ہے باقی تینوں ائمہ کے نزدیک چیز اس وقت موجود ہونی چاہیے جب اس کو دینا ہے یہ دوسری مدت میں موجود رہنا ضروری نہیں ہے۔ عام صورت میں فقہائے حنفی کی رائے پر عمل مناسب تر ہے۔ شدید ضرورت مثلاً شیار کی قلت ہو جانے کے باعث نہ شے کی رائے پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

یہ سہم ان چیزوں میں صحیح نہیں ہے جن کی تعیین نہ کی جا سکے مثلاً جاور مگر مرمرات اور امانت فعلیات میں بھی تعیین ممکن نہیں کرتے ہیں۔ اگر عدول و مرہ میں تعیین ہو جائے تو یہ سہم ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔

مقررہ مدت گزر جانے پر اگر بائع نے چیز نہیں دی تو اس روپیے سے خرید رک دوسری چیز لینے کا حق نہیں ہے۔ روپیہ دینے سے لینا۔ لینے یا کچھ اور مہلت دے دینا چاہیے۔ اس وقت اگر خرید رک و دینے خریدنے کی مدت نہیں رہی جس کے لئے اس نے روپیہ دیا تھا تو وہ معاملہ درست ہے مگر اس کے بعد دوسری چیز نہیں لے سکتا۔ پہلے وہ پس روپیہ دینے سے پہلے دوسری چیز خریدنے کا دوسرا معاملہ کرے۔

یہ سہم وجود کے تحت ہے، پہلی وجہ یہ کہ اگر بائع کسی وجہ سے روپیہ نہ دے سکے تو جب دوسری چیز خرید رک دے گا تو اس میں کچھ نہ کچھ روپیہ نہ ہو مگر وہ ملحقہ ہو گا۔ روپیہ کے نتیجے میں اس کے لئے کچھ نہیں بلکہ نقصان ہو گا اور کسی کا نام سود ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ روپیہ بہتر واصل دیا گیا تھا اور قرض کے بدلے میں نفع اٹھانا منع ہے۔ اور یہ روپیہ ایک طرح کا



نہ سہ تیسری وجہ یہ کہ اس میں اختلاف کی گنجائش ہے۔

استصحاب کے معنی نوانے کے ہیں یعنی وہ بیع جو کسی چیز کے بنوانے کے لئے کی جائے۔ یہ بیع سلم ہی کی ایک قسم ہے۔ ذوق صرف اتنا ہے کہ بیع سلم میں قیمت معاہدہ کرتے ہی ادا کی جاتی ہے اور بیع استصحاب میں قیمت فوراً ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ جب دس مل جائے تب قیمت د کرنا ہوگی۔ باقی تمام باتیں بیع سلم کی طرح پہلے ہی

تک ہو جاتی ہیں۔

مثلاً ایک بزرگ جوتے کا کارڈر دیا تو یا تو نمونہ دکھا کر معاملہ طے کرنا چاہیے یا پھر پوری تنقید سے پہچانی جائے کہ وضع کیا ہوگی اور رنگ کیا ہوگا۔ فیتہ دے ہوگا یا نیوٹ وغیرہ۔ یہ تو کسی فرم کو سائیکل یا موٹر کارڈر دیا تو اس کے ماڈل اور پیمائش کے متعلق بھی سہرا کرنا ہوتا ہے کہ ریش ہوں گے یا برمن یا برلن یہ کسے ہٹے ہوئے قیمت کس کے ہیں د ہوگی اور کیا ہوگی۔ اس وقت تک کہ قیمت میں دیکھ کر سہجائی کیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ غرض کہ وہ تو ہم باتیں سے پہچانی جائیں جن سے بعد میں کوئی اختلاف پیدا ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔

بیع کے وہ طریقے جن سے وہ ناجائز قرار پاتی ہے غور کرنے کی تین قسمیں ہیں: باطل، فاسد اور مکروہ۔

پہلا باطل یہ ہے کہ شریعہ و فروخت سودی طریقے پر ہو یا جوئے کے ذریعے سے ہو یا حرام چیزیں مثلاً شراب وغیرہ کی تجارت ہو تو یہ سارا کاروبار حرام اور باطل ہوگا۔

دوسرا فاسد وہ ہے جس میں بیع ہو سکتی ہے لیکن جس صورت میں یہ بھی جا رہی ہے وہ بھی نہیں ہے مثلاً اس کا پہلا باب گز نہیں لیکن اگر وہ میدان کی خود روٹھاس جس میں ایک وہ نہیں ہے بیع رہا ہے تو بیع فاسد ہوگی۔ اگر غنمی سے ایسی خرید و فروخت ہوگی تو اس معاملے کو فسخ کر دینا چاہیے۔ اگر نہیں کرے گا تو سودی صورت فاسد ہو جائے گی۔

تیسرا مکروہ یہ ہے کہ اس میں سودی اور بھینڈ والے کی جگہ بھی ہو مگر خرید و فروخت سے نہایت زیادہ قیمت ہو مثلاً کسی چیز کی قیمت دس روپے ملے ہوگی اور بیع دس





۱۹۵۶ء میں جب ملے گا ہوں تو بڑھن

سودی کاروبار کی برائی معاشی حیثیت سے شروع ہوتی تھیں نہ بہت سے

زیادہ روپیہ غلے کی تجارت میں لگانے کے لئے بینکوں سے سود پر لے کر پیشی کے کی ضرورت تھی  
لئے تقسیم کیا اور بینکوں نے جی کھول کر روپیہ قرض دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں روپیہ  
من بک تھا وہ بیس بائیس روپے من ہو گیا اور پھر گراں ہوتے ہوتے سو روپے من ہو گیا  
جس چیز کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اُس کی مانگ بھی زیادہ ہوتی ہے اور وگ سے قیمت بڑھ  
خریدنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں، بڑے تاجر ایسے موقعوں سے فائدہ اٹھاتی ہیں کہ وہ غلے کے  
غریبوں اور کم آمدنی والے لوگوں سے وہی دام وصول کرتے ہیں جو دوست مندوں اور غریبوں  
سے لیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریب موسم تکلیف دہ تنگ سالی میں مبتلا ہوتا ہے وہ غلہ  
بینکوں کے مالکوں اور غلے کے بڑے بڑے تاجروں کو سودی کاروبار سے فائدہ پہنچاتا ہے اور  
باقی دنیا کو خسارہ۔

ادھار خریدنے اور بیچنے کی وجہ سے سود  
اور چیزوں میں کمی بیشی کرنے

ہیں وہ غلوں پانچ طرح کی ہوتی ہیں (۱) سونا چاندی یا ن سے بنی ہوئی چیزیں (۲) توں کرپے سے  
وہ چیزیں جیسے لوہا، تانبا، پیتل، تلو، ترکاری، میوے، مسالے، روٹی، دہی وغیرہ۔

(۳) پہاڑی سے تاب کرچی جاتے وہ چیزیں (۴) میٹر، گز یا فٹ سے ناپ کرچی جانے والی  
چیزیں (۵) وہ چیزیں جو بن کر بکتی ہیں ان میں سے ہر ایک کا بین ملک کیا جاتا ہے۔

۱۔ چاندی اور سونے کا حکم سونے اور چاندی سے بنی ہوئی چیزیں کر سونے یا چاندی سے  
کے سکوں سے خریدی جائیں یا ان کو روپے میں نہا کر

ہیں ایک یہ کہ دونوں کا وزن برابر ہو اور دوسری یہ کہ دست بہ دست خرید و فروخت ہو اگر کسی  
سے کوئی بات نہ ہوگی تو سود کا معاملہ ہو جائے گا شہر کسی کے پاس چاندی ہے اور وہاں کسی  
سے بن ہو کر روپے چاہتا ہے یا سونا ہے، اور وہ سونے سے بن ہو کر روپے یا پست تو یہ نہ ہوگا  
کہ معاملہ دست بہ دست کر کے در دونوں کا وزن برابر ہو اور ادھار میں نہ کی یہ وزن میں





چاندی کی چیزوں کا یہی حکم ہے۔ ہاں گران چیزوں میں نصف سے زیادہ سودی ہو جائے تو  
سے چاندی یا چاندی کے زیور یا سونے کو خرید جائے تو پندرہ وزن کا ہر ہر موزن نہ دے دے نہیں  
معائنہ دست بدست ہونا چاہیے۔ اگر مڈوٹ کم تر ہے تو اس کا حکم سونے یا چاندی کی عادت ہے  
جیسا کہ وہ ہو رہا ہو وہی ذرا تا نا مل دیتے ہیں تو اس سے حکم نہیں بدلتا۔

۲۔ مثل کر مکنے والی چیزوں کا بیان  
نہ ترک کاری خشک میوے سبز دھن کی بوشت

بھو و در قیمت کے کر کے خریدی و زبانی جاسکتی ہیں سین گریز چیزیں یا کن کی کنی چیزیں  
ایک دوسرے سے بدلی جائیں مثلاً تانبہ کا وٹا دے کر تانبے کی پیسی ہیں۔ یونٹ دس کر تانبہ  
شکر دے کر شکر گہوں دے کر گہوں کا تبا دے کر گہوں کی بوری و در دست بدست ہو  
ہونا دونوں شہین پوری ہونا ضروری ہیں مثلاً کوئی شخص خرب پھوس دے کر جس سے  
چاہتا ہے یا کسے سے بدلیا چاہتا ہے تو دونوں کا وزن ہر ہر ہونا چاہئے و در دست بدست  
خرید و فروخت ہونا چاہئے جتنا تانبہ گریز کے گہوں قیمت دے کر خریدے تو اس قیمت سے وہ  
جس بھی بھائی دوسرے گہوں خریدنا چاہے یہ خرید سکتا ہے۔ غرض کہ تو اس سے نہ تو اس سے  
بھی اگر ایک جنس کا تبا دے کسی جنس کی دوسری چیز سے کرنا ہو تو وزن سے بوری و در دست  
بدست ہونا ضروری ہے۔

اگر چیزیں جن جنس کی میں سکتا ہوں دے کر تو سب بدلیا جائے یا جو دس کر تانبہ  
سے جائے یا تانبہ کے ہر سے میں ترک کاری یا تانبہ کے یا تانبہ کی چیز دس کر تانبہ یا پیسی  
پیزلی جائے تو اس میں بھی بستی ہو سکتی ہے مگر مبالغہ آفرینی سامنے ہونا چاہئے۔ مثلاً یہ کہ  
کرنا چاہئے نہیں ہے۔ اس سے کہ وہ دس کر تانبہ یا پیسی بدلیا جاسکتی ہے تو وزن سے بوری و در دست  
بدست ہو سکتا ہے جو تانبہ کے کا بھی ہو گا۔

۳۔ پیانے سے لے کر پانچ گریز جانے والی چیزوں کا بیان  
وہی حکم ہے جو توں گریز جانے والی چیزوں کا  
بیان ہو چکا مثلاً ایک قیمت کی بوری کے بدلے میں دوسری قیمت کی بوری یا سونے جن



پیسوں کی بازی لگا کر فیئدہ یا نشتان کھایا جائے جسے جوئے ورقا بھی کہتے ہیں۔  
 ہیں ایک آدمی کا پیسہ دوسرے آدمی کو بخت و اتفاق سے مل جائے۔ اس آدمی میں اور پیسوں وغیرہ  
 کے ذریعے ہونا نہ حاصل کیا جاتا ہے وہ جوئے میں داخل ہے کیونکہ فیئدہ و نشتان اتفاق پر  
 مبنی ہوتا ہے۔

### میسر یعنی جوئے کی تعریف

مہار نے میسر کی تعریف یہ کی ہے تعین مہار میں ہے  
 رہتی مسیت کو خمر سے ہیں ذلت، مانی جس کو کہہ دے

تلفیق پر غصہ ہو سہ سے بیع غم کی محنت ہے غم کے شوق ہیں، مگر یہ ایک بات غصہ  
 اس میں ہر وہ کاروبار داخل ہے جس میں دھوکے کی صفت پائی جائے۔ بیع غم کی پند تسمیں  
 بیان کی جاتی ہیں۔

### بیع منابذہ

ایک حرف متعین رقم یا جنس ہو اور دوسری حدت غیر جنس، رقم یا جنس ہو  
 متد کسی نے کہا کہ اس بارغ کے پھل میں نے اس شجر پر بیٹھا کہ اس میں  
 پانچ سو روپے سے زیادہ جتنے پھل ہوں گے وہ سب میرے ہوں گے اور اگر وہ پھل کے ذریعے  
 کی ذمہ داری خرید رہا ہوگی۔ یا کوئی کہے کہ اس پر رس میوے کے بدلے اس مٹا کے کیسے  
 کی فتن میں نے خرید لی یا فدا لیکن میں جتنا سامان ہے وہ سب تمہاری قیمت میں بیچا جاتا  
 ہے۔ ان تمام صورتوں میں بیع صحیح نہ ہوگی کیونکہ جو بیع بیچنے یا خریدنے کی جگہ سے وہ بیع  
 نہیں ہے۔ اگر بیع سے مراد اس طرف سے ہو جائے اور بیع یا مشتہ کی کوئی حدت نہ ہو جائے تو  
 بیکرا اور ختمہ کہ پیدا ہونا ممکن ہے۔ اگرچہ نشتان ورنہ کہہ کا مکان۔ اس میں  
 ہوتا ہے مگر اس کی وجہ دوسری ہوتی ہے۔ عسل مع ذلہ اتفاق پر مبنی نہیں ہوتا۔ بیع  
 و نقد بین میں ایک آدمی نے کسی دوسرے کو جوئے کے مال کو بیچ کر خرید کر دیا۔  
 سنت شمار سے ہیں پر لکھی صورتیں کہ ہیں اس کے بیع منابذہ نام نہ

### بیع المراسمہ اور بیع الاختصاص

مہار نے بیع کے تحت بیع منابذہ کے تحت بیع المراسمہ اور بیع الاختصاص  
 ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بہت سے مال کی

بیع میں سے ہیں پر مشتہ کی حالت پر جب کہ اس کی موجودگی نہ ہوگی کیونکہ





اور اسے یا شخص سے بطور تنخواہ دیا جائے جو ورکھ بھی اسی کام کے کرنے کا معاوضہ دے گا۔  
 ایک دفتر کا کارکن اس لئے مقرر ہے کہ وہ لوگوں کے پاسپورٹ بنوایا کرے یا کرے۔  
 بنائے ہیں تنخواہ کے علاوہ پاسپورٹ بنوائے والے سے اس لئے کچھ یا تو رشوت جو ان کے پاس  
 کو اس کام کا معاوضہ مل رہا ہے اب یہ معاوضہ وہ کس چیز کے بدلے میں سے رہا ہے۔ کسی  
 کو اس کے کارمنصوبی کے وجہ سے کوئی تحفہ یا ہدیہ ملے تو وہ بھی رشوت ہے۔ ایک بار ایک شخص نے  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا جب وہ وہیں ہو تو اس نے  
 کہا: اتنا مال زکوٰۃ کا ہے اور تن جائے ہدیہ ملا ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے لئے لے لے  
 کوئی اس کو ہدیہ دیتا ہے یعنی یہ ہدیہ غیب سے کی وجہ سے ملے۔

**مستقبل کے سودے**  
 ایک شخص جانور کے ایک یا کئی حصے کو بیچ دے گا جس سے  
 کہتے ہیں، ایک شخص اپنے گیت کی پیر و ریاباں کے گیت  
 تین سال کے لئے بیچ دے گا جو بیع معاوضہ کہتے ہیں، حدیث میں ان دونوں سے منع کیا گیا  
 ہے مثلاً کسی کے گیت میں ایک سال دس من غلہ پیدا ہو یا بارش کا بچھو سو روپے میں  
 ہی پر قبلاں کر کے یا نذر سے گندہ دو تین سال کے لئے معاوضہ کر لیا جائے تو اس سے منع ہے  
 دیا ہے مگر ہونے والے بیچ کو زکوٰۃ کر دیا، اس قسم کے سودے کو دوبارہ سے روک دینا  
 بھی میسر کی ایک قسم ہے۔

**مستقبل کے سودے کے طریقہ** دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے ایک تو یہ کہ جو چیز بیچی جائے  
 سالانہ اور قبضے میں نہیں ہوتی دوسرے فیئہ غلہ جس سے سنت اتفاق پر مبنی ہوتا ہے  
 جس کا روپے پانی یا بیج کی دہانہ جائز ہوگا۔ مستقبل کے سودوں میں بیشتر چیزیں بیچیں  
 کو نقصان پہنچاتا ہے اور بڑے تاجروں کو اس بات کا موقع ملتا ہے کہ وہ چیزیں بیچ کر  
 کر کے گرنی پیدا کریں اور خوب فیئہ اٹھائیں۔

**بیع الحبلہ کی لغزش اور صورتیں**  
 بیع الحبلہ صحت میں کے بیچنے کو ہی نہیں کہتے بلکہ یہ  
 مجہول چیز کے بیچنے کو کہتے ہیں مثلاً کسی نے کہا کہ  
 گائے کے تھن میں جو دودھ ہے وہ میں بیچتا ہوں یا بھیڑ کے بدن پر جتنے بول ہیں وہ









معاملے پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

معاملہ خواہ خرید و فروخت کا ہو یا نقد نکاح کا یا مضامین کا (یعنی ایک سرمایہ دے دوسرا محنت کرے یا مشترکست کا) ان سب میں اگر کوئی فرق شرط لگاتا ہے تو اگر وہ شریعت اسلام میں سے مستفاد نہیں ہے تو شرعاً قابل قبول ہوگا حدیث میں ہے "المسلمون علی شروطہم" مسلمان اپنی شرط کے پابند ہیں، لیکن اگر وہ شرط کسی شرعی حکم سے ٹکرتی ہے یا اس سے کوئی زبردان منفعت کسی ایک فریق کو ہوتی ہے تو فقہاء کے نزدیک ناجائز ہے۔ ہاں معاملات میں ہی کوئی شرط جس کا تعلق ماں سے نہ ہو اصل معاملے پر اثر انداز نہ ہوگا۔ فقہائے احناف میں طرح کی شرطوں کو اگر وہ نفس معاملہ سے متعلق تھی ہوں اس اصول سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔

۱۔ وہ شرط جس کی اجازت شریعت نے دیدی ہے مثلاً قیمت تاخیر سے دینا کی یا

دینا علی بندہ اعیان خیر و نقد و عین۔ گو یہ شرط نفس معاملہ میں ہے۔

۲۔ وہ شرط جو اصل معاملے کے منسوب ہو۔ مثلاً دھار معاملے میں یہ شرط کہ مشتری اسے

قیمت کوئی چیز نہ دے کہ دے یا کوئی عین دے کیونکہ بات اس کے یہ شرط بطلان سے

سمجھتے ہوئے لگائی ہے۔

۳۔ وہ شرط جو عرف عام میں مروج ہو مثلاً بعض چیزیں ایک سال کی گارنٹی پر فروخت ہوتی

ہیں یا بعض ہیرہ تینوں شرطیں اصل معاملے میں بطور منفعت زائدہ کے ہیں جس سے ہیرہ

خاسد ہو جانا چاہیے مگر عرف عام کی بنا پر یا تراغی و فین کی بنا پر کسی ایک کی منفعت

کسی ایک کا نقصان میں نہیں آتا اس لئے نہیں صحیح قرار دیا ہے۔

خرید و رکھنا منع ہے کہ روپیہ قرض لینا یا کٹ لینا یا دینا یا دینا

کرنے کی بنیاد پر خرید و فروخت کرے یا قرض اس شرط پر دے کہ ہیرہ

میر کی نسبت چیز خرید لو یا اپنی نسبت پر دے یا تو ہیرہ قرض دے سکتا ہو یا نہ

یہ ہے کہ قرض دے کر اس سے کوئی فیئہ حاصل کرنا منع ہے۔

اگر کوئی شخص اپنا مکان بیچتے وقت کہے کہ اس کا ایک کمرہ نہیں دوں گا یا بارش کے

فروخت کرتے وقت کہے کہ پانچ سو روپے دے ہوں گے تو یہ بھی منع ہے۔ وجہ منع اس



نہیں تو رویت سے مکر وہ کہتے ہیں۔

## بیجانہ یا ایڑ ولس

خریدنے والے کسی چیز کا سو گیا وہ کچھ رقم پیش کرنا کہ وہ

کچھ دیر ہی ب اگر دکاندار یہ شرط لگا دے کہ اگر آپ یہ نہ سہا

گئے تو میں یہ پیشگی رقم واپس نہیں کروں گا۔ تو یہ بات مل جائے یا کسی نے بھائی سے کہا

جہاں بھائی نے رکھ دیا وہ جہاں سے کہا کچھ بینہ نہ دیکھئے اگر آپ نے بھائی سے یہ بات کہی تو اسے

یہ شرط لگا دے کہ حق نہیں ہے۔ اگر بیٹہ تم کو کچھ پیشگی یا بینہ دے گا تو اسے روک دے۔

اس میں کوئی بات نہیں ہے مگر سوچو نہ بینہ کی صورت میں وہ بینہ نہ دے گا نہ اسے اس

کو جمع خرچوں کہتے ہیں۔ اس میں بھی کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

پیشگی رقم دے کر اسے دے گا مگر یہ شرط یہ قبول کرے کہ وہ اسے

واپس کرے ورنہ اسے لے کر چلتا ہے۔

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے

اس میں کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے کہ اسے کچھ بات ہے







کے توفیق یافتہ ہیں گے اسے دیہات میں، دھیا کہتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔ بچہ مارک  
کے لیے یہ گے اور چرواہا کھلانے اور چرانے کی اجرت کا حقدار ہوگا۔

کے من گھڑی نے اپنی زمین و رخت دگائے گئے اس لئے دی کہ بچوں اور درختوں  
تس آدھ حصہ دونوں کا ہوگا تو یہ بھی ناجائز ہے، لگائے وان صرف پودوں و اپنی محنت  
کا حصہ لے سکتا ہے۔ درختوں اور پھلوں میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ مین گرائے  
ہوئے پھلوں کی ٹکڑی کرنے کی جرت میں کچھ بچوں دئے جائیں تو یہ ناجائز ہے۔  
نیا جانور چینیوں کے بٹے ہوئے کھلونوں کا بیچنا اور خریدنا ناجائز ہے۔

توفیق و توفیق کے لئے حمد و ثناء البتہ اگر عیسیٰ مکان یا جانوروں کی حفاظت یا  
نیکوئی کے لئے یا کسی دوسرے کی بھارت دے گئی ہے مگر جتنی نہ مکان گھر کے اندر نہ بیٹے دین  
پر توفیق کے لئے یا فروخت کی اجرت اس امر پر حقیقت اس لئے دی کہ فروخت کے لئے اس  
نہ ناجائز ہے۔ دوسرے گھر جو اس کی خرید و فروخت وقت سے کہتے ہیں وہ اس حدیث سے  
سے اس حدیث میں اس گھر کی قیمت کمانے سے منع کیا گیا ہے۔

نہ خرید و فروخت کے لئے تو بار بار داری کی مزدوری کی کسی کو دینا ہرگز۔  
نہ اس لئے اس پر خریدا جو ناوقت بہت سبب یہ بیجا ہوا و خرید از غیبیہ کی تہ تو  
نہ اس حدیث میں کہ بیچنا و بیچنا کی جاسکتی ہے۔

نہ اس حدیث میں کہ بیچنا و بیچنا کی جاسکتی ہے لیکن اگر یہ بیچنا و بیچنا ہو تو  
نہ اس حدیث میں کہ بیچنا و بیچنا کی جاسکتی ہے۔

نہ اس حدیث میں کہ بیچنا و بیچنا کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ سند میں خود کہ کوئی متبار  
نہ اس حدیث میں کہ بیچنا و بیچنا کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ سند میں خود کہ کوئی متبار  
نہ اس حدیث میں کہ بیچنا و بیچنا کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ سند میں خود کہ کوئی متبار

نہ اس حدیث میں کہ بیچنا و بیچنا کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ سند میں خود کہ کوئی متبار  
نہ اس حدیث میں کہ بیچنا و بیچنا کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ سند میں خود کہ کوئی متبار  
نہ اس حدیث میں کہ بیچنا و بیچنا کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ سند میں خود کہ کوئی متبار

ہے اسی کا نام جو اسے پھر یہ شرط بھی فائدہ ہے کہ اسے ٹکٹ بیچ کر خریدار پھانٹے جائیں نہ نہ  
شرط کا حکم سود کا سب سے ہے۔

۴۔ مال جب تک مشتری کو نہ مل جائے، ریل یا راستے یا پہاڑ میں اگر کوئی تنگ جگہ ہو تو  
اس کی ذمہ داری بانٹ پر ہوگی مگر جب مال وہاں پہنچ گیا تو مشتری نے مانگا یا سب دوسری  
نے دیکھ لیا کہ مال پورا ہے تو بانٹ کی ذمہ داری ختم ہوگی اب اگر مال کو کوئی تنگ جگہ ہو تو  
مشتری کو برداشت کرنا ہوگا، اگر ریلوے اسٹیشن پر تنگ جگہ ہو تو وہاں ریلوے سے دوسری  
جائے گا۔

**احتیاط (ذخیرہ اندوزی)** ضرورت کی چیزیں کچھ خود غرض لوگ اس کے ذخیرہ کرتے  
ہیں کہ جب بازار میں اُن کی قلت واقع ہو تو ان کے مالک  
زیادہ ہو تو وہ ترخصندوں کے ہاتھ میں مانے داموں پر بیچ کر دولت کمائیں اس فعل کو ذخیرہ  
میں احتیاط کہتے ہیں جو اسلام میں سخت ناپسندیدہ ہے نہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کو مسعون فرمایا ہے اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا ہے کیونکہ یہ عام انسان کے لئے سببِ  
زحمت کا سبب ہوتا ہے جس نے مانے میں ذرائع آمد و رفت اور حمل و نقل محدود کر کے تو سب  
اٹھائے اور ملحقہ محدود کیا لیکن جب سے یہ ذرائع عام ہو گئے تو ذخیرہ اندوزی کے اثرات  
پورے ملک کو تکلیفوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اور جہاں سیلاب یا خشک سالی سے نقص  
گھٹتی ہے اُس کا پتہ ان خود غرض تاجروں کو پہلے پہل پہنچتا ہے اور وہ فائدہ سداک کرنا شروع کرتے  
ہیں تا کہ عراقی ملک گیرے یا کئی پر بڑھے اگرچہ کسی قانون بھی ذخیرہ اندوزی کی بات نہیں کرتا  
لیکن اس پر پابندی بھی نہیں لگائی گئی ہے جبکہ اسلامی شریعت اس پر پابندی لگاتی  
ہے اور چاروں ائمہ مجتہدین احتیاط کی کراہت پر متفق ہیں کیونکہ اس سے فائدہ اندوز کے  
سوا سب کو نقصان پہنچتی ہے۔

بہتے اندوزی کی سختی کہ سبب نہ ہو تو یہ ممانعت ہے نہ سبب کی

بن آئینہ رقتہ رقتہ میرے اس بار سے میں کہتا ہوں کہ

ذاتِ احقر الذی یحبہ ذوقِ ذخیرہ اندوزی کی تیرا یہ





کرنے میں اور اس گران کی وجہ تا جہول کی خود غرضی ہو و حکومت بھی دستہ رکھتا ہے اور  
کو پابند کر سکتی ہے کہ وہ اسی قیمت پر اپنا مال فروخت کریں مگر یہ غلط رویہ ہے اور  
ہوتے ہی قیمت کی تعیین ختم ہو جائے گی۔

قیمت متعین کرنے کی یہ اجازت فقہائے محض ہنگامی الامور کے تحت دیکھ سکتی ہیں  
وقت جب آدم کو سخت تکلیف ہو رہی ہو اور لوگ فقر و فاقہ میں مبتلا ہوئے ہوں اور وہ  
میں جنس مسکوں میں برکت و ول ریٹ قائم کر دئے جاتے ہیں اور حکومت خود تا بہرین برکت  
کرنے لگتی ہے، سندھی شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ تجربہ مند بتا رہے ہیں کہ  
بیک مارکنگ کو ہی فروغ ہوتا ہے جو بہت بڑی نعمت ہے۔

## مَنْ بِالْمَرْءِ

یعنی ایک شخص کا رویہ اور دوسرے کی محنت

سندھی شریعت نے انگریزی کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کے  
کاروبار کے چھپائے ہیں جس کو اس کے پاس پیسہ ہوتا ہے اور دولت کے وقت اس نے  
کی حد حیرت کر جاتی ہے یا ایک غریب آدمی جس کے پاس پیسہ تو نہیں ہوتا لیکن اس نے  
روزمی کام میں لگ سکتا ہے سندھ میں اس بات کی اجازت اور ترغیب دی گئی ہے  
کہ لوگ اپنا پیسہ خریدیں اور دے کر ان سے محنت کرائیں اور دونوں کو فائدہ ہو  
سے نسبت و رشتہ کے، انھوں نے یہ شریعت سندھی کے تحت ہے۔

ماہوکار سے سود پر قرض لے کر کاروبار کرنے کا طریقہ جو حدیث کے مندرجہ  
تحت اسلام نے اسے قطعی حرام ٹھہرایا موجودہ دور میں بینک سسٹم اسے اس پر  
سب سے عینی سود پر قرض دیتا ہے قرض لینے والے پر سود کا پورا تنہا سب کا سود  
تو یہ کاروبار کرے تو نہ سود دے کر سہ اور نہ بن گھر حیلہ کے مجبور وہ اسے طے شدہ  
کرتا ہے جس سے یہ دونوں باتیں چری ہوں نتیجہ میں خواہم شاس بد تو کم ہر چیز پر

روزی صیبت لگاتے ہیں اگر ضرورت کی بنا پر ایک روپیہ دینے میں تو یہ تاحضرت  
 سے روکتے ہیں

منہ پرستہ کی رومی اور اعظمی تشریح  
 مفت میں نہ ب کے معنی مارنے یا  
 پنے پھر لے کے ہیں۔ اہل مذہب ہیں

ان کے کرتوتوں میں دو در دوپ اور پٹنے پھرنے کے ہیں چونکہ اس میں ایک آدمی پیسہ لگا دے اور  
 ان کے ہر در دوپ سے اس سے کہنے اور نہ دے دے جس کے کہنے کو مستثنیٰ

یہ سب سے بڑا ہے اس کے بعد ضرورت کے ہیں قرآن میں روایت ہے:

لَا يَرْفَعُ رُفْيٌ فِي الْمَرْفَعِ يَبْتَغُونَ مِنْ تَحْتِ الْأَسْفَلِ

ترجمہ: ارفاع و رفیع کو کہے ہیں رافعی کی جگہ سے ارفاع

نہا کرے یہ سب سے بڑا ضرورت کے روپیہ کے کر کے تدریج سے جو رت کی ہے  
 یہ سب سے بڑا ضرورت کے روپیہ کے کر کے دوسروں کو روپیہ دے کر دیکھ کر کہتے ہیں

یہ سب سے بڑا ضرورت کے روپیہ کے کر کے دوسروں کو روپیہ دے کر دیکھ کر کہتے ہیں

روپیہ دینے کی ضرورت کرنے والے منہ پرستہ اور جو سب سے بڑا ضرورت کے  
 یہ سب سے بڑا ضرورت کے روپیہ کے کر کے دوسروں کو روپیہ دے کر دیکھ کر کہتے ہیں

سب سے بڑا ضرورت کے روپیہ کے کر کے دوسروں کو روپیہ دے کر دیکھ کر کہتے ہیں  
 روپیہ دینے کی ضرورت کرنے والے منہ پرستہ اور جو سب سے بڑا ضرورت کے

یہ سب سے بڑا ضرورت کے روپیہ کے کر کے دوسروں کو روپیہ دے کر دیکھ کر کہتے ہیں  
 روپیہ دینے کی ضرورت کرنے والے منہ پرستہ اور جو سب سے بڑا ضرورت کے

یہ سب سے بڑا ضرورت کے روپیہ کے کر کے دوسروں کو روپیہ دے کر دیکھ کر کہتے ہیں  
 روپیہ دینے کی ضرورت کرنے والے منہ پرستہ اور جو سب سے بڑا ضرورت کے

یہ سب سے بڑا ضرورت کے روپیہ کے کر کے دوسروں کو روپیہ دے کر دیکھ کر کہتے ہیں  
 روپیہ دینے کی ضرورت کرنے والے منہ پرستہ اور جو سب سے بڑا ضرورت کے

یہ سب سے بڑا ضرورت کے روپیہ کے کر کے دوسروں کو روپیہ دے کر دیکھ کر کہتے ہیں  
 روپیہ دینے کی ضرورت کرنے والے منہ پرستہ اور جو سب سے بڑا ضرورت کے

منہ بہت پہلے ہی میں کوئی قید نہ لگائی گئی ہو جبکہ مضارب کی معاہدہ پورا ہو جائے۔  
معاہدہ طے ہو گیا لیکن مضارب نے بھی کام شروع نہیں کیا۔  
معاہدہ طے ہونے کے بعد مضارب نے کام شروع کر دیا۔  
اس میں تمام رقم مستحق ہیں۔ کام شروع کر دینے کے بعد معاہدہ طے ہونے کے بعد مضارب  
بانتیں اس میں رقم کی رائیں یہ ہیں :-

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب کسی کو معاہدہ طے کرنے کا حق نہیں ہے۔  
فوت ہو جانے کے بعد اس کے وارثوں کو حق ہو گا کہ وہ اس روپے سے رقم کریں۔  
کیونکہ کام شروع کرنے کے بعد مضارب کے لئے غنیمت ہو سکتی ہے۔  
اس کی موت اور وقت کا اختیار بھی۔

امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک دونوں کو ہر وقت یہ سبب  
کہ جب پاب میں معاہدہ طے کر دیں ایسی صورت میں مضارب نے بقیہ کا کام کیا۔  
دستور کے مطابق اسے دی جائے گی۔ "دستور کے مطابق اسے وہ ہر وقت معاہدہ  
طے پر اس قدر کام کی مل کر قیاساً ان دونوں معاہدان کے نزدیک کسی ایک فریق کی موت  
سے بھی یہ معاہدہ طے ہو جائے گا مگر فسخ کی صورت میں فریقین میں اس کے ورثہ کو ملے گا۔  
اسی طرح وقت کی قید کی صورت میں مدت متعینہ ختم ہوتی ہے۔  
یہ معاہدہ طے کرنے کا اختیار ہے۔

مضاربیت کے شرائط  
۱۔ رب اس اور مضارب دونوں کا مال ہو۔  
۲۔ بالغ ہونا۔  
۳۔ رشع لسان و عاقل ہونا۔  
۴۔ ہر رقم مضاربیت کے لئے طے ہوئی ہو وہ فوراً مضارب کے حوالے کر دی جائے۔  
۵۔ صرف وعدہ کر لینے سے مضاربیت مکمل نہیں ہوتی۔

۶۔ جتنی رقم سے کام شروع کرنا ہے وہ اسی وقت ہی دی جائے گا۔  
۷۔ صحیح نہ ہونے کے باعث اگر دیا جائے کہ مرصو، دو سو یا پانچ سو، ہر رقم مضاربیت کے لئے  
۸۔



یہ کہ نہ چاہیے کہ منافع میں کتنا حصہ رب مں کا ہوگا اور کتنا مندر رب کا ہوگا  
 رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ ہمہ دونوں فی کد سے ہیں نہ ایک رب مں سے تو اس سے کہہ  
 دیتا ہے کہ نہ صرف منافع رب مں کا ہوگا اور نہ صرف مندر رب مں کا ہوگا بلکہ  
 ان کے درمیان سب سے بڑا نتیجہ یہ کہ رب مں کا تو مندر رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ نہ صرف  
 نہ صرف ہے۔

یہ کہ نہ صرف ہے کہ رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ ہمہ دونوں فی کد سے ہیں نہ ایک رب مں سے تو اس سے کہہ  
 دیتا ہے کہ نہ صرف منافع رب مں کا ہوگا اور نہ صرف مندر رب مں کا ہوگا بلکہ  
 ان کے درمیان سب سے بڑا نتیجہ یہ کہ رب مں کا تو مندر رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ نہ صرف  
 نہ صرف ہے۔

یہ کہ نہ صرف ہے کہ رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ ہمہ دونوں فی کد سے ہیں نہ ایک رب مں سے تو اس سے کہہ  
 دیتا ہے کہ نہ صرف منافع رب مں کا ہوگا اور نہ صرف مندر رب مں کا ہوگا بلکہ  
 ان کے درمیان سب سے بڑا نتیجہ یہ کہ رب مں کا تو مندر رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ نہ صرف  
 نہ صرف ہے۔

یہ کہ نہ صرف ہے کہ رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ ہمہ دونوں فی کد سے ہیں نہ ایک رب مں سے تو اس سے کہہ  
 دیتا ہے کہ نہ صرف منافع رب مں کا ہوگا اور نہ صرف مندر رب مں کا ہوگا بلکہ  
 ان کے درمیان سب سے بڑا نتیجہ یہ کہ رب مں کا تو مندر رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ نہ صرف  
 نہ صرف ہے۔

یہ کہ نہ صرف ہے کہ رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ ہمہ دونوں فی کد سے ہیں نہ ایک رب مں سے تو اس سے کہہ  
 دیتا ہے کہ نہ صرف منافع رب مں کا ہوگا اور نہ صرف مندر رب مں کا ہوگا بلکہ  
 ان کے درمیان سب سے بڑا نتیجہ یہ کہ رب مں کا تو مندر رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ نہ صرف  
 نہ صرف ہے۔

یہ کہ نہ صرف ہے کہ رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ ہمہ دونوں فی کد سے ہیں نہ ایک رب مں سے تو اس سے کہہ  
 دیتا ہے کہ نہ صرف منافع رب مں کا ہوگا اور نہ صرف مندر رب مں کا ہوگا بلکہ  
 ان کے درمیان سب سے بڑا نتیجہ یہ کہ رب مں کا تو مندر رب مں سے کہہ دیتا ہے کہ نہ صرف  
 نہ صرف ہے۔





نقصان ہو گیا تو اس کی ذمہ داری اس پر ہوگی۔

۴۔ مضارب کو جو سرمایہ رب مال نے سونپا ہے اس میں سے مضارب کو بوقت ضرورت  
رہن یا امانت رکھنے اور حوائج کرنے کا اختیار ہوگا ان تینوں صورتوں میں اگر تدارک نقصان  
ہو جائے تو اس کا تدارک مضارب پر نہیں ڈالا جائے گا۔ اگر نہ ہو تو اس کا تدارک  
اس کے آتا ہے۔

۵۔ مضارب ”کاروبار“ کر پئے وطن ہی میں کرے تو اپنے خورد و نوش وغیرہ کے لئے رب  
مضاربت کے مال سے نہیں لے سکتا سواری خرچ نہایت سے عورتیں لے سکتی ہیں  
جب بڑا شہر ہو جہاں ایک جگہ سے دوسری جگہ تک سفر کرنا ضرورت پڑتی  
ہو یا سٹیشن دور ہو ورنہ سواری پر ہی یہاں سے وہاں جتنے گروہ خریدنے یا بیچنے کے  
لئے وطن سے باہر جانے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ کھانے پینے سواری اور کپڑوں  
وغیرہ کی خرچ مضاربت کے مال سے لے سکتا ہے۔ مگر وہ مہینہ کے لئے ایک دو  
کا خرچ بھی لے سکتا ہے اگر سخت قحط رہے کہ دو یا تین روزہ نہ ہو تو نہ کرے  
تو کوئی دوسرا آدمی جرتہ برتہ لے سکتا ہے لیکن ان خرابیات کو پیش رو نہ کرے کہ  
کہ جس حیثیت کا وہ خود اس سے زیادہ خرچ نہ کرے مثلاً وہ دوسرے سے زیادہ پس منہ  
کرنے اور دل بردنی اپنے گھر میں کھانے کا مادی سہ تو مضارب کی حیثیت سے بھی لے سکتا  
درجہ میں سفر کرنا ورنہ وہ قیمتی کھانا کھانا جائز نہیں۔

۶۔ مضاربت کے مال میں کوئی نقصان ہو جائے بشمولیکہ اس میں مضارب کی غفلت یا غلطی  
ہو تو اسے نفع کی رقم سے پورا کیا جائے گا مضارب کے مال کا تدارک نہیں لیا جائے گا۔  
۷۔ نقصان فائدے سے زیادہ کا ہو تو رب مال برداشت کرے گا۔ مضارب اسے اس  
صورت میں نقصان کو ذمہ دہ ہوگا جب اس کی غفلت سے یا اس کی غلطی سے یا اس کی  
دھوکہ کھانا جانے کے سبب نقصان ہو جو مثلاً اس کے عہد پر کوئی مال دس روپے لے لیا  
کے حساب سے خرید و بیچ رہا ہے اس کا بچاؤ یہی تھا لیکن دوسرے دن بکس دس روپے  
ہو گیا تو جو نقصان اس صورت میں ہوگا اس کی ذمہ داری مضارب پر نہیں ہوگی۔





## شکر گشت

مضامین کی طرح سند می شکر گشت نے کاروبار کی بعض دینوں کی زفر روی  
 ہیں تاکہ وہ لوگ جو سرمایہ کم رکھتے ہیں یا کم نہیں رکھتے وہ بھی اپنی روزی و مال کر سکیں اور  
 صنعتی و تجارتی کاروبار میں ترقی کا سبب ہیں ان میں سے ایک تجارت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ  
 وہ تجارت میں کوئی صنعت ہیں یا نہ تجارت ہیں یا کسی دوسرے سبب و وجہ سے ان میں سے کون  
 کہے کہ دو در زیادہ سے زیادہ جتنے کوئی چاہے شکر گشت میں موجود وہ ہیں ان  
 کے بڑے بڑے نجی و قری دروغی کاروبار میں رہتے ہیں ان کو ان کے زیادہ سے زیادہ  
 زیادہ فائدہ ہو رہا ہے کہ وہ شکر گشت میں کون سا بہت کم فائدہ سے وہ سرمایہ پر کاروبار  
 کرتے ہیں ان کے ہاتھوں گھوموں کو جس دروغی سے ان سے روپیہ حاصل کر کے وہ یہ تجارت کرتے ہیں  
 اس میں سے کچھ رقم ختم می ہو رہی کاروبار کے کی ضرورت و مشینوں کی خریداری پر صرف کرتے  
 ہیں کارکنوں کو تنخواہ دیتے ہیں اور جب کاروبار چلے گا تب تو شکر گشت میں سے فائدہ  
 حاصل کر کے ان سے کچھ بچاؤ بھی ہے وہ جس دروغی کو وہ دیکھتے ہیں کہ ان سے  
 گھر کوئی آمد و رفت نہ دیکھ کر بھی وہ بڑا بہت بڑا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں  
 بحیثیت شکر گشت کے شکر گشت میں اس کا حصہ میں قیامت و شکر گشت کے زیادہ سے زیادہ  
 طرح طرح کے کاروبار پر بہت بہتہ بہتہ بھی ہو گئی ہیں اور جتنے بھی شکر گشت کے شکر گشت  
 کیے جاتے ہیں

سند می شکر گشت نے شکر گشت میں کام کرنے والوں کے لئے ان کو یہ دیکھ کر شکر گشت  
 میں کام کرنے والوں کو یہ دیکھ کر شکر گشت میں کام کرنے والوں کو یہ دیکھ کر شکر گشت  
 میں کام کرنے والوں کو یہ دیکھ کر شکر گشت میں کام کرنے والوں کو یہ دیکھ کر شکر گشت  
 میں کام کرنے والوں کو یہ دیکھ کر شکر گشت میں کام کرنے والوں کو یہ دیکھ کر شکر گشت  
 میں کام کرنے والوں کو یہ دیکھ کر شکر گشت میں کام کرنے والوں کو یہ دیکھ کر شکر گشت



کوئی چیز خریدی تو یہ سب صورتیں شرکت امدک کی ہیں یعنی ایک چیز کی ملکیت میں دو یا کئی آدمی شریک ہیں۔

شرکت عقدی۔ یعنی دو یا چند آدمیوں کا آپس میں معاہدہ کر کے کسی کاروبار میں شریک ہونا عقد کے معنی بندھن یا باندھنے کے ہیں۔ اس میں شرکاء معاہدہ کر کے اس کی شراکت پابند ہو جاتے ہیں۔

**شرکت امدک کا حکم** جتنے لوگ شریک ہیں ان میں سے کسی شریک کو تمام شراکتی جماعت کے بغیر شراکت جائیداد پر لینا دینا منع ہے۔  
 نہیں ہے۔ شراکتی نے ایک ہزار روپیہ یا چند قطع ملکیت ترکہ میں جو حصہ اس میں حصہ دار ہیں نوے کسی کا حصہ کم ہو یا زیادہ ان میں سے کسی ایک کو بغیر رضی کے دینا یا لینا نہیں رہے ملک کو بیچنے یا کرایہ پر دینے کو حق نہیں ہے ورنہ تسمیم کرنے کا اسی طرح یا کئی آدمیوں کے مل کر غلہ، کپڑا یا غایا اس کے بغیر خرید کے تو (اگر وجہیوں سے ہیں) میں کوئی ذوق دقت از نہیں ہوتا اس لئے جو غیر یہ ایک ہی قسم کے پٹے کے بہت سے امتحان تو دوسرے شراکتی کی موجودگی کے بغیر اس کی تقسیم کی جاسکتی ہے ایک شراکتی حصہ سے دوسرے کے حصے مل کر کے نہ دے تو کوئی حق نہیں۔ لیکن دوسرے شراکتی کے پہنچنے سے پہلے اس کا حصہ ضائع ہو گیا تو دوسرے شراکتی کے حصوں میں سے تن حصہ لینے کا حق ہے کہ اس کا حصہ سب حصوں کے برابر ہو جائے (اگر دو شریک ہیں تو ہر ایک کا حصہ تو ہر چار ہوں تو ہر ایک) (۳) اگر وہ چیزیں ایسی ہیں جن میں کچھ فرق ہوتا ہے مثلاً مختلف کپڑوں کے دس بیس امتحان یا بھل یا جوا خریدے تو چوبیس کوئی امتحان چوبیس کوئی شراکتی بڑے کوئی چھوٹے کوئی جوا ورتیز کوئی مست ہو سکتا ہے اس لئے سب شراکتی موجودگی کے بغیر ان کو تقسیم نہیں کرنا چاہیے اور نہ کام میں لانا چاہیے کیونکہ اس میں اختلاف کی بنیاد ہے۔

**شرکت عقد کی کیفیت** باہم معاہدہ اور قرعے سے شرکت قائم ہوتی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ دو یا کئی آدمی متحور متحور امر یا غیر شرکت پس میں ملے کرتے ہیں کہ ہم سب مل کر اس کام کریں گے اور جو مال ہو گا وہ









۷۱۔ شرکت اگر فاسد ہو جائے یا معاہدہ فسخ کر دیا جائے تو منافع میں سے ایک حصہ بن کر رہتا ہے۔  
 ہوگا مثلاً کسی نے ایک ہزار روپے ور کسی نے دو سو روپے ملے گئے تو ایک ہزار روپے  
 کے لئے ور دو سو روپے کے لئے کوٹل ملے گا خود شرکت کرتے وقت زیادہ سے زیادہ منافع  
 شرط ہی کیوں نہ کی گئی ہو اور وہ شرکت فاسد یا منسوخ ہونے کی صورت میں فاسد ہو جائے گی۔

۷۲۔ جس غرض کے لئے شرکت کی گئی ہو اس میں ہر شریک کو مال خرچ کرنے پر دوسرے شریک  
 کا برابر حق ہے۔ مال منگوانے پر شراکت اور حصار پر چھپنا اور حصار پر چھپنا اور حصار پر چھپنا  
 اگر کسی سے عقد مان ہوگا تو سب کی ذمہ داری بھی جائے گی البتہ اگر ایک شریک نے دوسرے  
 کو کسی چیز کے خریدنے سے منع کیا اور اس نے اسے کچھ بھی خرید لیا اور اس میں شریک نے  
 ہو تو اس کی ذمہ داری تنہا اس پر ہوگی اسی طرح اگر اس نے خریدنے سے منع کیا ہے تو یہ  
 قسم کا دھوکہ کھایا تو بھی اسی پر اس کی ذمہ داری ہوگی دوسرے شریک سے اس کا حصہ نہ  
 سمجھا جائے گا۔

۷۳۔ شرکت کے مال میں ذاتی مال مرنے والوں کا کاروبار بچانی کرنا جائز نہیں ہے۔  
 دوسرے شریک اس کی اجازت نہ دیں کسی حد تک تو شرکت کی اجازت کے تحت کسی نے  
 آدمی کو شریک بنانا جائز نہیں ہے۔

۷۴۔ مشترک کاروبار جس میں کسی شریک کا سرمایہ لگتا ہے اور کوئی شریک کسی مال کا کاروبار  
 ذاتی روپے سے لگتا ہے تو وہ خود لگے تو بھی مشترک سمجھا جائے گا اگرچہ وہ یہ قیامت  
 کیوں نہ دے کہ یہ اس کی ذاتی کاروبار ہے البتہ اگر وہ اس مشترک کاروبار سے منسحب  
 دوسرے کو سرمایہ ذاتی روپے سے کرے تو مشترک کاروبار چلے گا البتہ اگر وہ اس مال  
 دکان جوتے کی گھوڑے تو اس کی اجازت ہے البتہ اس نے کسی بھی صورت میں مشترک کاروبار  
 کو اس کے ذاتی کاروبار سے متعلق نہ پہنچا یا مشترک سرمایہ کو ذاتی منفعت کے لئے  
 استعمال نہ کیا جائے۔

۷۵۔ تو مشترک کاروبار کی اجازت کے بغیر کوئی ایک شریک کسی مشترک سرمایہ سے ذاتی منفعت نہ کرے





جو ان لوگوں سے زیادہ کام کرے گا اور اپنی محنت کے مطابق معاوضہ کا سند رکھو یا  
ایک درزی سیدنی میں زیادہ محنت کر سکتا ہے اور دوسرا درزی ترقی نہیں  
ماہ سے یا ایک بار ایک کام کر سکتا ہے اور دوسرا تین دن کا کام کر سکتا ہے تو دونوں کی  
اجرت میں تفاوت ہو سکتا ہے لیکن یہ رضامندی سے ہونا چاہیے۔

۱۔ کام دینے والے کو ہر شریک سے اتنا حصہ کا حق ہے تو کسی کو معاوضہ نہ ہو یا ہو۔  
۲۔ ایک شریک اگر قبول کر لیتا ہے تو یہ قبولیت سب ہی شریک کی قبولیت بن جائے گی۔  
۳۔ کام پورا ہو جانے کے بعد ہر شریک میں کام کا پورا معاوضہ لے سکتا ہے اگر وہ چاہے۔  
کسی ایک شریک کو معاوضہ پورا کر دے تو دوسرے کسی شریک کو پھر کچھ کا حق نہیں ہے  
اگر اس نے معاوضہ لے لیا ہے یہ کہہ دیا گیا ہو کہ اس کی ذمہ داری ختم ہو گئی ہے۔  
گو معاوضہ نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ اگر کسی شریک نے کام کیا اور کسی نے نہیں کیا تو معاوضہ دینے والے کو حق نہیں ہے کہ اس سے  
اجبتہ کرے کہ اس کو دمی ہو کہ اس میں شریکوں کے ہاتھوں سے یہ کام ہو تو اس کی سند نہ  
نہ دمی ہوگی یا مشترک دو کارپروں کو مکان کی تعمیر کا ٹھیکہ ملے تو ہر دو کا حصہ برابر ہوگا  
شریک کا بھی رہے گا تو اس کی پابندی کرنا ہوگی۔

۶۔ اگر شریکوں میں سے ایک کسی مجبوری کی وجہ سے بیماری یا کسی دوسری وجہ سے کام نہ  
سہا کرے تو اس کا حصہ دوسرے شریکوں میں تقسیم ہو جائے گا۔

۷۔ اگر نقصان ہو گیا تو تمام شریک اس کا تعاون کریں گے مشترک ذمہ داری ہے۔  
بک پہ بننے کا ٹھیکہ ملے تو اس میں نقصان ہو گیا تو ہر شریک کا حصہ ہے کہ اس سے  
اس کو بروقت کریں گے مثلاً جس کو معاوضہ دینے کا حق ہے اس سے معاوضہ لے لیں۔  
کہ معاوضہ ملے تو وہ خسارے کا یہ برداشت کرے گا۔

۸۔ اگر دو پیشہ ورانہ شریکوں کی شریکیت ہو تو ہر شریک کو ہر شریک کا حصہ ملے گا۔  
تو یہ بھی جائز ہے۔

۹۔ اگر دو شریکوں کے درمیان شریکیت ہو تو ہر شریک کو ہر شریک کا حصہ ملے گا۔

تے اُس کے پیچھے چلا کرے گا اور اس طرح کر یہ کی آمدنی دونوں تقسیم کر لیا کریں گے تو  
 یہ جو نسبتیں شرکت میں طرح ہو کہ دونوں جو کچھ اپنے اپنے طور پر کمائیں گے  
 اسے بانٹ لیں اور یہ کہ جو کچھ سبب یہ کہ کام اور اجرت دونوں میں شرکت  
 ہونا شرط ہے، محض اجرت میں نہیں۔

اگر کسی نے کسی کام کو کرنے کا معاہدہ کیا اور پھر وہ کام گھر میں بیٹھ کر کر لیا  
 اور اس کے ترک ہو گیا بھی شریک ہو گئے تو وہ حق و ذی ثلک نہیں ہوں گے بلکہ  
 اسے شریک ہوں گے، انہیں اس سے مدد و نصرت کا حق نہیں رہا ہو گا۔

یہ شرکت غفود کی چوتھی قسم ہے، دو سے زیادہ نہ تو سرمایہ میں  
 شریک ہوں اور نہ عمل و صنعت میں بلکہ اپنی سادہ دلو جانت کی بنا  
 پر اس کے حصے میں حصہ لیں گے اور اس کی اصل قیمت  
 کے بدلے حصہ لیں گے، اس میں تقسیم کر لیں گے۔

اس شرکت کے ساتھ وہی شرط ہیں جو شرکت صنایع کے ہیں یعنی منافع طے شدہ  
 سب کے برابر ہو کر اور کسی تن سب سے برداشت کرے گا، مبتدئ  
 کے حصے میں حصہ لیں گے اور جو نسبت سے تن زیادہ حاصل کرے گا اور جتنے زیادہ  
 حصہ لیں گے، تن بھی زیادہ نفع کا مستحق ہو گا، اگر شرط یہ کی گئی کہ مال خود برابر  
 ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے،  
 اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے،  
 اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے،

منافع تقسیم ہو گا۔

اس صورت میں بھی کسی تن سب سے نقصان برداشت کرنا ہو گا، جتنا مال  
 اس کے حصے میں ہے، تن بھی لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے،  
 اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے،  
 اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے، اگر نہ ہو تو اس میں حصہ لیں گے،

دومہ دار ہونے کا مستحب یہ ہے کہ وہ تنہا نہ رہے بلکہ غلامین سے گروں میں رہے۔ اس سے  
 نقصان آگیا تو تاوان کسی عیب سے عائد ہوگا۔ منافع بھی کسی شہادت و رد میں کے منہار  
 سے تقسیم کیا جائے گا۔

## تقرض

روپیہ دین لینے کی ضرورت کثرت و ہمیشہ ہوگی جو محبوب یا کرتی ہے۔ یہ سہارا یا غرض  
 غرض دہی نہیں بلکہ دوستی ہوگی اور بڑی کمزوریاں بھی جنس وقت قرض پیشہ پر مجبور رہتی  
 ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص جو کہ گھوڑے کا مالک ہے سفر میں لے کر گیا تو اس سے  
 قرض لینے کا ناہتمام ہو جاتا ہے یا ایک شخص جو کہ روپے کا مالک ہے اور اس سے  
 ایک مالک فوت ہو جاتا ہے اور اس کے گھر سے اپنی ضروریات چوری کرنے سے پہلے قرض لینے  
 کو نہیں چاہتا۔ اس لیے عام فساد قرض لینے کی چیزیں ہیں۔ قرض لینے کے بعد اس کے  
 مددگاروں کے مدد سے وہ سب سے زیادہ سستی نہ دیتا ہے۔ قرض لینے کے بعد اس کے  
 شدید ضرورت کے وقت عزت و احترام کی چیز کی خاطر قرض لینے پر مجبور رہتا ہے۔  
 میں یہ ایک ناہتمامیہ بلکہ تبوک گفت ہے جو فساد و بے وقوفی کو بھی پیش نہیں کرتی۔ اس  
 لذت و برکت باقی ہے۔ کرم و برکت پرستی کا قرض ہو یا قرض دینے کا۔ قرض لینے کا  
 ورنہ و برکت کی نیت سے ہو تو بے شک لذت و برکت ہے۔ لیکن اگر آدمی قرض لینے کے بعد قرض  
 کے لئے ہوتو ہی کہ سب سے زیادہ خود غرضی سود لینے پر آمادہ کرتی ہے۔ خود غرضی ہونے  
 سوچتے کہ جو جس رقم پس کرنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ سود دہاں سے دے گا۔ وہ قرض دینے  
 سے نہاں و غنیمت کا حساب کرتا ہے اور سود میں کمی یا اس کے ہونے کا حساب نہ کرتا۔ اس  
 کی عزت اس کے بچنے کی فکر کرتا ہے۔ اور ہر وقت قرض لینے کی عزت و برکت کی فکر کرتا ہے۔  
 تادمہ ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ خیال بھی نہیں آتا کہ خود اس پر ہر وقت پڑ سکتا ہے کہ وہ اس سے  
 قرض لینے پر مجبور ہو جائے۔ یہی جو مانہ و غنیمت قرض لینے والی کمزوریوں کی ہوتی ہے۔ اس سے





صدقہ اسی کو کہتے ہیں کہ ایک اسودہ حال مسلمان دوسرے ضرورت مند مسلمان کی فدیہ  
 اس طرح پوری کرے کہ اُسے اپنا مال واپس لینے یا معاوضہ وصول کرنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔  
 لیکن اگر وہ اتنا فراخ دل نہیں ہے و بطور قرض بن دیدے اور سود یا غنہ نہ دہی کا خیال  
 بھی دل میں نہ لائے اس اعتبار سے وہ مستحق اجر ہوگا و رد و بار یہاں تک کہ وہ اس کو مستحق  
 بن جائے گا جو یک بار صدقہ کرے اُسے مستحق قرض دے کر اُس کی زندگی میں بہت دین و  
 غریب ہو تو معاف کر دینا ایسا نیک کام ہے جو آخرت میں مغفرت کا سبب ہوگا قرآن میں ہے  
 وَ اِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَبْسُورَةٍ وَاَنْتَ تَصَدُّكُنَا خَيْرٌ لَّكُمْ اَقْرَبُ  
 یعنی اگر قرضدار تنگ دست ہے تو کش دے تک بہت دے و رد و بار ہر شکل معاف کر دو تو

تہرے لئے بہ صدقہ کر دینا عمل خیر ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا کہ اگر تم کو ایک نیک آدمی کا و قرض کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْهِمْ كَانَ  
 مِنْ تَبِيْعِكُمْ اَتَاكَ مِنْكَ  
 يَمْقِبُ رُوْحَهُ فَخَبِّرْهُ  
 عَنْ عَمَلَتٍ مِنْ خَيْرِنَا  
 مَا اَعْلَمُ قَبِيْلٌ مِنْ نَظَرٍ  
 نَا مَا اَعْلَمُ غَيْرُ رَاٰ  
 كُنْتُ اَبَا يَحْيٰى بَنِي  
 فِي الدُّنْيَا وَ اَجْرِيْهُمْ  
 نَظَرُ الْيُوسُفَ وَ اَتَجَدُّوْا  
 عَنْ الْيُغُسْرِ فَاَدْخَلَهُ  
 اِلَيْهِمْ نَجَّتْهُ

وتم سے پہلے جو ایک نیک آدمی کا و قرض کرتے ہوئے فرمایا:  
 آدمی تم سے آیا کہ تم سے قرض کرتا ہے تو اس سے جو چیز یہ تم  
 نے کوئی نیک آدمی ہے اس سے کہیں  
 مجھے اب کوئی کام نہ نہیں بتاؤ یہ کہ  
 کہ نور کرو اس سے کہ مجھے اس کے بارے  
 میں کوئی نیک کام نہ نہیں بتاؤ یہ کہ  
 سے دھارین دین کرنا ہی در نہیں  
 میں نے اپنے لئے کیا کیا ہے اس کے بارے  
 میں تھا یہ کہ وہ خوش حال ہے تو اس کو  
 قیمت دے کر اس کے لئے بہت دینا نہ  
 ورنہ تم کو اس سے قرض نہ دینا  
 حق یہ ہے فرمایا کہ نہ جانے اس سے



کیا سب دش کو کف کے برابر قرار دیتے ہیں یا فوریاً انسانی حکم  
اسلام کسی مومن کو ذلت میں مبتلا کرنے پسند نہیں کرتا۔ رشاد نبوی سے سب سے  
کبھی بندے کو ذلیل کرنا جاتا ہے تو اس کی گردن پر دش کا بار رکھ دیتا ہے۔ اگر کہ  
بندگی عزت و آزادی کے بجائے کمتری و ذلت و رنجش کا حصہ ہے۔ مومن  
کی شان کے خلاف ہے۔ ایک۔ نہی کریمہ سی۔ یہ سیدہ و تم یک شخص کو جو سب سے ذلت کے  
میں سے بھی ذلیل کرنا کہ قریش کہہ کر وہ زندہ ہو کر رہا ہوگا۔ اگر چہ  
تو صحابہ کو قریش سے سب سے ذلت کی دوسری تہذیب فرما کر تہذیب کے سب سے  
بے بار و دانا بنائے۔

لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ بِطَوَائِفِ شَيْءٍ  
مَّا بَلَغُوا النُّبُوَّةَ ۚ وَكَفَّيْكُمْ عَذَابًا  
عَظِيمًا ۚ

قریش کے بتاؤ مانگے اور اس کی دکان کی حیدر فرمائے کہ تم سب سے کہہ دینے کے  
میں ہر وقت یہ بات تازہ رہے کہ قریش دیکھنا ہے دوسرے یہ کہ وہ نہ کہ ان کی دکان  
بھی سب سے کہہ دینے کہ وہ دکان کی کوشش کرے اور یہ بات ہو۔

سورۃ بقرہ کی آیت  
**قریش کے سلسلے میں سلامی حکومت کی ذمہ داری** یہ ذمہ داری ہے کہ

ابن حبت کو بہت سے غلامی قریش دے اور اگر وہ نہ کر سکیں تو غلامی نہ ہی  
کر دے۔ یہاں کے غلام ہیں جب تک کہ بزرگین اور غلامی نہ دے تھے اور یہت میں  
ہمدی حکومت کا ہی نہ نہیں ہو تھی اس وقت قریش رعیت کا بن رہا تھا جس سے اس  
شے وقف فرماتے کہ غلامی معاشرے کے خوش حال افراد اس کا قریش نہ کرے کہ  
تک بڑھیں مگر جب بہت سے غلام ہو گئے اور اس میں رقم جمع کی تو تک دست مقرر  
کا قریش بہت بھینٹاں اور یہ حکومت خود دے گئے اور یہ بھینٹاں ہیں تو وقت کرنا  
کو سبب بھی ہیں کہ کوئی قریش نہ کر دے۔ حسنات کا بڑا رویت کرتے ہیں۔





چاہیے جو اس سلسلہ میں اسلامی شریعت نے مقرر کی ہیں قرآن و حدیث میں تاکید کی ہے کہ  
یہ قرضوں کا سبب ہے نہ کمینہ میں بھی قرض اور ادھار کا معاملہ بھی مینا چاہیے کوئی کم نہ نہیں کر دوزخ و جہنم ایک  
دوسرے پر بھروسہ رکھتے ہوں۔

قرض دینے والے کو ہدایات  
قرض دینا کسی فرد کی رحمت سے ایک نیکو کار اور فاضل ہے  
مگر سزا دینے والے کو ہدایات  
پوری نہیں کرتا تو اخلاق و دیانت کے اعتبار سے وہ مجرم قرار دیا جائے گا۔  
کہ وہ قرض نہ ورنہ ہی دے گا۔ نیکو حکومت پر یہ قرض ہے کہ وہ بے سہارا لوگوں کو مدد کرے۔  
صہ قرض دے کر یا قرض نہ دے کر۔

۲ قرض دینے والوں کو خود حکم میں ہو یا دیکھتے ہوئے یا غائب ہو یا قرض پر سود دینے والی کسی مال یا چیز کے بدلے میں خرید کر بیچنے کے کوئی مقصد نہیں تو میں نے وہ مال یا مال پر سود قرض دینے کے عوض میں یہ بات بھی سود یا قرض دینے پر سود دینے کے عوض میں یہ بات سے بیک و ڈاک خانے کا سود یہ سب نامائز ہے۔ سود کی مذمت کو حلال ہے۔ سب سے بیک و ڈاک خانے کا سود یہ سب نامائز ہے۔ سود کی مذمت کو حلال ہے۔ سب سے بیک و ڈاک خانے کا سود یہ سب نامائز ہے۔ سود کی مذمت کو حلال ہے۔

اور پر بیان کی گئی صورت کے ساتھ و نفع نجات کی فکر کی۔ اور کہیں جہنم کی  
ورنہ مادی بھی جیسے اپنی ناپائیداری گرد نہ آئیں۔ لیکن سب ہوں تہذیب و تمدن کے معانی  
میں رعایت مانگنا یہ سب باتیں ناجائز ہیں یا نرم ہیں۔ یہی تہذیب و تمدن کا وقت گئی اور وہ  
سب جس میں مقہور وضع سے زندہ کشید جائے تو ان میں تو غرض حسنہ کا کرنا ہے جس سے وہ  
وہ تو غرض ہے جس میں سود نہ ہو، مدت کی تمیز نہ ہو اور انسان دسمندی، ناپائیداری، مصائب  
جتنے والوں کے ہاں کو اس مٹی سے تشبیہ دی گئی ہے جو کسی پٹن پر مود و ریک ہوئی ہے بارش  
سے بہ جاسکے۔ یہی سبلی شد علیہ وسلم نے فرمایا

اذا اقرض احدكم فرقة  
فاهدى بيته وحمسه

عنی اذابتہ فذیرتبہ

و لا یفیبھا الا ان یکن

حرى بینہ و بینہ میں

ذبت۔

اپنی سواری پر سوار کرے تو اس کو نہ تو

سواری استوں کرنا چاہیے نہ ہدیہ قبول

کرنا چاہیے "بنتہ اگر قرض دینے سے پہلے

اس کے تعدت ہوں در تحضہ تحت

دستہ کا معمول رہا ہو تو کوئی برکت نہیں ہے۔

محدثین نے اس حدیث کو قرض کے بیان میں نہیں بد سود کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ گویا

محدثین کا یہ کہی ایک طرف کا سود ہے۔

قرض دینے والا اگر دے قرض کے لئے کوئی مدت مقرر کر دے اور مدت گزرنے سے

پہلے اس کو سود پر نہ ورت پیش آجائے تو وہ قرض ایسی قرض کا کر سکتا ہے جو سود سے

بے نیاز ہو سکتا ہو تو اس کو حق ہے۔ صدق کا قرض نہ تو یہی ہے کہ جو اس قرض کو واپس

کرے اس کے ذریعہ ہو اس کو مزید محنت دینا چاہیے۔ مگر قرض سے مجبور نہیں کرتا کہ وہ بہت

لگاتار اس سے ایک بار قرض نہ لے کر پھر بھی اسے عیب و سهمنے کسی سے کہتی ہو قرض یہ حق مدت

در سندرس سے گنتی سے قرض کیا جاتا ہے تو اس کو یہ حق ہے کہ اگر معذور ہو یا مگر سب سے ذریعہ

در سندرس سے عیب و سهمنے سے اسے چھوڑنا چاہیے۔ اس کے بعد نہ کہو صاحب حق کو کہنے کا حق ہے

اس کے بعد اس کے ذریعہ ایک جو قرض سے چھوڑ کر اس کو اسے واپس نہ لے سکیا یہ

راہی رہی و سید

محدثین نے قرض کی مدت رکھنے ہوئے نہیں کرتے تو اس کے بارے میں امتداد

نہو کی ہے۔

قدرت رکھنے والے کا درجہ میں اس کو بڑا سمجھا جاتا ہے۔

تو میں پہلے ہوتے ہوئے دیر سے اس

کی برو کوئی تھوڑا دیر کا حق کر دیتا ہے۔

یعنی تھوڑے سے دیر کے بعد کر سکتا ہے اور اس کے خلاف کسی کر کے نہ دوسرے

سے قرض کے نزدیک ہے قرض کو قید کی معزومی ہو سکتی ہے۔ مگر جو حنفیہ کی راہ میں

خوش حال اور بد حال دونوں کے ساتھ ہی سلوک کیا جائے گا اور دوسرے منہ پر نہ صرف تہ  
کو ہی نہ کہ لائق قرار دیتے ہیں مگر نادار شخص قرض لے کر کھانا یا قرض پینہ منہ  
تو دہنہ سے بری نہیں ہوگا۔

۱۔ کسی ہنگامی ضرورت یا شدید مصیبت ضرورت کے  
قرض لینے والے کو ہدایات وقت ہی قرض لینا چاہیے تبھی قرض لینے کے لئے  
قرض لینا مفید ہے اس طرح سے قرض لینا اسے مشکل ہی سے کر سکتا ہے اور  
کام حق و روپیہ مارا جاتا ہے۔

۲۔ قرض دینے والے کو دیکھنے کے قابل ہوتے ہی فوراً دیکھنا چاہیے اور نہ دیکھنا چاہیے اور  
بے پرواہی ہوگا۔

۳۔ اگر قرض دینے والا خود نہ وقت مند ہو بلکہ قرض دینے والا کو اپنی جائیداد اور گھر و زمین  
پیش کرے قرض دینے والا کو چاہیے کہ بار حضرت معاذ کے ساتھ ہی معاملہ پیش کرے اور نہ سخت  
نسی منہ سپرد نہ کرے حضرت معاذ کا کل خزانہ فروخت کر کے قرض دیکھ لیا۔ مستحق  
نہ وقت ہو تو معاشرے کے افراد سے پتہ لے کر قرض خواہ کو رقم و پس کی جا سکتی ہے  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو قرض دوسرے سے بھیج کر مدد سے دیکھتی  
یہاں حالت میں ہو جب سبھی بیت المال نہ تھا تو قرض خواہ کو شہید نہ کرتے تھے۔  
۴۔ معاشرے کے مسودہ حال افراد کسی تنگ دست شخص کے سامنے ہر قسم کی درخواستیں  
کو قرض دلانے میں مدد نہ کریں۔

قرض دہی جانے والی چیزیں ہر وہ چیز جس کے قرض دوسری چیزوں کو نہ پھر  
یا شمار ہو کر واپس ہو سکتی ہو قرض میں دے سکتی  
ہے مثلاً سکر، ارج، لوقت، بڑا سی قدریہ آسانی دینا سکتا ہے تاکہ کسی تیل یا تیل کرنا پھر  
و پس کیا جاسکتا ہے خرچ ہو جانے کے بعد بازار سے ملکا کر دیا جاسکتا ہے اور اس کی قیمت  
بھی دے سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز ایسی ہے جس کا منہ بازار میں نہیں ملتا یا بہت کم قیمت سے  
ملتا ہے تو ایسی چیز قرض میں نہیں دینی چاہیے۔



پہنچنے جو قرض لی گئی۔ اگر اس کی قیمت باز رہیں گھٹتی چلتی رہتی ہے تو اس کو  
 بری بات ہے۔ قرض پر نہیں پڑے گا چنے جتنی تو یہ ناپ کرنی تھی اتنی ہی دیکھنا ہوگا  
 جتنے کروا قیمت لینے پر راضی ہو جائے قیمت بھی مل سکتا ہے۔

مردوں کے ایک ایک روپے کے سو فٹ یا ریز کپڑی قرضوں تو یہ دوری نہیں کہ وہ  
 کتنے ایک ایک سو فٹ یا ریز کپڑی میں جو جگہ جو کئی رقم تو ٹوٹ یا سکوں میں اور ہونا چاہیے  
 جن میں جس طرح بھتی ہیں اور وہی جاسکتی ہیں اسی طرح میں ورنہ ہوں گی شکار کر کے  
 یہ کرنا چاہیے۔

کوئی جو مرد و طرح سے کہتی ہے تو جس طرح قرضوں سے اس کی عزت واپس کرنا چاہیے۔  
 وہ بہت زیادہ قرض لینے کی صورت میں وہ پسی کے لئے جگہ کی قدر نہیں ہے کہ وہیں وہ  
 بہت ترش یا قے جگہ دوسری جگہ بھی دیکھا جاسکتا ہے لیکن اگر قرض جس کی شکل میں ہے۔  
 تو یہ دوری نہیں کہ وہی جس دوسری جگہ بھی دی جائے کہ وہ اس کی قیمتیں دی  
 جاسکتی ہیں وہ اگر قرض نہ لینا چاہے تو قیمت کے لئے کیونکہ یہ جگہ جس کا دیکھنا دشوار  
 ہوتا ہے لیکن اگر وہی جس دینا چاہتا ہے لیکن اسی جگہ جہاں اس نے چنے قرض لی تھی  
 وہ اس کو ضمانت دینا پڑے گی کہ وہاں جا کر نہ ورنہ اس کی قیمت دینے کی صورت میں اسی  
 جگہ کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا جہاں چنے کو قرض یہ تھا۔ دوسری جگہ جو بھی اس جس کی  
 قیمت یہ کہ وہ اس کا کچھ نہ نہیں جائے گا۔

وہ چنے یا جس باز رہیں فی اوقت نہیں ہے تو پھر قرض خواہ وقت کا منتظر کرے یا  
 نہ منتظر رہے۔ اس پر رد و فوں پر راضی ہو جائیں۔

قرض لینے والے شئی منہ ویش کا راک ہوتا ہے اور اس میں تصرفات کر سکتا ہے جہاں تاکہ  
 کسی چیز کی سکتا ہے لیکن اگر قرض دینے والے کسی چیز کو (جو وہ قرض دے گا) لینا چاہے  
 تو نہیں پڑے گا کیونکہ وہ اس کا راک نہیں ہے وہ اس چیز کو قرض لینے کے لئے نہیں  
 اس لئے کہ قرض میں اس قرض کے معنی کے صورت ہے۔ در قرض اس کا پابند نہیں۔

قرض لی ہوئی چیز سے بہتر کی وہ پسی درست ہے لیکن اگر کہنے سے تو قرض نہ دے گا کہ نہیں ہے

لے یا نہ لے۔

۱۰۔ اگر داکر نے کی قدرت کے باوجود قرض ادا نہ کرے تو قرض دہندہ کسی طرح کی اس کی کوئی چیز اگر چاہے تو بے اجازت لے سکتا ہے مثلاً یہ ہوں یا روپیہ قرض لیا تھا ورنہ چیزیں اس کے پاس بھرسوں پھر بھی ادا نہ کرے تو قرض خواہ کو اس کا گھبراہٹ ہوگی روپیہ اگر ہاتھ نہ مل جائے ورنہ قرض میں لے لے تو یہ جائز ہے۔ لیکن اگر جنس مختلف ہو یا اس سے بہتر ہو تو جائز نہیں۔

## کفالت

قرض لینے کی ضرورت یا ادھار خریدنے کی حاجت بسا اوقات پیش آتی ہے جس قرض دینے والا ادھار لینے والا یہ اطمینان چاہتا ہے کہ اس کی چیز و پس مل جائے گی یا نہ ملے کر دی جائے گی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ادا کے قرض یا کسی قیمت کا قرض نہ ملے۔ اس کو بھی اس کو دیکھنے کی استطاعت نہیں ہوتی۔ یہی تمام عورتوں میں کسی دوسرے شخص کو بھروسہ دانت پیش کیا جاسکتا ہے ہو یہ ذمہ داری لے سکے کہ اگر اس نے نہ دیا تو میں اس کو اسی طرح ایک مجرم پس کو عدالت تحقیق مجرم ہو جانے تک قید میں رکھنا چاہتی ہو وہ ایک آدمی کو رشوت دانت پیش کر دے کہ جب ضرورت ہوگی ضمانت سے اس ذمہ داری کر دے گا، تو عدالت ضمانت مان کر اسے چھوڑ دیتی ہے، اس طرح کی ضمانت کو شرعیات میں کفالت کہنا جاتا ہے ہندو کفالت کی تعریف یہ ہوتی ہے:

”کس ماں کی ادائیگی یا کسی شخص کو وقت پر نہ کر دینے کی ذمہ داری بنانا۔“

۱۔ ضمانت لینے والے اور ذمہ داری قبول کرنے والے شخص کو کفیل

اصطلاحات

کہتے ہیں۔

۲۔ اصل ذمہ دار شخص جو کسی کو اپنا ضمانت بنا کے کفیل یا مکفیل منہ کہتا ہے۔

۳۔ جس کا مدد لیا کفیل پر ہوا اسے مکفول نہ کہا جاتا ہے۔

وہ شخص جس کو ادا کرنے یا پیش کرنے کی ضمانت دی جائے مکنوں پر لکھا جاتا ہے۔

کنیل مکنوں سے کہے کہ آپ کی جو رقم یا مال فنانس مکنوں سے لیا گیا ہے باقی اور واجب الادا ہے اُسے ادا کرنے کا میں ذمہ لیتا ہوں۔ اب اگر میں اس کو ادا نہ کرے تو ذمہ داری کنیل پر ہوگی۔ یہ تین طریقوں سے ہوتی ہے:

کنیل مکنوں سے کہے کہ میں اس کو ادا کروں گا تو مکنوں نے کو اکیلے دو نوٹ سے من بہ کرنے کا حق ہے۔

کنیل یہ ذمہ داری لے کہ اگر مکنوں نے ادا نہ کیا تو میں دیکھ دوں گا تو مکنوں نے پہلے اکیلے سے من بہ کر کے گروہ نہ دے تو پھر کنیل سے مانگے۔

اگر مکنوں نے کوئی مہنت دیدی ہے تو اس مدت کے گزر جانے کے بعد وہ کنیل سے من بہ کر سکتا ہے۔

۱۔ ضمانت اس وقت صحیح ہوگی جب مکیل و کنیل دونوں مائل و بائع ہوں۔

مناظرہ بہ بیانی جس چیز یا شخص کی ضمانت کی جا رہی ہے اس کا نام و پتہ کنیل کو چھٹی طرح معلوم ہونا چاہیے۔ مال کی مقدار بتانا ضروری نہیں بلکہ یہ کہہ دینا کافی ہے کہ فنانس کوئی کیا فنانس مال کا ہیں ذمہ دار ہوں۔

۲۔ یہ بھی ہونی چاہیے یا عاریت ہونی چاہیے میں ضمانت صحیح نہیں ہے کیونکہ مہنت و مستحق پر اس کے من مہنت ہو جانے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے اس کی طرح ضمانت و روایت میں بھی ضمانت صحیح نہیں ہے۔ حدود اقصائے و منزعات میں ضمانت نہیں۔ منہ دو سرا آدمی متبیین ہوتا ہے۔

۱۔ اگر کنیل نے کسی شخص کو ذمہ نہ کرنے کی ذمہ داری لی ہے وہ کنیل کی ذمہ داریاں وقت پر وہ حاضر نہ کیا یا وٹنیں کو قید کر لیا جائے گا اس وقت تک کہ وہ اس کو حاضر کر دے یہ رائے اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ

کی ہے اور صاحب مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خاصہ نہ کرنے کی صورت میں بیہوشی  
مال لیا جائے گا اور نہیں دی جائے گی۔

۳۔ کفیل یا اخیل دونوں میں سے کوئی دبا کے تو کفالت کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی  
۴۔ اگر مکفول لے دیا جائے تو کفالت ختم نہیں ہوگی۔

۵۔ اخیل اگر مکفول بہ کو د نہیں کرے تو کفیل کو دینا پڑے گا۔

۶۔ مکفول لے اخیل اور کفیل دونوں سے مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

۷۔ چند آدمیوں نے مل کر قرض یا دوران میں سے ایک کو سب کی طرف سے ذمہ دار  
کئے یا تو پورا مدت نہ ہو ایک سے کیا جاسکتا ہے۔

۸۔ اگر کسی آدمی کے کئی آدمی کفیل ہوں تو یا تو ہر ایک نے ایک ایک ذمہ داری قبول کی ہوگی

یا کھٹا۔ پہلی صورت میں ہر کفیل سے پوری رقم یا مال کا حصہ ہو سکتا ہے۔

۹۔ صورت میں کئی حصہ کفیلوں پر تقسیم کر کے سب کے حصے ہیں جتنے حصے کفیلوں

کے حصے کا حصہ لے لیا جاسکتا ہے۔

۱۰۔ اگر کفیل نے پاس اخیل کا روپیہ یا مال امانت رکھا ہو ہے اور کفیل اس سے سب کا حصہ

ذمہ داری لیتا ہے کہ اگر اخیل دینا کہے گا تو میں اس کی امانت سے روپیہ لوں گا اور

امانت سے مکفول نہ کو د کرنے پر مجبور ہے۔ اب اگر یہ امانت چوری ہو گئی ہوگی اور

حرج نہ ہوگی تو ذمہ داری باقی نہیں رہے گی لیکن اگر کفالت کرنے کے بعد وہ

امانت و نادمی تو پھر کفیل کو اپنے پاس سے ادائیگی کرنی ہوگی۔

۱۱۔ اگر کسی شخص نے زید کو عدالت میں حاضر کرنے کی ضمانت لی اور زید کے ذمہ عدالت کا

کوئی حصہ ہے تو ضمانت نہ کرنے کی صورت میں کفیل کو حصہ لے کر نہ ہوگا اور نہ حسب

ادائیگی کی شرط ہے تو فوراً اور اگر کوئی مدت مقرر ہے تو اس وقت پر کفیل کو

ذمہ دار ہوگا اگر قرض جن قیود کے ساتھ قرض یا بقیہ ہے اس قیود کے ساتھ کفیل کی

ذمہ داری ہے۔

۱۲۔ مکفول لے کی صورت سے ادائیگی کی مدت مقرر کر دی گئی ہو نہیں کہیں یا نہ ہو چکا ہو



جس کی واپسی کا وقت مقرر نہ ہو تو اس کا خیال اُسے تو فی طور پر مجبور کر سکتا ہے کہ وہ  
 اپنی گھر سے باہر جائے یہ اسی وقت ضروری ہے جب شخص حکومت سے درخواست  
 کرے کہ اس کا قرضہ پس دیا جائے۔

کسی شخص کے مفوض نہ کے مناجہ پر جیڑ اس کو دیدی تو اب وہ نہیں سے اسی طرح کی سزا  
 و جہن سے سکتا ہے جس کی کفالت اس نے کی تھی مثلاً ایک من رال گھوٹ کی ضمانت  
 دی تھی ایک اس نے ایک من شید گھوٹ مفوض نہ کو دیدی تو اب کفیل اسی سے  
 مناجہ ہو رہی ہے کہ جس کی کفالت اس نے کی تھی۔ مستحب یہ کہ اگر کفیل اپنی مرضی سے بہتر  
 جیڑ مفوض نہ کو پہنچا دے تو اس کی ذمہ داری نہیں رہے گی۔

موت کی کفالت بہر حال کسی کو نہیں دینا پڑے گا۔ یہاں قوت کی ہونے کے تو  
 برخلاف درمیانی سے وہ ساقط نہیں ہو جائے گی اس کے ترکے سے وصیوں کو ملے گی۔

کتنے بیٹے و صاحبین کفالت ہو سکتی ہے۔  
 اس شخص کا اصل کفالت بھی میراث سے جس شخص  
 کی کو نہ کرنے کی ضمانت۔

میراث سے مقرر نہ کرنے سے نہ جہاں تک کفالت یا سہ یا ایساں جہاں تک سے یہ نے کے  
 سے اب زیادہ رہے کہ مفوض نہ میں متک بہنیا نے کا ذمہ داری نہیں ہے اگر گاڑی کسی  
 وجہ سے ترک ہو جائے تو اس فرد کی ہاں وہاں کا مفوض نہ ہو جائے یہ ریل کے ساتھ  
 کفالت مفوض نہ ہو جائے تو شخصان کی تلافی و رستہ مفوض نہ بہنیا نے کی ذمہ داری مفوض نہ  
 نہیں ہے۔ سہا ذمہ داری نہ کرے تو فی ذمہ داری پارہ جونی کی جو سکتی ہے۔ اس گروہ شخص بے کفالت  
 نہ ہو سکتا ہے کی ذمہ داری نہیں ہے۔

موت کے بعد جو شخص میراث کے راستے میں کا تے یہ بھی ہے کہ اگر وہ گھر ہو جائے یا ٹوٹ پھوٹ جائے  
 تو اس شخص کو اس کو دینا ہوگا اور بھیجے و لاق ذمہ کے ذریعہ کے سکتا ہے بیوہ شریعت  
 میں اس کو کفالت سے سبب بہتے ہیں۔

کتنے شخص ذمہ داری نہ تو مفوض نہ کر دے گی منی کر دے گا۔ اس کو مستحب ہے کہ سہا جانے

کا ذمہ دار اور کفیل ہے گمراہوں کے گم ہوجانے کا ثبوت مل جائے تو رکھنا نہ کرنا یہ ہر ایک کا  
اد کرنا ہوگا اس کو شفیقہ بالذکر کہتے ہیں۔

چیز کو پہنچانے کا بیمہ جہازوں کی کمپنیاں بعض صورتوں میں ہر مشنک درمیان صورتوں میں  
امین باہر جرت ہوتی ہیں گریسی کیسی ذمہ داری دیتی ہو کہ وہ  
فلان جہہ پہنچا دے گی ورنہ اتنی فیس سے گی ورنہ اگر مال ضائع ہو گیا تو اس کا تادم اس کے لئے  
ہوگا، صفاح میں اسے بیمہ کرنا کہتے ہیں تو یہ بیمہ جو کمپنی اس مسئلہ میں دوپا ہیں موند رہی  
چاہئیں۔

۱۔ جتنے مال ہو صحیح صحیح اتنا ہی درج کرایا جائے اگر غلط طور پر کوئی شخص ذمہ دار نہ ہو  
گا تو افسوس ہوگا۔

۲۔ اس پر جان و مال کے اس بیمہ کو قیاس نہ کیا جائے جو آج کل یہ منہ پر رکھتے ہیں کہ نہیں  
سود کے بیان میں اسکی ہے۔

مردے کی طرف سے کفالت اگر کوئی شخص مدد و مال فون ہو جائے ورنہ اس کے ذمہ  
کی ذمہ داری دوسرے آدمی کے تو وہ مدد دینا چاہئے  
کی رائے میں یہ کفالت کسی وقت صحیح ہوگی جب وہ ترکے میں کچھ پیوڑیا ہو ورنہ صحیح نہیں ہے  
یعنی انھیں پر دہانی نہ ہو نہیں ہوگی۔ مگر دوسرے کے مدد و مال کی طرف سے کفالت کو پورا قیاس  
ہیں۔ حدیث میں ہے کہ بعض صحابہ نے سے مدد و مال کی ذمہ داری ورنہ پٹنے سے نہ  
کر یا جو مدد و مال نے کوئی ترکہ نہیں پیوڑیا حدیث میں ہے کہ جب تک مرنے کے وقت  
نہیں ترجہات وہ یک قیہ ہی کے۔ مگر کفیل اس کو قیہ سے ثبوت دیتا ہے تو اس کے  
حق میں کا برنہ کرتا ہے ورنہ خود بھی ذمہ داری ہے۔

















[illegible]

ہیں کر سکتا لیکن اگر یہ نوے روپے کا تھوڑا سمجھا جائے گا کہ نوے روپے مرہٹن کو مل گئے اب  
صرف دس روپے کا مطالبہ راہن کر سکتا ہے اور اگر وہ زیور یک سو پچیس روپے کا تھا تو سو روپے  
قرض میں محسوب تصور کئے جائیں گے اور ۱۲ روپے راہن کے ضائع ہونے کے مرہٹن سے  
مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ مرہٹن بتدریج روپے کے ضائع ہونے پر پچیس روپے کا مل گیا تھا۔ نسبت  
اگر قصداً یا غفلت سے ضائع نہ ہوئی ہو تو اس کی ذمہ داری سینا پر نہیں آتی۔

راہن کی ذمہ داریاں اور حقوق :- راہن کو جو چیز راہن رکھتا ہے اسے مرہٹن کے  
نوع کر کے۔

۲۔ مرہٹن چیز جب تک مرہٹن کے قبضہ میں نہیں رہی ہے وہ مرہٹن بدلتا رہتا ہے۔  
۳۔ مرہٹن چیز کو مرہٹن کے قبضے میں دینے کے بعد راہن مرہٹن کو بدلہ دے گا۔  
کے فتح نہیں کر سکتا۔

۴۔ موقوفہ غنہ نہیں کو اس کے امین کے ساتھ کوئی چیز۔ طور پر مرہٹن دے سکتا ہے اور اس  
بھی مرہٹن کا سودہ کر سکتا ہے۔

۵۔ اگر دو آدمیوں نے مشترک طور پر ایک رقم کو قرض دینا یا ایک رقم کو دو آدمیوں کے قرض  
ہو تو وہ مشترک ایک ہی چیز دونوں قرضوں کے بدلے مرہٹن رکھ سکتا ہے اگر وہ دونوں میں  
چیز کو مشترک طور پر مرہٹن رکھ لیں۔ اسی طرح اگر دو مرہٹن دو ہوں اور ایک قرض دینے والے  
وہ دونوں قرضوں میں ایک مشترک چیز مرہٹن میں دے سکتے ہیں اور قرض دینے والے  
قبول کر سکتا ہے۔

۶۔ راہن کو شعری مرہٹن تبدیل کرنے کا اختیار ہے۔ اگر اسے ضرورت پڑ جائے تو وہ  
اس چیز کو واپس لے کر اس کے بدلے کسی اور چیز مرہٹن کی ضرورت سے اس کے بدلے کر سکتا ہے۔  
۷۔ دوران مدت رہن چیز میں کوئی غلطی ہو، تلف یا دیا تو وہ راہن کا جو کہ مشترک نام ہے اس  
آئے یا کھیت میں پیدا ہوئی اور یا شایعیت مرہٹن تبدیل کوئی چیز مرہٹن کو اس کے بدلے کر سکتا ہے۔  
نئے پیکر دیا یا مکان مرہٹن رکھتا اس کا کر۔ دھوب ہو تو یہ سب مرہٹن کے بدلے کر سکتا ہے۔  
مگر مرہٹن کے پاس ہانت رہتا ہے جب مرہٹن چیز واپس ہوئی تو اس کے بدلے یہ چیز تبدیل کر سکتا ہے۔

جس کے نتیجے میں یہی جملہ خراب ہو جانے والی ہو مگر پہلی ان کو ایمن فروخت کر کے قیمت اپنے پاس رکھتا ہے۔  
 ۴۔ مہر مروت چہرہ پر محاصل ہونے والے نفع چونکہ راہنہ کا حق ہو گا جو اس لئے اس کے ہتھ اور  
 نفع پر یہ کچھ خرچ کرنا پڑے گا وہ بھی راہنہ کے ذمہ ہو گا۔ مثلاً جو نوے کے چار سو کے خرچ یا چرواہے  
 کی قیمت اور قیمت سے تو اس کی کوئی جتنی اور سچائی پر ہونے والا خرچ راہنہ کے ذمہ ہو گا۔  
 ۵۔ یہ وہی صورت ہے جس کے پاس رہے گا جب وہ یہ ادھر کے مہر مروت چہرہ پر جاتی جاتے تو یہ متناقض  
 اس کو ملے گا کہ جو بار بار اس کے متناقض ہو گا۔

۶۔ راہنہ و قیمت کی رہنہ ہی کے نتیجے میں ہونے والا خرچ نہیں سکتا اگر یہ ایک قیمت مہر مروت کی  
 قیمت ہو جائے تو یہ قیمت ہو جائے۔

۷۔ راہنہ و قیمت کی رہنہ ہی کے نتیجے میں ہونے والا خرچ نہیں سکتا اگر یہ ایک قیمت مہر مروت کی  
 قیمت ہو جائے تو یہ قیمت ہو جائے۔

۸۔ راہنہ و قیمت کی رہنہ ہی کے نتیجے میں ہونے والا خرچ نہیں سکتا اگر یہ ایک قیمت مہر مروت کی  
 قیمت ہو جائے تو یہ قیمت ہو جائے۔





... کہ چاہیے جو کہ قرض دہکتے وقت پندرہ سو روپیہ لاش کرے۔

..... رہن کر شعی مروجہ دھرم تہن کی ایندیت کے کسی دوسرے کے یہاں رہن کر کھڑا ہے تو  
بیر کر سکتا اس صورت میں پہلے رہن کر اس مروجہ ہے۔

[illegible][illegible]

یہ کتاب میری طرف سے شریعت کے لیے لکھی گئی ہے۔

۱- در صورتیکه در هر یک از این موارد، به تشخیص هیئت مدیره و با تصویب مجمع عمومی عادی سالیانه، کلیه یا بعضی از اعضاء هیئت مدیره را برکنار نماید.  
 ۲- در صورتیکه در هر یک از این موارد، به تشخیص هیئت مدیره و با تصویب مجمع عمومی عادی سالیانه، کلیه یا بعضی از اعضاء هیئت مدیره را برکنار نماید.

ہے لیکن رہنما جاننا ہے۔

## امانت

انسان کو کبھی نہ کبھی ایسا موقع پیش ہوتا ہے کہ اپنے پیارے پیارے کی امانت کے لئے دوسروں کی مدد کرنا ہوتی ہے۔ انسان کو خدائی فرض یہ ہے کہ جب اس کے درمیان جیسے تو وہ اس لئے نہ کرے بلکہ خدہ پیشانی سے اس تکلیف کو گوارا کرے کیونکہ ایسی ضرورت نہیں اس کو بھی پڑ سکتی ہے۔ شریعت میں اسے امانت اور عینیت کہتے ہیں۔ دونوں میں تو عینیت کا فرق ہے ولایت میں تعدد ارادہ کا ہونا ضروری ہے نہ کہ امانت تعدد ارادہ کے ساتھ ہوتا ہے اور تعدد ارادہ کے بغیر۔

یہ چیز آپ کے ہاتھ میں امانت ہوئی، اس کو ولایت نہیں کہیں گے لیکن اگر کسی نے آپ کے پاس عینیت کی غرض سے رکھوائے تو اسے واپس لینا کہہ سکتے ہیں، اور امانت بھی۔

غرض یہ کہ ہر ولایت کو امانت کہہ سکتے ہیں مگر امانت کہہ سکتے ہیں۔ قرآن میں ولایت اور امانت دونوں کے لئے امانت ہی کو بات غرض استعمال ہوا ہے۔ حدیث میں دونوں فقرے ایک دوسرے کے مشہور ہیں مستعمل ہوتے ہیں۔ فقہانے دونوں فقروں کا استعمال پروردگار تعالیٰ مقبول میں استعمال کیا ہے۔

امانت کے بارے میں قرآن حدیث ارشاد کے جیسے کہ ذکر ہوا ہے کسی کی چیز گریبہ قعدہ ہوگی ہاتھ میں آجائے تو وہ امانت ہوگی۔ اسے امانت کہیں گے۔

آپ کا پیارے ہمارے ہیں، اگر کسی پر لیں، بلکہ رہنما کہیں، اگر چہرہ کا آپ کو ذوق ریاضت ہو جائے تو اسے ہر وقت میں آپ اس چیز یا رقم کے لئے ہر جگہ بلایں گے۔ آپ کو اس کی امانت سہی قرآن کریم میں جس طرح اپنی چیز کی گھر سے یہ نہ ہو کہ اپنی چیز کی حفاظت تو ساری امانتوں میں بند رہنا کرے۔ دوسری چیز کو بھی جو کہیں اسے امانت میں نہ ہوگی۔ امانت کے تحت میں ہونا۔ اگر محفوظ نہ ہو تو یہ خیانت ہوگی۔

کسی چیز کی جو ہر ذریعہ امانت کا مال ہے اس کی ذمہ داری میں رکھنا جیسے تو ٹھیک ٹھیک اس کی یہ چیز

میرا یہ فرض ہے کہ جو کہ ہے وہ اُسے پہنچے اگر آپ نے ایسا کیا تو خیانت کے

تاریخ ہندوستان

[illegible]

(نسب - ۷۹)

۱۰۰ "نیکو خیال کے دوستوں کے ہاں اور حق اور انصاف کے چہرہ پر"

وہی ہے جو کہ فرمایا ہے: *وَلَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ طَرَفًا* (اور نہ تو اس کتاب کو طرفہ سے پڑھتا ہے)

و در این حقیقت است که هر چه در این کتاب است

[illegible]

تجدید و ترقی کے لئے علم و فن کی ترقی ضروری ہے۔

میں نے کہا کہ میں نے یہ سب سنا ہے کہ اگر ایک شخص کو کسی اور کی خدمت میں جانا ہے تو اسے پہلے اس کی خدمت میں جانا چاہیے۔

پس اگر کسی که در این پست و یکس و نیم ساعه در این وقت

پہلے پڑھیں پھر لکھیں

بسم الله الرحمن الرحيم

مجلس اول

۱۰۰

۱۰۰

... کے لئے یہ نکتہ ذکر ہے کہ جو کچھ کہتے ہیں وہ سب سچ ہے۔

۱- این کتاب در دسترس عموم قرار می‌گیرد.

1890

۱. جنس یک از جنس فرعی است، تصور این تصور در جنس مطلق کاہ ہے۔

مردان کی دیرینہ پیادہ سواروں کی بات کی۔ اگر کسی متعلقہ شخص

نہایت ہی عجیب ہے تو یہ کہ اس کو اس قدر نہیں بڑا کہ ان کی صورت میں دیکھا جائے

و در این کتاب به بیان احوال و سیرت حضرت علی علیه السلام پرداخته شده است.

طو پر راستے میں پڑی چیز اس خیال سے اٹھ لی کہ اس کے مالک کو پہنچانی جائے تو یہ چیز ہانت ہوگی۔  
اگر وہ جانتا تھا کہ یہ فلاں شخص کی ہے، اب اگر وہ اتفاقی حادثے میں نہ لگ جاتا تو اس پر کوئی  
عقوبت نہ ہوتی لیکن اگر وہ یہ نہ جانتا ہو کہ یہ چیز فلاں شخص کی ہے تو یہ چیز نقطہ بہت مشکل ہے۔

نقطہ کا حکم کسی نے کوئی پڑی ہوئی چیز پائی جس کے مالک کا علم نہیں تو وہ فقیر ہے اس کا حکم  
یہ ہے کہ اسے اپنے پاس مانت رکھ کر نہت کرے کہ فلاں جگہ پائی ہے جس کی خبر وہ ہے  
جاتے یہ صورت برابر کرتا رہے۔ اگر ایک سال تک کوئی مالک نہ ملے تو بیعت مانت رکھ کر دے۔  
اگر مالک نہ ملے تو فوراً اس کے آدھے کو دے کر غنائت کر دے، تو مالک نہ دینا پڑے اور نہ مالک  
کے لئے کوئی نقص اضافی ہوگا یا ہے۔ فقیر لیتے کے بعد نہت نہیں دینا ہوتا ہے۔  
اگر اس کو بیعت فلاں نہ ہو جس میں جمع کیا جاسکے تو صدقہ کر دینا پڑے اپنے ستر میں  
نہ لانا ہوتا ہے، اگر وہ جو شخص دے رہا ہے نہت کر سکتا ہے۔

امانت کا ذکر و کتب و سماع ہے۔ اگر ایک شخص کی دینا ہو تو اس کے مالک کو کہہ دے، اگر وہ نہ دے  
تو چھین چینیوں کے پرستہ قلعہ میں لے جائے۔  
شہر و قریہ کو تہہ تمام دولت پہنچا دی رہے سب اس کے ہاتھ میں نہت ہیں، انھیں بہت زانیہ ستر  
میں نہتیں پھاڑتے۔ اسی طرح جس وقت کی وہ قمر و پاتا ہے، اس وقت میں پائنتی کو دے کر پائنتی  
تو وقت کام کے لئے تقریباً وہ ایک نانت ہے، اگر پائنتی کو دے کر ستر و قمر و پاتا ہے تو یہ قمر و پاتا ہے  
کا تاوت بھی ایسا ہے۔ مفروضہ کہ کم کرنے کے لئے کپڑا نہت کر دینا، قمر و پاتا ہے وقت نہت کر دینا  
یہ سب بات کی نہت میں نہت ہے، اگر نہت کی کسی ذمہ داری کو قبول نہت کر سکتی اور اس کے  
کا کہیں اور دینا میں محسوس کر لیں تو کم وقت میں زیادہ کام ہو۔ بہر حال دینا نہت کر سکتا ہے  
تہ ہی ہو سکتا ہے جب نہت قمر و پاتا کو نظر انداز نہ کرنا ہوتا ہے۔

اور پائنتی کا یہ چوکا ہے کہ نہت اور دیوت اور نہت قمر و پاتا ہے  
و دیوت کی تہہ انہ کے مفروضہ و مفروضہ کے ہیں و دیوت کی تہہ یہ ہے  
یہ کہ کوئی ہے۔ نہت قمر و پاتا ہے لا خسر، اپنی کو چینیوں کا  
کی غرض کے دے دے کے کرنا، مقصد یہ ہے کہ جو چیز و دیوت رکھی ہو اسے وہ دینا نہت کر دے۔





۱۔ فتنہ میں کھنڈی ہوئیں بہت ذرا ایمان کا عوض ہو جائے یا قبول کرے۔

۴۔ مودع درین دونوں کا قتل (یعنی سچے و زور) ہونا ضروری ہے۔ تاہم چاہے اس پر یا نہ ہو تو یہ  
بات رکھنے میں نہ رکھنا چاہئے۔

[illegible]

اپنی قوم و پران

۴- یہ تہ نیت ہو تو خود گریہ یا غم نہ کرے کہ میں خدا کی یاد میں شکیں ہوں  
اور نہ کہ میں اپنے لیے گریہ کر رہا ہوں اور نہ کہ میں اپنے لیے گریہ کر رہا ہوں  
نیت نیت نہ کرے کہ میں اپنے لیے گریہ کر رہا ہوں

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲

[illegible]

انتہائی پریشانی میں رہا کرتا تھا۔ وہ اپنے دل سے کہتا تھا کہ  
 اس خیال سے تڑپا کر دیا جا رہا تھا کہ یہ کب تک رہے گا؟ یہ دیکھ کر  
 سوچتا تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ وہ اپنے دل سے کہتا تھا کہ

دانت رکھ تو اس کو پہنکاؤ اور - دانت رکھو تو اس کو پہنکاؤ یا برکت و سعادۂ گنہگار تو پہنکاؤ  
 لیکن اگر لوگوں کو برا بھلا نہ سمجھیں تو ان کے سبب میں کوئی حرکت نہیں ہے :  
 ۱۰۔ جہاں ایسے لوگ دانت پہنکاؤ کی بجائے دانت رکھو تو اس کو پہنکاؤ اور دانت رکھو تو اس کو پہنکاؤ

نہیں کر سکتا۔ کسی نے کوئی چیز امانت میں رکھنے کے لئے گڑبگڑ میں دی ہے تو دل میں اس کو  
بھلا کر رکھنا چاہیے۔ ایسا کرنا ایسا ہے کہ دیا ہوا کوئی چیز اس کے دل میں رکھوں گا تو پھر بگڑ میں لگے

تو پھر یہ ہے۔

بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے  
نہیں کر سکتا۔ ہر ہادی ہادی یا جس طرح بھی ممکن ہو امانت کی حفاظت کرنا ہوگی۔

ایک کو گڑبگڑ میں لگنے کی دیکھو ہاں کے لئے وقت یا  
بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے

سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے  
بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے

بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے

بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے

بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے

بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے

بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے

بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے

بہنہ میری کوئی چیز کا میں بننا بھی چاہتا ہوں۔ سب نے اقرار کر لیا تو سب اس کے





تو اپنے نفس کی ذلت دیکھ کر نہیں ہلائی۔

۱۔ اسی سے تنہا گھر رہ گیا اور اس وجہ سے امانت کا اہل صندوق کے لئے چوری ہو گیا۔ اس کو  
بے حسد سے کرینا کوئی اور شخص پہنچ گیا تو سب مہم توں میں مالا مال دینا پڑے گا۔  
۲۔ یہیں درخیز درخت کی جائزت کے شیشے کا گھر میں ٹھکانا کر دیکھ کر اس دوران وہ خوف  
رکے آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک گرجہ جہت کوئی چیز ٹھکانا کر دیکھ کا دروازہ ٹوٹ گیا۔ یہ  
تو بہت بڑی ذلت تھی کہ یہاں پر رہے گا۔

۳۔ اس نے یہ سب دیکھ کر کہا کہ کون ممکن تھا لیکن میں نے اس کے غصے کی توجہ نہ  
دی۔ یہ سب اس نے دیکھ کر کہا کہ اس کے ممکن نہ ہو تو پھر تو اس نے دیکھا کہ اس  
سے بہت بڑا شہر ہے اور اس کی ترقی بہت کی تھی۔ اس نے اس کے شہر کو خوب دیکھا لیکن یہاں  
بہت بڑا شہر تھا۔ اس نے اس کی ترقی دیکھ کر کہا کہ یہاں پر رہے گا۔

۴۔ اس نے اس کے شہر کے شیشے کی جائزت کے شیشے کا گھر میں ٹھکانا کر دیکھ کر اس  
دوران وہ خوف رکے آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک گرجہ جہت کوئی چیز ٹھکانا کر دیکھ کا دروازہ ٹوٹ گیا۔ یہ

۵۔ امانت کے شیشے کا گھر میں ٹھکانا کر دیکھ کر اس دوران وہ خوف رکے آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک گرجہ جہت کوئی چیز ٹھکانا کر دیکھ کا دروازہ ٹوٹ گیا۔ یہ  
تو بہت بڑی ذلت تھی کہ یہاں پر رہے گا۔

۶۔ امانت کے شیشے کا گھر میں ٹھکانا کر دیکھ کر اس دوران وہ خوف رکے آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک گرجہ جہت کوئی چیز ٹھکانا کر دیکھ کا دروازہ ٹوٹ گیا۔ یہ  
تو بہت بڑی ذلت تھی کہ یہاں پر رہے گا۔

۷۔ امانت کے شیشے کا گھر میں ٹھکانا کر دیکھ کر اس دوران وہ خوف رکے آگے بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک گرجہ جہت کوئی چیز ٹھکانا کر دیکھ کا دروازہ ٹوٹ گیا۔ یہ  
تو بہت بڑی ذلت تھی کہ یہاں پر رہے گا۔

موتور کسی وقت اپنی امانت واپس مانگے یا نہ مانے  
**و دلیعت کی واپسی سے انکار** رکھنے کی مدت تمام ہو جانے پر اس کی واپسی کا سبب نہ کرے  
 تو فوراً واپس کر دینا چاہئے لیکن اگر اس نے کہا "کل لے جانا" اور کل تک وہ پیڑھ فٹ ہو گئی، تو اس کی  
 رز محوری نہیں ہے؛ اگر موتور خوشی سے واپس چھوڑ گیا تو مدت یکساں کے لئے مزید اس کو دینا کر لوٹ گیا  
 کہ تو چیتہ کے فٹ ہو جانے پر تیار نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں اگر موتور اس کے نال مٹوں گے  
 وجہ سے ناراض ہو کر امانت کو ناخوشی سے اس کے پاس چھوڑ کر لوٹ گیا تھا تو وہ امانت کی ذمہ داری کر  
 معذرا ہونے کے بعد بھی اس نے امانت کو قبضہ میں رکھا جس کی اسے بہت زیادہ نفی تو اس کے تیار نہ رہنا  
 پڑے گا۔

اگر موتور نے کسی دوسرے آدمی کو بھی کہہ دیا امانت غلام شخص کے لئے تو تو اس کو بھی  
 کہو اسے دے یا نہ دے، دینے کی صورت میں اگر دوسرا آدمی خیانت کر جائے تو ذمہ داری  
 اس پر ہوگی۔

**امانت رکھتے ور لیتے وقت گواہ کی ضرورت** بہتر ہے کہ امانت دیتے اور لیتے وقت دو گواہ  
 کو گواہ بنایا جائے۔ جیسے مواقع پر شرعیہ میں  
 کی تائید سند میں آئی ہے چند پتہ نامی گواہ اور شہوتوں کے مالک جو اس کے وقت یہ حکم دیا گیا ہے  
 فَرَدٌ دَعَا رَجُلًا مِّنْهُمْ مَّقَامًا وَنَهَى عَنْهُ  
 ہونے کرو تو ان پر گواہ بناؤ۔

**تخسر پر** اگر متوفی نے کوئی تحریر یا بیانیہ کہہ کر ایسا چھوڑا جس میں کھپے کہ جس شخص کا اتنا راجہ  
 یا نہ چیتہ میرے یہاں امانت ہے تو اس کے ورثہ کو تحقیق کے بعد وہ مال یا چیتہ واپس کر دینا چاہیے  
 اگر ورثہ کو شہادت ہو تو تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے۔

امین بہرہ وان واجب ہونے کی صورت میں ان کو ملحوظ رکھنا چاہئے  
**تاوان ادا کرنا** اگر امانت نقد رقم نہیں بلکہ کوئی جنس ہے جیسے گھڑی، برتن، مینر کمری  
 وغیرہ تو اسی طرح کی چیز تاوان میں دکرنا ہوگی۔ اگر نقد رقم یا سونا، چاندی یا کسی دوسرے چیز ہو  
 تو اتنی ہی نقد رقم یا اتنی ہی قیمت کا زیور یا اس کی قیمت دینا ہوگی، کی طرح اگر جنس میں کوئی ایسی چیز ہے

جیسے۔ منہ بھرا ہے تو پھر قیمت بھی دی جاسکتی ہے مثلاً دس روپے کی گھڑی، انت تھی اور وہ منافع ہو گئی تو ویسی  
نہی کی مثلاً گھڑی پر پاب ہے اگر وہ بازار میں نہ ملے تو پھر اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔ قیمت وہی دی  
جس قدر ضرورت ہو جب ہونے کے دن تھی خود دے دیتے وقت کسمپسی ہو جائے یا نہیں۔

تاریخ

کوئی ایسے بہن کو غم و ریات زندگی کی ہر چیز ہر وقت حاصل ہو بہت سے لوگ ایسے  
ہیں جنہیں ہر چیزیں ملتی ہیں مگر وہ ان سے غم و ریات ہیں اس مانگ کو شریعت میں عاریت

[illegible][illegible]

از این عنوان آیت می آید :

تشریف فرما ملک کی برائی نمازوں سے نفعت برستے ہیں یہ لوگ وہ لوگ ہیں کہ اپنے تئیں  
 برا کہتے ہیں اور دوسروں کو برستے دیکھ کر ہنس دیتے ہیں۔  
 حقیقت یہ کہ ان کی نماز سے کیا فائدہ جس سے تورات میں خالق تعالیٰ نے عباد پر ہوا ہر  
 شے کے لئے ایک ہی حکم کیا ہے کہ اس کی تلو سے بھی بچتے کہے۔ اس بچت کے لئے تو ان  
 کے لئے ایک اور حکم دیا ہے کہ اگر آپ پوری کرے۔ رسول مکرر شریعت و حکم نے اذرا چاہے کہ  
 ان کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ اگر وہ دیکھ لیں۔

یہاں پر جو چیزیں تھیں ان کے دیکھنے میں کوئی بڑے نقصان یا حرج نہ ہوا۔







زیوریا ملہ وغیرہ اور وہ دی ہوئی چیز اتنا نڈا ہوئی تو نہ مستغیر پر اور نہ عورت پر اس کا تاج و تاجہ ہے  
لیکن اگر ایسی چیز جس کا عورت سے تعلق نہیں ہو تا مثل جواہر اور زمکات کا فریخہ و سوار کی چیز تو ان  
کے ضائع ہونے کی صورت میں شو بہ لینی ایک کو اختیار ہوگا کہ وہ تاج سے مستغیر کیا عورت سے  
اکثر باتیں مذکور ہو چکی ہیں بدیت سے متنبہ میں ان کا بھی  
مستغیر کیلئے ضروری ہدایات

اعادہ کیا جاتا ہے :-

- ۱۔ میر جب چاہے اپنی دی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے۔ مستغیر کو بدیت واپس کر دینا چاہئے۔  
مذکر کیا اور وہ چیز ضائع یا خراب ہوئی تو مستغیر کو تاج و تاجہ دینا ہوگا۔
- ۲۔ میر نے دو دن میں چیز واپس کرنے کو کہا لیکن مستغیر نے کہا پھر دو دن میں واپس کر دے۔ میر  
خاموش ہو گیا تو یہ رضامندی کی دلیل نہیں ہے۔ دو ہی دن میں واپس کرنا چاہئے۔
- ۳۔ میر یا مستغیر کی موت سے بدیت کا سود ختم سمجھ جائے گا۔
- ۴۔ میر اور مستغیر کا عاقبہ درجہ درجہ ہونا ضروری ہے۔ نامکچھ چٹوں یا گٹوں سے بدیت لینا  
کو دینا صحیح نہیں ہے۔
- ۵۔ مستغیر چیز پر مستغیر کا قبضہ ہونا ضروری ہے۔
- ۶۔ کوئی متعین چیز ہی مستغیر دی جا سکتی ہے چند سائیکس ایک جگہ ہوں تو یہ نہ کہے کہ ان میں  
سے ایک لے لو بلکہ متعین کر کے کہے کہ ان سائیکس لے لو یا اجازت دے کہ جو چاہوں لے لو۔
- ۷۔ میر مستغیر سے چیز کی اجرت یا مال کا کوئی بدل نہیں لے سکتا۔
- ۸۔ عاریت لینے کے وقت سے دوسری کے وقت تک اگر کوئی خرچ مستغیر پر کرنا پڑے تو مستغیر کو  
برداشت کرنا ہوگا مثلاً سائیکل میں ہر بھر داسے یا پینچر درست کرنے کا خرچہ اچانک سے  
کا خرچہ اس کی مرمت کا خرچہ۔
- ۹۔ مستغیر کو بدیت تو مستغیر ہی لے سکتا ہے نہ کہ مستغیر سے لے کر دے سکتا ہے۔ بدیت  
دوسرے کے پاس نہ لے سکتا ہے۔ اب اگر چیز اتنی نڈا ہو جائے کہ تاج و تاجہ نہ ہو تو مستغیر کو  
مستغیر کرنا اس کے ایجن کی طرف سے ضائع ہوئی تو تاج و تاجہ دینا ہوگا۔
- ۱۰۔ عاریت کی مدت ختم ہوتے ہی چیز واپس کر دینا چاہئے۔ عاریت گزارنے کے بعد نقصان

تو مستحیج نہ کرنا دوسری ہے۔

۱۔ جو زمین کے چیز مستحیج کو بذات خود پہنے یا مستحیج آدمی کے ذریعے واپس کرنا چاہئے اگر کسی قبیلہ  
 آدمی سے ہاتھ بٹائی اور شہادت ہو گئی یا خراب ہو گئی تو مستحیج کو تیرا دینا ہوگا۔  
 ۲۔ جو زمین کو تیرا لے جائے اور واپس کرنے میں اگر بار بار داری کے معصرت ہوئے تو مستحیج کو  
 روکنا ہوگا۔

۳۔ اگر زمین کا مالک ملک بنائے کے لئے کوئل زمین عاریتہ فی تو میر جوب چاہے نہ کر سکتا ہے  
 جتنا زمین وقت مستحیج کر دی ہے اتنا بھی خالی کرانے کا اختیار ہے مگر قبل از وقت خالی کرانے سے  
 زمین مستحیج کو ہرگز اس کا موخر نہ مستحیج ادا کرے گا۔ مثلاً باغ لگانے کے لئے زمین اس برس  
 کے لئے اس میں معیار کو پانچ ہی برس میں زمین کو خالی کرانے کی ضرورت پیش آئی تو مستحیج کو اپنے درخت  
 کاٹ کر زمین کو خالی کرنا چاہئے۔ اب یہ نقصان کا موخر نہ تو اگر دس برس باغ رہت تو درختوں کی  
 قیمت پانچ سو روپے ہوتی اور جس وقت خالی کر رہا ہے تو درختوں کی قیمت دو سو روپے ہے اس  
 سے چالیس سو روپے نقصان کے معیار مستحیج کو دے گا، مگر میر درخت بھی لینا چاہئے اور مستحیج راضی ہو تو  
 زمین کے جو قیمت ہو وہ پوری ادا کرنا ہوگی۔

۴۔ اگر کسی ایکسٹریکٹ کے لئے زمین وقت مستحیج ہو یا نہ ہو جب تک فصل پک نہ جائے زمین کا نقصان  
 نہیں ہو سکتا۔

## ماہنامہ اہلکار

ماہنامہ اہلکار بہترین اور ضرورت مندوں کی مدد کے لئے ہے جس کی ترغیب کتاب و سنت میں  
 دینی ہے۔ صدر کلامیات ترکوۃ سے جنس میں بچا ہے۔ یہ اور طریقہ بارے میں بھی تحریر ہو سکتی ہے  
 شہرستان آریس میں ہر سال اور ایک بار اس سے قیمت بڑھتی در دوں کی ضرورت دور ہوتی  
 ہے در زمانہ آپس میں شہرستان و سلسلہ سے فرمایا کہ میر شہرستان ہی معمولی کیوں نہ ہو اس کو قتل کر لینا چاہئے  
 شہرستان میں بھی شہرستان نہ کرنا چاہئے، آپس سے فرمایا کہ اگر کوئی مجھے گوشت کا ایک ٹکڑا  
 نہ دے تو میرے خون کی قیمت دے گا (مسند احمد و ترمذی)

ایک شخص جب بھی کوئی چیز بطور ہدیہ دیکھتا ہے تو اسے تو بہن کے لئے  
 ہدیہ کا بدلہ دیتا ہے۔ یہی نہ کہنا چاہیے کہ یہ ہدیہ تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 لہذا ہسوس ہو۔ تو بہن کے لئے ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 کوئے و سہ کی شہادتیں ہیں جو اس کی سب سے زیادہ شہادتیں ہیں۔  
 شخص نے تو تو بہن پر یہاں رکھتا ہے۔ نہ تو بہن پر۔ ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 سہا پہ سہا رہا ہوئے گئے۔ تو بہن کے لئے ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 نمودار ہوتا ہے کہ تو بہن کے لئے ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 "تو بہن کے لئے ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔" تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 رہا تو بہن کے لئے ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 درجہ ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔

جس طرح ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 یہی ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 ایسا ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 تو بہن کے لئے ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔

ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔

ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔

ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔  
 ہدیہ دینا تو بہن کے لئے ہوتا ہے۔





آپ کی کیت میں آئی یا اپنے کسی دوست سے کوئی چیز بطور ہبہ یا ہدیہ مانگی اور اس نے بخوشی دیدی تو وہ چیز ہبہ ہو گئی مگر حتیٰ امکان اس طرح مانگنا نہیں چاہئے۔ عاریتہ مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۔ کسی نے کپڑا خریدنا اور بیوی سے کہا کہ اس میں سے اپنے لئے ایک جھوڑا بنواؤ، یا زیورہ بنو یا بیوی سے کہا کہ بچہ لو، یہ ہبہ ہو گیا اور پھر عورت کی شکم ہو گئی، اب کسی، رفیق کے وقت واسطیہ بنانا ہے۔  
۴۔ وہب کا عاقبہ بواجع ہونا ضروری ہے، کوئی نابالغ بچہ اگر کوئی چیز ہبہ کر دے تو یہ عین بوجہی واپس لے سکتے ہیں۔

۵۔ ہبہ میں واجب کی ضا اور قیمت ضروری ہے اور رضا مندوں سے غیر زبردستی ہبہ کرنا دوبارہ کرنا اور کر کے بریہ لینا صحیح نہیں بلکہ گناہ ہے۔

۶۔ وہب نے کسی چیز کو دینے کا عاقبہ میں ہبہ کیا، مثلاً یہ گھڑی میں آپ کو دیتا ہوں، آپ اسے لیے بستے بوجہ بولے، اسی وقت نے لیے یا بعد میں سے دونوں بوجہ میں ممکن اگر ہم غلطی میں کہا کہ وہ اس گھڑی آپ کو دیتا ہوں یا اردوں گا۔ یہ نہیں کہا کہ اسے لیے تو اگر موزوں بولے اسی وقت گھڑی قبضہ میں لے لے تو وہ اس کی ہو گئی، لیکن اگر اس وقت نہ لے اور پھر کسی وقت میں چاہے تو درست نہ ہوگا، جب تک دوبارہ واجب سے اجازت نہ لی گئی ہو۔

۷۔ خریدار اپنے ہاں پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو ہبہ کر دینے کا حق رکھتا ہے۔

۸۔ ہبہ یا ہدیہ کی ہوتی چیز کو قبضہ میں نہ لینا ضروری ہے، اگر وہ چیز دوسرے کے قبضہ میں ہے تو اس کے قبضے سے نکال کر موزوں بولے کے لئے کرنا چاہئے۔

۹۔ مال جس کے قبضے میں تھا اسی کو وہ ہبہ کر دیا، تو ہبہ ہو گیا، واجب پر لازم نہیں کہ دوبارہ قبضہ نہ لے۔

۱۰۔ کسی نے اپنا ترخ یا مال ہبہ کر دیا اور ترخ میں یا دیوانہ سے قبول کر لیا تو بوجہ بولے کا حق واجب کو نہیں رہا۔

۱۱۔ موزوں بولے یعنی جو چیز ہبہ کی گئی، اس پر قبضہ سے پہلے واجب، موزوں بولے کا انتقال ہو جاتا تو ہبہ مال ہو جائے گا کیونکہ ہبہ قبضہ کے بغیر نہیں ہوتا، یعنی موزوں بولے کے قبضے سے پیشتر وہ واجب ہبہ کی قیمت رہے گی اور اس کی موت کے بعد ورثہ مالک ہو جائے گا۔ اسی طرح موزوں بولے اگر فوت ہو گیا تو بوجہ قبضہ

کتاب نمبر ۱۰۰

نہایت بڑے جہ سے کر سکتے ہیں اور ان کو جہ کیا جا سکتا ہے۔

اگر باپ دانا اپنے لڑکے یا پوتے کو کوئی چیز دیں اور کہیں کہ یہ میرے تم کو دی تو دوسرے دیکھتے ہیں کہ یہ میرے ہے اور میرے کسی کی ملک ہو جاتی ہے اب واپس لینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح دانی بھائی دیکھتے ہیں کہ یہ میرے ہے اور میرے کسی کی ملک ہو جاتی ہے۔ مثلاً اس کا پیرا ہوا یا اس کے لئے کتاب یا شے دیا تو یہ میرے ہے اور میرے کسی کی ملک ہو جاتی ہے۔ اگر اس میں سے کچھ دیا گیا ہے تو یہ میرے ہے اور میرے کسی کی ملک ہو جاتی ہے۔

اس سے بچنے کے لئے بچوں کو جو کچھ عید یا تہوار کے نام سے لوگ دیا کرتے ہیں تو قصور دان کے ماں باپ کو دینا چاہیے۔ تو یہ چیزیں تو میرے ہیں اس لئے بچے کے ہاتھ سے دینا جاتا ہے تو اس کی چیزیں میری ملک کے زمین کے ملک کے ہیں۔ اگر کسی نے میرے حق کے ساتھ یہ کہا کہ میں اس بچے کو ہی دے رہا ہوں تو بڑی بھڑک رہے ہیں۔ اس لئے اس سے یہ تو چاہئے کہ ملک ہو جاتی ہے اگر ناگوار ہے تو اس کے باپ دادا یا مائیں کو قہقہہ لگانی ہے۔

یہ باتیں یہ حق نہیں ہے کہ کہیں کو اپنے مستحقان میں دینا یا اس کے کسی دوسرے کے کو دینا۔

اس لئے اگر کوئی چیز دینا چاہے تو سب کو برابر دینا چاہئے۔ مثلاً تین بڑے اور تین چھوٹے۔

اس لئے اگر کوئی چیز دینا چاہے تو اس کو حق نہیں ہے جب تک وہ شہ پوری ہوئی رہے۔

اس لئے اگر کوئی چیز دینا چاہے تو اس کو حق نہیں ہے جب تک وہ شہ پوری ہوئی رہے۔





۱۔ اسی طرح کر بھر کی ہوئی چیز محبوب لڑکے پاس فدا کر دی گئی تو بھی واجب واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔  
 ۲۔ اگر وہ بے ایمان ہو جائے تو کسی کے ورثہ نہ واپس لے سکتے ہیں، نہ دے سکتے ہیں۔  
 ۳۔ یہ دھوکہ دہی کی واپسی جو حکام بھر کی واپسی کے ہیں وہی مدد اور ہدیہ کے ہیں۔  
 ۴۔ یہ شخص بے ایمان ہے بات بھی بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۵۔ اگر وہ بے ایمان ہو جائے تو کسی کے ورثہ نہ واپس لے سکتے ہیں، نہ دے سکتے ہیں۔  
 ۶۔ یہ شخص بے ایمان ہے بات بھی بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۷۔ یہ شخص بے ایمان ہے بات بھی بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۸۔ یہ شخص بے ایمان ہے بات بھی بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۹۔ یہ شخص بے ایمان ہے بات بھی بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۱۰۔ یہ شخص بے ایمان ہے بات بھی بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔

## ایمان

۱۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۲۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۳۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۴۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۵۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۶۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۷۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۸۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۹۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔  
 ۱۰۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔

۱۱۔ ایمان بے ایمان ہے کہ بھڑکے یا مدد دے کر واپس لینا خود نامزد موم اور گنہگار ہے۔

کے مطابق معاوضہ کرنا چاہئے۔

(۳۱) اگر کسی کمرے یا مکان کا کرایہ دس روپیہ یا جواسلئے ہر دو مدت نہیں ملے گی تو وہ مدت یہ کہ جس کے لئے بھی یا اس کے دوسرے مہینے پھر سے معاملہ کرنا چاہئے اور ایک مکان ایک دوسرے سے مکان خالی کر سکتا ہے اور اگر ایک مکان دوسرے مہینے کی بھی یہ کہ کوئی تفریق نہیں ہے تو دوسرے مہینے بھی یہ کہ دوسرے کو یا ہر ایک مکان کرایہ بھی بڑھا سکتا ہے۔ اس لئے اگر سترہ مہینے گزر کر یہ دس سال یا اس سے زیادہ مدت مقرر کر کے مکان کو کرایہ پر دینے والے کو اس مدت تک ایک مکان کو نہ تو کرایہ بڑھانے کا حق ہے ورنہ اسے نکالنے کا

(۳۲) اگر مکان یا مکان کرایہ پر لینے کے بعد اسے استعمال نہیں کیا پھر بھی قبضے کے اس کے کرایہ پر لینے اور جتنے دی قبضے میں رہے گا اسے دینا ہوگا۔

(۳۳) اگر موٹر بس سائیکل یا رکشہ کرایہ پر لی تو اس پر اسے ہی ساری سوار ہو سکتے ہیں جس وقت سوار ہوتے ہیں بشور کشا پر اوڑھی، لیکن اگر خود ایک یا دو آدمی سوار رہا ہے تو اسے ترقی ہے۔

(۳۴) مشترک چیز خواہ وہ مکان ہو یا مکان یا کچھ اور وہ کرایہ پر نہیں دینا سکتی۔

(۳۵) مکان کی درائش و زبائش کے لئے کوئی چیز کرایہ پر لینا یا کرایہ پر لینے والے کے لئے یا کرایہ پر لی ہو اور قبضہ میں سے درائش و زبائش بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۶) کتاب کرایہ پر لینا یا دینا۔ ہر وہ عینہ جسے اللہ عظیم جود و سخاوت سے کرایہ پر لینا یا دینا سکتا ہے اس لئے اسے کرایہ پر لینا یا دینا نہیں ہے۔ حقائق کے خیال سے یہ نہایت زیادہ سکتی ہے ہر وہ عینہ

و کرایہ پر دینے اور لینے کی اجازت دیتے ہیں۔ موقوفہ محل کے عینہ سے کسی ایک رسد پر لینا یا دینا سکتا ہے۔

(۳۷) گائے، بھینس، بکری کو اس لئے کرایہ پر دینا کہ ان کا دودھ کرایہ دار استعمال کرے اور اسے نہیں دینا۔ اسی طرح دوسرے کرایہ پر دینا کہ جب پہلے میں تو کرایہ دار کھائے اور اسے نہیں دینا۔ اور جب کرایہ پر دینا کہ دینا کہ جب پہلے جان کے تو اسے آدھے بانٹ لیں گے یا انڈے برابر برابر تقسیم کر دیں گے اور جب صورتیں

ناجائز ہیں تو خود میں آئے سے پہلے کسی چیز کی نہ تو خرید و فروخت جائز ہے ورنہ کرایہ پر دینا یا لینا گائے بکری وغیرہ کی چروائی کے لئے کر کے اجرت پر دیا جاسکتا ہے۔



کچھ بھی وہ اس میں رہنے پر راضی ہو گیا تو وہ مالک کو مدت کرنے سے مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر وہ اس سے زیادہ  
لیتے وقت چھٹی حالت میں تھا، اب خراب ہو گیا یا مالک نے کریہہ دیتے وقت کو تو اس وقت  
کروڑوں گاؤں و دیوڑوں میں اسے مدت کرنا ہوگی۔

۷۔ اگر کریہہ درمکان میں پتی تسنی کے سے کوئی چیز، جوائے تو گرامہ مالک کی حالت سے دیکھ  
کاہ کرتا ہے تو اس کا خرچ مالک مکان سے لے سکتا ہے ورنہ اس سے تو ممانعت کریہہ و دیوڑوں سے  
کرنا پڑے گی۔

۸۔ اگر کوئی درگاہ کی زمین میں کوئی درخت لگائے یا کوئی چیز اپنے خرچ سے بنائے تو مالک کو  
وقت مالک درخت کو کٹو اور بنی مورتی چیز کو ڈھوا سکتا ہے ورنہ اس کو قیمت دیکر خیر مر بھی سکتا ہے اور  
مالک کو قیمت لینے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

۹۔ مکان کریہہ پر لینے کے بعد اس کی صفائی و رکاوٹ پھینکے کی ذمہ داری مالک کے پاس نہیں  
رہے گی۔

۱۰۔ اگر کریہہ درمکان کو خراب یا بہت مند و مردے تو مالک مکان کو اسے مال کر دینے کا اختیار ہے۔  
اگر یہی چیز جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جا سکتی ہے مثلاً قتیقہ، برتن، پکڑاؤ، کریہہ و دیوڑوں  
جو سے لیکن استوں کی جائے تو بھٹے انوں و کریہہ درگاہ میں رہے گی اس کا کریہہ دینا ہو جائے گا۔  
کا معاملہ ہو گیا اور چیز رتی نہیں گئی تھی اس کی ضرورت ختم ہوئی۔ اس صورت میں کریہہ تو نہیں دینا پڑے گا  
لیکن فوراً امداد دینا ضروری ہے۔

۱۱۔ اگر کریہہ درگاہ میں اپنے استوں کے سے چیز کریہہ پر لیں ہے تو کسی روز سے کریہہ دینا ہو جائے گا۔  
دینا صحیح نہیں۔

۱۲۔ اگر کوئی سواری اس شہر بڑے کی کہندوں متعلق پہنچا دے۔ بڑے سے میں درخواب ہو جائے  
یا بگڑ جائے تو مالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو دیکھ پھینکے یا اسے جس کا وعدہ کریا ہے۔ اس کی ذمہ داری  
میں دیر ہو رہی ہے درمیان ہوئے دے وقت نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ اس وقت کہ چکے جوں جوں  
کریہہ اور کرنے کے بعد دوسری سواری سے جو سکتے ہیں اور کریہہ دے کر چکے میں تو باقی ماندہ  
کریہہ و دیوڑوں کے کر دوسری سواری سے جو سکتے ہیں۔ اس کی شہادت کی رو سے یہی طریقہ صحیح ہے۔







نہری بڑے دور تہ دن یا جائے گاہ بستر گھر کا پورا اثاثہ چوری ہونا ثابت ہو جائے تو کوئی  
بے گناہ نہیں ہو سکتا۔

۱۔ کوہ دینے والے اور کام لینے والے دونوں کا ماحول اور سمجھ و رہنمائی  
نہری دور مشترک ہے ضروری ہے کہ سمجھنے والے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔  
۲۔ یہ درستہ جہود دونوں کی رضا مندی ضروری ہے۔

۳۔ جہود مکرر نہ ہونے کی چوری تفصیل بتانا ضروری ہے منہ کوئی زیور ہونا ہے تو وضع اور  
ذوق سے پرے ہیں چوری تفصیل سن کر کوتاہی کے حوالہ دینا ہے تو یہ کی ناپ و رُمس کی  
بے گناہی ہے۔ نیوٹن وغیرہ بنا دمی ہو گئے۔

۴۔ حاکم قیامت پر یہ گواہی دینا ضروری ہے کہ سچا چاہتا ہے۔

۵۔ یہ مشترک کی اہمیت اور دوسرے مسائل  
۱۔ بہر مشترک بن کر چور کر لینا پھر  
حیرت کا مستحق ہوتا ہے اس سے

۲۔ اس بات کی گنجائش نہ کر کے، موچی جوتہ تیار کر کے دھڑی پڑھ کر  
نہری جوتہ کی پر ہونہ دے دینا حیرت نہیں ہو سکتا لیکن اگر یہ دیریں تو سچا  
نہری بات ہے۔

۳۔ منہ تر تھوڑا بہر کر کے دینا بہر نہیں ہو سکتا۔

۴۔ جہود دیر چوری تو ہوتی ہے مگر یہ سچا ہے کہ اگر یہ دیر چور نہیں ہے تو وہ تو سچا  
نہری جہود ہے نہ سچا جہود۔

۵۔ یہ بات کہ کوئی وقت مقرر کر کے کہ میں یہ چیز غلامی کا تو فرماؤ اس کا ہونے  
نہری جہود ہے لیکن تو فرماؤ کہ یہ سچا ہے وقت کا نہیں ہے اس سے جہود  
نہری جہود ہے یہ بات زیادہ ہے تو اس سے وقت پر دینا نہوری ہوگا۔

۶۔ یہ مسئلہ کہ جب تک اپنے کام کی ضرورت نہ مل جائے تو اس چیز کو اپنے پاس  
رکھ کر دینا کہ مدت میں گزرتی ہے یہ سچا ہے جو سچا ہے کہ دیر چوری جہود ہے  
نہری جہود ہے یہ سچا جہود ہے کہ جس نے جہود نہیں دی وہ اس سے یہ بات کہہ کر دے

مجبور ہو۔ یہ مسک نام رکھنے کا ہے مگر اس نام پر حقیقت میں کی دقت میں کر رہے ہیں، ایک دوسرے پر  
 جن کا کام اصل چیز میں تبدیلی کرنا ہے جیسے درزی جو پہلے کوکٹ کریت ہے، مگر زبردستی  
 کو رنگ کر اس کی صورت بدل دیتا ہے۔ وردھو بی جو سیٹے پائے کو بدکردیتا ہے اس سے اس  
 کو یہ حق ہے کہ جب تک بُرت نہ مل جائے وہ چیز ملک کے جوئے نہ کریں دوسری قسم ان  
 پینہ و سول کے ہیں جن کے کام سے اصل چیز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جیسے رسوں کے ہاں  
 قہی رسوں میں وردھو زچن نے ولی کمپتیاں۔ موثرات تھے وردھو ہاں سے وہ ہاں سے  
 کے نزدیک ان کو یہ حق نہیں ہے کہ بُرت ملنے تک اس میں کو روک ہیں جسے انہوں نے پہنچا۔  
 ت۔ موجود در زمانہ میں اگر یہ حکم دیا جب کے کہ بُرت نہ ملے تک اس میں کو روک نہ رکھ  
 جائے تو لوگ قہیوں و رسوں کے ہاں سے وہ دوسری سواریوں کی ضروری قسم سے پہلے  
 لکھیں کے وردھو و غرض تا جردن کو بھی یہ خطرہ نہیں ہوگا کہ ان کو بُرت نہ ملے تو ان کے  
 روک باب کے کا بند وہ اپنا اس کے کر نکل جائے کہ بعد بُرت نہ ملنے کی فکر بھی نہیں کرے  
 گے اس سے نام و ملک وردھو سے کہ کہ مسک ہی زبردستی سے نہ لکھیں گے  
 کی کو قہی رہے۔

اجیر مشترک اجیرتی میں بھی بوجب تا سب  
 بہ مسک کی ہوکتے ہیں جو کی بک میں  
 کا ہوا ہیں کہ ان میں کو روک نہ رکھیں  
 شخص کو دیر یا بگردن کے لئے پہلے کام پر سے اس میں سے کوئی ہونا کر دیا  
 یہ فی میں بوجب تا سب اس سے کہ دوست میں وہ دوسرے کو ہونا نہیں کر سکتا کسی کو  
 کہ اس کے لئے پہلے بوجب تا سب یا کسی سذر درزی یا کسی وردھو ہاں کو بوجب تا سب  
 بوجب تا سب میں بوجب تا سب میں بوجب تا سب میں بوجب تا سب میں بوجب تا سب میں  
 کسی نہیں بدلتا جب کے اور اک کے انہوں میں کو روک نہ رکھیں کوئی میٹ زبردستی سے  
 کو حق ہے کہ سنی دیر تک کسی وردھو نہ ہونے دیں۔

چند مسئلہ ہیں  
 ہتھ کرکتوں میں جو مسئلہ ہیں کہ اب بوجب تا سب میں کوئی نہیں  
 ان کو بوجب تا سب میں بوجب تا سب میں بوجب تا سب میں بوجب تا سب میں





اخلاق بد میتوں اور قوی بندشوں میں موجود سب گمراہیوں کی رائے کو معاشی خشیت باقی  
رہیں گی اور نہ کوئی معاشہ و تعلم و تشدد کی راہ نئی کر سکے گا۔

آخرت کے معاملے میں سدھی نہایت نے اخلاق و قوی دونوں ضروری ہیں۔

قرآن میں وہ چیزیں ہیں جو دنیاوی امور سے  
آخرت کے بارے میں قرآنی ہدایات

کسی غیر عورت سے اپنے بچے کو دودھ پلوتے ہوئے چومنا وہ بچہ کے خون سے بچ کر نہ پلے  
بچے کو دودھ پلاتی دوسری عورت سے اس کے تھکے ہوئے بچے کو پلے کر نہ پلے  
سے اس کی ضروریات زندگی پر خرچ کر دے۔ وہ خون کو ایک دوسرے کی خشیت کے ذریعہ جوڑ دے۔  
وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَعَلُهُ فَعَلُهُ

ابن ماجہ سنن ۳۳۰۰

جس کا بچہ ہے اس کے دودھ پلوتے ہوئے بچے کے دستہ کے ساتھ دودھ پلے  
وہ بچے کا کھانا کھائے کسی عورت سے اس کی بچہ سے نہ پلے نہ پلے۔

فقہ مدون و ترکیف کی تشکیک کے لئے قرآن میں بہت سی باتیں مذکور ہیں  
کیا ہے قرآن نے حضرت موسیٰ و حضرت شعیب کا واقعہ بیان کیا ہے جس میں انہوں نے  
مستاجر در حضرت موسیٰ ہیں حضرت موسیٰ نبوت سے پہلے مدین کی طرف سے آئے تھے  
میں ایک کنویں پر چرواہوں کی بھیڑ سے آئی انھوں نے دیکھا وہاں دو بڑے بچے تھے  
ان کے پاس تھیں حضرت موسیٰ ان پر رحم کیا اور ان کو ان کے کنویں سے لے کر  
باپ کے پاس پہنچا وہ بچے ہیں وہ یہاں نہیں آسکتے۔ چرواہوں نے ان کو بچوں کے لئے  
تب ہم پانی بھریں گے اور یہ بچے وہاں سے حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور ان کے پاس  
ان کے چار فرزند کو پانی پلایا یہ بچے ان کے پاس آئے اور ان کے پاس آئے تب  
اس واقعہ کا ذکر ہے کہ یہ حضرت شعیب کی بیٹی تھیں وہ کسی کی محبت سے دودھ پلے کر  
کیوں نہ ہوں صالح کہنا تو یہ ذکر کر کے اس سے ان کو یہ کہنا کہ یہ بچے تھے

ہر سنان سے دیں چن چن حضرت موسیٰ کے اور حضرت نعیم نے نہایت شغف سے ان کا  
 میں سنا۔ ان کے گفتگو میں لڑکیوں نے کہا یا جان ان سے زیادہ قوی اور میں آدمی نہیں  
 میں سنا میں سے آپ کو مستحق ہو پر ہیرا کہ یہ ہے ایمن کا غنڈہ اس طور پر حضرت موسیٰ  
 کی خدمت دیا کہ بڑی پردہ ست کرتا ہے جسے ان لڑکیوں نے جتنی طعن محسوس کیا تھا وہ دونوں صفتیں  
 وہ ہیں جس کی بنا پر تیر کی حیرت بڑھتی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت نعیم نے بحیثیت منابر  
 نے بتائی کہ اہل بیت کا موعود ہے یہ جسے انھوں نے منظور کر لیا۔ حضرت نعیم نے موعود  
 کے وقت یہ بات واضح کر دی کہ :

وَمَا يَكْفُرُ الْكَافِرُ بِمَا كَفَرُوا فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ

۱۔ سق ۲۰

میں تم کوئی نہ بدلتی کرتا نہیں چاہتا تھا کہ تم مجھے خوش مرانا نہ دے۔  
 ان کے بعد سے میں دونوں فریق اپنی رائے مندیں اور شر سے پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں  
 کہ حضرت موسیٰ نے سچا ہے میں کہ :

وَمَا يَكْفُرُ الْكَافِرُ بِمَا كَفَرُوا فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ

۱۔ سق ۲۰

یہ بات کہ اگر آپ کے درمیان سے ہوئی ہے کہ وہ دونوں یہ ہیں کہ جسے  
 میں میں پر گردن گاؤں کے بعد مجھ پر کوئی زبردستی نہیں ہوگی اور جو کہ جو  
 ہر سے میں نہ گود ہے۔

ان کی بات سے کہ یہ سب کے غم و غریب تھی سے باز رہنے اور وہ بے پروا رہنے کے  
 سے ان کی خدمت میں مقرر ہوئے۔ یہ سب کے غم و غریب تھی سے باز رہنے اور وہ بے پروا رہنے کے  
 کے لئے ہر بات کو جاننا ہے۔

میں سب کی میں ہی کرید تھی شہ عیہ و منہ کے رنڈاوت کی میں نہ ہوں۔ سب سے بہت  
 کے لئے بتائے کہ حضرت موعود کی کوئی فریاد نہیں ہے۔ وہ یہ کہ اس لئے  
 کہ یہ سب کے غم و غریب تھی سے باز رہنے اور وہ بے پروا رہنے کے  
 کے لئے ہر بات کو جاننا ہے۔

مزدوروں کو جرت دینے کا حکم آپ نے ان الفاظ میں دیا ہے اَعْتُوا زَجْرًا  
 اَنْ يَّجْعَلَ عَرْقُكَ، اور اہمیر کو اس کا پسینہ خشک سے پہلا جرت دیدو۔ (ابن ماجہ)  
 گڑبسی نے مزدوری نہ دی یا کم دی یا دال مٹول کی اس کے بارے میں آپ نے فرمایا  
 کے دن میں تین آدمیوں کے خدات میں مدعی ہوں گا ان میں سے  
 رَحُلٌ اَسْتَجَرَ مَجِيرًا فَاَسْمُوْا  
 ایک شخص ہے جو کسی کو مزدوری پر لے کر  
 فِيْ مِثْلِهِ وَاسْمُهُ يَجْزِيْهِ اَجْرُهُ  
 اس سے پورے کام کے لئے مزدوری چوری  
 (بخاری) نزد سے۔

مزدوری پوری نہ دینے کا مطلب نہ مزدوری کا نہ دینا نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ جتنی مزدوری  
 اس کام کی اسے ملنا چاہیے وہ نہ دی جائے اور اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر کم جرت پر کام  
 کرایا جائے، شارحین حدیث اس کی تشریح میں فرماتے ہیں وَلَوْ يَجْزِيْهِ اَجْرُهُ اَيْ  
 (اور اس کو پوری جرت نہ دی غلاموں کے تعلق سے جو حدیثیں ہیں اور ان میں جو حکم مذکور  
 ہیں ان کا تصدیق موجود زمانے کے ذاتی ملازموں، جیروں اور محنت کش مزدوروں پر ہوتا  
 ہے ایک بار حضرت بوذرغی نے کسی خادم پر سختی کی آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا اَلَمْ اَتَاكُمْ  
 حَبِيْبًا لَّكُمْ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَلَنْ يَّجْعَلَ اَذَا تَحْتَ يَدِهِ فَبِئْسَ مَا تَفْعَلُوْنَ  
 وَنَبِيْسُهُ هَٰذَا بَنِيْسٌ وَنَا يَكْفِيْهِ مِنْ اَهْلٍ مَا يَغْنِيْهِ فَاِنْ كُنْتُمْ لَا تُحِبُّوْنَ حَبِيْبًا  
 غَنِيًّا يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ يٰۤاَيُّهَا الْمُرْسَلُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ  
 ہو جائے اس کو اسے وہی خدا پہنچے جو خود دکھاتا ہے وہی پہنچا، چاہئے جو خود جنت سے رہا ہے  
 بس کام نہ بن چاہیے کہ وہ تھک کر چور ہو جائے گرنہ زیادہ محنت کا کام میں پڑ جائے تو اس کو جنت  
 اس کی عانت کرنا چاہیے، (ابن ماجہ) و مسلم

اس حدیث سے کسی پاتھ کا حکم ملتے ہیں۔

یہ کہ مذہبوں اور مزدوروں کو پناہ بھانے کی۔

اس کو جتنی مزدوری دے جو معیہ زندگی کے برابر ہے وہی اور کھیتی کر کے۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ کام کرنے کا جو چیز مذکور ہے وہ تھک کر چور ہو جائے اور جنت سے قرب



نمبر ۲۰

کہ حدیث نے حکم فرمایا کہ بارے میں لکھا ہے کہ اگر مالک اپنے بھائی کی وجہ سے خود موٹا  
 ہو گیا اور پہننے سے قوت اسے یہ حق نہیں کہ اپنے مزدوروں کو جیسا کہ چاہے پر مجبور کرے۔  
 اور اگر وہ ۱۰۰ گنہگار میں خود یہ صراحت موجود ہے کہ اگر کبھی زیادہ کام لینے کی ضرورت پیش جائے  
 تو اس کے لئے بٹیا جائے۔

پس نے فرمایا کہ "میں نے یہ گناہ کافی سنا ہے کہ جس کی روزی اس کے ذمہ ہو وہ اسے روک  
 نہ سکتا ہے۔" اس لئے کہ ہر سب کے مزدوروں کی زندگی کا مدار اس کی پیشہ ورانہ کمائی پر  
 ہے۔ اس لئے کہ اس کو اس کی ضرورت سے کم مزدوری دی گئی تو گویا اس کی مزدوری روک  
 لی گئی ہے۔

پس نے فرمایا "اس لئے کہ مائتوں سے بد خلقی سے پیش آنے والے جنت میں داخل نہیں ہوں گے"  
 اور مذہبی کتب نے فرمایا کہ "اَلْیَوْمَ نَكْفِيكُمْ اَمْرًا اَوْ لَاكُمْ وَ اَطِيعُواهُمْ مَا كُنْتُمْ  
 عَلَيْهِمْ ذُرِيَّةً مِّنْهُ" یعنی ان کی دیکھ بھال اس صرح کرو جیسے اپنی ولد کی کرتے ہو۔  
 اور تم ان کی طرف سے ان کو بھی کھدو۔

پس نے فرمایا کہ "میں نے یہ حکم فرمایا کہ اگر وہ غلطی کرتے تو تہی بار اس کو معاف کیا جائے۔" آپ  
 نے اس کو معاف نہیں دیا۔ آخر ان کے دوبارہ چوبیس بھی پتہ نہ ہوا۔ جب تیسری  
 بار ان کو فرمایا کہ "اِنَّ يَوْمَ سَتُعِينُ لَهُمُ اللّٰهُ بِرُحْمَةٍ" یعنی اگر روزانہ تم پر کبھی غصہ کرے  
 تو اس کو روکو۔

پس نے فرمایا کہ "میں نے یہ حکم فرمایا کہ اگر وہ غلطی کرتے تو تہی بار اس کو معاف کیا جائے۔" آپ  
 نے اس کو معاف نہیں دیا۔ آخر ان کے دوبارہ چوبیس بھی پتہ نہ ہوا۔ جب تیسری  
 بار ان کو فرمایا کہ "اِنَّ يَوْمَ سَتُعِينُ لَهُمُ اللّٰهُ بِرُحْمَةٍ" یعنی اگر روزانہ تم پر کبھی غصہ کرے  
 تو اس کو روکو۔

## اجرت کا معاملہ مستاجر اور راہیہ کے حقوق

وَن دوسرے بیٹ کی بی بیات کی روشنی میں فقہانے مسئلہ اجرت کی دو ہی قیمتیں اور  
مستاجر اور راہیہ کے فقہانے حقوق کی تعبیر کر دی ہے جس کی انہیں بیان کی جاتی ہے۔  
کہ مہینے درمیان میں دیکھ کر ان کے لئے جو معاہدہ ہو گا۔  
اجرت ایک معاہدہ یہ  
یہ معاہدہ درمیان کے دو مہینے کے مابین سے ثابت ہوتا ہے  
معاہدہ قرار دیتی ہے جس طرح خرید و فروخت کے معاملہ میں ایک معاہدہ ہے جس میں صورت میں  
نات رہیں جیسے اپنی محنت پیش کرتا ہے اور اس کو معاہدہ ہوتا ہے اور اس کے معاہدے  
دینے کو معاہدہ کرتا ہے دونوں میں یہ فرق ہے جس طرح بی بیات میں بی بیات  
میں بی بیات میں اس کی قیمت دیکھ کر اس کو کوئی لکھی ہوئی معاہدہ نہیں کرتا۔ دونوں کے مابین  
یہ فرق ہوتا ہے۔ اس کی صورت میں یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ کوئی بی بیات میں  
ہیں کرتا ہے اس لئے تو جیسے معاہدہ یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی محنت میں دیکھ کر  
مستاجر کو بی بیات میں کرے۔ یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ معاہدہ کو جس جیسے مستاجر کو بی بیات میں  
کرے۔ اس میں بی بیات میں معاہدہ دیکھ کر اس میں بی بیات میں کہ دونوں میں معاہدہ کو بی بیات میں  
بی بیات میں معاہدہ کو بی بیات میں جو بی بیات میں معاہدہ کو بی بیات میں

اجرت کے معاہدے کو معاہدہ قرار دینے کا سب سے بڑا معاہدہ یہ  
معاہدہ کے معاہدے کا فرق ہے کہ معاہدہ کو معاہدہ قرار دینے کے معاہدے میں

معاہدہ کے معاہدے کو معاہدہ قرار دینے کے معاہدے میں جو بی بیات میں  
معاہدہ کے معاہدے کو معاہدہ قرار دینے کے معاہدے میں جو بی بیات میں  
معاہدہ کے معاہدے کو معاہدہ قرار دینے کے معاہدے میں جو بی بیات میں









کرنے پر آئے، وہ نہایت کا یہ بڑھ لے کر منہ سب فیصلہ کرے گی۔ تاکہ یہ ہرگز بھی بدہیئت پستی کے ساتھ  
 ہونا چاہئے اور صرف اپنی خود غرضی و منفعت کو پیش نظر نہیں رکھنا چاہئے۔ بلکہ دوسرے کے فائدے  
 اور نقصان کو بھی دیکھنا چاہئے۔ پھر اگر کسی طرف سے کوئی زیادتی ہوگی تو حکومت مدد نہ کرے گی۔ یہ بات ٹھیک  
 رہے کہ حکومت کی طرف رجوع کرنے کا مہذب دیوانہ میں دعویٰ نہ کرنا چاہئے۔ بہت سے لوگ غلط فہمی میں  
 ہیں کہ پڑے بغیر تعلیمی اداروں کی نگرانی ایک مخصوص اور مستقل محکمہ کرے گا جو ملک بھر کے مدارس و کالجوں  
 کے حقوق کا نگہبان ہوگا۔ آجروں جیسے کہ ماہرین جو اختلاف روئی ہوگا وہ چند گھنٹے یا چند دنوں میں شکیا کر کے  
 سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ چاروں طرف سے تعلیمی امور میں  
**معاملہ اہل بیت کے صحیح رویہ کا قانون بنائیں**  
 رکھتے ہوں۔ ناراضی کو بیکار کرنا اور بیکاروں کے

درمیان کثرت کا یہ نہیں ہو سکتا یا یہ ہونا ضروری نہیں لیکن یہ اصل ہونا چاہئے۔ ناراضی کو بیکاروں کے  
 اہل بیت کو پیشہ کام میں نہ لے کر کے یہ امر وہ خود نہ جیسے ہو سکتے ہیں نہ مستحکم۔  
 یہ دور مستحکم دوروں کی بنیاد نہ دے رہی ہے۔ یہی مفاد مندی میں کسی ہاتھ کا اصل نہ ہو سکتا  
 آج کل ملک کے اپنے سرمایہ کاروں کو ڈر ہے کہ ہجرت پر کام دینے کی دشمنی یہ ہے کہ جب تک کہ ملک میں  
 نہ ملک کی رہنمائی دینا نہ ہو۔ ہجرت کا اصل کرنے کی دشمنی۔

۲۔ اہل بیت کا تعلیم و مسلول ہونا ضروری ہے یا نہ نہیں۔ یہ نہ کہ ہجرت دی جائے گی جتنے بڑے بڑے  
 و ملکی پر تعلیم ہو رہی ہیں کہ ہجرت کے بارے میں اس کی قیمت پہلے سے مقرر ہے تو بغیر اس کے ہوسکتا ہے کہ  
 ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں ہجرت کو اتنی ہی جرت دینا اور جہیز کویت ہوگی جو اس کام کے لئے درکار ہے  
 کو دی جاتی ہے۔ اس میں متعلقہ کام کی نوعیت رکھ جائے گا کیونکہ یہ کام کی مدت بڑے شہروں میں زیادہ  
 اور چھوٹے شہروں میں کم بھی ہو سکتی ہے۔

۳۔ ہجرت کے ساتھ کام کی نوعیت کا کام کرنے کی جگہ کا کام کی مقدار۔ مگر یہ بات کہ ہجرت پر چاہئے ہو کہ  
 مقام کے کام کی نوعیت کی وجہ سے ہجرت میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔

کام کی مقدار بتا کر بھی ہجرت کے لئے سب سے پہلی بات اس کام کو جو کہ ہجرت کے لئے چاہئے  
 و ملکی پر تعلیم ہو رہی ہیں کہ ہجرت کے منہ میں کام دینا زیادہ سخت ہوگا تو اس کا کہ ہجرت  
 عام طور پر دی جاتی ہے وہ دینا پڑے گی۔ اس کی وجہ سے ہجرت میں کمی بیشی ہو جائے گی۔ ہجرت کے لئے



کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

- ۲۔ اجیر کی بے روزگاری اور اس کی مجبوری سے قاعدہ اٹھ کر کم ہجرت شدہ کام لینے کی کوشش نہ کرے۔ درست ہے نہ تو اسے اسلامی حکومت اس میں مداخلت کرنے کی اجازت ہوگی، خود وہ خود تحقیقات کر سکتا ہے۔ لے کر مستاجر مزدوروں پر ظلم اور زیادتی کر رہا ہے۔ خود مزدوروں کے توجہ دینے پر اسے معلوم ہو۔
- ۳۔ متاجر کسی اجیر کو کام پر لگائے۔ دل کے کام نہ کرنے کی وجہ سے ملک کر دے تو یہ حق ہے نہ کہ اسے کرنے سے پہلے دوبارہ اس کرنا ہوں گی، اسے کوئی جہانی عذر تو نہیں ہے، اگر کسی بات سے اس پر کڑی بات نہیں کی جانا چاہئے (۲) اس کی عدم دلچسپی کا سبب ہجرت کی کمی تو نہیں ہے۔ اس بات میں ہجرت منسلک کے مطابق اس کو اجرت ملنا چاہئے لیکن اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو مستاجر کو اس سے پورا کام لینے کا حق رکھتا ہے اور قاعدہ کام پر لگائے پر اس سے توجہ دینے سے۔
- ۴۔ اجیر کے کسی دن کام نہ لینے پر اس دن کی ہجرت نہیں دینی چاہئے گی، اگر اسے روزانہ کی مزدوری دے رکھا ہے لیکن اگر ہفت روزہ پر ہے تو کام نہ لینے یا چھٹی کے دن کی تنخواہ دے دے گی۔
- ۵۔ ہجرت دینے کے لئے متاجر کو وقت مقرر کرتا اور وقت پر ہجرت دے کر دینا ضروری ہے۔ متاجر کو بوجہ سے توقع بل گرفت نہیں لیکن اگر وہ دوسرے وقتوں اور توقع دونوں ایسے جسے ہجرت واجب ہوگا۔ بنی کر مہی سہرے دس دن کا رشتہ ہے کہ مزدور کو مزدوری اس کی پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینا۔
- ۶۔ متاجر کی حیثیت رعیتی کے دور مزدوروں کی حیثیت رعیت کی جاتی ہے۔ وہ پر حدیث نہیں کرتا۔
- ۷۔ اگر رعیتی سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا لہذا رعیت میں سے کوئی ایک پر پڑ جائے تو اخراج رعیتی اس کے موافق کا ذمہ دار ہوگا۔ تو تو نا بھی یہ ذمہ دار اس پر پڑا جاسکتا ہے۔ جس طرح ایک مفارب کام کے اخراجات کے علاوہ عروج کو خرچ بھی مفارب کے روپے سے لے سکتا ہے یعنی مفارب لگانے والے کے برابر ہے۔ اسی طرح ایک مزدور جس کی حیثیت مفارب کی مفارب کی سی ہے اس کے طرح کی ذمہ داری بھی مفارب لگانے والے پر ہونا چاہئے اور متاجر ہجرت میں اس کی ہر تہت کر دینا بہت فائدہ مند ہے۔

۸۔ مزدوروں سے عام طور پر جس کا مراد ہے اس سے زیادہ نہیں جاسکتا۔ بنی کر مہی سے بھی دس دن کا رشتہ ہے کہ اس سے زیادہ کام نہ دیا جائے، حتیٰ کہ جائزوں کے بارے میں بھی یہ حکم ہے۔





مقدار سے کم یہ تو اس سے باز پرس نہ کرنا چاہیے۔ لیکن اگر عاقل کام میں کمی کرتا ہے تو اس سے باز پرس کرنے کا اور خرچ کا حق بھی مستاجر کو ہے۔ اگر مستاجر کی ہدایت کے خلاف کوئی کام میں اور نقصان پہنچے تو بھی مستاجر پر ہوگا۔

۳۔ جبر کو مقررہ وقت سے پہلے اجرت ملنے کا حق نہیں ہے لیکن اگر آخر خود دیدہ سے تو وہ اس کا حق رکھتا ہے۔ اس صورت میں جبر پر ذمہ داری ہوگی کہ جس مدت تک کی اجرت وہ ملے چکا ہے اس مدت تک کام کرے۔ جبر اگر اجرت جراثیم سے کم ہو تو جتنے دن کی اجرت (اجر فصل کے اعتبار سے) باقی ہوں اس مدت تک کام کرنے کا ہی وہ پابند ہے۔ ورنہ اس کی اجرت اجیر کو ادا کرنا ہوگی۔

۴۔ جتنے دن یا جس قدر کام کے لئے اجرت کام پر دیا گیا ہے اس کے پورے ہونے سے پہلے جبر کو ختم ہونے کے کام چھوڑنے کا حق نہیں ہے۔ مگر اگر تینس پہلے یہاں تک چلی ہے۔ البتہ اگر مستاجر غلط کر رہا ہو تو وہ مدت کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

**اسٹرائٹنگ** اگر مستاجر اجرت روک سے توجیرہ کو کام بند کر دینے اور معاہدہ کرنے کا حق ہے، نہیں ہے ان کو ان حکام کی روشنی میں دیکھنا چاہیے جو تیرہ کو اجرت نہ ملنے کی صورت میں جبر کا ہے۔ جبر روک لینے کی اجازت کے بارے میں ائمہ فقہ نے دیئے ہیں (محقق ہو) جبر نہ ملنے کی اجرت اور دوسرے مرتبہ (تجدد) کام بند کر دینے کا حکم ہے۔ مگر نہ تھا۔ اس سے بعد مدت میں کا ذکر فقہانہ میں نہیں ہے۔ جس طرح اجرت نہ ملنے کی صورت میں جبر کو یہ حق ہے کہ وہ اس کو روک لے۔ زمینوں کے حدود عام ابو حنیفہ کے اس باب میں متفق ہیں ورنہ امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق صنعتی مزدوروں کو جبر کے بارے میں چھپنے میں تبدیلی جاتی ہے یہ حق پہنچتا ہے، تو اسی پر مستحب کہ کو قید کرنا چاہئے کیونکہ اس کا مقصد بھی مال کی تلافی کو روکنا ہے جو اجرت نہ ملنے یا صحیح اجرت نہ ملنے کی پاداش میں کی جاتی ہے۔

۵۔ اگر مستاجر نے کسی کام کے بارے میں یہ قید نہیں رکھی کہ یہ کام کرنا ہے تو تیرہ پہلے فرض دوم سے مزدور سے وہ کام کرنا اسکا ہے لیکن اگر قید رکھی ہے تو یہی جبر کو کرنا چاہئے۔ دوسرے سے اگر کام نہ ہو تو وہ اس کو ملے گا۔ مگر یہ جبر جو جاسنے پر اس کو تلافی دینا پڑے گا۔ خود بخود تلافی غفلت و حق ہو گا۔



یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ہر دست ہجر کے حقوق کا تعین کر سکے ان پر عملدرآمد کرا سکے اور پھر ان کے بیکار یا معذور ہو جانے پر ان کے ضروریات زندگی پورے کئے جانے کا انتظام کر سکے۔

**محنت کش جانوروں کے حقوق**  
محنت مزدوری کے سلسلہ میں مختلف قسم کے جانوروں سے کوئی شک نہیں ہے اور انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس کی شہادت سے یہاں محنت کش انسانوں کے حقوق مقرر کئے ہیں وہاں ان بے زبان جانوروں کے حقوق بھی رکھے ہیں۔

قرآن کریم نے جانوروں کو بھی انسانوں کی طرح یک امت کہا ہے :-  
وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ بِمَا تَغِيصُ بِجَنَاحَيْهَا أَوْ بَأْسٍ شَيْءٍ  
”زمین پر چلتے ہوئے جانور اور ہوا میں اپنے دونوں بازوؤں سے اڑنے والے ہر پرندہ شے کی طرح مت ہے۔“

خدا کی مخلوق ہونے کی حیثیت سے انسان و یہ جاندار دونوں پر ہر میں فہم اسے جانوروں کی نسبت کتا بعد رنار یا بے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس کی کیفیت و کمالات کے بغیر اس طرح اور جتنے کام بنا جائے۔ یہ فرض عقلمانی ہدایت ہی نہیں بلکہ قوتی اندر بھی ہے اس کی تائید اس واقعے سے ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حمید اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ ایک شخص جو اسے پر سوئی کرتا ہے اور بادیاں اس کے کوزے بھی مارتا ہے، اس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی رشتہ آپ کو معلوم ہے، وہ بولے مجھے معلوم نہیں۔ اندر سے ایک فالتو بولیں: خور متان کا شہ ہے کہ یہ نہاری جیسی ایک مخلوق ہے۔ پھر وہ قیامت موت کی جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں ان کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا کی مخلوق کو بیکفیت پہنچا کر جڑے۔ سواری پر چلتے وقت یہ پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے :-

مَنْ كَانَ اسْتِزْنَى سَخَرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا مُقْبِرِينَ

”پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا تابعدار بنایا۔ ہم اس کو آفت میں نہیں دے سکتے تھے، یہ بات زمین میں بننا چاہیے کہ یہ جانور جن پر تمہیں قیامت بگڑے گی سب سے افضل ہے اور نہ کوئی بویں انسان کی پس سے باہر بھڑانے کی ہدایات کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر ان جانوروں کے حقوق مقرر فرمائے ہیں جن سے ہم کام لیتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔“

۱۔ جانوروں سے وہی کام لیا جائے گا جس کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم





جانوروں سے سلوک مذکورہ بیات کی حیثیت محض اخلاقی ہی نہیں تو فنی بھی ہے یعنی ان کی نعمت و روزی کرنے کی قانونی حیثیت <sup>۱</sup> والوں کو منہ بھی دی جا سکتی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ حکومت کو اختیار دیتے ہیں کہ جو جانور کے، مکوں کو چارے کا اچھا انتظام کرنے در جانوروں کو آرام پہنچانے کی بیات جاری کرے شہریت پر کوئی مجبور کرے مگر امام مالکؒ، مشرقی اور امام احمد حنبلؒ متفقہ طور پر فرماتے ہیں کہ اگر مالک نے جانور کو ٹھیک طرح سے پرورش دیا تو حاکم کو اختیار ہے کہ وہ اسے مجبور کرے کہ وہ یا تو ٹھیک سے چارہ دے یا جانور کو بچ کر اس کے زائد سے بہتر علی نفقتہا (بیچھا) امام مالکؒ و امام حنبلؒ متفقہ ہیں کہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ کوئی شخص جس بزرگے اس کی نکت سے زیادہ کام لیتا یا بوجہ دتا ہے تو حاکم اس کو اس فتن سے روک دینے کا حق رکھتا ہے۔  
(انہ یمنع من حملہا ما لا یطابق)

امام ابوحنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص اپنے بچہ پر سوار ہو جائے اور وہ بچہ کسی دوسرے کی چیز کا نقصان کر دے تو مالک کو اس کا توبہ دینا پڑے گا۔  
مشکوٰۃ کسی کا کھیت لکھنا یا راستہ میں کسی چیز کو توڑا یا خراب کر دیا۔  
اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جیب جانور کے جسم و رفقہ سے جو نے اسے نقصان کی ذمہ داری ہے۔  
پھر ہے تو بچہ جانور پر جو زیادتی یا ظلم ہو گا جس سے اس کے جسم و بیات کو نقصان پہنچے گا۔ اس کا ذمہ دار وہی ہے نہ قرار دیا جائے۔

## زراعت

ذرائع معاش میں ہم اور بڑے ذریعے دو ہیں ایک تجارت دوسرے زراعت یہ دونوں  
میرے ایک پیشہ ہیں درقرآن وحدیث میں دونوں کی ترغیب دہنی گئی ہے۔

امام سرخسی مشہور حنفی عالم نے اس سوال پر  
بحث کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ارشاد دیکھو اللہ اس سے خوش ہے جو اپنے اس بہتر آدمی وہ سبہ عام دونوں کو زیادہ کرے  
پیشہ یا کس کے رہنے میں فیسہ کیا ہے کہ:

اَلْزَّعَادَةُ سَيِّئَةٌ سَاءَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا نَفْعٌ  
اَنْفَعُ رَجُلٌ اَوْ فَعَلَ

اس کو خطاب یہ ہوا کہ اگر ملک میں غنہ و فراہ ہوگی تجارت کا نفع درست نہ ہو تو تجارت  
کے کام کو چھوڑ کر بنا بہتر اور مستند پیشہ لیکن اگر غنہ کی کمی ہو تو سب سے تندرستی کا مزراعت  
کو فروغ دینا میرا کار

غندہ وند تھائی کے زمین کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اَلْاَرْضُ رِجَالٌ مِثْلُ رِجَالٍ مَرْدٌ مَرْدٌ وَنَحْوُ ذَٰلِكَ  
سورۃ یحییٰ ۱۰

غندہ اس زمین میں ترقی کفایت دے کے لئے بنائی۔ جس میں میوے اور کھجور کے درخت  
پائے جاتے ہیں جو تازہ اور کھجور سے دارغندہ اور خوشبودار پودے پیدا ہوتے ہیں۔

ذکر جہاں اس طرح کی آیتیں بہت ہیں جس میں اللہ کو خطاب کر کے یہ بات کہی گئی ہے  
غندہ کے زمین کو تھامی روزی و معاش کا ذریعہ بنایا ہے۔

اَلْاَرْضُ رِجَالٌ مِثْلُ رِجَالٍ مَرْدٌ مَرْدٌ وَنَحْوُ ذَٰلِكَ (سورۃ یحییٰ ۱۰)

وہ زمین جس نے زمین تمہارے لئے ایسی بست کر دی کہ تم اس کے پرچہ پر

اس کا اگایا ہوا رزق کھاؤ۔

ان آیات میں ان کو زمین سے فائدہ اٹھانے اور اس سے سامان رزق حاصل کرنے کی ترغیب بھی ہے۔ زمین سے استفادہ کے اس عمل کو فقہائے تراعت، "مساقات اور موبرت کے مستحاجی حفاظ میں بیان کیا ہے۔

اس کا مصدر "زرع" ہے جو دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے (۱) زرعہ (یعنی بیج) ڈالنا۔ جس کا مقصد زمین میں بیج بونا ہے (۲) انبات (یعنی اگانا) اس معنی میں اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی طرف ہی کی جاسکتی ہے چنانچہ اس معنی میں کسی شخص کو زرعہ گفت کہنہ حدیث میں مذکور کیا ہے بلکہ خزنت کہتا پایا ہے جس کے معنی ہیں "میں نے بونا دیا" قرآن میں کہا ہے۔

أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ۚ إِنَّهُمْ يَحْرُثُونَ أَرْضَهُمْ لَعَلَّهَا تَأْكُلُ ۚ أَوْ تَزِيدُهَا كُنُوسًا ۚ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ غُفُولُونَ ۚ

تمہارا کیا خیال ہے جو کھیتی تم کرتے ہو کیا تم اسے اگاتے ہو یا اگانے والے ہو یہ اللہ تعالیٰ نے کھیتی کے کام یعنی بیج بونے کو بندوں کی طرف منسوب فرمایا ہے رہا اس کا اگانا تو بندے اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے "گانا ہر زمان کے میں نہیں کرے گا" بھی "تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَوْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَيَّ لَوْ تَخَفَتُمْ مِمَّا يَظُنُّ كُفَرًا لَّأَنَّهُمْ عَلَيَّ غُفُولُونَ ۚ" کر کے رکھ دیں گے

تاہم "زرع" کی نسبت ان کی طرف ان معنوں میں جائز ہے کہ وہ زمین کو جوتے۔ اس میں بیج ڈالے اور عام ذرائع کے مطابق اس کی دیکھ بھال کرے رہا اس کا اگانا تو سامع کا ایک معمولی طالب علم جانتا ہے کہ بڑا ہر دو آدمی زمین میں محنت کرتے جوتے جوتے دیتے اور پانی پہنچاتے نظر آتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی ایک خفیہ قوت یعنی چھوٹے چھوٹے گیڑوں (بیکٹیریا) کے ذریعے کسی دیموں کی حالت پہنچاتا ہے تب پودے اُگ پاتے ہیں اور ہم خدا اور بھل حاصل کرتے ہیں اگر یہ خفیہ قوت کو چھوڑ دے تو انسان کی مادی محنت نکالت جائے پھر یہ زمینی معدنیات کو لیے ہوئے سمندر کا کھارہ پانی بھاپ میں تبدیل ہو کر کھیتی پر نہ برتے تو خشک زمین پر کچھ نہ اُگے۔

وَلَا تَسْأَلُ الْمَاءَ لِي لَا يَخْرُجَ فَنُحْيِي بِهِ كُفْرًا تَافَهُوا ۚ فَتَعَالَىٰ لَفَافَتِهِمْ ۚ



تہذیب و تمدن

(سجدہ آیت ۲۸)

ہر خشک زمین پر پانی برساتے پھر اس سے کھیتی اگاتے ہیں جس کو تمہارے  
جاؤر بھی کھاتے ہیں اور تم بھی کھاتے ہو کیا وہ یہ دیکھتے نہیں رہتے ہیں۔  
اس لیے سب پر خدا کی قوت تحقیق کا نتیجہ ہے تو ان تمام حدود کی پابندی انسان پر لازم ہو جاتی  
وہ برزخ کی حالت سے عائد کی جائے۔

عَلَّمَ مَعْلَمٌ لَّيْسَ بِمَعْلُومٍ لِّمَنْ لَّمْ يَخْلُقْ خَلْقًا (بہار آیت ۴)

پرست زمین پر پیدا ہونے والی چیزوں کو اس کے لئے رونق کسان بنادیا تاکہ ہم  
پس از زمینیں کہ کون اچھے بل کرتا ہے۔

تو ان سے ان چیزوں کا ذکر کر کے جن کا وارث انسان بن جاتا ہے کہا ہے:

وَمِنْ آيَاتِنَا سَاعِدُونَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ نَعْلَمُ مَا نَفَعُهُمْ (انسان آیت ۳)

جس سے وہ اس کے رسول کی نافرمانی و اس کے مقرہ حد و دوسے قہر ذکر کرے گا اللہ  
سے اس میں دخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

زمین کی پریشہ ذکر کو کاٹتے وقت یہ حکم ہے کہ:

وَمِنْ آيَاتِنَا مَخْرُجُونَ (انعام آیت ۱۴)

اس کا حق کائناتی کے دن دے دو اور اسراف نہ کرو اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں  
کو پینہ نہیں کرتا۔

ان میں ہر شے کا وہ انسانی حق گیا جو خدا نے ان پر قرار کر دیا ہے اور اسراف سے روکت  
ان وہ ہماری حق تلفیاں بے حیاطیں گئیں جو زمین کے مسئلہ میں رمی کرتا ہے۔

نہایت رسول میں حقوق کی پوری تفصیل اور وہ ہدایات ملتی ہیں جن سے زمین کو جائز  
یتیم سے مستحق ہیں زمین کے حکم معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

مَنْ أَكْثَرَ شَيْئًا مِنْ بَرٍّ مَرَّضٍ (جس نے ایک بارشت زمین کو بھری غلام سے  
نعمت و شرف سے بے شرفی کے دن اس کے لئے  
بے مروتی میں مبدع ان زمینیں) ذلت کو حقوق ڈالے کہ جو اس زمین کے ساتھ برابر ہوگا۔

ظلم سے کوئی زمین حاصل کرنے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ زبردستی کسی کی زمین کو ایک  
 بن جانا دھوکہ دے کر یا جھوٹے مقدمہ کے ذریعہ زمین کو اپنے نام کر لینا، مفروض بدوہ و ذک  
 کر اُس کی زمین کم قیمت پر اپنے نام لے کر لینا وغیرہ غرض حق تلفیوں کی تمام شکلیں غریب زمینداروں پر  
 کھیتی کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ جو جائزہ لیتے  
 زراعت کرنے کے طریقے سے زمین اُس نے حاصل کی ہے یا وراثت میں ملی

ہے اُس کو اپنے ہاتھ سے جوتے بونے، دوسری یہ کہ وہ کسی معذوری یا شغویت کے سبب  
 خود یہ کام نہ کر سکے تو دوسروں سے مدد لے، اس کی تین صورتیں ہیں، اپنا کھیت کسی کو ٹائی پر  
 دے یعنی زمین اور بیج وغیرہ اس کا ہو اور محنت بل بیل وغیرہ شخص کے اور اس شخص سے جو کچھ یہ  
 ہو دونوں بانٹ لیں ۱۲۱ نقد گناں ملے کر کے زمین کسی کو دی جائے۔ زمین کا ایک دوسرا  
 لگان وصول کرتا ہے اور لگان ادا کرنے والا پیداوار سے فائدہ اٹھاتا رہتا ہے زمیندار  
 بل بیس سب ایک آدمی کے ہیں۔ اور وہ آدمی دوسروں سے مزدوری پر کام سے مزدوروں  
 کو مزدوری دیتا رہے اور جو کچھ پیداوار ہو وہ خود لے۔

اپنے ہاتھ سے کھیتی کرنے کے فائدے  
 خدا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔  
 اس لئے جو لوگ اپنے ہاتھ سے کھیتی  
 کر کے اپنے بال بچوں کی پرورش کرتے ہیں اور ان کی ضرورت سے جو بچہ جاتا ہے اسے  
 دوسرے بندگان خدا کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں، وہ انسانی زندگی کے لئے بڑی خدمت  
 انجام دیتے ہیں تو جو شخص اپنی زمین پر جملہ حدود کی پابندی کرتے ہوئے کھیتی کرتا ہے یا باغ لگاتا  
 ہے تو اپنے لئے حلال روزی کھاتا ہے اور دوسری مخلوق اُس میں سے کچھ کھائے تو اس شخص  
 کو حد نہ کہ جواب ملتا ہے، رسول اللہ نے فرمایا ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا	کوئی مسلمان جو درخت لگائے یا کھیتی کرے
أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَبَلَغَ مِنْهُ	اگر اُس میں سے کوئی پرندہ یا نفع پہنچے
صَبْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَيْعَةٌ	کچھ کھاپی لیتا ہے تو اس کے لئے صدقہ
إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ	ہو جائے گا۔

اگر آدمی کسی وجہ سے خود کھیتی باڑی نہیں کرتا یا اس میں یہ کام کرنے کی  
 صلاحیت نہیں ہے تو اسے حق ہے کہ وہ نقد لگان مقرر کر کے اپنی زمین  
 دوسرے دن کو دیدے اس صورت میں مالک گنت پائے گا اور مزارعہ کا شکار پوری پیداوار  
 ایک ہزار سے کہ شریعت میں اجارہ رضی کہتے ہیں یہ صورت تمام فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔  
 اگر وہ گنت پر نہیں دیتا یا دوسرے لوگ زمین کو گنت پر نہیں لیتے تو دوسری  
 صورت یہ ہے کہ بھائی پر کھیتی کرنے کے لئے دیدے یعنی فائدہ کی پیداوار میں  
 حصہ مالک زمین کو دوسرا شکار کا یا کم و بیش اس کو مزارعت کہتے ہیں۔ ایک دوسری  
 صورت میں من براء بھی اسی معنی میں ہے یعنی کھیتی باڑی کا معاہدہ جو پیداوار کے ایک حصے  
 کی اجرت پر کیا جائے۔ مزارعت کا معاملہ اجرت اور کرایہ جیسا ہوتا ہے مگر نتیجے کے اعتبار سے یہ  
 شرکت و معاہدہ ہے جس طرح اجرت اور کرایہ کے معاملہ میں کسی چیز کا فائدہ کچھ معاوضہ دے کر  
 حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح مزارعت میں ایک مزارعہ کا شکار کو مالک زمین کسی متوقع  
 فائدہ کے پیش نظر اپنی زمین حوالے کرتا ہے لیکن اس معاملے کے نتیجے میں جو پیداوار ہوتی  
 ہے اس کی تقسیم ان ہی اصولوں پر ہوتی ہے جن پر شراکتی کاروبار کے فائدے کی تقسیم ہوتی ہے  
 اس لئے مزارعت کے معاملے میں اجرت اور شرکت دونوں کے شرائط و قیود کا عائد ضروری ہے  
 مزارعت کی شکل جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا کہ مزارعت ابتداً اجرت اور کرایہ کا  
 معاہدہ ہیں نتیجہ شرکت کا معاہدہ ہے۔ اس لئے اس کا خاص  
 امتیاز یہ ہے کہ پیداوار کی تقسیم حصے کے اعتبار سے ہو یعنی پیداوار کا چوتھائی (۱/۴)  
 حصہ یا زیادہ بھائی حصہ انھوں کو ملے گا اور باقی حصوں کو اس طرح نہ ہو کہ اتنے من پیداوار  
 کسی خاص حصے کی پیداوار پر ہی ہوگی اور باقی جو کچھ بچے وہ تمہاری ہوگی، دونوں  
 حصوں میں بڑا فرق ہے، مقرر کردینے کی صورت میں اگر باعترض اتنا ہی غلہ پیدا ہو جو  
 مالک زمین نے اپنے لئے طلب کیا تھا تو وہ سراسر فائدے میں رہے گا اور شکار یا مالک خسانے  
 کی نسبت اس کے اعتبار سے پیداوار تقسیم کی جائے گی تو کم یا بیش جتنا بھی پیدا ہوگا دونوں  
 حصوں کے مطابق ملے گا مگر فائدہ ہوگا تو دونوں کو اور نقصان ہوگا تو دونوں کو ہوگا اس



حکم کے صحیح ہونے کی بنیاد احادیث صحیحہ پر ہے، بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت موجود ہے، وہ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اراضی سے حاصل شدہ غنیمت پھل یا پیداوار کے معاوضہ پر معاملہ کیا تھا۔

**مزارعت کے ارکان و شرائط** امام بو حنیفہؒ کے نزدیک مزارعت کے ارکان وہ امور ہیں جن سے مالک اور کاشتکار کے درمیان معاہدے کی تکمیل ہوتی ہے، یہ ارکان ہیں ایجاب و قبول۔ اگر زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں یہ زمین تم کو دیتا ہوں اور تم پیداوار کے نصف یا بتائی پر کام کرو اور کاشتکار کہے کہ مجھے مندرجہ تو معاہدے کی تکمیل ہوگئی، ظاہر ہے کہ مذکورہ الفاظ میں یہ امور شامل ہیں: کاشتکار کی مہنت قابل مزارعت زمین، آلات کٹاوری اور وہ بیج جو زمین میں ڈالا جائے۔ اسی سے بعض صاحب نے مزارعت کے ارکان کی تعداد چار بتائی ہے۔ زمین۔ کاشت کاری بیج، اور کٹاوری۔ شرائط میں سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ معاملہ کرنے والے دونوں عاقل ہوں، اپنی مرضی سے معاملہ کر سکنے کے قابل ہوں یعنی شیخ نقصان کا شعور رکھتے ہوں، فاقہ اعقل اور بے شعور نہ ہوں۔ بالغ ہونا ضروری نہیں ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جو زمین دی جائے وہ قابل کاشت ہو، دوسرا بنجر زمین جس میں کاشت نہیں کی جاسکتی، اس میں عقد مزارعت درست نہیں اور (۲۱) جس رقبہ زمین کے بارے میں کھیتی کا معاہدہ ہو ہے وہ معلوم ہو یعنی اس کے حدود درجہ بتا دیے گئے ہوں ورنہ معاملہ درست نہ ہوگا، اسی طرح ایک خطہ زمین پر کاشتکار سے معاہدہ کرتے وقت اگر یہ کہا کہ اس قدر رقبہ پر گے ہوں، اور اس قدر رقبہ پر چٹا یا کوئی اور چیز تب بھی معاملہ درست نہ ہوگا جب تک زمین کی حد بندی نہ کر دی جائے۔

تیسری شرط مالک اور کاشت کار دونوں کو یہ طے کرنا کہ کس کو پیداوار کا اتنا حصہ ملے گا، اگر دونوں کے حصہ کا تذکرہ نہ ہو تو ایک حصہ کا تذکرہ ذکر کر دیا جائے۔ کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے لئے ایک خطہ اراضی میں سے کوئی حصہ مخصوص کر کے یہ کہے کہ اس کی پیداوار میری ہوگی۔ نہ نہ وزن دہیانے کی مقدار مقرر کرنا جائز ہے۔





نقد لگان پر کھیت دینے کے لئے وہ تو ہر شے کے لئے زمین کے  
اجارہ ارض کی شرائط جو کسی چیز کے گریہ پر دینے کے ہیں اس کے علاوہ مدت

کی پانچویں اور آٹھویں شرط کے علاوہ تمام شرطیں پانی جانی چاہئیں۔ مزارعت کی تیسری شرط جو  
ملاک و مزارع کے پیداوار میں حصے سے متعلق ہے۔ اجارہ ارض میں حصے کے بھی سے  
لگان سے ہوگا۔ لگان کا تعین زمین اور پانی جانے والی چیز کی نوعیت پر منحصر ہے اس سے  
ن دونوں کا وضاحت سے ذکر ہونا چاہیے کہ کونسی زمین کس چیز کو بونے کے لئے کاشتکار کو  
لگان بردی جائز ہے۔ مکئی۔ باجرہ۔ تباکو اور اوی کاشت میں ٹائمر کے لئے کاشت کرنے کو  
ذوق ہوتا ہے اس لئے بونے جانے والی چیز کی صراحت ضروری ہے کہ حد میں خشت پر نہ  
ہو۔ اگر ملاک زمین مستحق اجرت دہدے کہ جو پانی ہو تو کاشتکار کو اختیار ہے کہ وہ  
بونے یا نہ تب کو یا زعفران۔ اسی طرح زمین یا کھیت کی صراحت بھی ضروری ہے کہ لگان  
تاکم کرنے میں دھوکہ نہ ہو جو بعد کو اختلاف کا سبب بنے۔

۲۔ لگان پر زمین لینے والے کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس میں جتنی فصلیں چاہے بونے لگائے  
البتہ اگر ملاک زمین نے یہ قید لگادی ہو کہ صرف ایک فصل بونے کے لئے زمین دی جا رہی  
ہے تو اسی صورت میں قحوظی طور پر ایک سے زیادہ فصل کی کاشت کو روکنے کا حق نہیں ہے  
مگر اخذ قحوظیسا کرنا چاہا نہیں ہے۔

کچھوڑے درختوں انگور کی بیلیوں وغیرہ کی بہتری و ردیکہ بھال کے لئے اس  
مساقت کی پیداوار کے متعارف حصے کے معنی میں کہ مگر اس کو مساقا کہتے ہیں۔

مساقا کے معنی اور تعریف مساقا کے معنی پانی دینے کے ہیں۔ مساقا کہتے ہیں  
نخل و شجر وغیرہ میں پانی دینے کے علاوہ درختوں

بھی شامل ہیں مثلاً درختوں کی صفائی ان کی کاٹ چھانٹ و ردیکہ بھال کے کاموں میں  
پانی دینا سب سے اہم کام ہے اس لئے اس کی وجہ تسمیہ میں دوسری باتوں کو شامل نہ  
کر دیا گیا ہے۔ مگر کوئی شخص اپنا پانی یا درخت کسی شخص کو اس شرط پر دے کہ وہ اس بات  
درختوں کی پوری طرح خدمت کر دے، نہیں پانی دو درختوں کے لئے یا پانی دینے والی درختوں

دو بیڑوں و نیزہ سے محفوظ رکھو۔ پھر جو بیل ہوگا، اسے دوڑوں بانٹ میں لگے تو اس کو شریعت میں مساقات کہتے ہیں۔

مساقات کے شرائط  
مساقات کے شرائط و مزارعت کے شرائط میں دو تین باتوں کی وجہ سے فرق واقع ہو جاتا ہے ان کے سوا وہ شرائط ہیں جو پہلی بات یہ کہ مزارعت میں بونے اور غلبہ پیدا ہونے کی شرائط پر زمین دینا جائز ہے جبکہ مساقات کا معاملہ لگائے باغ یا دیختوں میں جائز ہے۔ باغ یا درخت لگانے کی شرائط پر مساقات کا سد مذہب لگتا نہیں۔

دوسری بات یہ کہ مساقات کا معاملہ ہو جانے کے بعد بغیر خدشہ کے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ دوسرے معاملہ ہو جانے کے بعد کوئی ذوق نہیں ہوگا تو ذوق اس معاملہ سے کی تکمیل پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر زمین مساقات میں نہ ہو تو فرق معاملہ سے سے الگ ہو سکتا ہے جس نے بتا دیا ہے کہ دوسرے فرق اگر لگ ہوگا تو اس کو ذوق اس معاملہ سے کی تکمیل پر مجبور کیا جائے گا۔ بیج بٹے والے ذوق اس سے اجازت ہے کہ یہ وہ بونے سے خود اس کے بیج کا نقصان ہوگا اس لئے تو ذوق دوسرے ذوق کی اجازت نہیں ہے بلکہ دوسرا شخص اگر عیدہ ہوتا ہے تو بیج واسے کا نقصان سے اس سے نقصان کی تدافعی کے لئے تو ذوق کا سہا۔ اس پر اسے گا۔ یہی صورت مساقات میں ہے۔ یہی معاملہ ہوتا ہے میں دوسرے کو نقصان پہنچتا ہے مینی ایک کی محنت ضائع ہوتی ہے۔ دوسرے ذوق اس سے دوڑوں کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ بلکہ وہ کسی کو نقصان پہنچائے۔

۱۔ کاشت کے  
۲۔ کاشت کے

۱۔ کاشت کے  
۲۔ کاشت کے

۱۔ کاشت کے  
۲۔ کاشت کے







جب تک باسیاں ہری ہوں۔ پھل کی گٹھلیاں سخت نہ ہوئی ہوں انرم ہوں اس وقت مزارعت  
سقاقت پر کھیت یا باغ کو دینا صحیح ہوگا۔

۱۔ جو شہر طیس، چارہ ارض، مزارعت و مزارعت  
مزارعت کا معاملہ فسخ ہو جانے کے صحیح ہونے کی بیان کی جا چکی ہیں اگر ان میں سے  
کوئی نہ پائی جائے گی تو معاملہ فاسد اور فسخ سمجھا جائے گا۔

۲۔ اگر زمین کے مالک اور کاشت کرنے والے میں سے کسی کی وفات ہو جائے تو مزارعت یا  
سقاقت وغیرہ کا معاملہ خود بخود فسخ ہو جائے گا۔ اس لئے کھیتی تیار نہ ہوئی ہو یا باغ کے پھل کئے نہ  
ہوں اور مالک زمین کا انتقال ہو جائے تو کاشت کار کو یہ حق ہوگا کہ تیار ہونے تک وہ فصل  
کی دیکھ بھال کرے اور کٹنے کے بعد پناہ حاصل اس میں سے ہے۔ مالک زمین کے ورثین  
کو رد کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اسی طرح کاشتکار کے وارثوں کو یہ حق ہوگا کہ کاشت کار کی وفات پر  
کھیتی یا پھل تیار ہونے تک اس میں محنت کریں اور جو حصہ کاشتکار کا مقدمہ حق ہو اسے اس میں نہیں  
اس حق سے محروم کرنے کا حق مالک زمین کو نہیں ہے۔ بے گھر کاشتکار اس کے ورثہ کو  
کرنہ چھوڑ دیں تو پھر ان کا سہارا ختم ہو جائے گا۔

مالک یا مزارع معاملے کو فسخ کر سکتے ہیں مزارعت مزارعت اور باغ مزارعت  
مزارعت سے یہ کہ جب ایک دفعہ  
شہ پائیں تو مزارع یا مالک کسی کو معاملہ فسخ نہ کرنا ہے جب تک کوئی شدید غدر نہ پیش  
آج سے جس کی چند ہی صورتیں ہو سکتی ہیں :-

۱۔ مثال کے طور پر مالک زمین مقدمہ غرض تھا۔ فوری فوفوف کرنے کی ضرورت پیش آئی وہ  
اپنی زمین کو بی بی یا باغ کو گھر بنانے کے لئے دے چکا ہے لیکن کھیت میں یہ نہیں کر  
اور باغ میں پھل نہیں پاتا تھا کہ زمین کو بی بی کر فوفوف کرنے کی ضرورت پیش آئی تو وہ فوراً  
کو فسخ کر کے اپنی زمین پر سہارا سہارا کر کے بی بی یا باغ میں پھل پھل  
ہیں تو ب دو صورتیں ہیں کہ کھیتی یا پھل تیار ہو چکے ہوں تو کھیتی کاٹ کر اور پھل توڑ کر زمین  
کو یا باغ کو بی بی سہارا سہارا نہیں ہے یا پھل تیار ہو چکے ہیں تو اس وقت تک



کوئی شخص یہ حکومت سب کر سکتی ہے نہ اس کی مرضی کے خلاف تصرف کیا جاسکتا ہے۔ یہی  
حکومت اس وقت دھن دے سکتی ہے جب وہ ہمارے دور میں کوئی نیا قانون نہیں بنا سکتا  
یا اس میں سبقت سے رکھنے اور برتری کی عمدہ حیثیت نہ ہو یا اس کے ہاتھوں کسی دوسرے شخص  
یا معاشرے کو نقصان پہنچ رہا ہو۔

کن صورتوں سے ملکیت قائم ہوتی ہے

کوئی شخص اپنی ملکیت کو بہ رضا و رغبت دوسرے کوئی کی طرف منتقل کر دے یا کسی دوسرے  
راستی سے جو عیب و خرابی پہلے سے یا قیمت سے کم فروخت کر دے تو وہ دوسرا شخص اس چیز کو  
مکمل طور پر لے گا اور پہلا شخص اس میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔

کدھ کوئی چیز ورثہ میں ہائے اس سے ملکیت بذریعہ ورثہ ہی کو ملتی ہے۔  
کدھ اپنی محنت و کوشش سے کوئی عمارت جیڑے گا کوئی ملک نہ ہوگا اور نہ  
اس پر کوئی ملکیت ہی ملے ہو جاتی ہے۔

پہلی صورت کا بیان ہو چکا ہے۔ اور دوسری صورت کو بیروں و رشتہ کے ضمن میں آئے۔  
تیسری صورت کی تفصیل باب بیت کی بوقت سے۔

میان چین و روس

[illegible]

این چیزها را در یک سبزه بپختن و خوردن بسیار سودمند است





اس کی ممانعت فرماتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو ایسے لوگوں سے جنگ کرنے کی اجازت دی ہے۔  
 (بدائع ج ۱ ص ۱۸۹) البتہ اگر جانوروں کی کثرت آمد و رفت سے تالاب یا حوض کے کنارے ٹوٹے ٹکڑے  
 انرایشہ ہو کر وہ خراب ہو جائیں گے تو پانپندیءِ تدبیر کی جاسکتی ہے کہ کوٹ باری باری سے امتیاد کے ساتھ جانوروں کو  
 پانی پلانے کو ملتے۔ خلاف وندی کی صورت میں بائیں دھک دینے کا بھی حق ہے۔ جو لوگ ایسے آبی  
 ذخیروں سے کھیتوں کی آبیاری کرنا چاہیں تو ملک کو حق ہے کہ یا تو وہ منع کر دے یا کرایہ لے کر انھیں پانی دے۔  
 اسی طرح ٹوب و یلے، کنوئیں یا نہر سے آبیاری کے لئے جو چھوٹی یا بڑی بنائی جاتی ہیں، ان کی پانی بھی  
 انسانوں اور جانوروں کے پینے کے لئے مباح ہے۔ کسی حکومت کے لئے یہ زیادہ مناسب نہیں کہ عوام کے  
 پیسوں سے بنائی ہوئی نہروں یا ٹوب و یلوں کی پانی کا کرایہ لے۔ اس کی حکومت زرعی ٹیکس کو لیتی ہو تو  
 آبیانہ لینے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

(۱۵) وہ پانی جو آدمی اپنے گھر سے یا بھٹائی، مشک میں بھر لیتا ہے وہ اس کا ملک ہو جاتا ہے۔ وہ اس  
 پانی کو بیچ بھی سکتا ہے۔ دوسروں کو پینے سے منع بھی کر سکتا ہے لیکن اگر کوئی شخص پیاس کی شدت سے  
 بیتاب ہے اور پانی رکھے وہ نہ دے تو اس سے زبردستی لیا جاسکتا ہے۔

دریا اور تالاب کی مچھلیاں کسی کی ملکیت نہیں ہیں جس کو جی چاہے انھیں پکڑ سکتا ہے۔  
 پانی میں شکار اگر کسی نے دریا سے مچھلیاں پکڑنے کے لئے کسی سے اجازت کہ معاہدہ کیا تو صحیح نہیں ہوگا۔  
 مچھلیاں جو وہ مرد و شرکاء کرے گا اسی کی ملکیت ہوں گی، متاجر کی نہیں ہوں گی۔ اگر اس نے مچھلیاں پکڑنے سے  
 جان اپنے پیاس سے دیا ہے تو اس کا کریمہ سکتا ہے مگر خدا کی اس نعمت پر اپنی ملکیت قائم نہیں کر سکتا۔  
 جب تک وہ اسے اپنی محنت سے حاصل نہ کرے۔ البتہ اگر کسی نے اپنے ذاتی تالاب یا حوض میں مچھلیاں پکڑیں  
 یا کسی تالاب میں مچھلیاں پکڑ لی ہوں وہ ان کی پرورش اور افزائش پر کچھ خرچ کیا ہے اگر اس تالاب یا  
 حوض میں مچھلیاں اتنی زیادہ ہیں کہ بغیر کسی محنت کے انھیں پکڑا جاسکتا ہے تو وہ بلاشبہ اس کی ملکیت ہیں وہ  
 انھیں تالاب یا حوض میں رہتے ہوئے بھی بیچ سکتا ہے لیکن اگر انھیں پکڑنے کی کٹھن شہادت لگنا پڑتی ہے  
 یا جان ڈالنا پڑتا ہے تو چونکہ مچھلیاں اس کی ملکیت ہیں اس لئے انھیں پکڑنے سے دوسروں کو منع کر سکتا ہے  
 اگر خود بیچنا چاہتا ہے تو پہلے اس کا شکار کرے پھر انھیں فروخت کرے۔

(۱۶) خود روگھس تو وہ کسی شخص کی اپنی زمین پر ہی کیوں نہ ہو، وہ کسی کو اس کے کھٹے یا اجادوں کے

















تو یہاں پہلے جو اپنے غم و رقتوں کو سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں ان کو اس کے ساتھ ساتھ  
 ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی کٹرانی میں رہتے ہوئے ان میں شہرہ یعنی ہتھ پرے کی کچھ درشتیوں  
 کی صورت میں جو اس کے ہونے کا سبب ہو رہا ہو اس کے ہونے کی بجائے موت پر رہتا ہو  
 اور ان کو یہ مریت دلی کی بات کہ وہ ایک عین کی حیثیت سے اس کا نام لے کر دے اس کی  
 مریت دلی میں اس کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو

جس کی کڑواہٹ ہو تو اس کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو

فوت کے ہوتے ہوئے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو

جس کی مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو

جس کی مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو

جس کی مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو  
 کے یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو یہ مریت دلی کی مریت ہو نہ ہو





رکھ لی یا اس پر منسوب نہ کیا اور پڑوسی نے عطا نہیں کیا تو اس سے وہ تک نہیں ہوا۔  
 ہی تھا بھائے گا۔

۳۔ اگر کسی زمین یا مکان کے دو یا زیادہ شفع ہوں اور سب کے حق برابر ہوں تو بھی  
 حق شفعہ کے لئے سب برابر ہوں گے۔ مثلاً تین شریک ہوں جن میں ایک کا آدمی مسدود ہو رہا ہو  
 تو اس میں دو آدمی ہوں جن میں سے ایک کا تیسرا اور ایک کا چھٹا مسدود ہو تو اگر اس کے لئے  
 اپنا مسدود ہیچتا ہے تو ان دووں کو برابر کے شفعہ کا حق ہوگا اور دونوں کے حق شفعہ سے سب در  
 پر برقیہ کر لیں گے قیمت بھی دونوں کو برابر دینا ہوگی۔ اس لئے کہ یہ جتنی کا دونوں کا حق شفعہ پر  
 نہیں پڑے گا۔

شفعہ کے شرائط اور ضروری مسائل جیسے ہی شفعہ کو عدل سے کرنے کی ضرورت  
 کی رہیں۔ یہی ہے جو کسی سے کسی وقت اس  
 ۴۔ نہ کر دینا چاہیے کہ میں شفعہ کا حق استعمال کروں گا۔ یہاں عدل جس سے اس کی ضرورت  
 یا شفعہ میں بیٹے کا رجحان و نشان ہو اختیار کرتا ہے۔ اگر وہ یہ نہیں دیتی تو عدل شفعہ پر  
 حق نہیں رہے گا۔

۵۔ باندہ وقت کر کے یہ بہہ کرنے سے پہلے جس سے وہ معلوم ہوتا ہے کہ حق کی ضرورت  
 ۶۔ جس سے نہ دیکھنا چاہیے کہ میں شفعہ کی تمام مندی میں ہوں اس میں کوئی نہ ہوگا  
 حق نہیں ہے مثلاً اس نے خود اپنے کا مسودہ دیا یہ بیع کا علم ہونے پر کہ "بھائی یہ تو تمہاری  
 کو شفعہ کا حق نہیں رہا۔"

۷۔ صرف غیر مستقل جائیداد مندرجہ ذیل زمین و زمین کے غیر وہیں ہی شفعہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً  
 انوں یا وقف و حکومت کی جائیداد میں شفعہ کا حق نہ ہوگا۔

۸۔ اگر باندہ از مرید نے وائے سے شفعہ نے یہ کہا کہ تم اپنی رقم دو تو میں حق شفعہ سے باز رہوں  
 تو اس بحث سے شفعہ کا حق باقی نہیں رہے گا۔ اور حق کا وہاں ڈال دینا نہ ہوگا۔ اس لئے  
 ضروری ہے۔

۹۔ کسی مکان کا خریدنے والا شفعہ کو گماہ کرتے کے لئے کہہ سکتا ہے کہ یہ مکان اس کا



ب وہ دن ہو جائے گا۔ باپ باپ کے مقرر کردہ وہی دونوں کے انتقال کی صورت میں د (گر زندہ  
 سے، دن ہوگا۔ در سے بھی باپ کی طرح اپنی زندگی میں دوسرے کوئی مقرر کر دینے کا حق ہے۔ گرن  
 میں سے کوئی نہ ہو تو پھر حکومت اس کی دن ہوگی۔ رہت دوسرے افراد و اقربا، تو مجھ میں وہ دن نہیں  
 ہو سکتا۔ بہت باپ دیا حکومت ان میں سے کسی کو تقرر ان بن دیں تو انھیں ولی کا درجہ حاصل ہو جائے گا  
 جب سینہ و مدین کو بنی جو د و سال میں تفت سے روکا جائے  
 سٹیج اور ریڈیو ان کی حیثیت  
 کہ توں کا معاملہ نہایت سب سے تھوٹے سے مفت نہیں ہوگا۔  
 حکومت میں سے کن کے بہت کا حق بجہ حکومت کے کسی کو نہ ہوگا۔

۱۔ حکومت کا ور ن کے باں بچوں کا خرچ ان کی جائیداد یا مال سے پورا کرے گی۔

۲۔ جسے دس سہ و گوں کے حقوق ان پر ہوں گے وہ بھی تک ب تہ دیال سے  
 پورے کے جائیں گے۔

۳۔ مدیون کو بھی یہ جائیداد قرق کی جائے گی جو جو کے تحت مقرر ہوگی۔ اس کے بعد  
 جو بچہ کی سہ گاہ میں حکومت کو نہ تحت کا حق نہیں ہے۔

۴۔ دیال کی جائیداد اس میں ہر طرف ایک یا بیسے کر کے جو و مدیون کے پاس  
 کوئی خرید و مدد نہیں ہے تو اس سے اس کے باں بچوں کا خرچ پورا کیا جائیگا۔

۵۔ بیفہ جسے اپنی جائیداد میں تفت کرنے سے ایک یا بیسے کر کوئی تفت سے تہ  
 بھی اس کے جائیداد سے دیکھا جائے گا بہت کر میں انھیں خرچ کے دستہ تفت میں

ہو تو حکومت اس کی ذمہ دار نہیں ہوگی۔

شعاع کے معنی اور تلمیح لیتا

کہتے ہیں جس کا حق ٹروٹی کو ہوتا ہے۔

مستحقہ امتداد میں

بہر شیعہ (شفیعہ) کے لئے وہاں مشغور ایسے زمینداروں کو  
شفیعہ کیا جائے، جو مشغور بہر شیعہ کی اپنی زمین پر زمینداروں

کیا حصہ جو مشغوع سے معق ہوا (۱۴) جا رہا پڑوسی (۱۵) بارہند معق وہ ٹیڑھیں ہیں کہ رکنت  
بارکھ مہ ہوا ہوا۔

شفیعہ کا حق کوئی شمس تنی با مداد جو یک جہ سے دوسری جہ منسلک نہیں کی جا سکتی۔  
زمین یا مکان یا چیز ہر اس کی زمین، مکان یا چیز پر ہی زمین،

میں کا حصہ ہو گا یا اس کے معنی دوسروں کی زمین مرہون ہوں گے دو بڑے نسب تو ہیں  
 اس کے تحت دو بڑے مسد دروں در پڑوسیوں سے ہوں گے جی اس میں ایک

دوسرے کے نفعِ نقد و برکت و اگر امدادِ خالص رکھتے ہوں گے جیسے کہ ایک صاحب مدد  
میں یہ بتا ہے۔ اب اگر کوئی جتنی شخص اس بیچنے والے شخص کے لئے زمین، مکان، گھر،

ہو سکتا ہے اس سے پڑوسیوں کے تعلقات متور نہ رہیں ہاں یہ فرض اس کوں کے ساتھ  
ہو جس سے دونوں کا خلیق ہو یہی شرط ہے میں کہتی تھ کہ اگر دونوں جو مسلسل تعلقات کے

شریعت نے شفعہ کا حق فون دیا نہ کرنے کی اجازت دی ہے یعنی یہ بات بتانی نہیں ہے۔  
یہی رہا ہے اگر شفعہ چاہے تو اتنی ہی قیمت پر وہ جائیداد دے سکتا ہے۔

رسول مدنی شادی و سہم کی روایت سے چار حدیثیں لکھ کر اپنے شاگردوں کو  
شفیعہ کا فیصلہ فرمایا ایک حدیث میں ہے :



۳۔ معصوب مال کی قیمت خالص واپس کر دے اور معصوب منہ قبول نہ کرے تو حکومت اس کو لینے پر مجبور کرے گی۔

۴۔ معصوب چیزیں خرابی یا کمی کے وجہ سے اگر معمولی خرابی ہے تو وہ چیز واپس کرنے کے ساتھ خرابی کے بقدر تاوان بھی دینا پڑے گا لیکن اگر زیادہ خرابی آئی ہے تو مالک کو اختیار ہوگا کہ وہ چیز واپس لے اور نقصان کے بقدر اس کا تاوان لے لے یا لینے واپس نہ لینے پر پوری قیمت وصول کر لے۔

۵۔ اگر خالص مال معصوب چیز میں کسی تبدیلی کی کمی کہ اس کی بدولت یا نام میں کمی ہے گتہوں میں غصب کر کے اس کو کھانا بنادیا یا بری غصب کر کے ذبح کر دیا تو یہ سمجھا جائے کہ یہ چیز خالص کی ملکیت بن گئی تو اس کو چیز کی پوری قیمت دینا پڑے گی اور جب تک قیمت دیا نہیں کر دے گا اس کو سزا ہوگی کہ حق نہ ہوگا اس حدت اگر کسی نے چاہے غصب کیا اور اسے رنگہ یا تو مالک کو کپڑا لینے یا پوری قیمت لینے یعنی دوزخ باتوں کا حق ہوگا پھر لینے کی عمرت ہوں رنگانی کی قیمت مالک کو دینا پڑے گی اسی طرح اگر کسی نے سونا یا چاندی غصب کر کے اس کا زیور بنو یا تو مرم ہو جائے یا نہ ہو سبب وہی چیز مالک کو واپس کر لینے کا حکم دیتے ہیں نہ جہنم کے نزدیک زیور نہیں بندھ سوتے چاندی کی قیمت دینی جائے گی۔

۶۔ معصوب چیز میں جو خود بخود زیا آتی ہوگی وہ سب مالک (یعنی معصوب منہ کی ہوئی منہ) جانور سے کچھ دیا یا شاخیں کھیں گے تو یہ سب مالک کا حق ہے اگر نہ سب سے ذرا نہ یا سناٹ کرے گا تو توت و توت و توت پڑے گا۔

۷۔ اگر خالص مال نے غصب کرنے کے بعد اس میں خود کچھ اضافہ کر دیا مثلاً زمین کو غناب کر کے مکان بنایا یا اس میں درخت لگائے تو اسے حکم دیا جائے گا کہ اپنی تعمیر کو واپس دے درختوں کو کاٹ لے جائے لیکن اگر مکان کو گرنے سے یا درختوں کو کاٹنے سے زمین کو کوئی نقصان ہوتا ہو تو مالک اس کی قیمت دے کر خود سے اسے تو یہ بات حدود زیا میں مستحسن ہے نسبت اس کے کہ نہ تو مالک غصب پر زیا دتی کی جائے۔



میں خریدتے۔ شیعہ نے رقم کی زیادتی کی وجہ سے شفعہ نہیں کیا مگر بعد میں اسے معلوم ہوا کہ وہ  
مکان کم قیمت میں بکا ہے تو اسے دوبارہ شفعہ کرنے کا حق ہوگا۔

۷۔ لیکن اگر اس صورت میں خریدار نے بیع میں کوئی اضافہ کر دیا مثلاً زمین میں کوئی عمارت بنی  
یا بنی ہوئی عمارت میں توسیع کر دی یا درخت لگائے تو شیعہ یہ تو کہہ کر قیمت دے کر اس  
جائے دکولے لے جائے گا۔

۸۔ شیعہ نے جس مکان یا باغ کا شفعہ کیا ہے اس کی پوری قیمت ادا کرنا ہوگی خواہ وہ مکان شفعہ  
کرنے کے بعد گر گیا ہو یا باغ کے درخت سوکھ گئے ہوں بشرطیکہ خریدنے والے نے قصداً  
مکان گریں نہ ہو ورنہ باغ کے درختوں کو جان بوجھ کر نقصان نہ پہنچایا ہو۔

۹۔ اگر شفعہ کا دعویٰ کرنے کے بعد فیصلہ ہوتے سے پہلے شیعہ کا انتقال ہو جائے تو شفعہ  
کا حق ختم ہو جائے گا ورنہ اس کا حق منتقل نہ ہوگا۔

۱۰۔ شیعہ کے شفعہ کا دعویٰ نہیں کیا ہے تب اس کا رد و قبول نہ کر سکتا ہے تو اس تاخیر سے اس  
کا حق قائم نہیں ہوگا۔ شیعہ مستحق کو وہ مدت سے جس میں کر سکتا ہے  
مستحق کی حکومت کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کرے۔

۱۱۔ خریدار کو قیامت ادا کر کے رد و قبول میں ہرگز ہرجا نہ ہوگا۔

مسئلہ دوم: شیعہ کا حق برہم ہے۔  
جواب: سب یہ کہتے ہیں کہ شفعہ کا حق و فائدہ رک  
نے سے سب سے پہلے خود شیعہ یا غلام مال سب  
برہم ہیں۔ اس لئے شفعہ کا مستحق بھی برہم سب کو نہیں ہے۔

## تخصیص

کسی کوئی چیز اس کی رند منہ می ورنہ ہانت کے بغیر ورنہ مستحق زبردستی لے لین  
غصب کہہ تاجہ ورنہ بڑا ہے قرآن و حدیث میں اس کی سخت مذمت فرمائی گئی ہے  
بہر حال اگر کسی کو شیعہ کی چیز ورنہ کو کسی کی چیز اور بیٹے کو باپ کی چیز

بھی بے اجازت بین و مستمال کرنا صحیح نہیں ہے ایسا کرنے والے کو ناصیب کہا جائے گا  
اس کی سزا اس کو دنیا میں بھی دی جاسکتی ہے ورنہ آخرت میں اس کو مذہب کی وعید سے ناصیب  
قسم کی بدترین قسم ہے قرآن میں ناحق اور بلا ضرورت کسی کا مال کھانے و پینے کے واسطے خریدا  
جائے۔ وہ اسٹے پیٹ میں لگ بھڑ ہے یعنی بد شکافتا جو غم کو بڑھاتا ہے۔ قرآن سے مال قسم  
کا سلف استعمال کیا ہے جو ہرج کی زیادتی و بزدلی سے متعلق و غصب کیسے مستحق ہوتا ہے غصب تو  
نہد میں بیشیت سے بھی سب سے زیادہ کسی مکرور کا یا کسی نابالغ یتیم کا مال و روٹھیت سے کھانا  
بے مکرور کو طاقت حاصل ہوتی و رہتی ہو باغ ہو تو اپنی دوست کو اس طرح ہرگز برباد کرنے  
کی اجازت نہ دیتا۔

نبی کریم علیہ السلام کے مشادات میں اس کی مذمت کی گئی ہے جس سے حدود  
و قانسے کہ غصب ایک بدترین عداوت ہے آپ نے تاکید و تنبیہ کے اندر میں فرمایا ہے کہ  
اَلَا تَنْصِبُوْا اِلَّا الْاَحْبٰ  
بِشَارِہ و کسی پر غم نہ کرنا ہوئی۔ انہد دے دی  
مال مہرہ اَلِنَصِیْبُ خَیْرٌ  
آپ نے فرمایا کہ بلا اجازت کسی کی چیز نہ تو ہجائیے گی تا بین درست ہے نہ مادی و مادی  
کے اندر سے۔

اَلَا یُحَدِّثُ اَحَدُکُمْ بِمَتِّ رَیْ  
نہد میں سے ہرگز کوئی بے جانی ہمارے اندر  
خَبْرٌ حَدا و لا غیر  
آپ نے فرمایا کہ کسی کی خبر نہ دے کہ یہ غصب ہے یا غصب ہے کہ یہ غصب ہے  
سب سے وہ کسی کا دودھ دینے و برباد کرنے و بغیر اجازت اس کا دودھ دے گا کہ اس نے  
بے تشبہ دے کر فرمایا کہ تمہارے گناہ اپنے کی کوئی چیز کسی برتن میں ہوگی تمہارے گناہ کے  
س کو توڑ دیا جائے و وہ چھین کر اسے تو جس طرح تمہارے کو نہیں کر دے گا کہ تمہارے گناہ کے  
کی چیز کوئی اس طرح برباد کر دے جب تو بھی غدا کے برتن کی نرس ہیں اس کو وہ کسی چار  
بغیر ذی کر لینا درست نہیں ہے۔ دوسرے

آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک برتن زمین بھی کسی کی ناحق ہائے توقیف مت کے دن







## اتلاف مال

کسی کا نقصان بردن یا قصد کسی نقصان کا سبب بننا بھی بڑا گناہ ہے۔ جان کا تلف کرنا تو سب سے بڑا گناہ ہے اس کے ارکا میں بھی بہت سخت ہیں یہاں سے مال کو تلف کرنے کے بارے میں ارکا کا ذکر مستور ہے۔

ایک بار حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کا برتن توڑ دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نادمہ دیا۔ ہند اگر کوئی شخص کسی کی چیز قصداً یا بغیر قصد کے فنا کرے تو اس کا یہ نادمہ بنے گا۔ قصد میں گناہ بھی ہوگا اور نادمہ بھی دینا پڑے گا جبکہ بغیر قصد نادمہ ہونے میں گناہ تو نہیں ہوگا مگر نادمہ دینا جائے گا۔

کسی چیز کو فنا کر کے یا نقصان پہنچانے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ برہم مال کو فنا کر دیا جائے یا کسی کو نقصان پہنچا دیا دوسرے یہ کہ کوئی فعل نقصان کا یا فنا کر کے سبب بن جائے جیسا کہ ایک بیٹہ میں برہم مال کی دردہ ٹوٹ گئی یا قصداً جیسا کہ دی باسی نے جو بچے کے دردہ کی کڑی کر ٹوٹ گئی۔ تو پہلی صورت برہم مال نقصان کی ہوتی جبکہ دوسری صورت میں دو نقصان کا سبب بنا۔ دونوں صورتوں میں تو نادمہ لازم ہوگا جیسا کہ صورت میں تو نقصان پہنچانے سے پہلے دو خسار کی شکل میں دوسری صورت میں ایک دوسرے شخص کی نقصان پہنچانے کا کام ہوا تو ایسے شخص پر اس کی ذمہ داری نہیں رہے گی مثلاً بیٹے کے ہاتھ میں گلاس ٹوٹ گیا تو اس میں تو دگرگاہ تو اس کو خود گلاس ٹوٹنے کا کو دینا پڑے گا جس کی کوئی دوسرہ کسی کی ذمہ داری میں گلاس ٹوٹنے میں اس کی ذمہ داری کرنے والے پر نہیں ہوگی۔

برہم مال سے نقصان کرنے والے کو نادمہ دینا پڑے گا۔  
 برہم مال سے نقصان کرنے والا جو یا بغیر قصد کے مثلاً کسی نے کوئی چیز مسخ کر دی۔  
 مستور کر دی، حضورؐ رات کو کسی کو قصد توڑ دیا، حدیث پر مستور کر دی اور

س کی نمانہ خود حفاظت نہیں کی تو اس کو نشان کا جرمانہ دینا پڑے گا جیسے کسی نے سائیکل کی  
 ورنر کے راستے پر یا مجمع میں تیز چلائی اور کوئی بزدل ٹوٹ گیا یا کسی سے ٹکرائی تو اس کو جرمانہ  
 دینا پڑے گا یا کسی سے کتاب ماری ہوئی اور اسے ایسی جگہ رکھ دیا کہ ہوجائے اس کا کچھ نہ ہو سکے  
 دیا کسی بچے نے اسے پھینک دیا تو اس کو نشان کے بقدر جرمانہ دینا پڑے گا اور اگر وہ بچہ  
 ایک رتو کی تو پوری قیمت دینا پڑے گی۔

۲۔ کوئی شخص کرگڑ پر اور ہاتھ میں دوسرے کی کوئی چیز جتنی جو ٹوٹ گئی یا کسی چیز کے ہاتھ پر  
 اور وہ چیز ٹوٹ گئی تو دونوں صورتوں میں جرمانہ دینا پڑے گا۔

۳۔ کسی دوسرے شخص کی کوئی چیز جتنی کہ رتو کی یا نہایت گھری ہوئی یا خیر ہونے والی ہونے کو نہایت  
 گھری ہوئی تو اس کا بھی جرمانہ دینا پڑے گا۔

۴۔ ایک شخص نے کسی کا کپڑا ہیرا کر لیا اور وہ پتہ لگا تو پوری قیمت دینا پڑے گی، ایسے گھری  
 نے دوسرے آدمی کا دامن بکرا اور دوسرے نے جھٹکا دیکر پھیر لیا اور پتہ لگا تو نہایت قیمت  
 دینا پڑے گی کیونکہ دونوں کے نفس سے کپڑا بچتا ہے اس لئے دوسرے آدمی کو جی بھڑکے  
 ۵۔ اگر کسی کا بچہ کسی شخص کی چیز کا نقص کرے تو اس کے درجہ کے ہاتھ میں ملے  
 اپنے اس بچے کے نام کو فی ماں یا باپ کے نام سے اس کی قیمت دیکر بھڑکے یا اس وقت  
 تک نہ بھڑکے یا جب وہ بھڑکے تو اس کے حکم سے بچہ بچا جائے گا  
 باب ۱۰۔ اس کے تمام مصروف کاشتیں بہ قیمت ادھر لگائیں۔

۱۔ اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کے مکان کا کوئی حصہ گھریا کوئی درخت کا کوئی حصہ  
 کا پھس ڈر کر گرا دیا تو نشان کرنے والے کو جرمانہ دینا پڑے گا مکان ہو کر دیا اس کے سب  
 کی قیمت اس کو دینی ہے، وضع کر کے بقیہ کا جرمانہ مکان کو دینا ہے۔  
 مکان مکان کو اختیار ہے کہ وہ مکان ڈھانے والے کو دیدے اور پورے نشان کو موافق  
 لے لے اس طرح درخت کی سڑی درجہ کی قیمت وضع کر کے تو اس کے پوری قیمت سے  
 دونوں باتوں کا اختیار ہے۔

۲۔ اگر گھاس یا مٹا میں گھاس بھڑکے اور ٹوٹ اس خیال سے کہ دوسرے مکان تک نہ

خرید کر کے در آپ نے حضرت ابو رافع کو ام المومنین حضرت میمونہؓ سے نکاح کئے ہیں  
وکیل بن کر بھیجیں وقت آپ مدینہ میں تھے اور حضرت میمونہؓ بہت عاقل ملک میں تھیں۔ اس  
سے نہ سب کے خرید فروخت، منسار بہت، شرکت، رہن، صلح، اپنے دعویٰ کی پیروی نکاح  
وغیرہ کاموں میں بندھیں بنائے کی شریعت اسلامی میں اجازت ہے۔

وکالت کا عطا ٹوٹا ہوا رکیزان  
وکالت کی فقہی تحریریں اور وکیل کی حیثیت میں اس پیشے کے سے ہونا جاتا

میں جس کے ذریعہ حق یا ناحق پہنچا جھوٹ اپنا دعویٰ منوانے کی کوشش کی جاتی ہے در وکیل  
وہ مدت ہے جو غیر مسلم می دون کے ذریعے غیر اسلامی عدالت کے سامنے ایسے مقدمات کی  
پیروی در نہ ہوگی کرنا ہے لیکن اسلام میں شریعت میں وکالت کا مفہوم اس سے بہت بلند  
ہے وکیل حق و ناحق کی تہ کے لیے جیسے کہ نے دے کو نہیں کہتے۔ جو جائز ذمہ داری کسی  
ان کے سامنے کی جاتی ہے اس کے سے شریعت میں امانت کا لفظ بولا جاتا ہے جینی وہ اس  
ذمہ داری کو کسی طرح دیکھے جس طرح یک بین ہن ہن نہت کو داکرتا ہے وکالت بھی مک  
ذمہ داری سے اور سے کسی طریق سے پورا کرنا ہے جس طرح یک بین مانت کی ذمہ داری  
کو پورا کرتا ہے وکالت کی تعریف فقہائے نے کی ہے اَلْحَدُّ اَلْمَوْذُوْنُ اَلْخَرُوْدُ اَلْمَعْنٰی  
مَعْنٰی اَلْحَدِّ اَلْمَوْذُوْنُ اَلْخَرُوْدُ اَلْمَعْنٰی اَلْحَدُّ اَلْمَوْذُوْنُ اَلْخَرُوْدُ اَلْمَعْنٰی

کسی سے بھی معاملہ کرنے کے لئے چاہے جس بنیادی طور پر نہ وری ہیں، امر سنی یعنی معصوم  
ذمہ دار کی بند بندہ کی وراثت کا حرم، باطن ورنہ حق نہ ہونا، انا ہر ہے کہ کسی غیر مسلم کی  
مدد سے رجوع کرنا وغیرہ سند می قانون کے مطابق فیصلہ پایا ہوتا سند می شریعت کے نزدیک  
اس سے بہت دور باطن پر نہ مند ہونا جرم ہے۔ وکالت کے پیشے کی یہ محدود نہ خط و غیرہ در ذمہ  
حیثیت سند می شریعت میں مقبول نہیں ہے بلکہ وکالت کا مفہوم امانت اور حق کی ذمہ داری کو  
پورا کرتا ہے۔

وکالت دو قسم کی ہوتی ہے ۱۔ وکالت با جرت اور ۲۔ وکالت بے جرت دونوں  
کے حکم یکساں ہیں۔ صرف ایک مدت میں وکیل با جرت

کی ذمہ داری وکیل باجرت سے کم ہو جاتی ہے جس کا ذکر آگے رہا ہے۔

اجرت لے کر یہ کمیشن پر کام کرنے والا وکیل باجرت کبھی تائب سی حدیث حکومت کے  
تہم مد لازم اپنی حکومت کی مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں وہ حکومت کے وکیل باجرت ہوتے ہیں  
اسی طرح اگر آپ اپنے ذاتی مد لازم سے کام میں یا کوئی کمیشن بجٹ منہ رکھیں تو دونوں سے  
کے وکیل قرار پائیں گے یعنی انہیں آپ کی ہدایت کے مطابق کام کرنا ہوگا۔

وکالت کے ارکان و شرائط ۔ دوسرے تہم مد مدت کی حد وکالت میں بھی  
موکل و وکیل ہیں یہ معہدہ کرتے ہیں کہ

دونوں کا ایجاب و قبول نہ دوسری سبب زبانی یا تحریری۔ مثلاً آپ نے کسی سے کہا کہ میں کوئی کام  
فداں کام آپ کر دیجئے اور اس نے کہا دیا یا لکھو یا کہ میں آپ کا فداں کام کروں گا تو ایجاب و قبول  
ہو گیا یا اس نے کوئی جواب زبانی یا تحریری تو نہیں دیا مگر آپ کا کام کرنا شروع کر دیا تو اب وہ  
وکیل ہو گیا۔ اگر وہ زبانی یا تحریری طور پر آپ کے کہنے یا کہنے کے رد کردے تو اس کا حق ہے۔

۷۔ ایجاب و قبول کے بعد دوسری شرط یہ ہے کہ وکیل موکل کی رائے و مرضی کے مطابق کام  
کرے کیونکہ اگر وہ آپ کی مرضی و رائے سے مختلف کوئی کام کرے گا تو اس کی ذمہ داری کسی پر  
ہوگی مثلاً آپ نے اپنے مد لازم سے ایک حق چھٹین کا لے لیا وہ کہہ کر کہ وہ کہیں خرید کر آپ  
نے منے منگوائے درود کشمیش سے آپ نے کہا کہ وہ بہر سبب لے کر درود کشمیش سے نہ لے سکتا  
یا وغیرہ وغیرہ تو آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس کو رد کر دے جس نے آپ کو یہ بھی رد کر  
نہ چاہیں تو مد لازم یا تو اس سے یہ کہہ دے کہ یہ سبب سے آپ اس سے بہت مد و مصلحت  
کر سکتے ہیں اسی طرح اگر حکومت کے مد لازم ہیں وہ کہہ کر کہ حکومت کے منہ کے خلاف کام کریں  
جس سے کوئی نقصان ہو جائے تو اس کی ذمہ داری اس مد لازم کا رکن پر ہوگی جہاں آپ نے فداں  
نہیں کیا وہ کہہ کر کہ گوشت ردویا پڑے کی تہم نہیں بتائی وہ کہہ کر کہ اس کو رد کر دے تو وہ جانتے ہیں  
گوشت و سبب بھی پتہ نہ لے گا اسے لینا پڑے گا۔

۸۔ قبیحہ می شرعیہ ہے کہ موکل وکیل دونوں صاحب عقل و تیز ہوں۔ کچھ بچے یا بڑے بچے بھی  
یا ناک ہاں سکتے ہیں نہ خود وکیل بن سکتے ہیں۔



ہوگا تو دون نہیں ہوگا کیونکہ یہ حیوان کی فطرت ہے جس سے ایک اس کو باز نہیں رکھ سکتا۔  
 سو سوری کے جانوروں کا بھی یہی حکم ہے جو عموماً جانوروں کا ہے۔ لیکن اگر راستے میں  
 کوئی ٹوٹے یا ونٹ پر سوجھ رہا ہو اور کسی نے اسے بھڑکایا اور وہ سب پر توجہ انسان  
 ہوگا اس کا وہ دن بھڑکانے والے کے ذمہ ہوگا سو یہ نہیں ہوگا۔ اگر بھڑکانے والے کو جانور کی  
 دہشت کے درودہ مر جائے تو اس کا خون بہا بھی ایک سے نہیں دلا یا جائے گا کیونکہ مرنے  
 والے نے خود جانور کو چھوڑ دیا۔

پھر اگر دو تیرو ہے جانوروں کے ساتھ ہوں ایک ان کے آگے اقلد، اور دوسرے ان کے  
 پیچھے راستے توجہ جانوروں سے جو نقصان ہوگا اس کا تاوان دونوں جانوروں سے یہاں ہے کہ  
 وہ بے جان سوریوں ہو ڈر ہو  
 بے جان سوریوں سے نقصان پہنچنے کا تاوان  
 اچھڑنے والے کے ذریعہ چھوٹی  
 جاتی ہیں تو ہنسنا ان سے نقصان پہنچے یا بغیر قصد کے اس کا تاوان ڈر ہو۔ یہاں سے یہاں سے  
 جس سے راستے درودہ کے بارے میں کبھی بات نہ کی جائے۔ یہ کوئی خود سوری کے آگے جانے  
 یہ کوئی نقصان دے تو بھر ڈر ہو کی ذمہ داری نہیں ہے۔

## وکالت

بہت سے کام پیش آجاتے ہیں جن کو آدمی خود انجام نہیں دیتا بلکہ دوسرے  
 لوگوں سے انجام دیتا ہے کسی کام کے انجام دینے یا نہ دے سکنے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں،  
 کبھی یہ موت ہے کسی کام کی آدمی کو نہ ورت تو ہوتی ہے سین میں کو پورا کرنے کی خود اس میں  
 تعدد حیرت نہیں ہوتی کبھی یہ موت ہے کہ وہ ایک کام میں مشغول ہوتا ہے اور کوئی دوسرا کام پیش  
 آجاتا ہے اس سے دوسرے سے مدد لیتا ہے مجبور ہوتا ہے یہ کہ وہ کام تیز وسیع اور پیچیدہ  
 ہو جاتا ہے کہ ایک آدمی اس سے نہیں ہوتا اس سے دوسرے دن کو شرمک کرنا پڑتا ہے غرض یہ  
 کہ وہ کام آدمی خود کریتا ہے یا کر سکتا ہے اس کو دوسروں سے بھی کر سکتا ہے شرمینہ میں

اس کی جو زت ہے اور اسی کو وکالت کہتے ہیں۔

وکالت کے معنی اور اس کی ضرورت  
وکالت کے معنی عقد نامت دومہ دہریہ اور  
کار سازی کے ہیں۔ عقد نامت دومہ دہریہ

وکیل بھی ہے کیونکہ وہ تمام کاموں کا نگراں، محض ذمہ دار کار ساز ہے۔ جب کہ جب سے کہ نہیں  
شخص فدان کا وکیل ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا محض فائدہ اس کے لیے ہے۔ اس سے  
ذمہ داری سے غلط فہم نہیں ہے جس کے معنی کسی کو نمائندہ مقرر کرنے یا کسی کو کام کا ذمہ دار  
بنانے کے ہیں۔

جو شخص کسی دوسرے کو اپنا کام سپرد کرتا یا ذمہ دار بناتا ہے اسے موکل اور جو یہ ذمہ داری  
قبول کرتا ہے اسے وکیل اور جس کام کے لیے وکیل بناتا ہے اسے موکل فیہ یا موکل کہتے ہیں۔ مثلاً  
اگر تم پر ہمد کو ایک گھڑی خریدنا ہے لیکن اسے گھڑی کی چھائی بڑائی کی شناخت نہیں ہے  
اس سے وہ ایک گھڑی کی پہچان رکھنے والے شخص ذمہ داری دے گا کہ اسے یہ سب سے ایک  
گھڑی تمہارے لیے خرید دیتے۔ خالصہ اس بات کو قبول کرے گا کہ وہ تمہارے لیے اسے خرید  
خواہ وکیل اور گھڑی موکل بنے ہوئے۔ یہی طرح یہ تمام کاموں کے لیے گھڑی کی  
وکیل بن سکتا ہے۔ نہیں وہ خود بخود دیکھ کر حق تو رکھتا ہے لیکن کسی وجہ سے نہیں کرے۔  
ایسے موقعوں پر وکالت کا ذریعہ اختیار کرنے کی شریعت نے جو زت دیکھ کر جو زت  
ثابت ہے۔ عقد میں کسی کو اس سے عقد نہیں ہے فرق اس سے کہ جو زت سے کہ  
کے اس سے یہ ہے:

وَقَالُوا حَدِّثْهُمْ بِمَا يَنْصَحُكَ رَبِّي ۖ قُلْ لَا يَنْصَحُكُمْ رَبِّي خَلْصًا ۖ قُلْ مَنْ يَمْلِكُ

قَوْلُهُ ۚ سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ ۙ آيَةُ ۙ

اس میں سے اس کو یہ سجدہ کرنا ہے کہ جو زت سے کہ سب سے یہ کہنا ہے

مستحب وہاں سے دو کچھ کہنے کے لیے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سب سے کہوں کے لیے دو سوز کو دیا ہے

سب سے کہنے کے لیے حضرت حکیم بن حزم کو اپنے لیے فرمائی کہ وہ خریدنے کے لیے فرمائی اور



سے نالغ ہوئی ہے یا قصد ایسا کیا ہے تو اس پر ذمہ داری ہوگی۔

۶۔ وکیل کو یہ حق نہیں ہے کہ جس چیز کو موکل نے اپنے لئے خریدنے کو کہا ہو اسے وہ خود خریدے۔  
اگر وہ اسے خرید لے لے یا دیا تو اس کا فائدہ قیمت سے زیادہ قیمت نہ دی جائے اور اس قیمت پر  
وہ چیز نہیں ملے۔ یہی ہے تو اسے حق ہے کہ زیادہ قیمت پر اپنے لئے خریدے لیکن قیمت کا ذکر  
اگر نہیں کیا تھا تو پھر وہ چیز اس کو اپنے لئے کسی قیمت پر خرید لے کا حق نہیں ہے۔

۷۔ اگر موکل نے وکیل کو کسی معاملہ میں اپنی طرف سے کام کرنے کو کہا اور کوئی تبدیلی  
کئی تو وہ اپنی صوابدید سے جس طرح چاہے معاملہ کو سرانجام دے سکے لیکن یہ اختیار اس  
کو معدوم طریقوں اور رواج عام کے خلاف جانے کی اجازت کسی حال میں نہیں دے سکتا۔

۸۔ عقدہ خود وہ دیونی معاملے سے متعلق ہو یا فوجداری سے یہ اسد می عدت میں  
غیر اسد می قاذون کے مطابق کسی مسہن کو لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اور نہ اسد می  
قاذون کی وجہ سے اسے کسی مسہن کو واپس لینا چاہیے۔ قرآن میں ان دونوں کو نہ تو حق ہے کہ  
تک پہنچا کر اسد می قاذون کے مطابق معاملے کا فیصلہ کریں۔ یہی عدت میں  
رہیں۔ اسد می شریعت کے مطابق نیک نہ کرتی ہو۔

۹۔ اگر کسی معاملہ میں دو آدمیوں کو دیں بنانا ہو تو دونوں کو موجود رہنا چاہیے۔

۱۰۔ وکیل کو بھروسہ کسی دوسرے کو دیں بنانے کا حق نہیں ہے جب تک موکل کی مرضی نہ ہو۔  
ہو۔ آپ نے تو اپنے لئے مذمت مہکائی اس سے پیسہ کسی دوسرے کو دیدیا اور کہہ دیا کہ  
چیز بیٹے تانہ آپ کو یہ حق ہے کہ دوسرے کو اپنی بیوی دیں بنا دیں۔

۱۱۔ کوئی شخص یا کوئی چیز نہ لے کے اس شخص کو دیں بنایا تو اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ چیز  
اپنے پاس سے آپ کو دیدے۔ اگر چیز اس کے پاس سے درود اس کو چھاپ رہا ہے تو اسے  
بتا دینا چاہیے۔ یہ چیز میرے پاس ہے اگر اجازت ہو تو میں ہی دیدوں۔

وکیل کی برطرفی  
۱۲۔ کسی کام کے کرنے سے پہلے یا بعد میں موکل کو حق ہے کہ وکیل کو  
مسترد کر دے۔ لیکن اگر وکیل نے کام شروع کیا ہے تو اس کا حق  
نہیں ہے کہ اس سے کسی کا حق مار لے یا بویا نقصان ہوتا ہو۔ یہی صورت کام کرنے سے پہلے وکیل





کو پڑھایا کوئی کتاب اسی جذبے سے لکھی کہ لوگ اُسے پڑھتے اور دین کا علم حاصل کرتے رہیں۔  
تو جب تک اس کتاب اور علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا اُس کا ثواب متناہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بھی اہل کرامہؓ جب مکے سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف  
لائے تو وہاں میٹے پانی کی بڑی کمی تھی اشرہ کے جس جھٹے میں آہٹ اور ہاجرین آباد تھے اُس  
میں صرف ایک کنواں (بیرومہ) تھا جو ایک شخص کی ملکیت تھا جس کو پانی وہ بہ قیمت دیتا ہی  
آپؐ نے اُس سے کہا کہ ”تم اس کو نہ لوگوں کی رفاہ کے لئے وقت کر دو ورنہ اس کا بدلہ جنت  
میں دے گا“ اُس نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میرے درمیان بل و غیب کی پرورش کے  
سے اس کے علاوہ کوئی ورذریہ نہیں ہے۔“ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس کو خریدا  
کر عام مسلمانوں کے لئے وقف کر دے خدا اس کا اجر جنت میں عطا کرے گا۔ یہ رشاد حضرت  
عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو انہوں نے ۵۰ ہزار درہم دے کر کنواں اُس کے مالک سے خریدا  
اور اس حضرت کی خدمت میں گھر سے خبر دیدی آپؐ نے فرمایا اے عثمانؓ! یہ مسلمانین نے  
اس کو عام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ (المستفی)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک بارگاہِ سدقہ برداشت کر دیا اور آپؐ سے  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارگاہِ اہل بیتؑ میں رکھو اور اس کا پیر غبار مسالیں لیا کرتا  
کے لئے مخصوص کر دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور یہ عینِ بردی کہ اب ذویہ بارگاہِ اہل بیتؑ  
ہے نہ کوئی اسے بکھڑا کرتا ہے نہ کھتا ہے یعنی نبی کریمؐ علیہ صلوٰۃ و تسلیم نے بارگاہِ اہل بیتؑ  
مقتدا کی کو بنایا لیکن اس کا ذکر نہ درخادم کے لئے مخصوص کر دیا۔

آپؐ کا رشتہ سب سے زیادہ جو شخص ایک گھوڑہند کی رہ میں بیان و حساب کے ساتھ دقت  
کرتا ہے تو گھوڑے کو کھانے پینے کی چیزیں دے کر ہر روز اس کے حق میں نیکی کرتا ہے۔  
جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ“ کہ  
وقت تک نیکی نہیں پاسکتے جب تک اپنی محبوب چیزوں کو نہ دے دوں گے تو نہ رات نہ دن سے  
اب اس حد تک نزاری سے نبیؐ سے غرض کیا کہ یہ امر کہ میں مجھ سے نہ دے  
پسند ہے میں پاتا ہوں اس سے فی سبیل اللہ وقف کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ سب

جونداروگ ہیں گئے اسے اس کو وقف کر دینا پختہ کھنوں نے حضرت حسن بن ثابتؓ کی  
بن کعب اور بعض دوسرے غریب ہیں خاندان کے لئے وہ زمین وقف کر دی۔ (بخاری و مسلم)  
مذکورہ ارشاد نبوی سے کئی اہم باتیں معلوم ہوئیں جن کو بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک شخص کو صدقہ دیدہ فیہ کا ثواب محض وہ ہوتا ہے لیکن رفاہ عام  
کے لئے اپنی چیز کو وقف کر دینا یا رفاہ عام کے لئے کوئی چیز ہونا یا ایسا کام کر کے جس کا فائدہ  
دوچار زاد کو نہیں بسکہ بہ شمار فرد کو پہنچ چھوڑ جانے کے سبب ہے اس کا ثواب اس  
وقت تک تکڑا رہتا ہے جب تک وہ چیز قائم رہتی ہے مثلاً کسی نے مدرسہ قائم کیا۔ کتاب خانہ  
کھول دیا تو جب تک وہ اداروں سے فیض پاتا رہے گا ان کے بانیوں کو اس کا ثواب  
پہنچتا رہے گا۔ جو وہ ثواب کے لئے دوسرے نہیں نہ دے رہی ہیں یہ کہ خاص رفاہ کے الٹی کی سبب  
ہو۔ مرنے والوں اور شہداء کی خواہشیں اصل مقصد نہ ہو۔ ویسے یہ چیزیں خود بخود حاصل ہو جائیں  
تو انہیں انہیں سے کاغذ کا حساب لگائے دوسری شہداء کے لئے یہ سب سے بڑا وقفہ ہے جس سے فائدہ بخش  
ہو یعنی ان کی سادی دینی زندگی نہ درست ہو جس طرح پوری کرتی ہو کہ خیر و کردار میں لگاؤ نہ  
آئے پاس۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں گی تو وہ چیز جب تک رہے گی ثواب کے بجائے گناہ کا  
نشانہ وقفہ کے نامہ میں ہوتا رہے گا۔ رشاد نبوی ہے کہ جو شخص جہانم بستر لگ کر جائے  
گا۔ جو وہ اس پر رہیں گے ان کا ثواب اس کو ملے گا۔ اور جو وہ بڑی راہ دکھائیں گے  
ان کی گردن پر ان کوں کا عذاب بھی ڈال دیا جائے گا۔ اگر آپ نے شرف خانہ بنانے کے بجائے  
سناں، اس بن کر وقف کر دیا۔ تعمیر کو بنائی ایک مشکانہ و مدرسہ بنادیا۔ اور بھی کھلا رکھا تو  
جنت عذاب سینما دیکھنے والوں اور ان بانیوں کے مشرکانہ و منہ نہایت سے ان پر ہوگا کسی  
کے بعد عذاب آپ کی گردن پر ہی ہوگا۔

۲۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آدمی جو چیز صدقہ کر کے یا وقف کر کے دیتا ہے وہ ایسی چیز ہو  
جس سے اس کا دل لگاؤ و محبت بھی ہو۔ اگر آپ کے پاس کئی مکان ہیں اور ایک مکان  
وقف کرنا چاہتے ہیں یا کئی زمینیں ہیں اور ان میں سے ایک کو وقف کرنا چاہتے ہیں تو وہ  
مکان اور وہ زمین وقف کیجئے جو آپ کے نزدیک سب سے عمدہ و پسندیدہ ہو کیونکہ  
اللہ کی رضا گشتی و رزق چہیز سے حاصل نہیں کی جاسکتی اور اس کا ثواب مستاہق ہے۔









قدش شخص کے لئے ہے یا میں نے تہاں شخص کو اپنی موت کے بعد اپنے مال کے یک جہتی کا حقدار بن دیا کسی عرج کے اور انفاذ جو وصیت کے معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں وصیت کی قبولیت موصی کی وفات کے بعد ہی ہو سکتی ہے کیونکہ وصیت میں تملیک موت پر موقوف رہتی ہے قبولیت یا تو عرجت ہوگی یعنی زبان سے کہے کہ میں نے وصیت کو قبول کر لیا یا نہ یعنی موصی نے کا طرہ عمل لفظ قبول کرنے کے بجائے منظور ہو۔ اگر موصی یہ یا ونسی نے عملاً وصیت کو پورا کر دیا تو اسے قبول کرنا سبب کہا جائے گا۔

وصیت کرنے والے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ تملیک کا بن ہو یعنی دوسرے کو مال کا نہ حق دے سکے بلکہ شخص وہ ہو سکنا ہے جس میں حسب ذیل باتیں پائی جائیں :

ایک یہ کہ وہ بالغ ہو کم عمر بچے کی وصیت صحیح نہ ہوگی خواہ وہ صاحب شعور ہو یا نہ ہوتا ہو بلکہ مریدا ہے کہ اس بارے میں باشعور بچے کی وصیت درست مانی جائے گی وہ بے تمیز و متعین کے بارے میں وصیت اور ویت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن جبے کو وصیت کرنے کی حازرت دی تھی وہ ویت کی پر محکوم ہے۔

دوسری بات یہ کہ وصیت کرنے والا بالغ ہونے کے ساتھ ذی عقل بھی ہو کسی مجنون کا وصیت کرنا درست نہیں اگر اس کا جنون جاتا رہے اور جب سمجھ ہو کر اس کی وفات ہوئی ہو تو بھی اس کی وصیت پر عمل نہیں ہوگا کیوں کہ اس وقت وہ وصیت کرنے کا بن نہ تھا۔ اگر جنون دور ہونے کے بعد وصیت کی اور پھر جنون طاری ہو گیا اور مستحق چاہے بیٹے تک بھی وصیت نہ ہو تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ ورنہ باطل نہ ہوگی۔ محتمد کی حازرت میں ویت کرنے کے بعد دسویسوں کا غلبہ ہو یہاں تک کہ جو جس جاتے رہے اور اسی دن سب میں موت واقع ہوئی تب بھی وصیت باطل ہو جائے گی۔

تیسری شرط یہ ہے کہ وصیت کرنے والے پر ایسا قرض نہ ہو جو اس کے نام میں مرید کے برابر ہو اور اس صورت میں وصیت کرنا درست نہیں۔ قرض کی دائمی وصیت کو رد کرنے پر مقدم ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ وصیت کرنے والا نہ تو وصیت کرنے پر مجبور کیا گیا ہو نہ اسے کسی

غریب میں ڈال گئے ہو بلکہ پوری سنجیدگی اور آزادی رائے کے ساتھ وصیت کی جائے جس میں  
تفسیر کو دخل نہ ہو۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ وصیت کرتے وقت مرنے والے کو وہ وصیت بھی نہ ہو یہ شرط ضروری ہے  
میں مفید تھی جب غلاموں کا ایک طبقہ پیا جاتا تھا

چھٹی شرط یہ ہے کہ وصیت کرنے والے کی زبان مند نہ ہو یعنی گریس مٹنی رہ کر تھی  
ہوگا کہ وہ نہیں سکے اور جب تک زبان ٹھیک نہ ہو جائے وصیت درست نہ ہوگی کوئی کوئی  
جو جوتے سے منہ دھو رہا ہو ورنہ اس شرط میں شک ہے کہ اس کے بعد جوتوں کے ساتھ  
ہونے کے ساتھ وصیت تصور ہوں گے۔

وصیت کنندہ کے لئے مسنون ہونے کی شرط نہیں ہے مگر کاغذ مسنون کے لئے یہ شرط  
کرے تو درست ہے بشرطیکہ وصیت کسی چیز کی جائے نہ جو محض مسنون پر حرام ہے بلکہ  
شراب، خمر، سہو، دنیو وغیرہ۔

موتی نے سے تحقیق رکھنے والی شرطیں ایک شرط یہ ہے کہ جس کے حق میں وصیت  
کی جائے وہ وصیت کرنے والے کا گھر

نہ ہو مثلاً ایک شخص نے اپنے بھائی کے حق میں وصیت کی جو بیٹے کی موجودگی کے باوجود درست  
نہ تھی تو یہ وصیت درست ہوگی اگر وہ بیٹا باپ سے پہلے مر گیا اور بھائی وراثت ہو گیا تو  
وصیت باطل تصور ہوگی تاہم اگر وہ مرے ورنہ کسی کے حق میں وصیت کی جائے تو وہ  
بشرطیکہ وہ وراثت عاقل بالغ و عاقل ہو تو وہ وصیت ہوگی لیکن اگر بھائی کے  
حق میں وصیت کی ورنہ اس کا وارث بھی نہ تھی تو اگر موت کے وقت تک وہ وراثت  
ہو گیا تو وصیت پر غم نہ رہے لیکن اگر موت کے وقت وہ وراثت نہیں رہا مرنے  
وصیت کرنے والے کا بیٹا پیدا ہو گیا جس نے چچا کو وراثت سے مرہوم کر دیا تو وصیت باطل  
نہاں ہوگا۔

ایک شرط یہ ہے کہ موتی نہ ہو بلکہ جو مرنے کا بل ہو۔ جو ملک ملک کے لئے موتی کے  
حق میں وصیت نہیں کی جاسکتی اگرچہ یہ کہہ سکتے ہیں اس کے بعد سے کہ وصیت کسی شخص کے





بعد مشید ہو سکے گی اگر زندگی میں اجازت دے بھی دی تو انہیں اس سے رجوع کا حق ہوگا۔  
اگر ایک شخص نے اپنے تمام مال کے بارے میں کس کے لئے وصیت کی اور اُس کا کوئی  
ورثہ نہیں ہے تو اُس کی وصیت پر عمل ہوگا اسی طرح اگر شوہر نے اپنی بیوی کے نام پر بیوی  
نے شوہر کے نام اپنے سارے مال کی وصیت کی اور ان دونوں کا کوئی ورثہ نہیں ہو تو  
وصیت درست ہوگی۔

**عملِ وصیت کی شرعی حیثیت** عملِ وصیت کی شرعی حیثیت وصیت کے مستحق  
مختلف ہوتی ہے کبھی تو وصیت واجب ہوتی ہے  
کبھی مستحب و کبھی حرم ہو جاتی ہے۔ فقہائے احناف نے وصیت کی چار قسمیں بیان کی ہیں،  
۱۔ واجب (۲) مستحب (۳) مباح و (۴) مکروہ و اہم شائع کے مسدود ہیں  
پانچویں قسم بھی ہے یعنی "وصیتِ حرم"

وصیت واجب وہ ہے جو حنفیوں کو حقوق کی ادائیگی کے لئے کی جائے جس میں مانع  
اور قرضوں کی واپسی شامل ہے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو جس کا بار اُس کے اوپر رہ جائے اور  
وہ گناہگار ہو۔

وصیتِ مستحب وہ ہے جو حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے ضروری ہو اور نہ ضروری  
اور امور مستحبِ ثواب کے لئے کی جائے جیسے فقیروں مسکینوں کے حق میں یا کسی دیندار  
کے حق میں جو وارث نہ ہو۔

وصیتِ مباح وہ وصیت ہے جو خوش حال رشتہ داروں اور قریبہ داروں کے حق میں  
ہو۔ مثلاً تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا مَلَكَتْ اِلَيْكُمْ نَفْسٌ مِّنْ اٰثَرِ الْوَارِثِ فَاَوْفُواْ بِوَعْدِهَاۤ اِنَّكُمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ

اِنْتُمْ اَنْتُمْ

عَنِ النَّبِيِّ

یعنی جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آئے اور اس کے حق میں مال ہو تو  
تم پر یہ لازم ہے کہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حق میں نیک سلوک کی وصیت  
کریں کہ یہ خدا سے ڈرنے والوں پر فرض ہے۔



سوک کے متصور ہوگا تو اس پڑھنے کی جرات کے طور پر نہ ہوگا۔

گزشتہ سنی وصیت کی کہ موت کے بعد اس کو کسی خاص مقام پر نہ رکھ دینے کی نیت تو اس وصیت پر بھی عمل کرنا ضروری نہیں، وحی سے گریہ و گریہ کی بجائے اس کے بڑے بڑے دوست کی تو اس کے مدد و رستہ کی بھی ضروری ہے۔ گزشتہ سنی کے ورثہ اس کے لئے ایک نئے نئے خرچ کرنے کی جرات دیدہیں تو یہ کرنا بھی ہوگا۔

گزشتہ سنی کے ورثہ کے لئے وصیت کی گئی تو وہ تین تین سو روپے یا اس سے زیادہ سنی کا خلیفہ رشتہ داروں سے ثابت ہے یا گریہ و گریہ سے کہ قبر پر بھی یہ جوئے و گریہ و گریہ پھر دیا جائے تو اگر مقصود قبر کو وحشی با و زوروں سے محفوظ رکھنا یا قبر کو خراب ہونے سے روکنا تو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

جو چیزیں شریعت میں ناجائز یا مکروہ یا غیر ضروری یا غیر ضروری کی ہیں وہ سنی کے ورثہ کی لئے بھی نہیں چاہئے۔ گزشتہ سنی کے ورثہ کی لئے وصیت دینا جائز ہے، مگر یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے پاس وصیت دینا جائز ہے وہ بھی شریعت کی رو سے صحیح نہیں ہے۔

بہائیوں کے زید و وصیت کرنے کا ورثہ سنی میں وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ سنی کے ورثہ میں بھی وصیت کرنا جائز ہے۔ سنی کے ورثہ میں بھی وصیت کرنا جائز ہے۔

دوسرے ورثہ کی حق تعالیٰ یہ تقسیمات پہنچانے کے لئے وصیت کرنا جائز ہے۔ جس وصیت سے سنی ورثہ کی حق تعالیٰ ہوئی ہو یا تقسیمات پہنچانے کے لئے وصیت کرنا جائز ہے۔

میں بھائی وصیت کرنا بھی جائز ہے اور وصیت کرنا بھی جائز ہے۔ امیرت کی تقسیم، وصیت ور قرض کی ادائیگی کے بعد جس کے یہ وصیت کرنا جائز ہے۔



جی کریمہ کسی سہ ماہی و سہ ماہی کے فرما رہے ہوتے ہیں کہ پوری عمر ساتھ رہے  
 تک نیک نیت رہتے رہتے ہیں اور جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو اپنی وصیت کے  
 ذریعہ درختہ کو تسکین پہنچا دیتے ہیں۔ مستحقین کو وصیت نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ  
 دوزخ کے مستحق بن جاتے ہیں۔ (بود وود)

نقدمان پہنچنے کے لیے کئی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً

۱۔ کہ نہ ٹکٹ ملے سے زیادہ وصیت کرنے کا نتیجہ درختہ کی حالت میں ہو جاتا ہے۔  
 ۲۔ درختہ کو نقصان پہنچنے کے لئے یہ کہن کہ میہ کے ذمہ لے کر تن و نفس ہے۔ اتنی رقم  
 مانگتا ہے وہ دیکھ کر ہی بے شمار نئے و نئے قسطے یا ساند ہو تو یہ وصیت گناہ ہے۔  
 ۳۔ سہ ماہی کو کسی کو قرض دیا یا اپنی کوئی قیمتی چیز کسی کے یہاں مانت رکھوئی  
 جس پر قرضہ کر کے نہ لے لیا۔ مانت یا قرضہ تو وہ سخت گناہ ہے۔ ہو کہ سواۓ وہ مستحق کا حق  
 مر کر غیر مستحق کوئی گناہ پہنچ رہا ہے۔

وصیت سے رجوع کر لینا  
 موصی جب تک زندہ ہے اس کو اپنی وصیت سے رجوع  
 کر لینے کا حق رہتا ہے مثلاً کسی نے ایک مکان کسی کو  
 دے دی ہے مگر اس کے بعد اس نے کہا کہ میں اس سے رجوع کرتا ہوں تو اسے  
 اس کو حق ہے۔ اگر اس نے نہیں کیا مگر باہر زمین خرید لیا ہے تو اس سے رجوع کر کے اس  
 نے وصیت سے رجوع کر لیا تو بھی وصیت کا عدم مزاج کے لیے رخصت اپنی کوئی زمین کسی کو دینے  
 کی وصیت کی ہے اس میں کوئی غلطی یا اسے فروخت کر دیا تو یہ بھی جائز ہے کہ اس نے  
 اپنی وصیت سے رجوع کر لیا۔

وصی کو بیعت  
 وصی کو بیعت کرنا ہے جس کو ایک شخص نے اپنی موت کے بعد اپنا نائب  
 بنایا ہو کہ وہ اس کے مال میں تصرف کرے اور اس کے گناہوں کا کچھ  
 درختہ کی جگہ پر رہے۔ وصی کو بیعت کرنے والی کی زندگی میں ذمہ داری نہیں  
 کرنے سے نکال کر سب سے پہلے اس کی موت کے بعد نہیں رہے کہ حق نہیں ہے۔

وصی کے بارے میں جو حکم ہیں ان کو ذکرِ جہر کے بیان میں بھی کیا گیا ہے یہاں پر

و مسائل بیان کئے جاتے ہیں جس شخص کو وصی بنایا جائے اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔  
 ۱۔ بائع ہونا۔ اگر کسی نے ایک بچے کو اپنے بعد وصی مقرر کیا تو وہ بائع ہونے پر وصی ہونا  
 جائے گا جب تک وہ بچہ ہے حاکم شرع پر لازم ہوگا کہ اس کے بجائے کسی اور کو وصی بنائے  
 اور اسے برطرف کر دے۔ حاکم کے تابائع وصی کو برطرف کرنے سے پہلے گرس نے ماں  
 میں کوئی تشہد کر لیا تو اسے درست مانا جائے گا کیونکہ بلوغ کی شدہ وصی بننے سے پہلے  
 بچہ ہے وصیت کے درست ہونے کی شرط نہیں ہے ہند گرس کے جانے سے پہلے وہ  
 بائع ہو جائے تو بدستور وہ وصی رہے گا۔

۲۔ مسہن ہونا۔ اگر گرس نے کسی کا ذر کو وصی بنایا تو قاضی پر لازم ہے کہ اس کی بجائے کسی  
 مسہن کو وصی بنادے لیکن ہٹائے جانے سے پہلے اس نے دے میں کچھ تشہد کیا تو وہ صحیح تسلیم  
 کیا جائے گا کیونکہ وصیت اس کے حق میں بھی درست تھی یا اگر وہ مسہن ہو گیا تو وصی کے  
 منصب پر بد قرار رہے گا۔

۳۔ عادل انکو کار ہونا۔ کسی بدکار کو وصی بنایا ہی ہے جیسے کسی بائع کو وصی بنایا اس کو  
 وصی کے فرائض سے ہٹانے کی شرط یہ ہے کہ وہ مالی معاملات میں بدنام ہو کر وہ دے میں  
 میں بے خبر ہو تو اسے برطرف کرنا درست نہیں۔

۴۔ دیانت دار ہونا۔ اگر اس کی ہدایتی ثابت ہو جائے تو کہ شرط پر لازم ہے کہ اسے  
 وصی کے فرائض سے برطرف کر دے۔

۵۔ مور وصیت انجام دینے کی قابلیت ہونا۔ اگر وہ بعض امور نجی منہ دے سکتا ہو تو  
 نہ کہ شرع اس کے ساتھ کسی ورثہ کو لگائے گا جو ان کا بنی مہ دے سکتا ہو نہ  
 وہ بالکل کم عمر ہے جزا بہت ہو تو کسی ور کو وصی بن دے گا لیکن بعض شکایت گرس و ثوں  
 تو نہیں ہائے گا جو وصیت کرنے والے کو اپنے وصی پر تھا۔

دو شخص اس کو وصی مقرر کریں  
 اگر دو شخصوں کو وصی بنایا جائے تو ان میں سے ایک  
 کو دوسرے کی اجازت کے بغیر کتب کرنا جائز نہیں

ہاں اگر وصیت کنندہ نے ہتھ پڑی ہو کہ دونوں میں سے ایک کو برخواستہ کر دے

ہوگا تو دونوں کا منفرد تصرف صحیح مانا جائے گا۔ چند امور ایسے ہیں جنہیں دونوں وصیوں میں سے ہر ایک بغیر اختلاف فقہیہ کیلئے انجام دے سکتا ہے جیسے وصیت کنندہ کی وفات کے بعد اُس کی تجہیز و تکفین۔ حقوق کے بارے میں دعویٰ۔ بچے کی ابتدائی ضروریات کو فراہم کرنا۔ امانت کو واپس کرنا۔ وصیت کو پورا کرنا۔ ایسی اشیاء کو فروخت کر دینا جن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ جو مال تلف ہو رہا ہو اُس کو محفوظ رکھنے کا بند و بست کرنا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ وصی مسلمان اگر مرتد ہو جائے تو اُسے فرائض سے برطرف کر دیا جائے گا یا تصرف کی قابلیت رکھتا ہو لیکن بعد میں معذور ہو جائے تو بھی برطرف کر دیا جائے گا۔

---



## بقیہ فہرست عنوانات

۴۲۰ (الف)	بچے کی پیدائش
" "	کان میں اذان دینا
" "	تحنیک
" "	اچھا نام رکھنا
" "	عقیقہ
۴۲۰ (ب)	ختہ
۴۲۰ (ب)	بچے کی حفاظت کی دعا
۴۲۰ (ب)	بچے کو پہلی تعلیم







